صحیح بخاری

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار سلفی رحمۃ اللہ علیہ
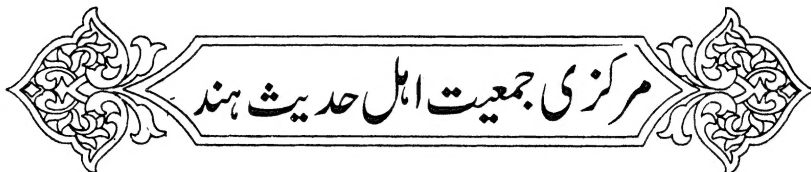
نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوڑی تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴ اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

فہرست مضامین

فہرست تشریحی مضامین

چودھواں پارہ

۵۳- بَابُ حَدِيْثُ الْغَارِ باب غار والوں کا قصہ۔

تشریح پارہ نمبر۱۳ کے خاتمہ پر اصحاب کہف کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ اس لئے مناسب ہوا کہ پارہ نمبر۱۴ کو غار والوں کے ذکر سے شروع کیا جائے۔ بعض علماء نے آیت شریفہ ﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا ﴾ (الکھف:۹) میں رقیم والوں سے یہ لوگ جن کا ذکر اس حدیث میں ہے یہ مراد لئے' واقعہ بہت ہی عجیب ہے مگر﴿ ان الله على كل شئى قدير ﴾ کے تحت قدرت الٰہی سے کچھ بعید بھی نہیں ہے۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ عقب المصنف قصة اصحاب الكهف بحديث الغار اشارة الى ماوردانه قد قيل ان الرقيم المذكور فے قوله تعالٰى ام حسبت ان اصحاب الكهف والرقيم هوالغار الذى اصاب فيه الثلاثة ما اصابهم و ذالک فيما اخرجه البزار والطبرانى باسناد حسن عن النعمان بن بشير انه مع النبى صلى الله عليه وسلم يذكر الرقيم قال انطلق ثلاثة فكانوا فى كهف فوقع الجبل على باب الكهف فا وصد عليهم فذكر الحديث (فتح البارى) یعنی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب کہف کے ذکر کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے اشارہ فرمایا کہ آیت کریمہ ﴿ ام حسبت ان اصحاب الكهف والرقيم میں رقیم والوں سے وہ غار والے مراد ہیں جو تین تھے اور اچانک وہ پہاڑ کی چٹان گرنے سے اس مصیبت میں پھنس گئے تھے جیسا کہ بزار اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رقیم والوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ تین ساتھی چلے جا رہے تھے۔ وہ ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے کہ ان پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور ان کو وہاں بند ہونا پڑا پھر اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور وہاں سے ان کو نجات بخشی۔

٣٤٦٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلاَثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَر، فَأَوَوا إِلَى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ وَاللّٰهِ يَا هَؤُلاَءِ لاَ يُنْجِيْكُمْ إِلاَّ

(۳۴۶۵) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی' انہیں عبید اللہ بن عمر نے' انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی کہیں راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک بارش نے انہیں آلیا۔ وہ تینوں پہاڑ کے ایک کھوہ (غار) میں گھس گئے (جب وہ اندر چلے گئے) تو غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں یوں کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمیں اس مصیبت سے اب تو صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہر شخص اپنے کسی ایسے عمل کو

الصِّدْقَ، فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ. فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرَقٍ مِنْ أُرُزٍّ، فَذَهَبَ وَتَرَكَهُ، وَأَنِّي عَمَدْتُ إِلَى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ، فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا، وَأَنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ أُرُزٍّ. فَقُلْتُ لَهُ: اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ. فَسَاقَهَا. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ. فَقَالَ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ آتِيهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِي، فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً، فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا؛ وَأَهْلِي وَعِيَالِي يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوعِ، فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ أَبَوَايَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا، وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا، فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَأَنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا

بیان کر کے دعا کرے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس نے ایک فرق (تین صاع) چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (غصہ میں آکر) چلا گیا اور اپنے چاول چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار میں سے گائے بیل خرید لئے۔ اس کے بہت دن بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے بیل کھڑے ہیں، ان کو لے جا۔ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر ہونا چاہئے تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ سب گائے بیل لے جا کیونکہ اسی ایک فرق کی آمدنی ہے۔ آخر وہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ ایمانداری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی تھی تو تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے ماں باپ جب بوڑھے ہو گئے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پلایا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا تو وہ سو چکے تھے۔ ادھر میرے بیوی اور بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلا لوں، بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ یہی ان کا شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے) پس میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل دور کر دے۔ اس وقت وہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے شخص نے یوں دعا کی، اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے ایک بار اس سے صحبت کرنی چاہی، اس نے انکار کیا مگر اس شرط پر تیار ہوئی کہ میں

بِمِائَةِ دِيْنَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ، فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا، فَأَمْكَنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتِ اتَّقِ اللهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَفَرَّجَ اللهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا)).

[راجع: ۲۲۱۵]

اسے سو اشرفی لاکر دے دوں۔ میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لئے کوشش کی۔ آخر وہ مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ اس نے مجھے اپنے نفس پر قدرت دے دی۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑ۔ میں (یہ سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور سو اشرفی بھی واپس نہیں لی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل دور کر دی اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

تشریح: اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وفيه فضل الاخلاص في العمل و فضل برالوالدين وخد متهما و ايثارهما على الولد و تحمل المشقة لاجلهما و قد استشكل تركه اولاده الصغار يبكون من الجوع طول ليلتهما مع قدرته على تسكين جوعهم فقيل كان شرعهم تقديم نفقة غيرهم و قيل يحتمل ان بكاء هم ليس عن الجوع قد تقدم ما يرده و قيل لعلمهم كانوا يطلبون زيادة على سدالرمق و هذا اولى و فيه فضل العفة والانكفاف عن الحرام مع القدرة و ان ترك المعصية يمحو مقدمات طلبها و ان التوبة تجب ما قبلها و فيه جواز الاجارة بالطعام المعلوم بين المتاجرين و فضل اداء الامانة و اثبات الكرامة للصالحين۔ (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے عمل میں اخلاص کی فضیلت ثابت ہوئی اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کی اور یہ کہ ماں باپ کی رضا جوئی کے لئے ہر ممکن مشقت کو برداشت کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اس شخص نے اپنے بچوں کو رونے ہی دیا اور ان کو دودھ نہیں پلایا' اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کی شریعت کا حکم ہی یہ تھا کہ خرچ میں ماں باپ کو دوسروں پر مقدم رکھا جائے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان بچوں کو دودھ تھوڑا ہی پلایا گیا اس لئے وہ روتے رہے' اور اس حدیث سے پاکبازی کی بھی فضیلت ثابت ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے پہلی غلطیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور اس سے یہ بھی جواز نکلا کہ مزدور کو طعام کی اجرت پر بھی مزدور رکھا جا سکتا ہے اور امانت کی ادائیگی کی بھی فضیلت ثابت ہوئی اور صالحین کی کرامتوں کا بھی اثبات ہوا کہ اللہ پاک نے ان صالح بندوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس پتھر کو چٹان کے منہ سے ہٹا دیا اور یہ لوگ وہاں سے نجات پا گئے۔ رحمہم اللہ اجمعین۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعہ اصحاب کہف کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں اشارہ ہے کہ آیت قرآنی ﴿ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ﴾ (الکھف: ۹) میں رقیم سے یہی غار والے مراد ہیں جیسا کہ طبرانی اور بزار نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے آپ نے ان تینوں شخصوں کا ذکر فرمایا جو ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے تھے اور جن پر پتھر کی چٹان گر گئی تھی اور اس غار کا منہ بند کر دیا تھا۔ تینوں میں مزدوری پر زراعت کا کام کرانے والے کا ذکر ہے۔ امام احمد کی روایت میں اس کا قصہ یوں مذکور ہے کہ میں نے کئی مزدور اس کی مزدوری ٹھہرا کر کام پر لگائے۔ ایک شخص دوپہر کو آیا میں نے اس کو آدھی مزدوری پر رکھا لیکن اس نے اتنا کام کیا جتنا اوروں نے سارے دن میں کیا تھا میں نے کہا کہ میں اس کو بھی سارے دن کی مزدوری دوں گا۔ اس پر پہلے مزدوروں میں سے ایک شخص غصے میں ہوا۔ میں نے کہا بھائی تجھے کیا مطلب ہے۔ تو اپنی مزدوری پوری لے لے۔ اس نے غصے میں اپنی مزدوری بھی نہیں لی اور چل دیا۔ پھر آگے وہ ہوا جو روایت میں مذکور ہے۔ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان تینوں میں افضل تیسرا شخص تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا شہوت آدمی پر بہت غلبہ کرتی ہے اور جو شخص سب سامان ہوتے ہوئے محض خوف خدا سے بدکاری سے باز رہ گیا اس کا درجہ صدیقین میں ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت

یوسف علیہ السلام کو صدیق اسی لئے فرمایا کہ انہوں نے زلیخا کے اصرار شدید پر بھی برا کام کرنا منظور نہیں کیا اور دنیا کی سخت تکلیف برداشت کی۔ ایسا شخص بموجب نص قرآنی جنتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴾ (النازعات ۴۰'۴۱) یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات حرام سے روک لیا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ جعلنا الله منھم آمین۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کیلئے اعمال صالحہ کو پیش کرنا جائز طریقہ ہے اور دعاؤں میں بطور وسیلہ وفات شدہ بزرگوں کا نام لینا یہ درست نہیں ہے۔ اگر درست ہوتا تو یہ غار والے اپنے انبیاء و اولیاء کے ناموں سے دعا کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اعمال صالحہ کو ہی وسیلہ میں پیش کیا۔ اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے ان لوگوں کو جو اپنی دعاؤں میں اپنے ولیوں' پیروں اور بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ ایسا عمل کر رہے ہیں جس کا کوئی ثبوت کتاب و سنت اور بزرگان اسلام سے نہیں ہے۔ آیت شریفہ ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴾ الخ (المائدہ: ۳۵) میں بھی وسیلہ سے اعمال صالحہ ہی مراد ہیں۔

٥٤- بَابٌ

٣٤٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْ ابْنِي حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ هَذَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ. ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ. وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَهَا: تَزْنِي، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللهُ. وَيَقُولُونَ: تَسْرِقُ، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللهُ)).

[راجع: ١٢٠٦]

باب

(۳۴۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار (نام نامعلوم) ادھر سے گزرا' وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کی شان دیکھ کر) عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الٰہی) بچہ بول پڑا۔ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ اور پھر وہ دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک (نام نا معلوم) عورت کو ادھر سے لے جایا گیا' اسے لے جانے والے اسے گھسیٹ رہے تھے اور اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ماں نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا' لیکن بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا (پھر تو ماں نے پوچھا' ارے یہ کیا معاملہ ہے؟ اس بچے نے بتایا کہ سوار تو کافر و ظالم تھا اور عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تو زنا کراتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی الله (اللہ میرے لئے کافی ہے' وہ میری پاک دامنی جانتا ہے) لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی الله (اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ میری

پاک دامنی جانتا ہے)

شیر خوار بچے کا یہ کلام قدرت الٰہی کے تحت ہوا۔ بچے نے اس ظالم و کافر سوار سے اظہار بیزاری اور عورت مومنہ و مظلومہ سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس میں ہمارے لئے بہت سے درس پوشیدہ ہیں۔ اس میں دیندار و متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ کبھی بھی دنیا داروں کے عیش و آرام اور ان کی ترقیات دنیوی سے اثر نہ لیں بلکہ سمجھیں کہ ان بد دینوں کے لئے یہ خدا کی طرف سے مہلت ہے۔ ایک دن موت آئے گی اور یہ سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ اسلام بڑی بھاری دولت ہے جو کبھی بھی زائل نہ ہو گی۔

٣٤٦٧- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيْلَ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ، فَغُفِرَ لَهَا بِهِ)). [راجع: ٣٣٢١]

(٣٤٦٧) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی' انہیں ایوب نے اور انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت سے اس کی جان نکل جانے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اور اس کی مغفرت اسی عمل کی وجہ سے ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ جانور کو بھی پانی پلانے میں ثواب ہے۔ یہ خلوص کی برکت تھی کہ ایک نیکی سے وہ بدکار عورت بخش دی گئی۔

٣٤٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ : سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ - عَامَ حَجَّ - عَلَى الْمِنْبَرِ، فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ - كَانَتْ فِي يَدَي حَرَسِيٍّ - فَقَالَ : يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ : ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاءُهُمْ)).

[أطرافه في : ٣٤٨٨، ٥٩٣٢، ٥٩٣٨].

(٣٤٦٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے سنا ایک سال جب وہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے تو منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علماء کدھر گئے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔

تشریح تمہارے علماء کدھر گئے یعنی کیا تم کو منع کرنے والے علماء ختم ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منکرات پر لوگوں کو منع کرنا علماء کا فرض ہے۔ دوسروں کے بال اپنے سر میں جوڑنا مراد ہے۔ دوسری حدیث میں ایسی عورت پر لعنت آئی ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ ۵۱ھ سے متعلق ہے۔ جب آپ اپنی خلافت میں آخری حج کرنے آئے تھے' اکثر علماء صحابہ انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت امیر نے جہال کے ایسے افعال کو دیکھ کر یہ تاسف ظاہر فرمایا۔ بنی اسرائیل کی شریعت میں بھی یہ حرام تھا مگر ان کی عورتوں نے اس گناہ کا

ارتکاب کیا اور ایسی ہی حرکتوں کی وجہ سے بنی اسرائیل تباہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ محرمات کے عمومی ارتکاب سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما قریشی اور اموی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ حضرت معاویہ خود اور ان کے والد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ یہ مولفۃ القلوب میں داخل تھے۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلات لکھنے کی خدمت ان کو سونپی گئی۔ اپنے بھائی یزید کے بعد شام کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے وفات تک حاکم ہی رہے۔ یہ کل مدت بیس سال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تقریباً ۴ سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت یہ کل بیس سال ہوئے۔ اس کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ۴۱ھ میں خلافت ان کے سپرد کر دی تو حکومت مکمل طور پر ان کو حاصل ہو گئی اور مکمل بیس سال تک زمام سلطنت ان کے ہاتھ میں رہی۔ بمقام دمشق رجب سنہ ۶۰ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ آخر عمر میں لقوہ کی بیماری ہو گئی تھی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کاش میں وادی ذی طویٰ میں قریش کا ایک آدمی ہوتا اور یہ حکومت وغیرہ کچھ نہ جانتا۔ ان کی زندگی میں بہت سے سیاسی انقلابات آتے جاتے رہے۔ انتقال سے پہلے ہی اپنے بیٹے یزید کو زمام حکومت سونپ کر سبکدوش ہو گئے تھے۔ مگر یزید بعد میں ان کا کیسا جانشین ثابت ہوا یہ دنیائے اسلام جانتی ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ہندہ بنت عتبہ بڑی عاقلہ خاتون تھیں۔ فتح مکہ کے دن دوسری عورتوں کے ساتھ انہوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی تو ہندہ نے عرض کیا کہ میرے خاوند ابو سفیان ہاتھ روک کر خرچ کرتے ہیں جس سے تنگی لاحق ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس قدر لے لو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے حسب دستور کافی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اور زنا نہ کرو گی' تو ہندہ نے عرض کیا کہ آیا کوئی شریف عورت زنا کار ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گی تو ہندہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہمارے سب بچوں کو قتل کرا دیا۔ ہم نے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پرورش کیا اور بڑے ہونے پر آپ نے ان کو بدر میں قتل کرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ اسی روز حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

٣٤٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). [طرفه في : ٣٦٨٩].

(۳۴۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا' اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' گزشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

لفظ محدث دال کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے ولی کے دل میں ایک بات ڈال دی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ کامل طور پر حاصل تھا۔ کئی باتوں میں ان ہی کی رائے کے مطابق وحی نازل ہوئی۔ اس لئے آپ کو محدث کہا گیا۔

٣٤٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

(۳۴۷۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ : هَلْ مِنْ تَوبَةٍ؟ قَالَ : لاَ، فَقَتَلَهُ : فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا؟ فَأَدْرَكَهُ الْمَوتُ فَمَالَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ، فَأَوحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوحَى إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ : قِيْسُوا مَا بَيْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ)).

نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے ابو صدیق ناجی بکر بن قیس نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس نے ننانوے خون ناحق کئے تھے پھر وہ (نادم ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا' کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہو گئی۔ مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا۔ (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لئے وہ بخش دیا گیا۔

جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس کا نام نصرہ بتایا گیا ہے۔ وہاں ایک بڑا درویش رہتا تھا مگر وہ قاتل اس بستی میں پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں انتقال کر گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر نکلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا' اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو قاتل مومن کی توبہ کی قبولیت کے قائل ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ قال عياض و فيه ان التوبة تنفع من القتل كما تنفع من سائر الذنوب (فتح البارى) یعنی قتل ناحق سے توبہ کرنا ایسا ہی نفع بخش ہے جیسا کہ اور گناہوں سے۔

٣٤٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ

(۳۴۷۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لئے جا رہا تھا کہ

فَقَالَ : ((بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ، بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟ فَقَالَ: فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهَذَا أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ.وَمَا هُمَا ثَمَّ. وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ، فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هَذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لاَ رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ، ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ؟ قَالَ: فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهَذَا أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ. وَمَا هُمَا ثَمَّ)). وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

[راجع: ٢٣٢٤]

وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرت الٰہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی کے لئے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرت الٰہی) بولا' آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہو گا؟ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا' ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' انہوں نے مسعر سے' انہوں نے سعد بن ابراہیم سے' انہوں نے ابو سلمہ سے روایت کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: آنحضرت ﷺ کو حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی قوت ایمانی پر یقین تھا۔ اسی لئے آپ نے ان کو اس پر ایمان لانے میں شریک فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے گائے کو اور بھیڑیئے کو کلام کرنے کی طاقت دے دی۔ اس میں دلیل ہے کہ جانوروں کا استعمال ان ہی کاموں کے لئے ہونا چاہئے جن میں بطور عادت وہ استعمال کئے جاتے رہتے ہیں (فتح الباری)

٣٤٧٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِيْ اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا

(٣٤٧٢) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا اور مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جا۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا

اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ. وَلَمْ أَبْتَغْ مِنْكَ الذَّهَبَ. وَقَالَ الَّذِي لَهُ الأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا فِيْهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ. فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ : أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا : لِيْ غُلاَمٌ، وَقَالَ الآخَرُ : لِي جَارِيَةٌ، قَالَ : أَنْكِحُوا الْغُلاَمَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقَا)). [راجع: ۲۳٦٥]

کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور سونا انہیں پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے اگر کوئی زمین بیچے پھر اس میں سے خزانہ نکلے تو وہ بائع ہی کا ہو گا جیسے گھر بیچے اس میں کچھ اسباب ہو تو وہ بائع ہی کو ملے گا مگر مشتری شرط کر لے تو دوسری بات ہے۔

۳٤۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ؟ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ - أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ - فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: ((لاَ يُخْرِجُكُمْ إِلاَّ فِرَارًا مِنْهُ)).

[طرفاه في : ۵۷۲۸، ٦۹۷٤].

(۳٤۷۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر اور عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے' ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور انہوں نے (عامر نے) اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں' آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ ابوالنضر نے کہا یعنی بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔

تشریح معلوم ہوا کہ تجارت' سوداگری' جہاد یا دوسری غرضوں کے لئے طاعون زدہ مقامات سے نکلنا جائز ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ طاعون کے زمانے میں اپنے بیٹوں کو دیہات میں روانہ کر دیتے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب طاعون آئے تو پہاڑوں کی کھائیوں' جنگلوں' پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جاؤ' شاید ان صحابہ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کو جا رہے تھے معلوم ہوا کہ وہاں طاعون ہے' واپس لوٹ آئے۔ لوگوں نے کہا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ طاعون میں پہلے شدید بخار ہوتا ہے پھر بغل یا گردن میں گلٹی نکلتی ہے اور آدمی مرجاتا ہے۔ طاعون کی موت شہادت ہے۔

٣٤٧٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيْبُهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ)). [طرفاه في: ٥٧٣٤، ٦٦١٩].

(٣٤٧٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے' اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

٣٤٧٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِىءُ عَلَيْهِ إِلاَّ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا أُهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَايْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتَ

(٣٤٧٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوۂ فتح کے موقع پر) چوری کرلی تھی' اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی بہت سی امتیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم!

مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)).
[راجع: ٢٦٤٨]

اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔ چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنا شریعت موسوی میں بھی تھا۔ جو کوئی اس سزا کو وحشیانہ بتائے وہ خود وحشی ہے اور جو کوئی مسلمان ہو کر اس سزا کو خلاف تہذیب کہے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (وحیدی) حضرت اسامہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے ہی چہیتے بچے تھے کیونکہ ان کے والد حضرت زید بن حارثہ کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ان کو رسول کریم ﷺ کا بیٹا سمجھتے اور اسی طرح پکارتے مگر آیت کریمہ ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِآبَآئِهِمْ ﴾ الخ (الاحزاب: ۵) نے ان کو اس طرح پکارنے سے منع کر دیا۔

٣٤٧٦- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلاَلِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً قَرَأَ آيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلاَفَهَا، فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ: كِلاَكُمَا مُحْسِنٌ، وَلاَ تَخْتَلِفُوا، فَإِنْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا)).
[راجع: ٢٤١٠]

(۳۴۷۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے نزال بن سبرہ ہلالی سے سنا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک صحابی (عمرو بن عاص) کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت نبی اکرم ﷺ سے اس کے خلاف قرأت کے ساتھ میں سن چکا تھا' اس لئے میں انہیں ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک پر اس کی وجہ سے ناراضی کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اسی قسم کے جھگڑوں سے تباہ ہو گئے۔

تشریح: یعنی قرآن مجید میں جو اختلاف قرأت ہے' اس میں ہر آدمی کو اختیار ہے جو قرأت چاہے وہ پڑھے۔ اس امر میں لڑنا جھگڑنا منع ہے۔ ایسے ہی فروعی اور قیاسی مسائل میں لڑنا جھگڑنا منع ہے اور خواہ مخواہ کسی کو قیاسی مسائل کے لئے مجبور کرنا کہ وہ صرف حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یا صرف حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے اجتہاد پر چلے یہ ناحق کا تحاکم اور جبر اور ظلم ہے (وحیدی)

٣٤٧٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ)). [طرفه في : ٦٩٢٩].

(۳۴۷۷) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں گویا نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ "اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

تشریح: کہتے ہیں کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے مگر اس صورت میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو بنی اسرائیل کے

باب میں نہ لاتے تو ظاہر ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس حدیث سے نصیحت لیں، خصوصاً عالموں اور مولویوں کو جو دین کی باتیں بیان کرنے میں ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ کی راہ میں لوگوں کی طرف سے تکالیف برداشت کرنا پیغمبروں کی میراث ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ و قد ذکر مسلم بعد تخریج هذا الحدیث حدیث انه صلی الله علیه وسلم قال فی قصة احد کیف یفلح قوم دمواوجه نبیهم فانزل الله لیس لک من الامرشئی و من ثم قال القرطبی ان النبی صلی الله علیه و سلم الحاکی والمحکی کما سیاتی واما النووی فقال هذا النبی الذی جری له ماحکاه النبی صلی الله علیه و سلم من المتقدمین و قد جری لنبینا نحو ذالک یوم احد (فتح الباری) یعنی امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھا ہے کہ واقعہ احد پر جب کہ آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ہمارے نبی! آپ کو اس بارے میں مختار نہیں بنایا گیا یعنی قریب ہے کہ یہی لوگ ہدایت پا جائیں (جیسا کہ بعد میں ہوا) اس جگہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واقعہ کے حاکی اور محکی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ گویا آپ اپنے ہی متعلق یہ حکایت نقل فرما رہے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ نے یہ کسی گزشتہ نبی ہی کی حکایت نقل فرمائی ہے اور ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی جنگ احد میں یہی ماجرا گزرا۔ بہر حال اس حدیث سے بہت سے ایمان افروز نتائج نکلتے ہیں۔ مردان راہ خدا کا یہی طریقہ ہے کہ وہ جانی دشمنوں کو بھی دعائے خیر ہی سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔ سچ ہے ﴿ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴾ (حم سجدہ: ۳۵)

٣٤٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ رَجُلاً كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللهُ مَالاً، فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ: أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرَ أَبٍ. قَالَ: فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ. فَفَعَلُوا. فَجَمَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ. فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ)). وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفاه في: ٦٤٨١، ٧٥٠٨].

(۳۴۷۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا، میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لئے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔ اس حدیث کو معاذ عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن عبدالغافر سے سنا، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٣٤٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

(۳۴۷۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ: أَلاَ تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا أَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ : إِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا، ثُمَّ أَوْرُوا نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا فَذَرُونِي فِي الْيَمِّ فِي يَوْمٍ حَارٍّ - أَوْ رَاحٍ - فَجَمَعَهُ اللهُ فَقَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ. فَغَفَرَ لَهُ)).

قَالَ عُقْبَةُ : وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ. حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ : ((فِي يَوْمٍ رَاحٍ)).

[راجع: ٣٤٥٢]

سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری نے حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں وہ آپ ہم سے کیوں بیان نہیں کرتے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا تھا کہ ایک شخص کی موت کا وقت جب قریب ہوا اور وہ زندگی سے بالکل ناامید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو پہلے میرے لئے بہت سی لکڑیاں جمع کرنا اور اس سے آگ جلانا۔ جب آگ میرے جسم کو خاکستر بنا چکے اور صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں تو ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی سخت گرمی کے دن میں یا (یوں فرمایا کہ) سخت ہوا کے دن میں مجھ کو ہوا میں اڑا دینا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے ہی ڈر سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بھی آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ حدیث سنی ہے۔ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک نے بیان کیا اور کہا کہ اس روایت میں فی یوم راح ہے (سوا شک کے) اس کے معنی بھی کسی تیز ہوا کے دن کے ہیں۔

تشریح بعض روایتوں میں اس کو کفن چور بتلایا گیا ہے۔ بہرحال اس نے اپنے خیال باطل میں اخروی عذابوں سے بچنے کا یہ راستہ سوچا تھا مگر اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے اس راکھ کے ذرے ذرے کو جمع فرما کر اس کو حساب کے لئے کھڑا کر دیا۔ ایسے توہمات باطلہ سراسر فطرت انسانی کے خلاف ہیں۔

٣٤٨٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : ((كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ : إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا

(٣٤٨٠) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا' ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں کو اس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب تم کسی کو مفلس پاؤ (جو میرا قرض دار ہو) تو اسے معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بھی

فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ: فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)).

[راجع: ۲۰۷۸]

ہمیں معاف فرما دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اطْحَنُونِي، ثُمَّ ذَرُونِي فِي الرِّيحِ، فَوَ اللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا. فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ، فَأَمَرَ اللهُ تَعَالَى الأَرْضَ فَقَالَ : اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ، فَفَعَلَتْ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ : مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ حَمَلَتْنِي. فَغَفَرَ لَهُ)) وَقَالَ غَيْرُهُ : ((خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ)).

[طرفه في : ٧٥٠٦].

(۳۴۸۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں حمید بن عبدالرحمان نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو (اس کی وصیت کے مطابق) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کہیں اسکے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجا لائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا' تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اسکی مغفرت کر دی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے صحابہ نے اس حدیث میں لفظ خشیتک کے بدل مخافتک کہا ہے (دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہی ہے)

حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ لئن قدر اللہ علی اس شخص نے غلبہ خوف و دہشت کی بنا پر زبان سے نکالے جب کہ وہ حالت غفلت اور نسیان میں تھا اسی لئے یہ الفاظ اس کے لئے قابل مؤاخذہ نہیں ہوئے۔

۳۴۸۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لاَ هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلاَ سَقَتْهَا إِذْ

(۳۴۸۲) مجھ سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے

حَبَسَتْهَا وَلاَ هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ))۔

کے لئے کوئی چیز نہ دی' نہ پینے کے لئے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

بعض دیو بندی تراجم میں یہاں گھاس پھونس کا ترجمہ کیا گیا ہے جو غالباً لفظ حشاش حائے حطی کے کا ترجمہ ہے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ بلی گھاس پھونس نہیں کھاتی۔ اس لئے یہاں لفظ حشاش بھی صحیح نہیں' اور یہ ترجمہ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٣٤٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ : إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ))۔

[طرفاه في : ٣٤٨٤، ٦١٢٠].

(٣٤٨٣) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' ان سے زہیر نے' کہا ہم سے منصور نے بیان کیا' ان سے ربعی بن حراش نے' کہا ہم سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لوگوں نے اگلے پیغمبروں کے کلام جو پائے ان میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

٣٤٨٤- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))۔

[راجع: ٣٤٨٣]

(٣٤٨٤) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے بیان کیا' انہوں نے کہا میں نے ربعی بن حراش سے سنا' وہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگلے پیغمبروں کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ ہو پھر جو جی چاہے کر۔

تشریح فارسی میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ مطلب یہ ہے کہ جب حیا شرم ہی نہ رہی ہو تو تمام برے کام شوق سے کرتا رہ۔ آخر ایک دن ضرور عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اس حدیث کی سند میں منصور کے سماع کی ربعی سے صراحت ہے۔ دوسرے افعل کی جگہ اصنع ہے۔ لہٰذا تکرار بے فائدہ نہیں ہے۔

٣٤٨٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلاَءِ خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))۔ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[طرفه في : ٥٧٩٠].

(٣٤٨٥) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن خالد نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں قارون مراد ہے جس کے دھنسائے جانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

٣٤٨٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ كُلُّ أُمَّةٍ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ. فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَغَدًا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى)). [راجع: ٢٣٨]

(٣٤٨٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو)

٣٤٨٧- ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ)). [راجع: ٨٩٧]

(٣٤٨٧) پس ہر مسلمان کو ہفتے میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) تو اپنے جسم اور سر کو دھولینا لازم ہے۔

٣٤٨٨- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنِ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ. يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعْرِ)). تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٣٤٦٨]

(٣٤٨٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے مدینہ کے اپنے آخری سفر میں ہمیں خطاب فرمایا اور (خطبہ کے دوران) آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا' میں سمجھتا ہوں کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی اس طرح نہ کرتا ہو گا اور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بال سنوارنے کا نام "الزور" (فریب و جھوٹ) رکھا ہے۔ آپ کی مراد' وصال فی الشعر' سے تھی۔ یعنی بالوں میں جوڑ لگانے سے تھی (جیسے اکثر عورتیں مصنوعی بالوں میں جوڑ کیا کرتی ہیں) آدم کے ساتھ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

عورت کا ایسے مصنوعی بالوں سے زینت کرنا منع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں پر کتاب الانبیاء کو ختم فرما دیا جس میں احادیث مرفوعہ اور مکررات اور تعلیقات وغیرہ مل کر سب کی تعداد دو سو نو احادیث ہیں۔ اہل علم تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔

٦١- كتاب المناقب

کتاب فضیلتوں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکثر نسخوں میں باب المناقب ہے کتاب کا لفظ نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے یہ الگ کتاب نہیں بلکہ اسی کتاب الانبیاء میں داخل ہے۔ اس میں خاتم الانبیاء کے حالات مذکور ہیں' جیسے پچھلے بابوں میں پچھلے پیغمبروں کے حالات مذکور تھے۔ پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الانبیاء کو ختم کرتے ہوئے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ ابواب منعقد فرمائے جس میں ابتدا سے انتہا تک بہت سے کوائف کا تذکرہ ہوا ہے۔ مثلاً پہلے آپ کا نسب شریف ذکر میں آیا اور انساب سے متعلق امور کا ذکر کیا۔ پھر قبائل کا ذکر آیا۔ پھر فخر بالانساب پر روشنی ڈالی' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و فضائل کو بیان کیا گیا پھر فضائل صحابہ کا ذکر ہوا۔ پھر ہجرت سے قبل مکی زندگی کے حالات' مبعث اسلام صحابہ' ہجرت حبشہ' معراج اور وفود الانصار' پھر مدینہ کے لئے ہجرت کے واقعات مذکور ہوئے۔ پھر ترتیب سے مغازی کا ذکر آیا' پھر وفات نبوی کا ذکر ہوا۔

فهذا اخر هذا الباب و هو من جملة تراجم الانبياء و ختمها بخاتم الانبياء صلى الله عليه وسلم (فتح الباری)

١ - بَابُ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات:١٣]. وَقَوْلِهِ: ﴿ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ، إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [النساء : ١].

وَمَا يَنْهَى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. الشُّعُوبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ، وَالْقَبَائِلُ دُونَ ذَلِكَ.

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں ارشاد

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد آدم اور ایک ہی عورت حوا سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تاکہ تم بطور رشتہ داری ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم سب میں سے اللہ کے نزدیک معزز تر وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں ارشاد "اور اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور ناتا توڑنے سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے' اور جاہلیت کی طرح باپ دادوں پر فخر کرنا منع ہے' اس کا بیان شعوب شعب کی جمع ہے جس سے اوپر کا خاندان مراد ہے اور قبیلہ اس سے اتر کر نیچے کا یعنی اس کی شاخ مراد ہے۔

یہ طبرانی نے نکالا مجاہد سے مثلاً انصار ایک شعب ہے یا قریش ایک شعب ہے یا ربیعہ یا مضر ایک شعب ہے۔ ہر ایک میں کئی ایک قبیلے ہیں جیسے قریش مضر کا ایک قبیلہ ہے۔ ہندوستانی اصطلاح میں شعب پال کے معنی میں ہے اور قبیلہ گوت کے معنی میں ہے۔ یہاں کی اکثر نو مسلم قوموں میں گوت اور پال کی بھارتی قومی تنظیم کے کچھ کچھ آثار اب تک موجود ہیں۔ شمالی ہند کے علاقوں میں گوت اور پال کی اصطلاحات بہت نمایاں ہیں۔

٣٤٨٩- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ قَالَ: الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ. وَالْقَبَائِلُ: الْبُطُونُ)).

(٣٤٨٩) ہم سے خالد بن یزید الکاہلی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا' ان سے ابو حصین (عثمان بن عاصم) نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿ وجعلنا کم شعوبا و قبائل ﴾ کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل سے کسی بڑے قبیلے کی شاخیں مراد ہیں۔

٣٤٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قِيْلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ)). قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ : ((فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ)).

[راجع: ٣٣٤٩]

(٣٤٩٠) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا' یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا سوال اس کے بارے میں نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر (نسب کی رو سے) اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ شریف تھے۔

٣٤٩١- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ : حَدَّثَتْنِي رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبُ ابْنَةُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: ((أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ إِلاَّ مِنْ مُضَرَ؟ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ)).

[طرفه في : ٣٤٩٢].

(٣٤٩١) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' ان سے کلیب بن وائل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش رہ چکی تھیں۔ کلیب نے بیان کیا کہ میں نے زینب سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر کس قبیلہ سے تھا؟ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مضر کی بنی النضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

اور نضر بن کنانہ ایک شاخ ہے مضر کی۔ کیونکہ کنانہ خزیمہ کا بیٹا تھا اور خزیمہ مدرکہ کا اور مدرکہ الیاس کا اور الیاس مضر کا بیٹا تھا۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبی تعلق خاندان مضر سے ثابت ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ یہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بطور ربیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت رہنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے خاوند کا نام عبداللہ بن زمعہ ہے۔

اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ان سے ایک جماعت نے حدیث کی روایت کی ہے۔

٣٤٩٢- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَتْنِي رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ- وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ - قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ. وَقُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِيْنِي، النَّبِيُّ ﷺ مِمَّنْ كَانَ، مِنْ مُضَرَ كَانَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ إِلاَّ مِنْ مُضَرَ، كَانَ مِنْ وُلْدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ)).

(٣٤٩٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے عبدالواحد نے' کہا ہم سے کلیب نے بیان کیا اور ان سے ربیبہ' نبی کریم ﷺ نے' میرا خیال ہے کہ ان سے مراد زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دباء' حنتم' مقیر اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتایئے کہ آنحضرت ﷺ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ کیا واقعی آپ کا تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ پھر اور کس سے ہو سکتا ہے یقیناً آپ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

تشریح: دباء کدو کے تونبے' حنتم سبز لاکھی برتن' نقیر لکڑی کا کریدا ہوا برتن اور مزفت روغنی برتن' یہ چاروں شراب کے برتن تھے جس میں عرب شراب بنایا اور رکھا کرتے تھے۔ جب شراب کی ممانعت نازل ہوئی تو ان برتنوں کے استعمال سے بھی ان لوگوں کو روک دیا گیا۔

٣٤٩٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ: خِيَارُهُم فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً)).

[طرفاه في: ٣٤٩٦، ٣٥٨٨].

(٣٤٩٣) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم کو جریر نے خبر دی' انہیں عمارہ نے' انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو۔

٣٤٩٤- ((وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ: الَّذِي يَأْتِي هَؤُلاَءِ بِوَجْهٍ، وَيَأْتِي هَؤُلاَءِ بِوَجْهٍ)).

[طرفاه في: ٦٠٥٨، ٧١٧٩].

(٣٤٩٤) اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دورخہ (دوغلا) ہو۔ ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے' دوسروں میں دوسرا منہ۔

٣٤٩٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ

(٣٤٩٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ)).

ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

٣٤٩٦- ((وَالنَّاسُ مَعَادِنُ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ إِذَا فَقِهُوا، تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ)).

[راجع: ٣٤٩٣]

(۳۴۹۶) اور انسانوں کی مثال کان کی طرح ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں' یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔

معلوم ہوا اسلام میں شرافت کی بنیاد دینی علوم اور ان میں فقاہت حاصل کرنا ہے جو مسلمان عالم دین اور فقیہ ہوں وہی عنداللہ شریف ہیں۔ دینی فقاہت سے کتاب و سنت کی فقاہت مراد ہے۔ رائے و قیاس کی فقاہت محض ابلیسی طریق کار ہے۔ اولاد آدم کے لئے کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے ابلیسی طریق کار کی ضرورت نہیں۔

٣٤٩٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ قَالَ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلاَّ وَلَهُ فِيهِ قَرَابَةٌ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ، إِلاَّ أَنْ تَصِلُوا قَرَابَةً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ)). [طرفه في: ٤٨١٨].

(۳۴۹۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے عبدالملک نے بیان کیا' ان سے طاؤس نے' ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا" الا المودة فی القربیٰ " کے متعلق (طاؤس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت داری کا لحاظ کرو۔

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ شاید چونکہ اس حدیث میں رشتہ داری کا بیان ہے اور رشتہ داری کا پہچاننا نسب کے پہچاننے پر موقوف ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ حدیث بیان کی۔ (وحیدی)

٣٤٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ هَا هُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ

(۳۴۹۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اسی طرف سے فتنے اٹھیں گے یعنی مشرق سے اور بے وفائی اور سخت دلی ان لوگوں میں

أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدِ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبْلِ وَالْبَقَرِ فِي رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ)).

ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دم کے پاس چلاتے رہتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔

[راجع: ۳۳۰۲]

تشریح ربیعہ اور مضر قبیلے کے لوگ بہت مالدار اور زراعت پیشہ تھے۔ ایسے لوگوں کے دل سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔ اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس حدیث میں ربیعہ اور مضر کی برائی بیان کی تو دوسرے قبیلے والوں کی تعریف نکلی اور بعد والی حدیث میں یمن والوں اور بکریوں والوں کی تعریف ہے اور یہ ترجمہ باب ہے (وحیدی) فرمان نبوی کے مطابق آئندہ زمانوں میں مشرقی ممالک سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بھی فتنے اٹھے وہ تفصیل طلب ہیں جنہوں نے اپنے دور میں اسلام کو شدید ترین نقصانات پہنچائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۳۴۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْفَخْرُ وَالْخُيَلاَءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَالإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). قَالَ: أَبُو عَبْد اللهِ: سُمِيَتِ الْيَمَنَ لأَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ، وَالشَّامَ عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ، وَالْمَشْأَمَةَ الْمَيْسَرَةَ، وَالْيَدُ الْيُسْرَى: الشُّؤْمَى، وَالْجَانِبُ الأَيْسَرُ الأَشَام.

(۳۴۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ فخر اور تکبران چیخنے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرم دلی اور ملائمت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس لئے ہوا کہ یہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اور شام کو شام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ کے بائیں جانب ہے "المشامة" بائیں جانب کو کہتے ہیں۔ بائیں ہاتھ کو "الشومی" کہتے ہیں اور بائیں جانب کو "الاشام" کہتے ہیں۔

[راجع: ۳۳۰۱]

جیسے سورۂ بلد میں ہے ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴾ (البلد: ۱۹) یعنی جن لوگوں نے کفر کیا یہ بائیں جانب والے ہیں۔ جن کو بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا۔ دور آخر میں یمن میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے فن حدیث کی وہ خدمات اللہ پاک نے انجام دلائیں جو رہتی دنیا تک یادگار زمانہ رہیں گی۔ نیل الاوطار آپ کی مشہور ترین کتاب ہے جو شرح حدیث میں ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ غفراللہ لہ۔

۲- بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

باب قریش کی فضیلت کا بیان

تشریح قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں اور کلبی سے منقول ہے کہ مکہ کے رہنے والے اپنے آپ کو قریش سمجھتے اور نضر کی باقی اولاد کو قریش نہ جانتے۔ جب آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نضر بن کنانہ کی اولاد بھی قریش میں ہے' اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ کہتے ہیں قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا کے دوسرے سب جانوروں کو کھالیتا ہے۔ یہ ان سب کا سردار

ہے۔ اسی طرح قریش بھی عرب کے سب قبیلوں کے سردار تھے۔ اس لئے ان کا نام قریش ہوا۔ بعض نے کہا کہ جب قصی نے خزاعہ کے لوگوں کو حرم سے باہر کیا تو باقی لوگ سب ان کے پاس جمع ہوئے اس لئے ان کا نام قریش ہوا جو تقرش سے نکلا ہے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ قریش کی وجہ تسمیہ سے متعلق کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے۔ مگر زیادہ مستند قول وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ دور حاضر میں ہندوستان میں قریش برادری نے اپنی عظیم تنظیم کے تحت مسلمانان ہند میں ایک بہترین مقام پیدا کر لیا ہے۔ جنوبی ہند میں یہ لوگ کافی تعداد میں آباد ہیں۔ شمالی ہند میں بھی کم نہیں ہیں۔ ان کے ڈیل ڈول حلیہ وغیرہ سے قریش عرب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے قریش کے کچھ لوگ شروع زمانہ اسلام میں اسلامی قوتوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہیں ان لوگوں نے اپنا وطن بنا لیا اور بیشتر نے یہاں کے حالات کے تحت حلال چوپایوں کا تجارتی دھندا اختیار کر لیا نیز ایسے ہی حلال جانوروں کا ذبیحہ کر کے ان کے گوشت کی تجارت کو اپنا لیا اسلامی نقطہ نظر سے یہ کوئی مذموم پیشہ نہ تھا بلکہ مسلمانان ہند کی ایک شدید ضرورت تھی جسے خدا نے ان لوگوں کے ہاتھوں انجام دلایا اور الحمد للہ آج تک یہ لوگ اسی خدمت کے ساتھ ملک میں ملی حیثیت سے بہترین اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللھم زد فزد آمین۔

٣٥٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ - أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، وَلاَ تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذَا الأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لاَ يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلاَّ كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ)).

[طرفه في : ٧١٣٩].

(٣٥٠٠) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی جب وہ قریش کی ایک جماعت میں تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غصے ہو گئے۔ پھر آپ خطبہ دینے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا کے بعد فرمایا' لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ دیکھو! تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ ان سے اور ان کے خیالات سے بچتے رہو جن خیالات نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سرنگوں اوندھا کر دے گا جب تک وہ (قریش) دین کو قائم رکھیں گے۔

تشریح: قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان میں سے خلافت بھی جاتی رہے گی۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پانچ چھ سو برس تک خلافت بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں قائم رہی جو قریشی تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے۔ جب سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ عبداللہ بن عمرو نے جو حدیث روایت کی ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایک قحطانی عرب کا بادشاہ

ہو گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ذی مخبر حبشی سے بھی مرفوعاً مروی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے حمیر میں تھی اور پھر ان میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے نکالا ہے۔ قحطان یمن میں ایک مشہور قبیلہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن جبیر والی حدیث کا علم نہ تھا' اس لئے انہیں شبہ ہوا اور ان سخت لفظوں میں اس پر نوٹس لیا مگر ان کا یہ نوٹس صحیح نہ تھا کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

٣٥٠١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَزَالُ هَذَا الأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ)). [طرفه في : ٧١٤٠].

(٣٥٠١) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

تشریح امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خلافت قریش سے خاص ہے اور قیامت تک سوا قریشی کے غیر قریشی سے خلافت کی بیعت کرنا درست نہیں اور صحابہ کے زمانہ میں اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اگر کسی زمانہ میں قریشی کے سوا اور کسی قوم کا شخص بادشاہ بن بیٹھا ہے تو اس نے قریشی خلیفہ سے اجازت لی ہے اور اس کا نائب بن کر رہا ہے (وحیدی)

٣٥٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)).

[راجع: ٣١٤٠]

(٣٥٠٢) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما دونوں مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنی امیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ صحیح ہے) مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔

٣٥٠٣- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ : ذَهَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ، وَكَانَ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ. لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [طرفاه في: ٣٥٠٥، ٦٠٧٣].

(٣٥٠٣) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالاسود محمد نے بیان کیا اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی زہرہ کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیونکہ ان لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تھی۔

بنو امیہ اور بنو مطلب دونوں ایک ہی قبیلہ کی دو شاخیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ کا تعلق بنی زہرہ سے ہے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ ح. قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارٌ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِهِ)).

[طرفه في : ٣٥١٢].

(۳۵۰۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابراہیم نے (دوسری سند) یعقوب بن ابراہیم نے کہا کہ ہمارے والد نے ہم سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے' کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم' اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں ہے۔

دوسری سند مذکورہ سے یہ حدیث نہیں ملی البتہ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یعقوب سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے صالح سے' انہوں نے اعرج سے۔

٣٥٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: ((كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا، وَكَانَتْ لاَ تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللهِ تَصَدَّقَتْ. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا، فَقَالَتْ: أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ؟ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ. فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ بْنُ عَبْدِ يَغُوثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ- إِذَا اسْتَأْذَنَّا

(۳۵۰۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے' کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق بھی ان کو ملتا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے (کسی سے) کہا ام المؤمنین کو اس سے روکنا چاہئے (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بات پہنچی) تو انہوں نے کہا' کیا اب میرے ہاتھوں کو روکا جائے گا۔ اب اگر میں نے عبداللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لئے) قریش کے چند لوگوں اور خاص طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی رشتہ داروں (بنو زہرہ) کو ان کی خدمت میں معافی کی سفارش کے لئے بھیجا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نہ مانیں۔ اس پر بنو زہرہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بھی تھے' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب ہم ان کی اجازت سے وہاں جا بیٹھیں تو تم ایک ہی دفعہ آن کر پردہ میں

فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ، فَفَعَل، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ، فَأَعْتَقَتْهُمْ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعتِقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ، وَقَالَتْ: وَوَدِدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ -حِينَ حَلَفْتُ- عَمَلاً أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغَ مِنْهُ)).

[راجع: ٣٥٠٣]

گھس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں تو) انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام (آزاد کرانے کیلئے بطور کفارۂ قسم) بھیجے اور ام المومنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں' یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے پھر انہوں نے کہا کاش میں نے جس وقت قسم کھائی تھی (منت مانی تھی) تو میں کوئی خاص بیان کر دیتی جس کو کر کے میں فارغ ہو جاتی۔

یعنی صاف یوں نذر مانتی کہ ایک غلام آزاد کروں گی یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گی تو دل میں تردد نہ رہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبہم منت مانی اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی' اس لئے احتیاطاً چالیس غلام آزاد کئے۔ اس سے بعض علماء نے دلیل لی ہے کہ مجہول نذر درست ہے مگر وہ اس میں ایک قسم کا کفارہ کافی سمجھتے ہیں۔ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں لیکن ان کی تعلیم و تربیت بچپن ہی سے ان کی سگی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔

٣- بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

باب قرآن کا قریش کی زبان میں نازل ہونا

یعنی قریش جو عربی مادری طور پر جس محاورہ اور جس لب و لہجہ کے ساتھ بولتے ہیں اسی طرز پر قرآن شریف نازل ہوا۔ یہ اس لئے بھی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قریشی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود ان کی مادری زبان میں کلام الٰہی نازل کیا جائے تاکہ پہلے وہ خود اسے بخوبی سمجھیں پھر ساری دنیا کو احسن طریق پر سمجھا سکیں۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حیات نبوی کو بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے۔

٣٥٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ: ((أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنُ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلاَثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. فَفَعَلُوا ذَلِكَ)).

[طرفاه في : ٤٩٨٤، ٤٩٨٧].

(٣٥٠٦) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر' سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو بلایا (اور ان کو قرآن مجید کی کتابت پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے) قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان چاروں میں سے) تین قریشی صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی مقام پر (اس کے کسی محاورے میں) اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن شریف قریش کے محاورہ میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

تشریح: ہوا یہ کہ قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام صحابہ کے اتفاق سے جمع ہو چکا تھا' وہی قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس رہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضرت عثمان نے وہی قرآن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر اس کی نقلیں مذکورہ بالا لوگوں سے لکھوائیں اور ایک ایک نقل عراق' مصر' شام اور ایران وغیرہ ملکوں میں روانہ کر دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو جامع قرآن کہتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے قرآن کی نقلیں صاف خطوں سے لکھوا کر ملکوں میں روانہ کیں' یہ نہیں کہ قرآن ان کے وقت میں جمع ہوا۔ قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی جمع ہو چکا تھا جو کچھ متفرق رہ گیا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔ یہاں باب کا مقصد قریش کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ قرآن مجید ان کے محاورے کے مطابق نازل ہوا۔

٤- بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيْلَ

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ.

٣٥٠٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مَنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُونَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ: ((ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيْلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ - لأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ - فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيْهِمْ. فَقَالَ: مَا لَهُمْ؟)) قَالُوا: وَكَيفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فُلاَنٍ؟ قَالَ: ((ارْمُوا، وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)).

[راجع: ٢٨٩٩]

باب یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا

قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر اہل یمن میں سے ہیں۔

(٣٥٠٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار میں تیراندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے اولاد اسماعیل! خوب تیراندازی کرو کہ تمہارے بابا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے اور آپ نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ ہو گئے تو پھر ہم کیسے تیراندازی کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تیراندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

یہ تیراندازی کرنے والے باشندگان یمن سے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے لحاظ سے انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ اہل یمن اولاد اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس حدیث کی رو سے آج کل بندوق کی نشانہ بازی اور دوسرے جدید اسلحہ کا استعمال سیکھنا مسلمانوں کے لئے اسی بشارت میں داخل ہے۔ مگر یہ فساد اور غارت گری اور بغاوت کے لئے نہ ہو۔ ان اللہ لا یحب المفسدین۔

٥- بَابٌ

٣٥٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا

باب

(٣٥٠٨) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے حسین بن واقد نے' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا' ان سے ابوالاسود دیلی

الأَسْوَدِ الدِّيْلِيُّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ - وَهُوَ يَعْلَمُهُ - إِلاَّ كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

نے بیان کیا اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

[طرفه في : ٦٠٤٥].

مراد وہ شخص ہے جو ایسا کرنا درست سمجھے یا یہ بطور تغلیظ کے ہے۔ یا کفر سے ناشکری مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٥٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ النَّصْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الأَسْقَعِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ)).

(۳۵۰۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے بیان کیا' کہا کہ میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا بہتان اور سخت جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ کہے یا جو چیز اس نے خواب میں نہیں دیکھی' اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

تشریح جھوٹا خواب بیان کرنا بیداری میں جھوٹ بولنے سے بڑھ کر گناہ ہے۔ کیونکہ خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والا گویا اللہ پر بہتان لگاتا ہے۔ یہی حال جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ہے' جو رسول اللہ ﷺ پر الزام لگاتا ہے۔ ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو وہ زندہ دوزخی ہے۔ آج کل بہت سے لوگ شیخ' سید' پٹھان فرضی طور پر بن جاتے ہیں ان کو اس ارشاد نبوی پر غور کرنا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔

٣٥١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ، قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلاَّ فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ، فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ، وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ ﷺ: ((آمُرُكُمْ

(۳۵۱۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان (راستے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت اقدس میں صرف حرمت کے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آپ ہمیں ایسے احکام بتلا دیتے جن پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار

بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الإِيْمَانِ بِاللهِ شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُزَفَّتِ)).

[راجع: ٥٣]

چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اول اللہ پر ایمان لانے کا۔ یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں مال غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کو (یعنی امام وقت کے بیت المال کو) ادا کرو اور میں تمہیں دباء' حنتم' نقیر اور مزفت (کے استعمال) سے منع کرتا ہوں۔

یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور اسی کتاب المناقب کے شروع میں اس حدیث کا کچھ حصہ اور اس کے الفاظ کے معانی و مطالب بھی آ چکے ہیں۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخر عرب کے لوگ یا تو ربیعہ کی شاخ ہیں یا مضر کی اور یہ دونوں حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں۔ بعد میں یہ جملہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

٣٥١١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((أَلاَ إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا - يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ - مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ٣١٠٤]

(٣٥١١) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ منبر پر فرما رہے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ اس طرف سے فساد پھوٹے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا' جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنا سر اس پر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو جائے۔ علماء نے لکھا ہے یہ حدیث اشارہ ہے ترکوں کے فساد کا جو چنگیز خاں کے زمانے میں ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بہت تباہ کیا' بغداد کو لوٹا اور خلافت اسلامی کو برباد کر دیا (وحیدی)

٦- بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب اسلم' مزینہ' جہینہ' غفار اور اشجع قبیلوں کا بیان

تشریح حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں قبیلے عرب میں بڑے زور دار قبیلے تھے اور دوسرے قبائل سے پہلے یہی اسلام لائے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔ ایسے زور آور قبائل کے اسلام قبول کرنے سے عرب میں اشاعت اسلام کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے چھوٹے قبائل خوشی خوشی اسلام قبول کرتے چلے گئے کیونکہ عوام اپنے بڑوں کے قدم بہ قدم چلنے والے ہوتے ہیں۔ سچ ہے ﴿ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴾ (النصر: ٢)

٣٥١٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

(٣٥١٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ

النَّبِيُّ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِهِ)). [راجع: ٣٥٠٤]

علیہ و سلم نے فرمایا' قریش' انصار' جہینہ' مزینہ' اسلم' غفار اور اشجع میرے خیر خواہ ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔

یہاں بہ سلسلہ تذکرہ قبیلہ آپ نے قریش کا ذکر مقدم فرمایا۔ اس سے بھی قریش کی برتری ثابت ہوتی ہے۔

٣٥١٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ)).

(۳۵۱۳) ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد نے' ان سے صالح نے' ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے منبر پر فرمایا' قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

قبیلہ غفار والے عہد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے' چوری کرتے۔ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے عہد کر کے غداری کی اور بئر معونہ والوں کو شہید کر دیا۔ شہداء بیر معونہ کے حالات کسی دوسرے مقام پر تفصیل سے مذکور ہو چکے ہیں۔

٣٥١٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا)).

(۳۵۱۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبردی' انہیں ایوب نے' انہیں محمد نے' انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

٣٥١٥- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ أَنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ

(۳۵۱۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا' ان سے سفیان نے' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا بتاؤ' کیا جہینہ' مزینہ' اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم' بنی اسد' بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کے

غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: خابُوا وَخَسِرُوا. فَقَالَ: ((هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ)).[طرفاه في: ٣٥١٦، ٦٦٣٥].

مقابلے میں بہتر ہیں؟ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا کہ وہ تو تباہ و برباد ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ ہاں یہ چاروں قبیلے بنو تمیم' بنو اسد' بنو عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلوں سے بہتر ہیں۔

جاہلیت کے زمانے میں جہینہ' مزینہ' اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم' بنی اسد' بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ وغیرہ قبیلوں سے کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں پیش قدمی کی' اس لئے شرف فضیلت میں بنو تمیم وغیرہ قبائل سے یہ لوگ بڑھ گئے۔

٣٥١٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ أَبِي حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا تَابَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ - وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ، ابْنُ يَعْقُوبَ شَكَّ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ أَنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قَالَ: نَعَمْ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ)).[راجع: ٣٥١٥]

(٣٥١٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے سنا' انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ کے لوگ۔ محمد بن ابی یعقوب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبدالرحمٰن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بتلاؤ اسلم' غفار' مزینہ اور میں سمجھتا ہوں جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم' بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟ اقرع نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یہ ان سے بہتر ہیں۔

٣٥١٦ م - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ: أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ- خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ - أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ - مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ)).

(٣٥١٦م) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' قبیلہ اسلم' غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد' تمیم' ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

٧- بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب ایک مرد قحطانی کا تذکرہ

٣٥١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)).

[طرفه في : ٧١١٧].

(٣٥١٧) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہو گا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے گا۔

اس قحطانی شخص کا نام مسلم شریف کی روایت میں جہجاہ مذکور ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قحطانی حضرت امام مہدی کے بعد نکلے گا اور ان ہی کے قدم بہ قدم چلے گا جیسے کہ ابو نعیم نے فتن میں روایت کیا ہے۔ (وحیدی)

بعض نسخوں میں یہ باب اور بعد کے چند ابواب زمزم کے قصہ کے بعد بیان ہوئے ہیں۔

٨- بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

باب جاہلیت کی سی باتیں کرنا منع ہے

٣٥١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتَّى كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًا، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتَّى تَدَاعَوا، وَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: يَا لِلأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟)) فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الأَنْصَارِيَّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا

(٣٥١٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی' کہا ہمیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ مہاجرین بڑی تعداد میں آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صاحب تھے بڑے دل لگی کرنے والے' انہوں نے ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی۔ انصاری بہت سخت غصہ ہوا۔ اس نے اپنی برادری والوں کو مدد کے لئے پکارا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے یعنی انصاری نے کہا' اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو! اور مہاجر نے کہا' اے مہاجرین! مدد کو پہنچو! یہ غل سن کر نبی کریم ﷺ (خیمہ سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا' ایسی جاہلیت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو اور

خَبِيْثَةٌ)). وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولَ. أَقَد تَدَاعَوا عَلَيْنَا؟ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلاَ نَقْتُلُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْخَبِيْثَ؟ لِعَبْدِ اللهِ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)).

[طرفاه في : ٤٩٠٥، ٤٩٠٧].

عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنی قوم والوں کو دہائی دینے لگے۔ مدینہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے۔ عزت دار ذلیل کو یقیناً نکال باہر کردے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس ناپاک پلید عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کردیں؟ لیکن آپ نے فرمایا ایسا نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے لوگوں کو قتل کردیا کرتے ہیں۔

تشریح: گو عبداللہ بن ابی مردود منافق تھا مگر ظاہر میں مسلمانوں میں شریک رہتا۔ اس لئے آپ کو یہ خیال ہوا کہ اس کے قتل سے ظاہر بین لوگ جو اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں یہ کہنے لگیں گے کہ پیغمبر صاحب اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اور جب یہ مشہور ہو جائے گا تو دوسرے لوگ اسلام قبول کرنے میں تامل کریں گے۔ اسی منافق اور اس کے حواریوں سے متعلق قرآن پاک میں سورۂ منافقون نازل ہوئی جس میں اس مردود کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل لوگوں (یعنی مکہ کے مہاجر نانوں) کو نکال دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسی کو ہلاک کر کے تباہ کر دیا اور مسلمان بفضلہ تعالیٰ فاتح مدینہ قرار پائے۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مصلحت اندیشی بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

٣٥١٩- حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجع: ١٢٩٤]

(٣٥١٩) ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے عبداللہ بن مرہ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور سفیان نے زبید سے' انہوں نے ابراہیم سے' انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (نوحہ کرتے ہوئے) اپنے رخسار پیٹے' گریبان پھاڑ ڈالے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔

اگر ان کاموں کو درست جان کر کرتا ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے ورنہ یہ تغلیظ کے طور پر فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی روش پر نہیں ہے۔

٩- بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب قبیلہ خزاعہ کا بیان

تشریح: خزاعہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن لحی کی اولاد ہیں۔ ان کا چچا اسلم تھا جو قبیلہ اسلم کا جد اعلیٰ ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں یوں ہے اسی نے بتوں کو نصب کیا۔ سائبہ چھوڑوایا' بحیرہ اور وصیلہ اور حام نکالا۔ کہتے ہیں کہ یہ عمرو بن لحی شام کے ملک میں گیا۔ وہاں کے بت پرستوں سے ایک بت مانگ لایا اور اسے کعبہ میں لا کر کھڑا کیا' اسی کا نام سہیل تھا اور ایک شخص اساف نامی نے نائلہ نامی ایک عورت سے خاص کعبہ میں زنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر

کر دیا۔ عمرو بن لحی نے ان کو لے کر کعبہ میں کھڑا کر دیا۔ جو لوگ کعبہ کا طواف کرتے وہ اساف کے بوسے سے شروع کرتے اور نائلہ کے بوسے پر ختم کرتے' بعض کہتے ہیں' ایک شیطان جن ابو ثمامہ نامی عمرو بن لحی کا رفیق تھا' اس نے عمرو بن لحی سے کہا کہ جدہ میں جاؤ وہاں سے بت اٹھالاؤ اور لوگوں سے کہو کہ وہ ان کی پوجا کیا کریں' وہ جدہ گیا۔ وہاں ان بتوں کو پایا جو حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پوجے جاتے تھے یعنی ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر ان کو مکہ اٹھالایا۔ لوگوں سے کہا ان کی پوجا کرو۔ اس طرح عرب میں بت پرستی جاری ہوئی۔ خدا کی مار اس بے وقوف پر۔ آپ بھی آفت میں پڑا اور قیامت تک ہزار ہا لوگوں کو آفت میں پھنسایا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی عرب میں ظہور نہ کرتی تو عرب بھی تک بت پرستی میں گرفتار رہتے (وحیدی)

اسلامی دور میں شروع سے اب تک حجاز مقدس بت پرستی سے پاک رہا ہے۔ مگر کچھ عرصہ قبل حجاز خصوصاً حرمین شریفین میں قبور بزرگان کی پرستش کا سلسلہ جاری تھا وہاں کے بہت سے معلم لوگ حاجیوں کو زیارت کے بہانے سے محض اپنے مفاد کے لئے قبروں پر لے جاتے اور وہاں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری ہوتا۔ الحمد للہ آج سعودی حکومت نے حرمین شریفین کو اس قسم کی جملہ شرکیہ خرافات اور بدعات سے پاک کر کے وہاں خالص توحید کی بنیاد پر اسلام کو استحکام بخشا ہے۔ اللهم ايده بنصرك العزيز آمين۔

۳۵۲۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُو خُزَاعَةَ)).

(۳۵۲۰) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی' انہیں ابو حصین نے' انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((الْبَحِيْرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلاَ يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. والسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لآلِهَتِهِمْ فَلاَ يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ)). قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)).

[طرفه في : ٤٦٢٣].

(۳۵۲۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ بحیرہ وہ اونٹنی جس کے دودھ کی ممانعت ہوتی تھی' کیونکہ وہ بتوں کے لئے وقف ہوتی تھی۔ اس لئے کوئی بھی شخص اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اسے کہتے جس کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور ان پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ کوئی سواری کرتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

تشریح جاہل مسلمانوں میں ایسی بد رسمیں آج بھی مروج ہیں کہ اپنے نام نہاد پیروں اور مرشدوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے ہیں جیسے خواجہ کا بکرا۔ بڑے پیر کے نام کی دیگ۔ پھر ان کے لئے ایسے ہی خاص رسوم مروج ہیں کہ ان کو فلاں کھائے اور فلاں

نہ کھائے۔ یہ سب جہالت اور ضلالت کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ کفار کی اس تقلید سے باز آئیں۔

١٠ - بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٣٥٢٢- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لأَخِيْهِ : ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي. فَانْطَلَقَ الأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأَخْلاَقِ، وَكَلاَماً مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اِضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيْبٌ. فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلاَ يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟

باب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

(۳۵۲۲) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے' کہا ہم سے مثنیٰ نے' ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے' میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے' وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی' آخر انہوں نے خود توشہ باندھا' پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے' مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا' کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے' علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے

فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لاَ يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَومُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ : أَلاَ تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ؟ قَالَ : إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيْثَاقًا لَتُرشِدَنِّنِي فَعَلْتُ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئاً أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيْقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي، فَفَعَلَ، فَانطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَولِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلَى قَومِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيهِمْ. فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَومُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ. وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ : وَيْلَكُمْ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُم إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۳۵۲۲]

لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا' وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی' تیسرا دن جب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول رضی اللہ عنہ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے' اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں' میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے' آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور

شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

١١- بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

باب زمزم کا واقعہ

بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصۃ اسلام ابی ذر الغفاری۔ اور یہی مناسب ہے کیونکہ ساری حدیث میں ان کے مسلمان ہونے کا قصہ مذکور ہے۔ چونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ میں ایک عرصہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارہ کرتے رہے اور اس مبارک پانی نے ان کو طعام و شراب دونوں کا کام دیا۔ اس اہمیت کے پیش نظر باب قصہ زمزم کا باب منعقد کیا گیا۔ در حقیقت زمزم کے پانی پر اس طرح گزارہ کرنا بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اس طرح مسلسل زمزم پینے سے خوب موٹے تازے ہو گئے تھے۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے اس مقدس پانی میں یہی تاثیر رکھی ہے۔ راقم الحروف نے اپنے تینوں حج کے مواقع پر بارہا اس کا تجربہ کیا ہے کہ علی الصباح اس پانی کو تازہ بہ تازہ خوب شکم سیر ہو کر پیا اور دن بھر طبیعت کو سکون اور فرحت حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ موقع نصیب کرے۔ دور حاضرہ میں حکومت سعودیہ نے چاہ زمزم پر ایسے ایسے بہترین انتظام کر دیئے ہیں کہ ہر حاجی مرد ہو یا عورت جب جی چاہے بہ آسانی تازہ پانی پی سکتا ہے۔ فی الواقع یہ حکومت ایسی مثالی حکومت ہے جس کے لئے جس قدر دعائیں کی جائیں کم ہیں۔ اللہ پاک اس سعودی حکومت کو مزید استحکام اور ترقی عطا فرمائے آمین۔

٣٥٢٢م- حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ أَبُو قُتَيبَةَ سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي مُثَنَّى بْنُ سَعِيْدِ الْقَصِيْرُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: ((قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ؟ قَالَ: قُلْنَا : بَلَى. قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍ: كُنْتُ رَجُلاً مِنْ غِفَارٍ، فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلاً قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقُلْتُ لأَخِي : انْطَلِقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ. فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلاً يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ، وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ. فَقُلْتُ لَهُ : لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا. ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ

(٣٥٢٢م) ہم سے زید نے جو اخزم کے بیٹے ہیں' بیان کیا' کہا ہم سے ابو قتیبہ سلم بن قتیبہ نے بیان کیا' ان سے مثنیٰ بن سعید قصیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو جمرہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ تمہیں سناؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور سنائیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتلایا' میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا' ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی تھی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں (پہلے تو) میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جا' اس سے گفتگو کر اور پھر اس کے سارے حالات آ کر مجھے بتا۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور واپس آ گئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا' اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے لئے کہتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے تو میری تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے توشے کا تھیلا اور

فَجَعَلْتُ لاَ أَعْرِفُهُ، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ : فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ. قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لاَ يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلاَ أُخْبِرُهُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ. قَالَ: فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَّا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ. قَالَ : انْطَلِقْ مَعِي، قَالَ : فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ، وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلْدَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ. قَالَ: فَإِنِّي أَفْعَلُ. قَالَ: قُلْتُ لَهُ : بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ، فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ. فَقَالَ لَهُ : أَمَّا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ. هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ، فَاتَّبِعْنِي، أُدْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي، وَامْضِ أَنْتَ. فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ : اعْرِضْ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ، فَعَرَضَهُ، فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي. فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا ذَرٍّ. اكْتُمْ هَذَا الأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى

چھڑی اٹھائی اور مکہ آگیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا اور مسجد حرام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں مسافر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا جی ہاں۔ بیان کیا کہ تو پھر میرے گھر چلو۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر ساتھ لے گئے۔ بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر مسجد حرام میں آگیا تا کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا ابھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پا سکے ہیں؟ بیان کیا' میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آئیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا' آپ کا مطلب کیا ہے۔ آپ اس شہر میں کیوں آئے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا' آپ اگر ظاہر نہ کریں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تشفی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لئے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اچھا راستہ پایا کہ مجھ سے مل گئے' میں انہی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں' جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا' گویا کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں' اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چلے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور آخر میں وہ

بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ)). فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِىءِ، فَقَامُوا: فَضُرِبْتُ لأَمُوتَ، فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ : وَيْلَكُمْ، تَقْتُلُونَ رَجُلاً مِنْ غِفَارٍ. وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارٍ؟ فَأَقْلَعُوا عَنِّي. فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالأَمْسِ. فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِىءِ. فَصُنِعَ بِيْ مِثْلُ مَا صُنِعَ بِالأَمْسِ، وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالأَمْسِ. قَالَ: فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللهُ)).

[طرفه في : ٣٨٦١].

ایک مکان کے اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول و ارکان مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا' اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شہر کو چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا' اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (ﷺ) قریشیوں نے کہا کہ اس بد دین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا' ارے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں مسجد حرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا' پکڑو اس بد دین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباس بن عبدالمطلب آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتدا اس طرح سے ہوئی تھی۔

تشریح قریش کے لوگ ہر سال تجارت اور سوداگری کے لئے ملک شام کو جایا کرتے تھے اور راستہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان غفار کی قوم پڑتی تھی۔ حضرت عباس نے ان کو ڈرایا کہ اگر اس کو مار ڈالو گے تو ساری غفار کی قوم برہم ہو جائے گی اور

ہماری سوداگری اور آمدورفت میں خلل ہو جائے گا۔

۱۲- باب جهل العرب
باب عرب قوم کی جہالت کا بیان

اسلام سے پہلے اہل عرب بہت سی جہالتوں میں مبتلا تھے' اس لئے اس دور کو دور جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں اس باب کے ذیل میں ان کی کچھ ایسی ہی جہالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

٣٥٢٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَسْلَمَ وَغِفَار شَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ - أَو قَالَ : شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

(۳۵۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قبیلہ اسلم' غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد' تمیم' ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

بعض نسخوں میں یہ حدیث اور بعد کی کچھ حدیثیں باب قصہ زمزم سے پہلے مذکور ہوئی ہیں اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثوں کا تعلق اس قصہ سے پہلے ہی کی حدیثوں کے ساتھ ہے۔

٣٥٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَان حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلاَثِينَ وَمِائَةٍ فِيْ سُوْرَةِ الأَنْعَامِ: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوا أَوْلاَدَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ - إِلَى قَوْلِهِ - قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِيْنَ﴾.

(۳۵۲۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے بشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تم کو عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۂ انعام میں ایک سو تیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو "یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا" سے لے کر "وہ گمراہ ہیں' راہ پانے والے نہیں" تک۔

تشریح یعنی سورۂ انعام میں عرب کی ساری جہالتیں مذکور ہیں' ان میں سب سے بڑی جہالت یہ تھی کہ کم بخت اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے' بت پرستی اور راہ زنی ان کا رات دن کا شیوہ تھا۔ عورتوں پر وہ ستم ڈھاتے کہ معاذ اللہ جانوروں کی طرح سمجھتے۔ یہ سب بلائیں اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو بھیج کر دور کرائیں۔ بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصة زمرم و جهل العرب مگر اس باب میں زمزم کا قصہ بالکل مذکور نہیں ہے' اس لئے صحیح یہی ہے جو نسخہ یہاں نقل کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حدیث نمبر ۳۵۲۳ جو اس سے قبل (۳۵۱۶ م) کے تحت گزر چکی ہے' شیخ فداد والے نسخے میں دوبارہ موجود ہے۔ جبکہ ہندوستانی نسخوں میں اس باب کے تحت صرف ابوالنعمان راوی کی حدیث موجود ہے۔

۱۳- بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي
باب اپنے مسلمان یا غیر مسلم باپ دادوں کی طرف اپنی

الإِسْلاَمِ وَالْجَاهِلِيَّةِ — نسبت کرنا

یعنی یہ بیان کرنا کہ میں فلاں کی اولاد میں سے ہوں اگرچہ وہ آباء و اجداد غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں مگر ایسا بیان کرنا جائز ہے۔ یہ اسلام کی وہ زبردست اخلاقی تعلیم ہے جس پر مسلمان فخر کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر قومیں نو مسلم ہیں۔ وہ بھی اپنے غیر مسلم آباء و اجداد کا ذکر کریں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ ذکر حدود شرعی کے اندر ہو۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ)). وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)).

اور عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو عبدالمطلب کی طرف منسوب کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

٣٥٢٥- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَادِي: ((يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ))، بِبُطُونِ قُرَيْشٍ)).

[راجع: ١٣٩٤]

(٣٥٢٥) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے' کہا ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب (سورۂ شعراء کی) یہ آیت اتری "اے پیغمبر! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" تو نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو بلایا "اے بنی فہر! اے بنی عدی! جو قریش کے خاندان تھے۔

٣٥٢٦- وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ)).

[راجع: ١٣٩٤]

(٣٥٢٦) (حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' انہیں سفیان نے خبر دی' انہیں حبیب بن ابی ثابت نے' انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت "اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے" اتری تو آنحضرت ﷺ نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

٣٥٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

(٣٥٢٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم کو ابو الزناد نے خبر دی' انہیں اعرج نے اور ان سے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ. يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ. يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللهِ، لاَ أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلاَنِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا)). [راجع: ٢٧٥٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو) اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پھوپھی' اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

تشریح: باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان خاندانوں کو ان کے پرانے آباو اجداد ہی کے ناموں سے پکارا' معلوم ہوا کہ ایسی نسبت عنداللہ معیوب نہیں ہے جیسے یہاں کے بیشتر مسلمان اپنے پرانے خاندانوں ہی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے اے عائشہ! اے حفصہ! اے ام سلمہ! اے بنی ہاشم! اپنی اپنی جانوں کو دوزخ سے چھڑاؤ۔ معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو پیغمبر علیہ السلام کی رشتہ داری قیامت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ اس حدیث سے اس شرکیہ شفاعت کا بالکل رد ہو گیا جو بعض نام کے مسلمان انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس کے دامن کو چاہیں گے پکڑ کر اپنی شفاعت کرا کے بخشوا لیں گے' یہ عقیدہ سرا سر باطل ہے۔

١٤ - بَابُ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ، وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

٣٥٢٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الأَنْصَارَ فَقَالَ: ((هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوا: لاَ إِلاَّ ابْنُ أُخْتٍ لَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)).

(٣٥٢٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا' پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

تشریح: انصار کے اس بچے کا نام نعمان بن مقرن تھا۔ امام احمد کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ ترجمہ باب میں مولیٰ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ بعض نے کہا انہوں نے مولیٰ کے باب میں کوئی حدیث اپنی شرط پر نہیں پائی ہو گی۔ حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرائض میں یہ حدیث نکالی ہے کہ کسی قوم کا مولیٰ بھی ان ہی میں داخل ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں مولیٰ اور حریف اور بھانجے تینوں مذکور ہیں۔ تیسیر میں ہے کہ حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے کہ جب عصبہ اور ذوی الفروض نہ ہوں تو بھانجا ماموں کا وارث ہو گا۔

١٥- بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَا بَنِي أَرْفِدَةَ))

باب حبشہ کے لوگوں کا بیان اور ان سے نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ اے بنی ارفدہ

٣٥٢٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَابَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ. وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى)).

[راجع: ٤٥٤]

(٣٥٢٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں (انصار کی) دو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ یہ حج کے ایام منیٰ کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ روئے مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا ابوبکر! انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں' یہ منیٰ میں ٹھہرنے کے دن تھے۔

٣٥٣٠- وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ)). يَعْنِي بِالْأَمْنِ)). [راجع: ٩٤٩]

(٣٥٣٠) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مجھ کو پردہ میں رکھے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھیل مسجد میں کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا' انہیں چھوڑ دو۔ بنی ارفدہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔

تشریح: یہ حدیث اس باب میں موصولاً مذکور ہے۔ ارفدہ حبشیوں کے جداعلیٰ کا نام تھا۔ کہتے ہیں حبشی حبش بن کوش بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ایک زمانہ میں یہ سارے عرب پر غالب ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ کو گرا دینا چاہا تھا۔ یہاں یہ کھیل حبشیوں کا جنگی تعلیم اور مشق کے طور پر تھا۔ اس سے اس رقص کی اباحت پر دلیل صحیح نہیں جو محض لہو و لعب کے طور پر ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بنو ارفدہ کہہ کر پکارا یہی مقصود باب ہے۔

١٦- بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

باب جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برا نہ کہے

٣٥٣١- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ،

(٣٥٣١) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے

قَالَ : كَيْفَ بِنَسَبِي؟ فَقَالَ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ)). وَعَنْ أَبِيْهِ قَالَ : ((ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : لاَ تَسُبُّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)).
[طرفاه في: ٤١٤٥، ٦١٥٠].

فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں میں حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا' انہیں برا نہ کہو' وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت حسان رضی اللہ عنہ ایک موقع پر بہک گئے تھے۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگانے والوں کے ہم نوا ہو گئے تھے بعد میں یہ تائب ہو گئے مگر کچھ دلوں میں یہ واقعہ یاد رہا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ان کی مدح کی اور ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ مشرکین جو آنحضرت ﷺ کی برائیاں کرتے حضرت حسان ان کا جواب دیتے اور جواب بھی کیسا کہ مشرکین کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگ جاتا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بہت سے قصائد نعتیہ کتابوں میں منقول ہیں اور ایک دیوان بھی آپ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں بہت سے قصائد مذکور ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مشرکین قریش کی بلا ضرورت ہجو کو پسند نہیں فرمایا' یہی باب کا مقصود ہے۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

باب رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ الآيَةَ وَقَوْلِهِ ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ، وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح : ٢٩]. وَقَوْلِهِ: ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ [الصَّفِّ : ٦]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں ارشاد کہ "محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فتح میں ارشاد کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت ہوتے ہیں اور سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ من بعدی اسمہ احمد﴾

تشریح: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ میرے بعد آنے والے رسول کا نام احمد ہو گا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہاں آیتوں میں آپ کے نام محمد اور احمد مذکور ہوئے ﷺ۔ کفار سے حربی کافر جو باضابطہ اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے لئے جارحانہ حملہ آور ہوں مراد ہیں کہ ایسے لوگوں کے حملے کا مدافعانہ جواب دینا اور سختی کے ساتھ فساد کو مٹا کر امن قائم کرنا یہ سچے محمدیوں کی خاص علامت ہے۔

٣٥٣٢- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ،

(٣٥٣٢) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے معن نے کہا' ان سے امام مالک نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد' احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو

وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يَمْحُوا اللهُ بِهِ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)).

مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہو گا اور میں "عاقب" ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آئے گا۔

[طرفه في : ٤٨٩٦].

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے۔

٣٥٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَلاَ تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُونَ مُذَمَّماً، وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّماً، وَأَنَا مُحَمَّدٌ)).

(۳۵۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابوالزناد نے' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنت ملامت کو کس طرح دور کرتا ہے' مجھے وہ مذمم کہہ کر برا کہتے' اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں تو محمد ہوں۔ (ﷺ)

تشریح: عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد (ﷺ) نہ کہتے بلکہ اس کی ضد میں مذمم نام سے آپ کو پکارتے یعنی مذمت کیا ہوا برا۔ آپ نے فرمایا کہ مذمم میرا نام ہی نہیں ہے۔ جو مذمم ہو گا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گی۔ حافظ رحمہ اللہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رؤف' رحیم' شاہد' بشیر' نذیر' مبین' داعی اللہ' سراج منیر' مذکر' رحمت' نعمت' ہادی' شہید' امین' مزمل' مدثر' متوکل' مختار' مصطفیٰ' شفیع' مشفع' صادق' مصدوق وغیرہ وغیرہ' بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے نام بھی اسماء الحسنیٰ کی طرح ننانوے تک پہنچتے ہیں' اگر مزید تلاش کئے جائیں تو سو تک مل سکیں گے (ﷺ)۔ مبارک نام محمد (ﷺ) کے بارے میں حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ای الذی حمد مرة بعد مرة اوالذی تکاملت فیه الخصال المحمودة قال عیاض کان رسول الله صلی الله علیه وسلم احمد قبل ان یکون محمد کما وقع فی الوجود لان تسمیة احمد وقعت فی الکتب السالفة و تسمیة محمد وقعت فی القران العظیم و ذالک انه حمدربه قبل ان یحمده الناس و کذالک فی الاخرة بحمدربه فیشفعه فیحمده الناس و قد خص بسورة الحمد و بلواء الحمد و بالمقام المحمود و شرع له الحمد بعد الاکل والشرب و بعدالدعاء و بعد القدوم من السفر و سمیت امته الحمادین فجمعت له معانی الحمد و انواعه (صلی الله علیه وسلم) (فتح الباری)

١٨- بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

باب آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

تشریح: آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت ختم فرما دیا' اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا نہ ظلی ہو سکتا ہے نہ بروزی' نہ حقیقی ہو سکتا ہے' نہ مجازی۔ آپ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں جیسے سورج نکلنے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ایسے کامل و مکمل نبی ہیں کہ اب نہ کسی نئی شریعت اور نئے پیغمبر کی ضرورت ہے اور نہ اب قرآن کے بعد کسی نئی کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر چودہ سو برس سے پوری امت کا اتفاق ہے مگر صد افسوس کہ اس ملک میں پنجاب میں مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کے خلاف اپنی نبوت کا چرچا کیا اور وحی و الہام کے مدعی ہوئے اور وہ آیات و احادیث جن سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی ایسی ایسی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں کہ فی الواقع دجل کا حق ادا کر دیا۔ علماء

اسلام بالخصوص ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے ان کے دعویٰ نبوت کی تردید میں بہت سی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ ایسے مدعیان نبوت ان احادیث نبوی کے مصداق ہیں جن میں آپ نے خبر دی ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے دجال لوگ پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے گمراہ کن لوگوں کے خیالات فاسدہ سے محفوظ رکھے آمین۔

٣٥٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنِي دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا، إِلاَّ مَوضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَو لاَ مَوضِعُ اللَّبِنَةِ)).

(۳۵۳۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا' اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

میری نبوت نے اس کمی کو پورا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

٣٥٣٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلِ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلاَّ مَوضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ : هَلاَّ وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ : فَأَنَا اللَّبِنَةُ؛ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)).

(۳۵۳۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے' ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

١٩- بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان

٣٥٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّيْنَ)). وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

(۳۵۳۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا۔

[طرفه في : ٤٤٦٦].

٢٠- بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب رسول کریم ﷺ کی کنیت کا بیان

نام کے علاوہ اپنے لئے کوئی بطور اشارہ کنایہ نام رکھے تو اس کو کنیت کہتے ہیں۔ اشارے کنائے کے نام ہر قوم میں اور ہر زبان میں رکھے جاتے ہیں۔ عرب میں ایسا دستور تھا۔ آنحضرت ﷺ کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے۔ اکثر یہ کنیت اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے۔ آپ کے بھی ایک فرزند کا نام قاسم بتلایا گیا ہے جس سے آپ ابوالقاسم کہلائے (ﷺ)۔

٣٥٣٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ٢١٢٠]

(٣٥٣٧) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی' یا اباالقاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔

٣٥٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَسَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ٣١١٤]

(٣٥٣٨) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں منصور نے' انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

٣٥٣٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ١١٠]

(٣٥٣٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بعضوں کے نزدیک یہ مطلقاً منع ہے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ ممانعت آپؐ کی زندگی تک تھی۔ بعض نے کہا جمع کرنا منع ہے یعنی محمد ابوالقاسم نام رکھنا۔ قول ثانی کو ترجیح ہے۔

٢١- بَابٌ

باب

٣٥٤٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ

(٣٥٤٠) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی' انہیں جعید بن عبدالرحمٰن نے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ خاصے قوی

ابْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُعْتَدِلاً فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ - سَمْعِي وَبَصَرِي - إِلاَّ بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ، فَادْعُ اللهَ لَهُ. قَالَ فَدَعَا لِيْ ﷺ)). [راجع: ١٩٠]

و توانا تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں سے جو میں نفع حاصل کر رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے' آپ اس کے لئے دعا فرما دیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

حضرت سائب بن یزید کی خالہ نے حضور ﷺ کے سامنے بچے کا نام نہیں لیا بلکہ ابن اختی کہہ کر پیش کیا۔ تو ثابت ہوا کہ کنایہ کی ایک صورت یہ بھی ہے یہی اس علیحدہ باب کا مقصد ہے کہ کنیت باپ اور بیٹا ہر دو طرح سے مستعمل ہے۔

٢٢- بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

باب مہر نبوت کا بیان (جو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تھی)

٣٥٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ((ذَهَبَتْ بِي خَالَتِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ الْحِجْلَةِ)). قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ: الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِي بَيْنَ عَيْنَيْهِ. قَالَ : إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ: ((مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ)). وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّاءِ. [راجع: ١٩٠]

(٣٥٤١) ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا' پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا۔ محمد بن عبیداللہ نے کہا کہ حجلہ' حجل الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا مثل رزالحجلۃ یعنی رائے مہملہ پہلے پھر زائے معجمہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ رائے مہملہ پہلے ہے۔

تشریح حافظ صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مہر ولادت کے وقت آپ کی پشت پر نہ تھی جیسے بعض نے گمان کیا ہے بلکہ شق صدر کے بعد فرشتوں نے یہ علامت کر دی تھی۔ یہ مضمون ابوداؤد طیالسی اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسندوں میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں اور امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مثل رزالحجلۃ کا لفظ اکثر نسخوں میں حدیث میں نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہے کیونکہ اگر حدیث میں نہ ہوتا تو محمد بن عبیداللہ اس لفظ کی تفسیر کیوں بیان کرتے۔ اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جیسے حجلہ کا انڈا

اور حجلہ ایک پرندہ کا نام ہے جو کبوتر سے چھوٹا ہوتا ہے۔ زر بتقدیم زائے معجمہ بر رائے مہملہ یا بتقدیم رائے مہملہ بزائے معجمہ یعنی رز دونوں طرح سے منقول ہے۔ رز سے مراد انڈا ہے۔ ابراہیم بن حمزہ کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الطب میں وارد کیا ہے۔ حافظ نے کہا مجھ کو سائب بن یزید کی خالہ کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ہاں ان کی ماں کا نام علبہ بنت شریح تھا۔

۲۳- بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ — باب نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ تقریباً ۲۸ احادیث لائے ہیں جن سے آپؐ کے حلیہ مبارک اور آپؐ کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

۳۵۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((صَلَّى أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ، لاَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ)). [طرفه في : ۳۷۵۰].

(۳۵۴۲) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا میرے باپ تم پر قربان ہوں تم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی شباہت ہے' علی کی نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ بہت مشابہ تھے۔ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ وجوہ مشابہت مختلف ہوں گے بعض نے کہا کہ حضرت حسن نصف اعلیٰ بدن میں مشابہ تھے اور حضرت حسین نصف اسفل میں۔ غرض یہ کہ دونوں شاہزادے آنحضرت ﷺ کی پوری تصویر تھے۔ اس حدیث سے رافضیوں کا بھی رد ہوا جو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کا دشمن اور مخالف خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ قصہ آپ کی وفات کے بعد کا ہے' کوئی بے وقوف بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ ابوبکر صدیق جب تک زندہ رہے آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل و اولاد کے خیر خواہ اور جاں نثار بن کر رہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۳۵۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ)).

[طرفه في: ۳۵۴٤].

(۳۵۴۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور ان سے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں آپ کی پوری شباہت موجود تھی۔

۳۵٤٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

(۳۵۴۴) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشْبِهُهُ. قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ: صِفْهُ لِي. قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ. وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا. قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا)). [راجع: ٣٥٤٣]

ﷺ کو دیکھا ہے' حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا' میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی صفت بیان کریں۔ انہوں نے کہا آپ سفید رنگ کے تھے' کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور آپ نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم کیا تھا' لیکن ابھی ہم نے ان اونٹنیوں کو اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

٣٥٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى الْعَنْفَقَةَ)).

(٣٥٤٥) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' ان سے وہب نے' ان سے ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

عنفقہ ٹھوڑی اور لب زیریں کے درمیان کو کہتے ہیں۔

٣٥٤٦- حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ: سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ)).

(٣٥٤٦) ہم سے عصام بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حریز بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

تشریح ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی وصف نبوی کا ذکر ہوا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا ہے۔

٣٥٤٧- حَدَّثَنِي ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطِطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ. أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، فَلَبِثَ

(٣٥٤٧) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے سعید بن ابی ہلال نے' ان سے ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف مبارکہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد تھے' نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے' رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ و سفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔

بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. قَالَ رَبِيْعَةُ : فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِنْ شَعَرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ، فَسَأَلْتُ، فَقِيْلَ : أَحْمَرُ مِنَ الطِّيْبِ)).

[طرفاه في : ٣٥٤٨، ٥٩٠٠].

مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کا ایک بال دیکھا تو وہ لال تھا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوشبو لگاتے لگاتے لال ہو گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا' اسے "فترت" کا زمانہ کہتے ہیں۔ راوی نے بیچ کے ان سالوں کو حذف کر دیا جن میں سلسلہ وحی کے شروع ہونے کے بعد وحی نہیں آئی تھی۔ آپ کی نبوت کے بعد قیام مکہ کی کل مدت تیرہ سال ہے۔

٣٥٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلاَ بِالسَّبْطِ. بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ))

[راجع: ٣٥٤٧]

(۳۵۴۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی' انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے' نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے' نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت دی اور آپ نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

٣٥٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ)).

(۳۵۴۹) ہم سے ابو عبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ کا قد نہ بہت لانبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ قد تھا)

٣٥٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: ((سسألتُ أنسًا: هل خَضَبَ النبيُّ ﷺ قال: لا، إنما كان شيءٌ في صُدْغَيه)).

[طرفاه في: ٥٨٩٤، ٥٨٩٥].

(٣٥٥٠) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا' صرف آپ کی دونوں کنپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔

مگر ابو رمثہ کی روایت میں جس کو حاکم اور اصحاب سنن نے نکالا ہے' یہ ہے کہ آپ کے بالوں پر مہندی کا خضاب تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ زرد خضاب کرتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ نے مہندی بطریق خوشبو لگائی ہو' اسی طرح زعفران بھی۔ ان لوگوں نے اس کو خضاب سمجھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے خضاب نہ دیکھا ہو۔

٣٥٥١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ)). وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْهِ ((إِلَى مَنْكِبَيْهِ)).

[طرفاه في : ٥٨٤٨، ٥٩٠١].

(٣٥٥١) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اپنے والد کے واسطہ سے "الی منکبیه" بیان کیا (بجائے لفظ شحمته اذنیه کے) یعنی آپ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

یوسف کے طریق کو خود مؤلف نے ابھی نکالا مگر مختصر طور پر۔ اس میں بالوں کا ذکر نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں آپ کے بال کانوں کی لو تک' بعض روایتوں میں مونڈھوں تک' بعض روایتوں میں ان کے بیچ تک مذکور ہیں۔ ان کا اختلاف یوں رفع ہو سکتا ہے کہ جس وقت آپ تیل ڈالتے' کنگھی کرتے تو بال مونڈھوں تک آ جاتے' خالی وقتوں میں کانوں تک یا دونوں کے بیچ میں رہتے۔

٣٥٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سُئِلَ الْبَرَاءُ: أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ : لاَ، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ)).

(٣٥٥٢) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (لمبا پتلا) تھا؟ انہوں نے کہا نہیں' چہرۂ مبارک چاند کی طرح (گول اور خوبصورت) تھا۔

گول سے یہ غرض نہیں کہ بالکل گول تھا بلکہ قدرے گولائی تھی۔ عرب میں یہ حسن میں داخل ہے' اس کے ساتھ آپ کے رخسار پھولے نہ تھے بلکہ صاف تھے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ڈاڑھی آپ کی گول اور گھنی ہوئی' قریب تھی کہ سینہ ڈھانپ لے' بال بہت سیاہ' آنکھیں سرگیں' ان میں لال ڈورا تھا۔ الغرض آپ حسن مجسم تھے۔ (ﷺ)

٣٥٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو

(٣٥٥٣) ہم سے ابو علی حسن بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے

عَلِيٌّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَعْوَرُ بِالْمُصَّيْصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ)). قَالَ: شُعْبَةُ: وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: ((كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ. وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهِمَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ)).

حجاج بن محمد الاعور نے مصیصہ (شہر میں) بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت سفر کے ارادہ سے نکلے۔ بطحاء نامی جگہ پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور ظہر کی نماز دو رکعت (قصر) پڑھی پھر عصر کی بھی دو رکعت (قصر) پڑھی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد سے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نیزہ کے آگے سے آنے جانے والے آجا رہے تھے۔ پھر صحابہ آپ کے پاس آ گئے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی آپ کے دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

[راجع: ١٨٧]

تشریح ایک روایت میں ہے' آپ نے ایک ڈول پانی میں کلی کر کے وہ پانی کنویں میں ڈال دیا تو کنویں میں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کا پسینہ جمع کر کے رکھا' خوشبو میں ملایا تو وہ دوسری خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ ابو یعلیٰ اور بزار نے باسناد صحیح نکالا کہ آپ جب مدینہ کے کسی راستے سے گزرتے تو وہ مہک جاتا۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی۔ آپ نے شیشی میں اپنا تھوڑا سا پسینہ اسے دے دیا تو اس سے سارے مدینہ والے مشک کی سی خوشبو پاتے۔ اس کے گھر کا نام بیت المطیبین پڑ گیا تھا۔ (ابو یعلیٰ' طبرانی)

٣٥٥٤-- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ)).[راجع: ٦]

(٣٥٥٤) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یونس نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپؐ سے جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

تشریح: آنحضرت ﷺ کے بے شمار اوصاف حسنہ میں سے یہاں آپ کی صفت سخاوت کا ذکر ہے۔ اس حدیث کو اسی لئے اس باب کے تحت لائے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٣٥٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ - وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا -: إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ)).

(٣٥٥٥) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی' انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بہت ہی خوش خوش داخل ہوئے' خوشی اور مسرت سے پیشانی کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا' عائشہ! تم نے سنا نہیں مجزز مدلجی نے زید و اسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

[أطرافه في : ٣٧٣١، ٦٧٧٠، ٦٧٧١].

تشریح: ہوا یہ تھا کہ زید گورے تھے اور اسامہ سیاہ فام۔ بعض منافق شبہ کرتے تھے کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔ ایک بار باپ بیٹے چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے مگر پاؤں کھلے ہوئے تھے۔ مدلجی نے جو عرب کا بڑا قیافہ شناس تھا' پاؤں دیکھ کر کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا ایک دوسرے میں سے ہیں۔ امام شافعی نے اس حدیث سے قیافہ کو صحیح سمجھا ہے۔ یہاں اس حدیث کے لانے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ آپ کی پیشانی میں لکیریں تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی فرحت و مسرت کا ذکر ہے جو آپ کے اخلاق فاضلہ سے متعلق ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لائے۔

٣٥٥٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ)).

(٣٥٥٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ غزوۂ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کر رہے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو چہرۂ مبارک مسرت و خوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی حضور ﷺ کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرۂ مبارک چمک اٹھتا' ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

[راجع: ٢٧٥٧]

٣٥٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

(٣٥٥٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عمرو بن ابی عمرو نے' ان سے سعید

سَعِيْدِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ)).

مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (حضرت آدم سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں' پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں' جو ابوالعرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں' ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے' پھر قریش سے' پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتلائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٥٥٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابَ يَسْدِلُوْنَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ)).

[طرفاه في : ٣٩٤٤، ٥٩١٧].

(٣٥٥٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سر کے آگے کے بالوں کو پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ آگے کے سر کے بال دو حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سر کے آگے کے بال پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا' اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سر میں مانگ نکالنے لگے۔

اور پیشانی پر لٹکانا چھوڑ دیا۔ شاید آپ کو حکم آ گیا ہو گا۔

٣٥٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا)).

(٣٥٥٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بد زبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)

[أطرافه في: ٣٧٥٩، ٦٠٢٩، ٦٠٣٥].

٣٥٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْماً كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلاَّ أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ للهِ بِهَا)).

[أطرافه في: ٦١٢٦، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣].

(۳۵۶۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبردی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلا نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلا لیتے تھے۔

تشریح عبداللہ بن خنظل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابو رافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا' لوگوں کو بہکانا اور فتنہ و فساد بھڑکانا اپنا رات دن کا شغل بنالیا تھا۔ اس لئے قیام امن کے واسطے ان فساد پسندوں کو ختم کرایا گیا۔ ورنہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لئے بدلا لیتے تو اس یہودن کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر بکری کے گوشت میں زہر ملا کے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا' یا اس منافق کو قتل کراتے جس نے مال غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا مگر ان سب کو معاف کر دیا گیا۔ جان سے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن تو آپ نے جو کچھ کیا اس پر آج تک دنیا حیران ہے۔ (ﷺ)

٣٥٦١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلاَ دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلاَ شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ - أَوْ عَرْفًا قَطُّ - أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ - أَوْ عَرَقِ - النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ١١٤١]

(۳۵۶۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

٣٥٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ

(۳۵۶۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے قتادہ نے' ان سے عبداللہ ابن ابی عتبہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ

الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا)).
[طرفاه في : ٦١٠٢، ٦١١٩].

شرمیلے تھے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالاَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ: ((وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ)).

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی دونوں نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے شعبہ نے اسی طرح بیان کیا (اس زیادتی کے ساتھ) کہ جب آپ کسی بات کو برا سمجھتے تو آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

بزار کی روایت میں ہے کہ آپ کا کبھی کسی نے ستر نہیں دیکھا۔

٣٥٦٣- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِلاَّ تَرَكَهُ)). [طرفه في : ٥٤٠٩].

(۳۵۶۳) مجھ سے علی بن جعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا' اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے' بر خلاف اس کے دنیا پرست شکم پرور لوگ کھانا کھانے بیٹھتے ہیں اور لقمہ لقمہ میں عیب جوئیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اسوۂ رسول پر عمل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

٣٥٦٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الأَسْدِيِّ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطَيْهِ)). قَالَ: وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ: ((بَيَاضَ إِبْطَيْهِ)). [راجع: ٣٩٠]

(۳۵۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا' ان سے جعفر بن ربیعہ نے' ان سے اعرج نے' ان سے عبداللہ بن مالک بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ہم لوگ دیکھ لیتے۔ ابن بکیر نے بکر سے روایت کی اس میں یوں ہے' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلاَّ فِي الاسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ)).

(۳۵۶۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' انہوں نے قتادہ سے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ دعاء استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں (زیادہ اونچے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس دعا میں آپ اتنے اونچے ہاتھ اٹھاتے کہ بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

[راجع: ۱۰۳۱]

اس حدیث کے لانے کی غرض یہاں یہ ہے کہ آپ کی بغلیں بالکل سفید اور صاف تھیں۔

٣٥٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ، فَخَرَجَ بِلاَلٌ فَنَادَى بِالصَّلاَةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ، وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ، فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ)). [راجع: ١٨٧]

(٣٥٦٦) ہم سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا' وہ اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے تھے کہ میں سفر کے ارادہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ابطح میں (محصب میں) خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ کڑی دوپہر کا وقت تھا' اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اسے لینے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک نیزہ نکالا اور آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے' گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے (سترہ کے لئے) نیزہ گاڑ دیا۔ آپ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت قصر نماز پڑھائی' گدھے اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

برچھی سترہ کے طور پر آپکے آگے گاڑ دی گئی تھی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپکی پنڈلیاں نہایت خوبصورت اور چمکدار تھیں۔

٣٥٦٧- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لأَحْصَاهُ)). [طرفه في : ٣٥٦٨].

(٣٥٦٧) مجھ سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص (آپؐ کے الفاظ) گن لینا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٣٥٦٨- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((أَلاَ يُعْجِبُكَ أَبُو فُلاَنٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ

(٣٥٦٨) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو فلاں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) پر تمہیں تعجب نہیں ہوا' وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث مجھے سنانے کے لئے بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ میری نماز ختم ہونے سے

أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ)). [راجع: ٣٥٦٧]

پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کی خبر لیتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیز بیانی اور عجلت لسانی پر انکار کیا تھا اور اشارہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو بہت آہستہ آہستہ ہوا کرتی تھی کہ سننے والا آپ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ گویا اسی طرح آہستہ آہستہ کلام کرنا اور قرآن و حدیث سنانا چاہئے۔ لیکن مجمع عام اور خطبہ میں یہ قید نہیں لگائی جا سکتی کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ توحید کا بیان کرتے یا عذاب الٰہی سے ڈراتے تو آپ کی آواز بہت بڑھ جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا وغیرہ۔ یہاں یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث پر اعتراض کیا' یہ بالکل باطل ہے اور " توجيه القول بما لا يرضى به القائل " میں داخل ہے یعنی کسی کے قول کی ایسی تعبیر کرنا جو خود کہنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہو۔

٢٤- بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ

نبی کریم ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوتا تھا

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس کی روایت سعید بن میناء نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٣٥٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا : كَيْفَ كَانَ صَلاَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةِ : يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنِي وَلاَ يَنَامُ قَلْبِي)). [راجع: ١١٤٧]

(٣٥٦٩) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے سعید مقبری نے' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد یا تراویح) کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ رمضان مبارک یا دوسرے کسی بھی مہینے میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (ان ہی کو تہجد کہو یا تراویح) پہلے آپ چار رکعت پڑھتے' وہ رکعتیں کتنی لمبی ہوتی تھیں' کتنی اس میں خوبی ہوتی تھی اسکے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعات پڑھتے۔ یہ چاروں بھی کتنی لمبی ہوتیں اور ان میں کتنی خوبی ہوتی۔ اسکے متعلق نہ پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

تشریح: رمضان شریف میں اسی نماز کو تراویح کے نام سے موسوم کیا گیا اور غیر رمضان میں یہ نماز تہجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کو الگ الگ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ آپ رمضان ہو یا غیر رمضان تراویح یا تہجد گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے

تھے جن میں آٹھ رکعات نفل نماز اور تین وتر شامل ہوتے تھے۔ اس صاف اور صریح حدیث کے ہوتے ہوئے آٹھ رکعات تراویح کو خلاف سنت کہنے والے لوگوں کو اللہ نیک سمجھ عطا فرمائے کہ وہ ایک ثابت شدہ سنت کے منکر بن کر فساد برپا کرنے سے باز رہیں۔ آمین۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۳۵۷۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ: ((سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِد الْكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ - وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحرام- فقال أَوَّلُهُمْ - أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ. وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ. فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاؤُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيْمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوبُهُمْ. فَتَوَلاَّهُ جِبْرِيْلُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ)). [أطرافه في : ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٥٧١٧، ٦٥٨١].

(۳۵۷۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ مسجد حرام سے نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے' اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا' وہ کون ہیں؟ (جن کو لے جانے کا حکم ہے) دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں' تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے۔ آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھیں سوتی تھیں پر دل نہیں سوتا تھا اور تمام انبیاء کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار ہوتا ہے۔ غرض کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھا لے گئے۔

تشریح اس کے بعد وہی قصہ گزرا جو معراج والی حدیث میں اوپر گزر چکا ہے۔ اس روایت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ معراج سوتے میں ہوا تھا۔ مگر یہ روایت شاذ ہے' صرف شریک نے یہ روایت کیا ہے کہ آپ اس وقت سو رہے تھے۔ عبدالحق نے کہا کہ شریک کی روایت منفرد و مجہول ہے اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج بیداری میں ہوا تھا (وحیدی) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے معراج جسمانی کا انکار ثابت کرنا کج فہمی ہے۔ روایت کے آخر میں صاف موجود ہے "ثم عرج به الی السماء" یعنی جبریل علیہ السلام آپ کو جسمانی طور سے اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ ہاں اس واقعہ کا آغاز ایسے وقت میں ہوا کہ آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ بہرحال معراج جسمانی حق ہے جس کے قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل ہیں۔ اس کا انکار کرنا سورج کے وجود کا انکار کرنا ہے جب کہ وہ نصف النہار میں چمک رہا ہو۔

٢٥- بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ

باب آنحضرت ﷺ کے معجزوں یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان

تشریح معجزات نبوی کی بہت طویل فہرست ہے۔ علماء نے اس عنوان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس باب کے ذیل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت سی احادیث لائے ہیں اور ہر حدیث میں کچھ نہ کچھ معجزات نبوی کا بیان ہے۔ کچھ خرق عادات ہیں اور کچھ پیشین گوئیاں ہیں جو بعد کے زمانوں میں حرف بہ حرف ٹھیک ثابت ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ مقام رسالت کو سمجھنے کے لئے اس باب کا غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

٣٥٧١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زُرَيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَفِي مَسِيْرٍ فَأَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوا، فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ - وَكَانَ لاَ يُوقَظُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ - فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ، فَقَعَدَ أَبُوبَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا فُلاَنُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّي مَعَنَا؟)) قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ ثُمَّ صَلَّى، وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا، فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لاَ مَاءَ. قُلْنَا: كَمْ

(٣٥٧١) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا' انہوں نے ابو رجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے' رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو' جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے۔ تاآنکہ آپ خود ہی جاگتے' پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے۔ آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی' ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمم کر لو (پھر اس نے بھی تیمم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تاکہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی تھی ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی

بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. فَقُلْنَا: انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: وَمَا رَسُولُ اللهِ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا، غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ، فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلاً حَتَّى رَوِيْنَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا، وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ. ثُمَّ قَالَ : هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ، فَجَمَعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ : لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا؟. فَهَدَى اللهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ، فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا)).

[راجع: ٣٤٤]

کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر ہم اسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لئے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور بالٹیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا' اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے ہو) میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں' وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

تشریح: اس قصہ کے بیان میں اختلاف ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے نکلنے کے بعد پیش آیا اور ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب رسول کریم ﷺ حدیبیہ سے لوٹے تھے اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ یہ تبوک کے سفر کا واقعہ ہے اور ابوداؤد میں ایک روایت کی رو سے اس واقعہ کا تعلق غزوۂ جیش الامراء سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک جماعت مؤرخین نے کہا ہے کہ اس ایک نوعیت کا واقعہ مختلف اوقات میں پیش آیا ہے یہی ان روایات میں تطبیق ہے (توشیح) ---- یہاں آپ کی دعا سے پانی میں برکت ہو گئی۔ یہی معجزہ وجہ مطابقت باب ہے۔

٣٥٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أُتِيَ النَّبِيُّ

(٣٥٧٢) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لأَنَسٍ : كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ : ثَلاَثَمِائَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلاَثِمِائَةٍ)).

[راجع: ١٦٩]

میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) آنحضرت ﷺ اس وقت (مدینہ کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

٣٥٧٣- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلاَةُ الْعَصْرِ، فَالْتُمِسَ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ)). [راجع: ١٦٩]

(٣٥٧٣) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو دیکھا' عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں (برتن کے اندر) وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور ہر شخص نے وضو کر لیا۔

٣٥٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُبَارَكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَانْطَلَقُوا يَسِيْرُونَ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّؤُونَ. فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيْرٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ، ثُمَّ قَالَ : قُومُوا فَتَوَضَّؤُوا، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوا فِيْمَا يُرِيْدُونَ مِنَ

(٣٥٧٤) ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حزم بن مہران نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا' انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے لئے کہیں پانی نہیں ملا۔ آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر رکھا اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو۔ پوری جماعت نے وضو کیا اور تمام آداب و سنن کے ساتھ پوری طرح کر لیا۔ ہم تعداد میں ستر یا اسی کے لگ بھگ تھے۔

الوَضُوءِ، وَكَانُوا سَبْعِيْنَ أَوْ نَحْوَهُ)).

[راجع: ١٦٩]

٣٥٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبُ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، وَبَقِيَ قَوْمٌ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ، فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا. قُلْتُ: كَمْ كَانُوا: قَالَ : ثَمَانُونَ رَجُلاً)). [راجع: ١٦٩]

(٣٥٧٥) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا' انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا' کہا کہ مجھ کو حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا لیکن بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پتھر کی بنی ہوئی ایک لگن لائی گئی' اس میں پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ کہ آپ اسکے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے چنانچہ آپ نے انگلیاں ملا لیں اور لگن کے اندر ہاتھ کو ڈال دیا پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انس رضی اللہ نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

یہ چار حدیثیں حضرت انس رضی اللہ کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کی ہیں اور ہر ایک میں ایک علیحدہ واقعہ کا ذکر ہے۔ اب ان میں جمع کرنے اور اختلاف رفع کرنے کے لئے تکلف کی ضرورت نہیں ہے (وحیدی) چاروں احادیث میں آپ کے معجزہ کا تذکرہ ہے۔ اسی لئے اس باب کے ذیل ان کو لایا گیا۔

٣٥٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ، فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلاَ نَشْرَبُ إِلاَّ مَا بَيْنَ يَدَيْكَ. فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ. فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا. قُلْتُ : ((كَمْ كُنْتُمْ؟)) قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً)).

(٣٥٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا' ان سے حصین نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے' اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت

[أطرافه في : ٤١٥٢، ٤١٥٣، ٤١٥٤، ٤٨٤٠، ٥٦٣٩].

پندرہ سو تھی۔

کیونکہ آپ کی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری کر دیا' پھرپانی کی کیا کمی تھی۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ (ﷺ)

٣٥٧٧- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ((كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ، فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ، فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِيْنَا وَرَوَتْ - أَوْ صَدَرَتْ - رَكَائِبُنَا)). [طرفاه في : ٤١٥٠، ٤١٥١].

(٣٥٧٧) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا (جب رسول کریم ﷺ کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اس پانی سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنواں پھرپانی سے بھر گیا' ہم بھی اس سے خوب سیر ہوئے اور ہمارے اونٹ بھی سیراب ہو گئے' یا پانی پی کر لوٹے۔

راوی کو شک ہے کہ "رویت رکائبنا" کہا یا "صدرت رکائبنا" مفہوم ہر دو کا ایک ہی ہے۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا' اسی لئے اس باب کے ذیل اسے ذکر کیا گیا۔

٣٥٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ ((قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلاَثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ،

(٣٥٧٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو مالک نے خبر دی' انہیں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے' آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا

فَقَالَ لِيْ رَسُولُ اللهِ: ((آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((بِطَعَامٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُومُوا)). فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ))، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ))، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ))، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ))، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتَّى شَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلاً)).

ابو طلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں' آپ نے دریافت فرمایا' کچھ کھانا دے کر؟ میں نے عرض کیا جی ہاں' جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے' ان سب سے آپ نے فرمایا کہ چلو اٹھو۔ آنحضرت تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے' ام سلیم! حضور اکرم ﷺ تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے؟ ام سلیم ؓ نے کہا' اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ زیادہ جانتے ہیں (ہم فکر کیوں کریں؟) خیر ابو طلحہ آگے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے ملے۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) آپ نے فرمایا' ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہو یہاں لاؤ۔ ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا۔ ام سلیم ؓ نے کپی نچوڑ کر اس پر کچھ گھی ڈال دیا اور اس طرح سالن ہو گیا۔ آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان سب نے روٹی پیٹ بھر کر کھائی اور جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔ چنانچہ دس آدمیوں کو بلایا گیا' انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دس ہی آدمیوں کو اندر بلا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ جب وہ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔ اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

آپؐ نے اس کھانے میں دعاء برکت فرمائی۔ اتنے لوگوں کے کھا لینے کے بعد بھی کھانا بچ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو طلحہ اور ام سلیم ؓ کے ساتھ ان کے گھر میں کھانا کھایا اور جو بچ رہا وہ ہمسایوں کو بھیج دیا۔

٣٥٧٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

(٣٥٧٩) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ((كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: ((اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)). فَجَاؤُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ))، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ)).

سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا' برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

تشریح یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آواز سن لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴) "ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے" امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں نکالا ہے کہ آپ نے سات کنکریاں لیں' انہوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کہی ان کی آواز سنائی دی۔ پھر آپ نے ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں' ہر ایک کے ہاتھ تسبیح کہی۔ حافظ نے کہا شق قمر تو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور لکڑی کا رونا بھی صحیح حدیث سے اور کنکریوں کی تسبیح صرف ایک طریق سے جو ضعیف ہے۔ بہرحال یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں جو جس طرح ثابت ہیں اسی طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تم ہر نشانی اور خرق عادت کو تخویف سمجھتے ہو' یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ کی بعض نشانیاں تخویف کی بھی ہوتی ہیں جیسے گہن وغیرہ اور بعض نشانیاں جیسے کھانے پینے میں برکت یہ تو عنایت اور فضل الٰہی ہے۔

٣٥٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ: ((أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، وَلَيْسَ عِنْدِي إِلاَّ مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلاَ يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِينَ مَا عَلَيْهِ، فَانْطَلِقْ مَعِي لِكَيْ لاَ يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ. فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا، ثُمَّ آخَرَ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((انْزِعُوهُ))، فَأَوْفَاهُمْ

(۳۵۸۰) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عامر نے' کہا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبداللہ بن عمرو بن حرام' جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے اور وہ مقروض تھے۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے۔ ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھجوروں سے ہو گی اور کچھ نہیں ہے اور اسکی پیداوار سے تو برسوں میں قرض ادا نہیں ہو سکتا' اسلئے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ پھاڑیں۔ آپ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ کھجور کے جو

الَّذِي لَهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ)).

[راجع: ۲۱۲۷]

ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی۔ اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کھجوریں نکال کر انہیں دو۔ چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی بچ بھی گئیں۔

آپ کی دعائے مبارک سے کھجوروں میں برکت ہو گئی۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَقَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ. أَوْ كَمَا قَالَ. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلاَثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، وَأَبُوبَكْرٍ ثَلاَثَةً، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي، وَلاَ أَدْرِيْ هَلْ قَالَ امْرَأَتِي وَخَادِمِي بَيْنَ بَيْتِنَا بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَنَا أَبَابَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ - أَوْ ضَيْفِكَ -؟ قَالَ: أَوَعَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوهُمْ. فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ. فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ - فَجَدَّعَ وَسَبَّ - وَقَالَ: كُلُوا.

(۳۵۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' ان سے ان کے والد سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ صفہ والے محتاج اور غریب لوگ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرے کو بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں آدمی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی یا آپ نے اسی طرح کچھ فرمایا (راوی کو پانچ اور چھ میں شک ہے) خیر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے اور گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے' ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمان نے یہ بھی کہا' اور میری عورت اور خادم جو میرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا۔ لیکن خود ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا اور عشاء کی نماز تک وہاں ٹھہرے رہے (مہمانوں کو پہلے ہی بھیج چکے تھے) اس لئے انہیں اتنا ٹھہرنا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے' ان کی بیوی نے ان سے کہا۔ کیا بات ہوئی' آپ کو اپنے مہمان یاد نہیں رہے؟ انہوں نے پوچھا' کیا مہمانوں کو اب تک کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا (کیونکہ ابو بکر غصہ ہو گئے تے) آپ نے ڈانٹا' اے پاجی! اور بہت برا بھلا کہا پھر (مہمانوں

قَالَ: لاَ أَطْعَمُهُ أَبَدًا. قَالَ: وَايْمُ اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلاَّ رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ. فَنَظَرَ أَبُوبَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ، فَقَالَ لاِمْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ. قَالَتْ: لاَ وَقُرَّةِ عَيْنِي، لَهِيَ الآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلاَثِ مَرَّاتٍ. فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوبَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ - يَعْنِي يَمِينَهُ - ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَومٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الأَجَلُ فَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ، قَالَ: أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ.

[راجع: ٦٠٢]

سے) کہا چلو اب کھاؤ اور خود قسم کھالی کہ میں تو کبھی نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم' پھر ہم جو لقمہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تو جیسے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا (اتنی اس میں برکت ہوئی) سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ رہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو کھانا جوں کا توں تھا یا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا' اے بنی فراس کی بہن (دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہوا) انہوں نے کہا' کچھ بھی نہیں۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم' کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ کھانا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا اور فرمایا کہ یہ میرا قسم کھانا تو شیطان کا اغوا تھا۔ ایک لقمہ کھا کر اسے آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے وہاں وہ صبح تک رکھا رہا۔ اتفاق سے ایک کافر قوم جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی' ان سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی گئی۔ پھر ہم بارہ ٹکڑیاں ہو گئے اور ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے خدا معلوم مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ آپ نے ان نقیبوں کو لشکر والوں کے ساتھ بھیجا۔ حاصل یہ کہ فوج والوں نے اس میں سے کھایا۔ یا عبدالرحمٰن نے کچھ ایسا ہی کہا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس بیوی کو ام رومان کہا جاتا تھا۔ ام رومان فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد میں سے تھیں۔ عرب کے محاورہ میں جو کوئی کسی قبیلے سے ہوتا ہے اس کو اس کا بھائی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپ کے ایک عظیم معجزہ کا ذکر ہے۔ یہی مطابقت باب ہے۔ اس حدیث کے ذیل میں مولانا وحید الزماں مرحوم لکھتے ہیں۔ ہوا یہ ہو گا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کو کھانا آنحضرت ﷺ کے گھر کھالیا ہو گا مگر آنحضرت ﷺ نے نہ کھایا ہو گا۔ عشاء کے بعد آپ نے کھایا ہو گا۔ اس حدیث کے ترجمہ میں بہت اشکال ہے اور بڑی مشکل سے معنی جمتے ہیں ورنہ تکرار بے فائدہ لازم آتی ہے اور ممکن ہے راوی نے الفاظ میں غلطی کی ہو۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں دوسرے لفظ تعشی کے بدل حتی نعس ہے یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس اتنا ٹھہرے کہ آپ اونگھنے لگے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی ٹھیک ہے۔ بعض راویوں نے فتفرقنا اثنا عشر رجلا نقل کیا ہے جس کے مطابق یہاں ترجمہ کیا گیا اور بعض نسخوں میں ففرقنا یعنی ہماری بارہ ٹکڑیاں ہو گئیں' ہر ٹکڑی ایک آدمی کے تحت میں تھی۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ بارہ آدمیوں کو مسلمانوں نے نقیب بنایا۔ بعض میں فقرینا ہے۔ یعنی ہم نے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی۔ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے مگر اولیاء اللہ کی کرامت ان کے پیغمبر کا معجزہ ہے کیونکہ پیغمبر ہی کی تابعداری کی برکت سے ان کو یہ درجہ ملا ہے' اس لئے باب کا مطلب حاصل ہو گیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ (وحیدی)

٣٥٨٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

(٣٥٨٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے بیان کیا' ان

عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ. وَعَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلَكَتِ الْكُرَاعُ، وَهَلَكَتِ الشَّاءُ، فَادْعُ اللهَ يَسْقِيْنَا. فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ كَمِثْلِ الزُّجَاجَةِ. فَهَاجَتْ رِيْحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا، ثُمَّ اجْتَمَعَ، ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى. فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، فَادْعُ اللهَ يَحْبِسْهُ. فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا)). فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيْلٌ)).

[راجع: ۹۳۲]

۳۵۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلاَءِ أَخُو أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلاَءِ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ، فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ)). وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ

سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور حماد نے اس حدیث کو یونس سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ آپ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! گھوڑے بھوک سے ہلاک ہو گئے اور بکریاں بھی ہلاک ہو گئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر پانی برسائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (بالکل صاف) تھا' اتنے میں ہوا چلی' اس نے ابر کو اٹھایا پھر اس ابر کے بہت سے ٹکڑے جمع ہو گئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیئے۔ ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب یا کوئی دوسرے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے' دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا۔ اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا (جہاں اس کی ضرورت ہو) ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسی وقت ابر پھٹ کر مدینہ کے ارد گرد سر پیچ کی طرح ہو گیا تھا۔

(۳۵۸۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' anhv'nw کہا ہم سے ابو غسان یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو حفص نے جن کا نام عمر بن علاء ہے اور جو ابو عمرو بن علاء کے بھائی ہیں' بیان کیا' کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے' پھر جب منبر بن گیا تو آپ خطبہ کے لئے اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس لکڑی نے باریک آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آخر آپ اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور عبدالحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی' انہیں معاذ بن علاء نے خبر

الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا. وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

دی اور انہیں نافع نے اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابو عاصم نے کی' ان سے ابو رواد نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ معلوم نہیں یہ عبدالحمید نامی راوی کون ہیں؟ مزی نے کہا کہ یہ عبد بن حمید حافظ مشہور ہیں' مگر میں نے ان کی تفسیر اور مسند دونوں میں یہ حدیث تلاش کی تو مجھ کو نہیں ملی۔ البتہ دارمی نے اس کو نکالا ہے عثمان بن عمر سے آخر تک اسی اسناد سے (وحیدی)

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ - أَوْ رَجُلٌ - يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا؟ قَالَ: إِنْ شِئْتُمْ. فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ. قَالَ: كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا)).

[راجع: ٤٤٩]

(۳۵۸۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے' یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس۔ پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا' یا رسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ نے فرمایا' اگر تمہارا جی چاہے تو کر دو' چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا' جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لئے لوریاں دیتے ہیں' آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تنا اس لئے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔

اب وہ اس سے محروم ہو گیا اس لئے کہ میں اس سے دور ہو گیا۔

٣٥٨٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: ((كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جُذُوعٍ مِنْ نَخْلٍ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جِذْعٍ مِنْهَا، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ

(۳۵۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' انہیں حفص بن عبیداللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر تشریف

الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذَلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ، حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، فَسَكَنَتْ)).

[راجع: ٤٤٩]

لائے۔ پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح کی رونے کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آنحضرت ﷺ نے اس کے قریب آکر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

تشریح صحابہ نے یہ آواز سنی۔ دوسری روایت میں ہے' آپ نے آکر اس کو گلے لگا لیا اور وہ لکڑی خاموش ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے مسلمانو! ایک لکڑی آنحضرت ﷺ سے ملنے کے شوق میں روئی اور تم لکڑی کے برابر بھی آپ سے ملنے کا شوق نہیں رکھتے۔ دارمی کی روایت میں ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اس میں دبا دی گئی۔ ابو نعیم کی روایت میں ہے آپ نے صحابہ سے فرمایا تم کو اس لکڑی کے رونے پر تعجب نہیں آتا' وہ آئے' اس کا رونا سنا' خود بھی بہت روئے۔ مسلمانو! ایک لکڑی کو آنحضرت ﷺ سے ایسی محبت ہو اور ہم لوگ جو اشرف المخلوقات ہیں اپنے پیغمبر سے اتنی بھی الفت نہ رکھیں' رونے کا مقام ہے کہ آپ کی حدیث کو چھوڑ کر ابو حنیفہ اور شافعی کے قول کی طرف دوڑیں' آپ کی حدیث سے تو ہم کو تسلی نہ ہو اور قہستانی اور کیدانی جو نامعلوم کس باغ کی مولی تھے ان کے قول سے تشفی ہو جائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر اسلام کا دعویٰ کیوں کرتے ہو جب پیغمبر اسلام کی تم کو ذرا بھی محبت نہیں (مولانا وحید الزماں مرحوم)

٣٥٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ. ح حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ: قَالَ: هَاتِ، إِنَّكَ لَجَرِيءٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلاَةُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). قَالَ: لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لاَ بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا.

(٣٥٨٦) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' (دوسری سند) کہا مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے' ان سے شعبہ نے' ان سے سلیمان نے' انہوں نے ابو وائل سے سنا' وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے کہ مجھے زیادہ یاد ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بیان کرو (ماشاء اللہ) تم تو بہت جری ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انسان کی ایک آزمائش (فتنہ) تو اس کے گھر مال اور پڑوس میں ہوتا ہے جس کا کفارہ' نماز' روزہ' صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا' بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح (ٹھاٹھیں مارتا) ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ انہوں

قَالَ: يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ : لاَ، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذٰلِكَ أَحْرَى أَنْ لاَ يُغْلَقَ. قُلْنَا: عَلِمَ الْبَابَ؟ قَالَ : نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ. إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالأَغَالِيْطِ. فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرُ)).

[راجع: ٥٢٥]

نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے (دروازہ کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لیے ہم نے مسروق سے کہا جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ (سے مراد) کون صاحب ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

تشریح: یہ حدیث مع شرح اوپر گزر چکی ہے۔ امام بخاری اس باب میں اس کو اس لئے لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے کوئی فتنہ اور فساد مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا تو آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ زرکشی نے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ اگر اس دروازے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات کہتے تو درست ہوتا ان کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ (بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت بھی فتنہ گروں کے ہاتھوں ہوئی) راقم کہتا ہے کہ یہ زرکشی کی خوش فہمی ہے۔ فتنوں کا دروازہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات میں کھل گیا تھا پھر وہ دروازہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل الشان صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے۔ انہوں نے جو امر قرار دیا' زرکشی کو اس پر اعتراض کرنا زیبا نہیں تھا (وحیدی) اہل و مال کے فتنے سے مراد خدا کی یاد سے غافل ہونا اور دل پر غفلت کا پردہ آنا ہے۔

٣٥٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

[راجع: ٢٩٢٨]

(٣٥٨٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر لو جن کے جوتے بال کے ہوں اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر لو' جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی' چہرے سرخ ہوں گے' ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی' چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بتہ ڈھال ہوتی ہے۔

٣٥٨٨- ((وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيْهِ. وَالنَّاسُ مَعَادِنُ : خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ)). [راجع: ٣٤٩٣]

(٣٥٨٨) اور تم حکومت کیلئے سب سے زیادہ بہتر شخص اسے پاؤ گے جو حکومت کرنے کو برا جانے (یعنی اس منصب کو خود کیلئے ناپسند کرے) یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے۔ لوگوں کی مثال کان کی سی ہے جو جاہلیت میں شریف تھے' وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں۔

۳۵۸۹- ((وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ)).

(۳۵۸۹) اور تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھربار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

تشریح اس حدیث میں چار پیشین گوئیاں ہیں' چاروں پوری ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صحابہ اور تابعین میں بلکہ ان کے بعد والے لوگوں میں بھی ہمارے زمانے تک بعض ایسے گزرے ہیں کہ مال اولاد سب کو آپ کے ایک دیدار پر تصدق (قربان) کر دیں۔ مال و دولت کیا چیز ہے' جان ہزار جانیں آپ پر سے تصدق کرنا فخر اور سعادت دارین سمجھتے رہے ؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز (وحیدی)

۳۵۹۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطْسَ الأُنُوفِ صِغَارَ الأَعْيُنِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ)). تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

[راجع: ۲۹۲۸]

(۳۵۹۰) مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے اور ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شہر خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کر لو گے۔ چہرے ان کے سرخ ہوں گے۔ ناک چپٹی ہو گی' آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ یحییٰ کے علاوہ اس حدیث کو اوروں نے بھی عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ: ((وَأَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاَثَ سِنِيْنَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلَى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّي فِيْهِنَّ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ - وَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ- : ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ)) وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ)).

[راجع: ۲۹۲۸]

(۳۵۹۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ کو قیس نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تین سال رہا ہوں' اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا' آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے (مراد یہی ایرانی ہیں) سفیان نے ایک مرتبہ و ھو ھذا البارز کے بجائے الفاظ وھم اھل البارز نقل کئے (یعنی ایرانی' یا کردی' یا دیلم والے لوگ مراد ہیں)

٣٥٩٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ، وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)).

[راجع: ٢٩٢٧]

(۳۵۹۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' کہا میں نے حسن سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا' قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جوتا پہنتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

٣٥٩٣- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدَ، فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ، يَقُوْلُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ)). [راجع: ٢٩٢٥]

(۳۵۹۳) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے' اس وقت یہ کیفیت ہو گی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لئے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے' اسے قتل کر دے۔

تشریح: یہ اس وقت ہو گا جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور یہودی لوگ دجال کے لشکری ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو ماریں گے اور اس کے لشکر والے جابجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

٣٥٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ، فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ يَغْزُوْنَ. فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ)).

[راجع: ٢٨٩٧]

(۳۵۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کے لئے فوج جمع ہو گی' پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک جہاد ہو گا اور پوچھا جائے گا' کیا فوج میں کوئی ایسے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے فتح ہو گی۔

٣٥٩٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ

(۳۵۹۵) مجھ سے محمد بن حکم نے بیان کیا' کہا ہم کو نضر نے خبر دی' کہا

أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيْلُ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ، فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا. قَالَ: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلاَّ اللهَ)) - قُلْتُ : فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلاَدَ؟ - ((وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى)). قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ؟ قَالَ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ. وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ. وَلَيَلْقَيَنَّ اللهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولاً فَيُبَلِّغَكَ. فَيَقُولُ: بَلَى. فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالاً وَأُفْضِلَ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ : بَلَى. فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلاَ يَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَ يَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ)). قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم کو اسرائیل نے خبردی' کہا ہم کو سعد طائی نے خبردی' انہیں محل بن خلیفہ نے خبردی' ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں' البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہو گا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا' پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہو گا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا' فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) آپ نے فرمایا' ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہو گی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا' بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے

يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ إِلاَّ اللهَ، وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ)). حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا: ((كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: ١٤١٣]

اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے ڈرو' اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' کہا ہم کو سعدان بن بشر نے خبر دی' ان سے ابو مجاہد نے بیان کیا' ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا اور انہوں نے عدی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ حافظ نے کہا کہ حیرہ عرب کے ان بادشاہوں کا پایہ تخت تھا جو ایران کے ماتحت تھے۔

٣٥٩٦- حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ شُرَحْبِيلٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاَتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ. إِنِّي وَاللهِ لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ خَزَائِنَ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي

(۳۵۹۶) مجھ سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یزید بن حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے' ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شہداء احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' میں (حوض کوثر پر) تم سے پہلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لئے میر سامان بنوں گا' میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ

وَ اللّٰہِ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا، وَلٰكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيْهَا)).

[راجع: ۱۳۴٤]

کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے' میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیاداری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک و حسد نہ کرنے لگو۔

تشریح: آپ کی یہ پیش گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی' مسلمانوں کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ مگر یہ آپس کے رشک اور حسد سے خراب ہو گئے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمانوں کو خود اپنوں ہی کے ہاتھوں جو تکالیف ہوئیں وہ اغیار کے ہاتھوں سے نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کے لئے اغیار کی ریشہ دوانیوں اور برے منصوبوں میں بھی بیشتر غدار مسلمانوں کا ہاتھ رہا ہے۔

۳۵۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنَ الآطَامِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ)). [راجع: ۱۸۷۸]

(۳۵۹۷) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھے اور فرمایا' جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں گرا کرتی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو فتنے برپا ہوئے ان پر یہ اشارہ ہے۔ ان فتنوں نے ایسا سر اٹھایا کہ آج تک ان کے تباہ کن اثرات باقی ہیں۔

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: ((لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ: فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذَا. وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَبِالَّتِي تَلِيْهَا)). فَقَالَتْ زَيْنَبُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)).

[راجع: ۳۳٤٦]

(۳۵۹۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا' ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا' ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم کو زینب بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' عرب کے لئے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے' آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا شگاف پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت کی۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں نیک لوگ ہوں گے پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب خباثتیں بڑھ جائیں گی (تو ایسا ہو گا)

۳۵۹۹- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ

(۳۵۹۹) اور زہری سے روایت ہے۔ ان سے ہند بنت الحارث نے

بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ، وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١١٥]

بیان کیا انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا' سبحان اللہ! کیسے کیسے خزانے اترے ہیں (جو مسلمانوں کو ملیں گے) اور کیا کیا فتنے و فساد اترے ہیں۔

جن میں مسلمان مبتلا ہوں گے۔ فتوحات اسلامی اور باہمی جھگڑے ہر دو کیلئے آپ نے پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

٣٦٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُونِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا، فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَاتَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ - أَوْ سَعَفَ الْجِبَالَ - فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ١٩]

(٣٦٠٠) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن ماجشون نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے' ان سے ان کے والد نے کہا' ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں بکریوں سے بہت محبت ہے اور تم انہیں پالتے ہو تو تم ان کی نگہداشت اچھی کیا کرو اور ان کی ناک کی صفائی کا بھی خیال رکھا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا سب سے عمدہ مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا یا (آپ نے سعف الجبال کے لفظ فرمائے) وہ بارش گرنے کی جگہ میں چلا جائے گا۔ اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگتا پھرے گا۔

عہد نبوت کے بعد جو خانگی فتنے مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی ہے۔

٣٦٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ)). [طرفاه في: ٧٠٨١، ٧٠٨٢].

(٣٦٠١) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے ابن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہو گا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

٣٦٠٢- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ مُطِيْعِ بْنِ الأَسْوَدِ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلِ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا، إِلاَّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيْدُ: ((مِنَ الصَّلاَةِ صَلاَةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ)).

(٣٦٠٢) اور ابن شہاب سے روایت ہے' ان سے ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمان بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نوفل بن معاویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرح البتہ ابوبکر (راوی حدیث) نے اس روایت میں اتنا اور زیادہ بیان کیا کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ چھوٹ جائے گویا اس کا گھر بار سب برباد ہو گئے۔ (اور وہ عصر کی نماز ہے)

٣٦٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِيْ لَكُمْ)).

[طرفه في : ٧٠٥٢].

(٣٦٠٣) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں زید بن وہب نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔ (یعنی صبر کرو اور اپنا حق لینے کے لئے خلیفہ اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کرنا)

٣٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ. قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ : لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ)). قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا وَأَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ. [طرفاه في : ٣٦٠٥، ٧٠٥٨].

(٣٦٠٤) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو التیاح نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا' ایسے وقت کے لئے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں ابو التیاح نے' انہوں نے ابو زرعہ سے سنا۔

٣٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

(٣٦٠٥) مجھ سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا' ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ میں

الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)). فَقَالَ مَرْوَانُ، غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ، بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ)). [راجع: ٣٦٠٤]

مروان بن حکم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' اس وقت میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے سچوں کے سچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہو گی۔ مروان نے پوچھا' نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی لے دوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بھی بتلائے ہوں گے جب تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ۶۰ھ سے یا اللہ! مجھ کو بچائے رکھنا اور چھوکروں کی حکومت سے بچانا' یہی سال یزید کے بادشاہ ہونے کا ہے۔ اکثر نوجوان تجربات سے نہیں گزرنے پاتے' اس لئے بسا اوقات سیادت و قیادت میں وہ مخرب یعنی خرابیاں پیدا کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر رسولوں کو مقام رسالت چالیس سال کی عمر کے بعد ہی دیا گیا ہے۔

٣٦٠٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ : ((نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ))، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيٍ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)). قُلْتُ : فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا

(۳۶۰۶) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے' کہا کہ مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضرمی نے' کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا' انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی' اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے سوال کیا' اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہو گا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہو گا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے' ان میں کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا' کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں' جہنم کے دروازوں کی

قَذَفُوهُ فِيهَا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا. فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)). قُلْتُ : فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)).

[طرفاه في: ٣٦٠٧، ٧٠٨٤].

طرف بلانے والے پیدا ہوں گے' جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے' ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا' پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہیو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا' اگرچہ تجھے اس کے لئے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے' یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر ہو گا)

٣٦٠٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : ((تَعَلَّمَ أَصْحَابِي الْخَيْرَ، وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ)). [راجع: ٣٦٠٦]

(٣٦٠٧) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے' انہوں نے اسماعیل سے' کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا' ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے) تو آنحضرت ﷺ سے بھلائی کے حالات سیکھے اور میں نے برائی کے حالات دریافت کئے۔

تشریح حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے جو حدیث نبوی پر نہیں چلیں گے۔ ان کی کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بری۔ اس پر حضرت مولانا وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں۔ یہ زمانہ گزر چکا۔ مسلمان نیک کام کرتے تھے' نماز پڑھتے تھے مگر اس کے ساتھ اتباع سنت کا خیال نہیں رکھتے تھے' بہت سی بدعات میں گرفتار تھے اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے اب قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں رہی' مجتہدوں نے سب چھان ڈالا ہے اور جو نکالنا تھا وہ نکال لیا ہے۔ قرآن کبھی تیجہ یا دہم میں بطور تبرک پڑھ لیتے' تراویح میں قرآن کے لفظ سن لیتے' حدیث بھی کبھی بطور تبرک پڑھ لیتے' عمل کرنے کی نیت سے نہیں پڑھتے' باقی ساری عمر ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز اور قدوری اور شرح مواہب اور شرح عقائد میں صرف کرتے' ارے اللہ کے بندو! ان سب کتابوں سے فائدہ؟ قرآن اور صحیح بخاری اپنے بچوں کو سمجھ کر پڑھاتے تو یہ دونوں کتابیں تم کو کافی تھیں۔ حدیث ہذا میں کچھ اور لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو بظاہر اسلام ہی کا نام لیں گے مگر باطن میں دوزخ کے داعی ہوں گے۔ یعنی دل میں پکے کافر اور ملحد ہوں گے ان سے وہ مغرب زدہ لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اسلام کا نام لینے کے باوجود مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اور اسلام پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ اسلام کو دقیانوسی مذہب اور قرآن کو دقیانوسی کتاب کہتے ہیں۔ دن رات مغربی تہذیب کی خوبیوں کے گیت گاتے رہتے ہیں اور سر سے پیر تک انگریز بننے کو فخر سمجھتے ہیں' ان ہی کی طرح کھاتے ہیں اور ان کی طرح کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ الغرض تہذیب جدید کے یہ دلدادہ جنہوں نے اسلام کو قطعاً چھوڑ دیا ہے پھر بھی اسلام کا نام لیتے ہیں یہ سو فیصدی

اس حدیث میں وارد وعید شدید کے مصداق ہیں (شرح وحیدی) حدیث ھذا میں پیش گوئی کا ایک خاص تعلق خوارج سے ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے کھڑے ہو گئے تھے اور جو بظاہر قرآن مجید کا نام لیتے اور آیت ﴿ اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ ﴾ (الانعام: ۵۷) پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور ان لوگوں نے بھی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کر کے غلط ترین عقائد میں مبتلا ہو گئے۔

۳۶۰۸- حَدَّثَنَا الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)).

[راجع: ۸۵]

(۳۶۰۸) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا' کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھے ابو سلمہ نے خبردی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) آپس میں جنگ نہ کر لیں اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا (کہ وہ حق پر ہیں)

تشریح: دونوں یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مسلمان ہیں اور حق پر لڑتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں ایک حق پر ہو گا اور دوسرا ناحق پر۔ یہ پیشین گوئی آپ نے اس لڑائی کی فرمائی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ دونوں طرف والے مسلمان تھے اور حق پر لڑنے کا دعویٰ کرتے تھے۔

اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے متعلق خود فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی' وہ کافر یا فاسق نہیں ہیں (وحیدی) ان واقعات میں آج کے نام نہاد علماء کے لئے بھی سبق ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر آپس میں تکفیر و تفسیق کے گولے پھینکنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح امت کے شیرازے کو منتشر کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے مدعیان علم کو فہم و فراست عطا کرے کہ وہ وقت کا مزاج پہچانیں اور شیرازۂ ملت کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ وقت آ رہا ہے کہ امت کی تباہی کے ساتھ ایسے نام نہاد راہ نمایان امت بھی فنا کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے اور ملت کی بربادی کا گناہ ان کے سروں پر ہو گا۔ آج ۲۲ شوال ۱۳۹۱ھ کو مسجد اہل حدیث ہرلاپور ہری ہر میں یہ نوٹ حوالۂ قلم کیا گیا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ آمین

۳۶۰۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَیَکُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ. وَلاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِنْ ثَلاَثِیْنَ، کُلُّهُمْ یَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ)).

[راجع: ۸۵]

(۳۶۰۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہو گی' حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہو لیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

ان میں سے اکثر پیدا ہو چکے ہیں جن کا ذکر تواریخ اسلام کے صفحات پر موجود ہے۔ ایک صاحب ہندوستان میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر ڈالا تھا۔ اللھم اھدھم۔ دو جماعتوں کا اشارہ جنگ صفین کی طرف ہے جو دو مسلم جماعتوں ہی کے درمیان ہوئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔

٣٦١٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا - إِذْ أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اعْدِلْ. فَقَالَ: ((وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)). فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِيْ فِيْهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ - وَهُوَ قِدْحُهُ - فَلاَ يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)). قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا

(٣٦١٠) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا' اس کے نفی۔ (نفی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ

الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلَ فَالْتُمِسَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ)).

[راجع: ٣٣٤٤]

لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

تشریح: یعنی جس طرح ایک تیر کمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدتا ہوا گزر جانے پر بھی بالکل صاف شفاف نظر آتا ہے حالانکہ اس سے شکار زخمی ہو کر خاک و خون میں تڑپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا ہے اس لئے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس کے کسی حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردود خارجی تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیزگار' ادنیٰ ادنیٰ بات پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان مردودوں کو مارا' ان میں کا ایک زندہ نہ چھوڑا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کو زبان سے رٹنا' مطالب و معانی میں غور نہ کرنا یہ خارجیوں کا شیوہ ہے اور آیات قرآنیہ کا بے محل استعمال کرنا بھی بدترین حرکت ہے۔ اللہ کی پناہ۔

٣٦١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ فَلأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ. وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ. يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لاَ يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ. فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ

(٣٦١١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں خیثمہ نے' ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' جب تم سے کوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے میں بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لئے آسمان سے گر جانا اس سے بہتر ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے۔ (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے' کم عقل اور بے وقوف ہوں گے۔ باتیں وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہو گی' لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے

يومَ الْقِيَامَةِ)). [طرفاه في: ٥٠٥٧، ٦٩٣٠]. قتل سے قاتل کے لئے قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

تشریح کہیں گے قرآن پر چلو' قرآن کی آیتیں پڑھیں گے' ان کا معنی غلط کریں گے' ان سے خارجی مردود مراد ہیں۔ یہ لوگ جب نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ قرآن پر چلو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ (الانعام: ۵۷) تم نے آدمیوں کو کیسے حکم مقرر کیا ہے اور اس بنا پر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کی تکفیر کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمة حق ارید بھا الباطل یعنی آیت قرآن تو برحق ہے مگر جو مطلب انہوں نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ جتنے گمراہ فرقے ہیں وہ سب اپنی دانست میں قرآن سے دلیل لاتے ہیں مگر ان کی گمراہی اس سے کھل جاتی ہے کہ قرآن کی تفسیر اس طرح نہیں کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ماثور ہے جن پر قرآن اترا تھا اور جو اہل زبان تھے۔ یہ کل کے لونڈے قرآن سمجھ گئے اور صحابہ اور تابعین اور خود پیغمبر صاحب جن پر قرآن اترا تھا انہوں نے نہیں سمجھا' یہ بھی کوئی بات ہے۔ آج کل کے اہل بدعت کا بھی یہی حال ہے جو آیات قرآنی سے اپنے عقائد باطلہ کے اثبات کے لئے دلائل پیش کر کے آیات قرآنی کے معنی و مطالب مسخ کر کے رکھ دیتے ہیں (وحیدی)

٣٦١٢- حدَّثني مُحمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يحيى عنْ إسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ قَالَ: شكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ - قُلْنَا لَهُ: أَلاَ تَسْتَنْصِرُ لَنا، أَلاَ تَدْعُو اللهَ لَنَا؟ قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ، فَيُجَاءُ بِالْمِيْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ، وَمَا يَصُدُّهُ ذلك عَنْ دِيْنِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ ما دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ. وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِيْنِهِ. وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ هذَا الأَمْرَ حَتَّى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حضْرَ موتَ لاَ يَخَافُ إِلاَّ اللهَ، أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ)).

[طرفاه في : ٣٨٥٢، ٦٩٤٣].

(۳۶۱۲) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' کہا ہم سے قیس نے بیان کیا' ان سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیکا دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے' ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ چکے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔ یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہو گا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی حجاز میں جو امن و امان ہے وہ بھی اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم و دائم رکھے آمین۔

٣٦١٣- حدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنا أَزْهَرُ بْنُ سَعْد حَدَّثَنا ابْنُ عَون قَالَ: أَنبَأَني مُوسَى بْنُ أَنس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْس. فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللهِ أَنا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ. فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنكِسًا رَأْسهُ، فَقَالَ : ((مَا شَأْنُكَ؟)) فَقَالَ : شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوتَهُ فَوقَ صَوتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[طرفه في: ٤٨٤٦].

(٣٦١٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا' انہیں موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا' یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لئے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا' لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

تشریح: ثابت بن قیس بن شماس مشہور صحابی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثاروں میں سے تھے۔ بعض افراد کی بلند آواز سے بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ثابت رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی عادت تھی۔ اس کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رضی اللہ عنہ کو بشارت دی وہ سچی ہوئی۔ ثابتؓ جنگ یمامہ میں شہید ہو کر درجہ شہادت کو پہنچے۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

٣٦١٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْرَأْ فُلاَنُ، فَإِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ الْقُرْآنَ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)).

(٣٦١٤) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے ابو اسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی' اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا' گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اسکو خدا کے سپرد کیا) اسکے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے

[طرفاه في: ٤٨٣٩، ٥٠١١].

فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سکینہ ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اسکے بجائے راوی نے) تنزلت للقران کے الفاظ کہے۔

ہر دو کا مفہوم ایک ہی ہے۔ سکینہ کی تشریح کتاب التفسیر میں آئے گی ان شاء اللہ۔

٣٦١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِي حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: ((جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلاً، فَقَالَ لِعَازِبٍ: ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي، قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، وَخَلاَ الطَّرِيْقُ لاَ يَمُرُّ فِيْهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ، وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ. فَنَامَ. وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ. فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ أَرَدْنَا. فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ - أَوْ مَكَّةَ - قُلْتُ: أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَفَتَحْلِبُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً،

(٣٦١٥) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے احمد بن یزید بن ابراہیم ابوالحسن حرانی نے' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے' کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا' پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پرکھوانے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابوبکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی' اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی' پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لئے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے میں نے وہاں پڑاؤ ڈالا تھا' وہی اس کا بھی ارادہ تھا' میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا' کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس

فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى. قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْرَى يَنْفُضُ. فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ. ثُمَّ قَالَ: ((أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ؟)) قُلْتُ: بَلَى.

قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: أُتِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: ((لاَ تَحْزَنْ، إِنَّ اللهَ مَعَنَا)). فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا - أُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الأَرْضِ، شَكَّ زُهَيْرٌ - فَقَالَ: إِنِّي أَرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا اللهَ لِي، فَاللهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ. فدعا له النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا. فَجَعَلَ لاَ يَلْقَى أَحَدًا إِلاَّ قَالَ: كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا، فَلاَ يَلْقَى أَحَدً إِلاَّ رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا)).

[راجع: ٢٤٣٩]

نے کہا کہ ہاں' چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی' بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ ابو اسحاق راوی نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے' میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کہا حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے پھر اس کے لئے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی' یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا' میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لئے بددعا کی ہے' اگر اب آپ لوگ میرے لئے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں' قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

واقعہ ہجرت میں آنحضرت ﷺ سے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا جن کی تفاصیل مختلف روایتوں میں نقل ہوئی ہیں۔ یہاں بھی آپ کے کچھ معجزات کا ذکر ہے جس سے آپ کی صداقت اور حقانیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اہل بصیرت کے لئے آپ کے رسول برحق ہونے میں ایک ذرہ برابر بھی شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں اور دل کے اندھوں کے لئے ایسے ہزار نشانات بھی ناکافی ہیں۔

٣٦١٦- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ: ((لاَ بَأْسَ، طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللهُ)). فَقَالَ لَهُ: ((لاَ بَأْسَ، طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللهُ)). قَالَ: قُلْتُ: طَهُوْرٌ؟ كَلاَّ، بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ - أَوْ تَثُوْرُ - عَلَى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذًا)).

[أطرافه في : ٥٦٥٦، ٥٦٦٢، ٧٤٧٠].

(٣٦١٦) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس ﷜ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں' ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھو دے گا۔ آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ "کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ گناہوں کو دھو دے گا۔ اس نے اس پر کہا۔ آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) ثثور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) کہ بخار ایک بوڑھے کھوسٹ پر جوش مار رہا ہے۔ جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر یوں ہی ہو گا۔

تشریح: یعنی تو اس بیماری سے مر جائے گا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا' اس میں یہ ہے کہ دوسرے روز وہ مر گیا۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

٣٦١٧- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًا، فَكَانَ يَقُوْلُ: مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ إِلاَّ مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللهُ، فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ. فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ

(٣٦١٧) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک ﷜ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا' پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کا منشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ

الأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ)).

ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ (بلکہ یہ میت عذاب خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

یہ اس کے ارتداد کی سزا تھی اور توہین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاشہ کو بحکم خدا باہر پھینک دیا۔ آج بھی گستاخان رسول کو ایسی ہی سزائیں ملتی رہتی ہیں۔ لوکانوا یعلمون

٣٦١٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ)). [راجع: ٣٠٢٧]

(٣٦١٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کرو گے۔

تشریح: آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ روایت میں حضرت ابن شہاب سے مراد مشہور تابعی حضرت امام زہری مراد ہیں جو زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہیں اور اسی لئے ان کو زہری کہا گیا ہے۔ ان کی کنیت ابو بکر اور نام محمد ہے۔ عبداللہ بن شہاب کے بیٹے ہیں۔ بعض منکرین حدیث تمنا عمادی جیسوں نے ان کے زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہونے کا انکار کیا ہے جو سراسر غلط ہے' یہ فی الواقع زہری ہیں۔ بڑے محدث اور فقیہ' جلیل القدر تابعی ہیں' علوم شریعت کے امام ہیں' ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ حدیث داخل ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اپنے دور میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں پاتا ہوں۔ ۱۲۴ھ بماہ رمضان انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ آمین.

٣٦١٩- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

(٣٦١٩) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے اور ان سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے

رفعهُ قَالَ: ((إذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ وَإذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ - وَذَكَرَ وَقَالَ:- لَتُنفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ)).

[راجع: ۳۱۲۱]

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر ہلاک ہوا تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہو گا اور راوی نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی بیان کیا اور) کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

۳۶۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ: ((قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: إنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ - وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ - حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيْكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ)). [أطرافه في: ۴۳۷۳، ۴۳۷۸، ۷۰۳۳، ۷۴۶۱].

(۳۶۲۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبردی' انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے' ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) "امر" (یعنی خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کے لئے تیار ہوں۔ مسیلمہ اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لئے) تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے جہاں مسیلمہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو بڑی چیز ہے) اور پروردگار کی مرضی کو تو ٹال نہیں سکتا اگر تو اسلام سے پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تجھ کو تباہ کر دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔

۳۶۲۱- فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا، فَطَارَا. فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي. فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ

(۳۶۲۱) (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا' میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) سونے کے دو کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے۔ مجھے اس خواب سے بہت فکر ہوا' پھر خواب میں ہی وحی کے ذریعے مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے' میں نے اس سے یہ تعبیر لی کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا یمامہ کا

الْيَمَامَةُ)). [أطرافه في: ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٤٣٧٩، ٧٠٣٤، ٧٠٣٧].

مسیلمہ کذاب تھا۔

خدا نے دونوں کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ یہ بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ یہاں پر بعض بخاری شریف کا ترجمہ کرنے والوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب پیدا ہوا تھا' یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ مدینہ میں آنا مراد ہے جیسا کہ آگے صاف مذکور ہے۔

٣٦٢٢- حدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَاللهِ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [أطرافه في: ٣٩٨٧، ٤٠٨١، ٧٠٣٥، ٧٠٤١].

(٣٦٢٢) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے۔ میں سمجھتا ہوں (یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ) محمد بن علاء نے یوں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہو گا' لیکن وہ یثرب' مدینہ منورہ ہے اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی' یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہو گئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہو گئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

٣٦٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَرْحَبًا يَا ابْنَتِي)).

(٣٦٢٣) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا' ان سے فراس نے' ان سے عامر نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں' ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ نے فرمایا بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں

ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ - أَوْ عَنْ شِمَالِهِ - ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلْتُهَا)).

[أطرافه في: ٣٦٢٥، ٣٧١٥، ٤٤٣٣، ٦٢٨٥].

طرف بٹھایا' پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔

٣٦٢٤- ((فَقَالَتْ : أَسَرَّ إِلَيَّ أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلاَ أُرَاهُ إِلاَّ حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي، فَبَكَيْتُ. فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ! أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ - فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ)).

[أطرافه في: ٣٦٢٦، ٣٧١٦، ٤٤٣٤، ٦٢٨٦].

(٣٦٢٤) تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے میرے کان میں کہا تھا کہ حضرت جبریل ؑ ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہو گی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی' تو اس پر میں ہنسی تھی۔

تشریح دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ میری وفات نزدیک ہے تو حضرت فاطمہ ؓ رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ اس حدیث سے حضرت فاطمۃ الزہراء ؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ آنحضرت ﷺ کی لخت جگر' نور نظر ہیں اس لئے ہر فضیلت کی اولین حقدار ہیں۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ

(٣٦٢٥) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحب زادی فاطمہ ؓ کو بلایا اور چپکے سے کوئی بات ان سے فرمائی تو وہ رونے لگیں' پھر آپ نے انہیں بلایا اور چپکے سے پھر کوئی بات فرمائی تو وہ ہنسیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ پھر میں

ذَلِكَ)). [راجع: ٣٦٢٣]

نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا۔

٣٦٢٦- ((فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)).

[راجع: ٣٦٢٤]

(٣٦٢٦) تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے مجھ سے آہستہ سے گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اس مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی' میں اس پر رو پڑی۔ پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جو بات کہی اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں' میں سب سے پہلے آپ سے جاملوں گی۔ میں اس پر ہنسی تھی۔

جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ وفات نبوی کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اس حدیث سے حضرت فاطمہ زہراء کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔

٣٦٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ؛ فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ، فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلاَّ مَا تَعْلَمُ)). [أطرافه في: ٤٢٩٤، ٤٤٣٠، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠].

(٣٦٢٧) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابی بشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے۔ ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے بھی ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم کی وجہ سے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ﴿ اذا جاء نصرالله والفتح ﴾ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے سمجھا ہے میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو جو بات بتلائی گئی تھی کہ آپ کی وفات قریب ہے وہ پوری ہوئی۔ اللہ جب چاہے کسی بندے کو کچھ آگے کی باتیں بتلا دیتا ہے مگر یہ غیب دانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی غیب دان کہنا کفر ہے جیسا کہ علماء احناف نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ غیب داں صرف اللہ ہے۔ انبیاء و اولیاء سب اللہ کے علم کے بھی محتاج ہیں۔ بغیر اللہ کے بتلائے وہ کچھ بھی بول نہیں سکتے۔

٣٦٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ ابْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

(٣٦٢٨) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ بن غسیل نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ، حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ آخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ. فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ)). [راجع: ۹۲۷]

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے' آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' پھر فرمایا امابعد (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس وعظ تھی۔

آپ کو معلوم تھا کہ انصار کو خلافت نہیں ملے گی اس لئے ان کے حق میں نیک سلوک کرنے کی وصیت فرمائی۔ باب سے اس حدیث کی مطابقت ظاہر ہے۔

۳۶۲۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمِ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)). [راجع: ۲۷۰۴]

(۳۶۲۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا' ان سے ابوموسیٰ نے' ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا' میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرا دے گا۔

تشریح: آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت حسن بناٹھ نے وہ کام کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جان بچ گئی' حضرت امیر معاویہ بناٹھ سے لڑنا پسند نہ کیا۔ خلافت ان ہی کو دے دی حالانکہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی' اس طرح سے آنحضرت کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور یہاں پر یہی مقصد باب ہے۔

۳۶۳۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۳۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بناٹھ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ)).

[راجع: ١٢٤٦]

طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنادی تھی۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

تشریح: آپ کا رسول برحق ہونا بایں طور ثابت ہوا کہ آپ نے وحی کے ذریعہ سے ایک دور دراز مقام پر ہونے والا واقعہ اطلاع آنے سے پہلے ہی بیان فرما دیا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ اگر اہل بدعت کے خیال کے مطابق آپ عالم الغیب ہوتے تو سفر جہاد پر جانے سے پہلے ہی ان کو روک دیتے اور موت سے بچا لیتے مگر آپ غیب دان نہیں تھے۔ آیت شریفہ ﴿ لَوْكُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) کا یہی مطلب ہے۔ وحی الٰہی سے خبر دینا یہ امر دیگر ہے اس کو غیب دانی سے تعبیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کو فہم و فراست سے ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ کتب فقہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کو غیب داں جان کر کسی امر پر گواہ بنائے تو اس کی یہ حرکت اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

٣٦٣١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الأَنْمَاطُ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ. فَأَنَا أَقُولُ لَهَا - يَعْنِي امْرَأَتَهُ - أَخِّرِي عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ، فَأَدَعُهَا)).

[طرفه في: ٥١٦١].

(۳۶۳۱) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم غریب لوگ ہیں) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس سے (اپنی بیوی سے) کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے، چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (اور چپ ہو جاتا ہوں)

اس روایت میں نبی کریم ﷺ کی ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خود اس صداقت کو دیکھا۔ یہ علامات نبوت میں سے ایک اہم علامت ہے۔ یہی حدیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔

٣٦٣٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، قَالَ: فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ،

(۳۶۳۲) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے (مکہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لئے) جب مدینہ سے گزرتا

وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقتَ فَطُفت؟ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوفُ إِذَا أَبُوجَهْلٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ: فَقَالَ أَبُوجَهْلٍ : تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، فَقَالَ: نَعَمْ. فَتَلاَحَيَا بَيْنَهُمَا. فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: لاَ تَرْفَعْهُ صَوتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي. ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ. قَالَ: فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُولُ لِسَعْدٍ : لاَ تَرْفَعْ صَوتَكَ - وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ - فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ: دَعْنَا عَنْكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ. قَالَ : إِيَّايَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَاللهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ. فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَمَّا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِي أَخِي الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ : زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا أَنَّهُ قَاتِلِي. قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ. قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوْا إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَمَّا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَ: فَأَرَادَ أَنْ لاَ يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُوجَهْلٍ: إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي، فَسِرْ يَوماً أَوْ يَوْمَيْنِ، فَسَارَ مَعَهُمْ، فَقَتَلَهُ اللهُ)).

تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا' ابھی ٹھہرو' جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشرک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابو جہل آ گیا اور کہنے لگا' یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابو جہل بولا' تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا' ابوالحکم (ابو جہل) کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو' وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' خدا کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آ گیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھ کو ابو جہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا' مجھے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تجھ کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا تمہیں معلوم نہیں' میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا' انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ چکے ہیں کہ ابو جہل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی' اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا' تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد دہانی پر امیہ نے

[طرفه في : ٣٩٥٠].

چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابو جہل نے کہا' تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کے لئے ہی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرا دیا۔

یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ امیہ جنگ بدر میں جانا نہیں چاہتا تھا مگر ابو جہل زبردستی پکڑ کر لے گیا' آخر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علامات نبوت میں اس پیش گوئی کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ پیش گوئی کی صداقت ظاہر ہو کر رہی۔ حدیث کے لفظ انه قاتلک میں ضمیر کا مرجع ابو جہل ہے کہ وہ تجھ کو قتل کرائے گا۔ بعض مترجم حضرات نے انه کی ضمیر کا مرجع رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے لیکن روایت کے سیاق و سباق اور مقام و محل کے لحاظ سے ہمارا ترجمہ بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٦٣٣- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأُمِّ سَلَمَةَ : ((مَنْ هَذَا))- أَوْ كَمَا قَالَ - قَالَتْ : هَذَا دِحْيَةُ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ. أَيْمُ اللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلاَّ إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ عَنْ جِبْرِيْلَ، أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ: فَقُلْتُ لأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ : مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

[طرفه في : ٤٩٨٠].

(٣٦٣٣) ہم سے عباس بن ولید نرسی نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات معلوم کرائی گئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ ابو عثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ نے جواب دیا کہ یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ ام سلمہ نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آخر جب میں نے آنحضرت ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبریل علیہ السلام (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہی تھے۔ یا ایسے ہی الفاظ کہے۔ بیان کیا کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنی ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ کی خدمت میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آنا مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس صورت میں چاہیں آسکتے ہیں۔ اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ہونا ثابت ہوا۔

٣٦٣٤- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

(٣٦٣٤) مجھ سے عبدالرحمن بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمن بن مغیرہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے' ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِي صَعِيْدٍ فَقَامَ أَبُوبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا. فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). وَقَالَ هَمَّامٌ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَنَزَعَ أَبُوبَكْرٍ ذَنُوبَيْنِ)).

[أطرافه في: ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠١٩، ٧٠٢٠].

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی بھر کر نکالا' پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا' ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں ان جیسا شہ زور پہلوان اور بہادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے۔ اور ہمام نے بیان کیا' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

تشریح اس حدیث کی تعبیر خلافت ہے' یعنی پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملے گی۔ وہ حکومت تو کریں گے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی سی قوت و شوکت ان کو حاصل نہ ہو گی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کی شوکت و عظمت بہت بڑھ جائے گی' آپ نے جیسا خواب دیکھا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ یہ بھی علامات نبوت میں سے ایک اہم نشان ہے جن کو دیکھ اور سمجھ کر بھی جو شخص آپ کے رسول برحق ہونے کو نہ مانے اس سے بڑھ کر بدنصیب کوئی نہیں ہے۔ (ﷺ)

٢٦- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ، وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [البقرة : ١٤٦]

باب اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ ارشاد کہ اہل کتاب اس رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں

جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔

توراۃ و انجیل میں آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر کھلے لفظوں میں موجود تھا جسے اہل کتاب پڑھتے اور آپ کو رسول برحق مانتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔ بہرحال آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ثابت کرنا مقصود باب ہے۔

٣٦٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ

(٣٦٣٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی' انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا' رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر

فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ - فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ، فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ؛ فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ)). [راجع: ۱۳۲۹]

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا' یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا' اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام یہود کے بہت بڑے عالم تھے جن کو یہودی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر مسلمان ہو گئے تو یہودی ان کو برا کہنے لگے۔ اسلام میں ان کا بڑا مقام ہے۔

۲۸- بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب مشرکین کا آنحضرت ﷺ سے کوئی نشانی چاہنا اور آنحضرت ﷺ کا معجزۂ شق القمر دکھانا

تشریح: یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کسی پیغمبر کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ شق القمر آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا۔ گو اس کا وقوع قیامت کی بھی نشانی تھا۔ جیسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ (القمر: ۱) جن لوگوں نے انشق کا معنی یہ رکھا ہے یعنی قیامت میں چاند پھٹے گا باب کی احادیث سے ان کی تردید ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کافروں نے اللہ کی قدرت کی ایک نشانی مانگی تھی جو خلاف عادت ہو چونکہ چاند کے پھٹنے کا زمانہ آن پہنچا تھا اس لئے آپ نے بھی یہی نشانی دکھلائی۔ چونکہ آپ پہلے سے اس کی خبر دے چکے ہیں اس لئے اس کو معجزہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا باقی بحث ان شاء اللہ کتاب التفسیر میں آئے گی۔ آج کل چاند پر جانے والوں نے مشاہدہ کے بعد بتایا کہ چاند کی سطح پر ایک جگہ بہت طویل و عمیق ایک دراڑ ہے' مبصرین حق کا کہنا ہے کہ یہ وہی دراڑ ہے جو معجزۂ شق القمر کی شکل میں چاند پر واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۶۳۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ

(۳۶۳۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' انہیں ابن ابی نجیح نے' انہیں مجاہد نے' انہیں ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْهَدُوا)). [أطرافه في: ٣٨٦٩، ٣٨٧٠، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥].

نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو اس پر گواہ رہنا۔

٣٦٣٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح. وَقَالَ لِي خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: ((أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ)). [أطرافه في: ٣٨٦٨، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨].

(۳۶۳۷) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شق قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

٣٦٣٨- حَدَّثَنِي خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفاه في: ٣٨٧٠، ٤٨٦٦].

(۳۶۳۸) مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے بیان کیا' کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا' ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عراق بن مالک نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

کفار مکہ کا خیال تھا کہ یہ یعنی محمد ﷺ اپنے جادو کے زور سے زمین پر عجائبات دکھلا سکتے ہیں' آسمان پر ان کا جادو نہ چل سکے گا۔ اسی خیال کی بنا پر انہوں نے معجزۂ شق قمر طلب کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھلا دیا۔

٢٨- بَابٌ

باب

اس باب کے تحت مختلف احادیث ہیں جن میں معجزات نبوی سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ کسی نہ کسی پہلو سے مذکور ہے۔

٣٦٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ

(۳۶۳۹) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے دو صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ) اٹھ کر (اپنے گھر) واپس ہوئے۔ رات اندھیری تھی لیکن دو چراغ کی طرح کی کوئی چیز ان کے

الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ)). [راجع: ٤٦٥]

آگے روشنی کرتی جاتی تھیں۔ پھر جب یہ دونوں (راستے میں' اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے) جدا ہوئے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ الگ الگ ہو گئی اور اس طرح وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔

یہ رسول کریم ﷺ کی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو روشنی مرحمت فرمائی۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ان کی عصا چراغ کی طرح روشن ہو گئی۔ بعض فضلاء اسلام نے بتلایا کہ ان کی انگلیاں روشن ہو گئی تھیں اختلاف دیکھنے والوں کی رؤیت کا ہے۔ کسی نے سمجھا کہ عصا چمک رہی ہے۔ کسی نے جانا کہ یہ روشنی ان کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہی ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت ہوا مگر جھوٹی کرامتوں کا گھڑنا بدترین جرم ہے۔ جس کا ارتکاب آج کل کے اہل بدعت کرتے رہتے ہیں جو بہت سے افیونیوں اور شرابیوں کی کرامتیں بنا کر ان کی قبروں کو درگاہ بنا لیتے ہیں' پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے

کار شیطان می کند نامش ولی گر ولی ایں است لعنت بر ولی

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں۔ ایسے مکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔

٣٦٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لاَ يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)).

[طرفاه في : ٧٣١١، ٧٤٥٩].

(٣٦٤٠) مجھ سے عبداللہ بن ابوالاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ان سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے' یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

تشریح اس حدیث سے اہلحدیث مراد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔

٣٦٤١- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِىءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)). قَالَ عُمَيْرٌ: فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ))، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعَمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ)).

(٣٦٤١) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یزید بن جابر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا' آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا' انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔ عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ امیر معاویہ نے

[راجع: ۷۱]

کہا کہ دیکھو یہ' مالک بن یخامر یہاں موجود ہیں' جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہ لوگ شام کے ملک میں ہیں۔

تشریح: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں۔ مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہو جائیں ایسا نہ ہو گا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضرور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے یہی فرمایا ہے اور بھی بہت سے علماء نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء رجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب و سنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین و محدثین و ائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے شکار نہ تھے نہ ان میں مسالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مساعی کے نتیجہ میں آج مسلمان پھر کتاب و سنت کی طرف آ رہے ہیں۔

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا شَبِيْبُ بْنُ غَرْقَدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ عُرْوَةَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ، فَجاءَ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ)). قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جاءنا بِهذا الْحَدِيْثِ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَهُ شَبِيْبُ عَنْ عُرْوَةَ، فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ، قَالَ : سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ)).

(۳۶۴۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' کہا ہم سے شبیب بن غرقدہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا' وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابو الجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں' پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقدہ سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا کہ شبیب نے یہ حدیث خود عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی' البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا۔

٣٦٤٣- وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))، قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتُ فِي دَارِهِ سَبْعِيْنَ فَرَسًا. قَالَ سُفْيَانُ:

(۳۶۴۳) البتہ یہ دوسری حدیث خود میں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔ شبیب نے کہا کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ستر

((يَشْتَرِي لَهُ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَّةٌ)).
[راجع: ۲۸۵۰]

گھوڑے دیکھے۔ سفیان نے کہا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدی تھی شاید وہ قربانی کے لئے ہوگی۔

تشریح: یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو عروہ کی کونسی حدیث مقصود ہے اگر گھوڑوں کی حدیث مقصود ہے تو وہ بے شک موصول ہے مگر اس کو باب سے مناسبت نہیں ہے اور اگر بکری والی حدیث مقصود ہے تو وہ باب کے موافق ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ یعنی دعا کا قبول ہونا مذکور ہے مگر وہ موصول نہیں ہے' شبیب کے قبیلے والے مجہول ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قبیلے والے متعدد اشخاص تھے' وہ سب جھوٹ بولیں' یہ نہیں ہو سکتا تو حدیث موصول اور صحیح ہو گئی۔ گھوڑوں والی حدیث میں ایک پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے' یہ بھی اس طرح باب سے متعلق ہے کہ اس میں آپ کی صداقت کی دلیل موجود ہے۔

٣٦٤٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ۲۸۴۹]

(۳۶۴۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ نے بیان کیا' انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔

اس میں بھی پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ہے اور یہی ترجمہ باب ہے۔ آج جدید اسلحہ کی فراوانی کے باوجود بھی فوج میں گھوڑے کی اہمیت ہے۔

٣٦٤٥- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ)). [راجع: ۲۸۵۱]

(۳۶۴۵) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ برکت باندھ دی گئی ہے۔

مراد مال غنیمت ہے جو گھوڑے سوار مجاہدین کو فتح کے نتیجہ میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ آج بھی گھوڑا فوجی ضروریات کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

٣٦٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلاَثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ

(۳۶۴۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گھوڑے تین آدمیوں کے لئے ہیں۔ ایک کے لئے تو وہ باعث ثواب ہیں اور ایک کے لئے وہ معاف یعنی مباح ہیں اور ایک کے لئے وہ وبال ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا باعث ثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو جہاد کے لئے اسے پا

فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، وَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَات، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَات. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَسَتُّرًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا، فَهِيَ لَهُ كَذَلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ)). وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلاَّ هَذِهِ الآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾. [الزلزلة: ٧-٨].

[راجع: ٢٣٧١]

لے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو (جس سے وہ بندھا ہوتا ہے) خوب دراز کردے تو وہ اپنے اس طول و عرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سب اس کے مالک کے لئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی تڑا کر دو چار قدم دوڑ لے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اسے پہلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا' پھر بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کے لئے ثواب بن جاتا ہے۔ اور ایک وہ آدمی جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت' پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں ہے اسے بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لئے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لئے وبال جان ہے اور نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع آیت کے سوا مجھ پر گدھوں کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بھی وہ بدلہ پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدلہ پائے گا۔

تشریح آج کے دور میں گھوڑوں کی جگہ لاریوں اور ٹرکوں نے لے لی ہے جن کی دنیا کے ہر میدان میں ضرورت پڑتی ہے۔ جنگی مواقع پر حکومتیں کتنی پبلک لاریوں اور ٹرکوں کو حاصل کر لیتی ہیں اور ایسا کرنا حکومتوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ تین اشخاص کا اطلاق تفصیل بالا کے مطابق آج لاری و ٹرک رکھنے والے مسلمانوں پر بھی ہو سکتا ہے کہ کتنی گاڑیاں بعض دفعہ بہترین ملی مفاد کے لئے استعمال میں آ جاتی ہیں۔ ان کے مالک مذکورہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ﴿و ذالک فضل الله یو تیه من یشاء﴾ گھوڑوں کی تفصیلات آج بھی قائم ہیں۔

٣٦٤٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((صَبَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا:

(٣٦٤٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیبر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) جا رہے

مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ، فَأَجْلَوْا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)).
[راجع: ۳۷۱]

تھے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد لشکر لے کر آ گئے' وہ قلعہ کی طرف بھاگے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا' اللہ اکبر خیبر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آپ نے خیبر فتح ہونے سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ خیبر خراب ہوا اور پھر یہی ظہور میں آیا۔ یہ جنگ خیبر کا واقعہ ہے جس کی تفصیلات اپنے موقع پر بیان ہوں گی۔

٣٦٤٨- حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ﷺ ((ابْسُطْ رِدَاءَكَ))، فَبَسَطْتُهُ، فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((ضُمَّهُ))، فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ)).
[راجع: ۱۱۸]

(۳۶۴۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا مجھ سے محمد بن اسماعیل ابن ابی الفدیک نے بیان کیا' ان سے محمد بن عبدالرحمن ابن ابی ذئب نے' ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ' میں نے چادر پھیلا دی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا کہ اسے اپنے بدن سے لگا لو' چنانچہ میں نے لگا لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

تشریح: آپ کی دعا کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ تیز ہو گیا۔ چادر میں آپ نے دعاؤں کے ساتھ برکت کو گویا لپ بھر کر ڈال دیا۔ اس چادر کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے لگا کر برکتوں سے اپنے سینے کو معمور کر لیا اور پانچ ہزار سے بھی زائد احادیث کے حافظ قرار پائے۔ تف ہے ان لوگوں پر جو ایسے جلیل اسدر حافظ الحدیث صحابی رسول اللہ ﷺ کو حدیث فہمی میں ناقص قرار دے کر خود اپنی حماقت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے علماء و فقہاء کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ ایک صحابی رسول کی توہین کی سزا میں گرفتار ہو کر کہیں وہ خسر الدنیا و الاخرۃ کے مصداق نہ بن جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقام روایت اور مقام درایت بہت اعلیٰ و رارفع ہے وللتفصیل مقام اخر۔

علامات نبوت کا باب یہاں ختم ہوا' اب حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فضائل کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ جس قدر روایات مذکور ہوئی ہیں سب میں کسی نہ کسی طرح سے علامت نبوت کا ثبوت نکلتا ہے۔ اور یہی امام بخاری کا منشاء ہے۔

١ - بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ

باب نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان۔

(امام بخاری نے کہا کہ) جس مسلمان نے بھی آنحضرت ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ کا دیدار اسے نصیب ہوا ہو وہ آپ کا صحابی ہے۔

تشریح: جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کو ایک بار بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ بس آنحضرت ﷺ کو ایک بار دیکھ لینا ایسا شرف ہے کہ ساری عمر کا مجاہدہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ بعض نے کہا کہ اولیاء اللہ جن صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان سے مراد وہ صحابہ ہیں جو آپ کی صحبت میں رہے اور آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا' مگر یہ قول مرجوح ہے۔ ہمارے پیرو مرشد محبوب سبحانی حضرت سید جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی ولی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (وحیدی)

٣٦٤٩ - حدّثنا علِي بْنُ عَبْد اللہ حَدَّثَنَا سفْيانُ عنْ عمْرو قال: سَمِعْتُ جابرَ بْنَ عبْد اللہ يقولُ حدّثنَا أبو سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قال: قالَ رسُولُ اللہ ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زمانٌ فيغْزُو فِئامٌ منَ النَّاسِ، فيقُولُون: فِيْكُمْ منْ صاحَب رَسُول اللہ ﷺ؟ فيقُولُون لهُمْ: نعَمْ، فَيُفْتَحُ لَـهُمْ. ثُمَّ يأْتي على النّاس زَمَانٌ فيغْزُو فِئامٌ منَ النّاسِ فيُقالُ: هلْ فِيْكُمْ منْ صاحبَ

(٣٦٤٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہیں۔ تب ان کی فتح ہو گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے

أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ. ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ))

[راجع: ٢٨٩٧]

(تابعی) بھی موجود ہیں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی پھر ان کی فتح ہو گی۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے ان تین زمانے والوں کی فضیلت بیان فرمائی گویا وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لئے علماء نے بدعت کی تعریف یہ قرار دی ہے کہ دین میں جو کام نیا نکالا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور جن لوگوں نے بدعت کی تقسیم کی ہے حسنہ اور سیئہ کی طرف' ان کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی بدعت میں سوائے ظلمت اور تاریکی کے مطلق نور نہیں پاتا (وحیدی)

٣٦٥٠- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَلاَ أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذُرُونَ وَلاَ يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ)).

[راجع: ٢٦٥١]

(٣٦٥٠) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں ابو جمرہ نے' کہا میں نے زہدم بن مضرب سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے' پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لئے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسا باقی نہیں رہے گا' اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر مٹاپا عام ہو جائے گا۔

خیر القرون کے بعد پیدا ہونے والے دنیا دار نام نہاد مسلمانوں کے متعلق یہ پیش گوئی ہے جو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے بدترین قسم کے لوگ ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ جھوٹ اور بد دیانتی اور دنیا سازی ان کا رات دن کا مشغلہ ہو گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم آمین۔

٣٦٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

(٣٦٥١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے عبیدہ بن قیس سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ)). قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَكَانُوا يَضْرِبُوْنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.

[راجع: ٢٦٥٢]

ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ گواہی دینے سے پہلے قسم ان کی زبان پر آجایا کرے گی اور قسم کھانے سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجایا کرے گی۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو گواہی اور عہد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ ان کو خود اپنے دماغ پر اور اپنی زبان پر قابو حاصل نہ ہو گا' جھوٹی گواہی دینے اور جھوٹی قسم کھانے میں وہ ایسے بے باک ہوں گے کہ فی الفور ہی یہ چیزیں ان کی زبانوں پر آجایا کریں گی۔ بغور دیکھا جائے تو آج عام اہل اسلام کا حال یہی ہے۔ الا ماشاء اللہ)

٢- بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ

باب مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان

مِنْهُمْ أَبُوْبَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾ [الحشر:٨]. وَقَالَ: ﴿إِلاَّ تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ [التوبة: ٤٠]. قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: ((وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ)).

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن ابی قحافہ تیمی رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حشر) میں ان مہاجرین کا ذکر کیا' ان مفلس مہاجروں کا یہ (خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں جو اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرنے کو آئے ہیں' یہی لوگ سچے ہیں۔

اور (سورۂ توبہ میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو خود اللہ کر چکا ہے' آخر آیت ان اللہ معنا تک۔ حضرت عائشہ' ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ہجرت کے وقت) غار ثور میں رہے تھے۔

وہ مسلمان جو کفار مکہ کے ستانے پر اپنا وطن مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ جا بسے یہی مسلمان مہاجرین کہلائے جاتے ہیں۔ لفظ ہجرت اسلام کے لئے ترک وطن کرنے کو کہا گیا ہے۔

٣٦٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ:

(٣٦٥٢) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے

((اشْتَرٰی أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍ رِحلاً بِثَلاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِي، فَقَالَ عَازِبٌ: لاَ، حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ. قَالَ: ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَحْيَيْنَا - أَوْ سَرَيْنَا - لَيْلَتَنَا وَيَومَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي هَلْ أَرٰی مِنْ ظِلٍّ فَآوِيَ إِلَيْهِ، فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا، فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ، ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِي: هَلْ أَرٰی مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا؟ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا، ضَرَبَ إِحْدٰی كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰی فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِدَاوَةً عَلٰی فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ

بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ان کے والد) حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان تیرہ درہم میں خریدا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء (اپنے بیٹے) سے کہو کہ وہ میرے گھر یہ پالان اٹھا کر پہنچا دیں اس پر حضرت عازب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ (مکہ سے ہجرت کرنے کے لئے) کس طرح نکلے تھے حالانکہ مشرکین آپ دونوں کو تلاش بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوپہر ہو گئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آ جائے اور ہم اس میں کچھ آرام کر سکیں۔ آخر ایک چٹان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ لیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھ کو بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے تو کس کا غلام ہے۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا' کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا' کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لے۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن میں نے پہلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لئے) ڈالا اتنا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو اسے آپ

ﷺ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ. ثُمَّ قُلْتُ: قَدْ آنَ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ((بَلَى)). فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا، فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ، فَقُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: ((لاَ تَحْزَنْ، إِنَّ اللهَ مَعَنَا)) ﴿تربحون﴾

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا' دودھ پی لیجئے۔ آپ نے اتنا پیا کہ مجھے خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اب کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے' چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہم کو کسی نے نہیں پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارا پیچھا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آپہنچا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

[راجع: ٢٤٣٩]

واقعہ ہجرت حیات نبوی کا ایک اہم واقعہ ہے جس میں آپ کے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا یہاں بھی چند معجزات کا بیان ہوا ہے چنانچہ باب مہاجرین کے فضائل سے متعلق ہے' اس لئے اس میں ہجرت کے ابتدائی واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہی باب اور حدیث کا تعلق ہے۔

٣٦٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لأَبْصَرَنَا. فَقَالَ: ((مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا)).

[طرفاه في: ٣٩٢٢، ٤٦٦٣].

(٣٦٥٣) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے ثابت نے' ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

٣- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سُدُّوا الأَبْوَابَ إِلاَّ بَابَ أَبِي بَكْرٍ))

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کی طرف کے) تمام دروازے بند کر دو۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

٣٦٥٤- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

(٣٦٥٤) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعامر نے بیان کیا' ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے بیان کیا' ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے حضرت

أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ وَقَالَ : ((إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ)). قَالَ: فَبَكَى أَبُوبَكْرٍ، فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مَنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً غَيْرَ رَبِّي لاَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ وَمَوَدَّتُهُ، لاَ يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلاَّ سُدَّ، إِلاَّ بَابَ أَبِي بَكْرٍ)).

[راجع: ٤٦٦]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور جو کچھ اللہ کے پاس آخرت میں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ آنحضرت ﷺ تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن بات یہ تھی کہ خود آنحضرت ﷺ ہی وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور (واقعتاً) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابو بکر کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا' لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے' دیکھو مسجد کی طرف تمام دروازے (جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے) سب بند کر دیئے جائیں۔ صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ رہنے دو۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک ممتاز مقام عطا فرمایا اور آج تک مسجد نبوی میں یہ تاریخی جگہ محفوظ رکھی گئی ہے۔

٤- بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسرے صحابہ پر فضیلت کا بیان

٣٦٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ)).

[طرفه في : ٣٦٩٧].

(٣٦٥٥) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لئے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے' پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مذہب جمہور کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اکثر سلف کا یہی قول ہے اور خلف میں سے بھی اکثر نے یہی کہا ہے۔ بعض محققین ایسا بھی کہتے ہیں کہ خلفاء

اربعہ کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت دینے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے' لہٰذا یہ چاروں ہی افضل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ میں یہ چاروں افضل ہیں اور ان کی خلافت جس ترتیب کے ساتھ منعقد ہوئی اسی ترتیب سے وہ حق اور صحیح ہیں اور ان میں باہم فضیلت اسی ترتیب سے کہی جا سکتی ہے۔ بہرحال جمہور کے مذہب کو ترجیح حاصل ہے

٥- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا

قَالَهُ : أَبُو سَعِيْدٍ

یہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس باب کے ذیل میں بہت سی روایات درج کی گئی ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکلتی ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ کر مندرجہ ذیل روایات کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

٣٦٥٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيْلاً لاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي)). [راجع: ٤٦٧]

(٣٦٥٦) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' اگر اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

٣٦٥٧- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَمُوسَى بْنُ قَالاَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لاتَّخَذْتُهُ خَلِيْلاً، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ)).

[راجع: ٤٦٧]

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ.. مِثْلَهُ.

(٣٦٥٧) ہم سے معلّٰی بن اسد اور موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے (یہی روایت) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ کیا کم ہے۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے ایوب نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

٣٦٥٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ : كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ، فَقَالَ : أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ خَلِيْلاً لاتَّخَذْتُهُ،

(٣٦٥٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی' انہیں ایوب نے' ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دادا (کی میراث کے سلسلے میں) سوال لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا' اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ (وہی) ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ دادا باپ کی طرح

أَنْزِلُهُ أَبًا، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ)).

ہے (یعنی جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہو گا)

٣٦٥٩- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((أَتَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ - كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ - قَالَ ﷺ: ((إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَابَكْرٍ)). [طرفاه في : ٧٢٢٠، ٧٣٦٠].

(٣٦٥٩) ہم سے حمیدی اور محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا' اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عصمہ بن مالک سے نکالا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اپنے مالوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دینا' اس کی سند ضعیف ہے۔ معجم میں سہل بن ابی خیثمہ سے نکلا کہ آپ سے ایک گنوار نے بیعت کی اور پوچھا کہ اگر آپ کی وفات ہو جائے تو میں کس کے پاس آؤں؟ فرمایا ابو بکر کے پاس۔ اس نے کہا اگر وہ مر جائیں تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ان روایتوں سے شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

٣٦٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلاَّ خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ)). [طرفه في : ٣٨٥٧].

(٣٦٦٠) ہم سے احمد بن ابی طیب نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابی مجالد نے بیان کیا' ان سے بیان بن بشر نے کہا' ان سے وبرہ بن عبدالرحمن نے' ان سے ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام' دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

غلام یہ تھے بلال' زید بن حارثہ' عامر بن فہیرہ' ابو فکیہ اور عبید بن زید حبشی' عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن تھیں یا سمیہ۔ غرض آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

٣٦٦١- حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَائِذِ اللهِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

(٣٦٦١) مجھ سے ہشام بن عمار نے بیان کیا' کہا ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا' ان سے زید بن واقد نے بیان کیا' ان سے بسر بن عبیداللہ نے' ان سے عائذ اللہ ابوادریس نے اور ان سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے' گھٹنا کھولے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِذَا أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ))، فسلّم وقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شيءٌ، فأسرعْتُ إِلَيهِ ثمّ نَدِمتُ، فسألته أن يغفر لي فأبى عليَّ، فأقبلتُ إليك. فقال: ((يغفرُ الله لكَ يا أبا بكر (ثلاثًا)). ثمّ إنّ عمر ندِمَ، فأتى منزل أبي بكر فسأَلَ: أَثَمَّ أبو بكر؟ فقالوا: لا. فأتى إلى النبيّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ (مَرَّتَيْنِ). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي؟ (مَرَّتَيْنِ). فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا)).

[طرفه في : ٤٦٤٠].

ہوئے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا' معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی' اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔ تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرۂ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے' یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

تشریح ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوسری طرف سے آئے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا' سامنے بیٹھے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا آخر انہوں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا ابوبکر نے تم سے معذرت کی اور تم نے قبول نہ کی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام صحابہ پر نکلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا خطاب صدیق آسمان سے اترا۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہئے۔ جب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اتنے غصہ ہوئے حالانکہ پہلے زیادتی ابوبکر ہی کی تھی مگر جب انہوں نے معافی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فوراً معاف کرنا چاہیے تھا۔ پھر شیعہ حضرات کس منہ سے آنحضرت ﷺ کے یار غار کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ دیکھا گیا ہے کہ حضرات شیخین پر تبرا کرنے والوں کا برا حشر ہوا ہے۔

٣٦٦٢- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

(٣٦٦٢) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ قُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)). فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: ((أَبُوهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَعَدَّ رِجَالاً)). [طرفه في : ٤٣٥٨].

مختار نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد حذاء نے' کہا ہم سے ابو عثمان سے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوۂ ذات السلاسل کے لئے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے۔ میں نے پوچھا' اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا' اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

٣٦٦٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ. قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِنِّي أُوْمِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)).

[راجع: ٢٣٢٤]

(٣٦٦٣) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آ گیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا' چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا۔ درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہو گا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہو کر لئے جا رہا تھا۔ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لئے نہیں ہوئی ہے' میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ شخص بول پڑا' سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی۔

تشریح درندوں کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے جب کہ خود گڈریئے اپنی بکریوں کی رکھوالی چھوڑ دیں گے سب کو اپنے نفس کی فکر لگ جائے گی۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں اتنا اور زیادہ تھا کہ ابوبکر اور عمر وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکالی۔ آپ نے اپنے بعد ان کا نام لیا' آپ کو ان پر پورا بھروسا تھا اور

آپ جانتے تھے کہ وہ دونوں اتنے راسخ العقیدہ ہیں کہ میری بات کو وہ کبھی رد نہیں کر سکتے۔

٣٦٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ. ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)).

[أطرافه في: ٧٠٢١، ٧٠٢٢، ٧٤٧٥].

(٣٦٦٤) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں یونس نے' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو ابن المسیب نے خبردی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا' پھر اسے ابن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

تشریح یہ خلافت اسلامی کو سنبھالنے پر اشارہ ہے۔ جیسا کہ وفات نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اڑھائی سال سنبھالا بعد میں فاروقی دور شروع ہوا اور آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا کہ فتوحات اسلامی کا سیلاب دور دور تک پہنچ گیا اور خلافت کے ہر ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھل گئے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں یہ سارے حالات دکھلائے گئے۔

٣٦٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاَءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلاَّ أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ. فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلاَءَ)). قَالَ مُوسَى: فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ: ((مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟)) قَالَ:

(٣٦٦٥) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبردی' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے (اس لئے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے کہا کہ میں نے

لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلاَّ ((ثَوْبَهُ)).

[أطرافه في : ٥٧٨٣، ٥٧٩١، ٦٠٦٢].

سالم سے پوچھا' کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہی سنا کہ جو کوئی اپنا کپڑا لٹکائے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ انما الاعمال بالنیات ' اگر کوئی اپنی ازار ٹخنے سے اونچی بھی رکھے اور مغرور ہو تو اس کی تباہی یقینی ہے۔ اگر بلا قصد اور بلا نیت غرور لٹک جائے تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہو گا۔ یہ ہر کپڑے کو شامل ہے۔ ازار ہو یا پاجامہ یا کرتہ کی آستین بہت بڑی بڑی رکھنا' اگر غرور کی راہ سے ایسا کرے تو سخت گناہ اور حرام ہے۔ آج کے دور میں از راہ کبر و غرور کوٹ پتلون اس طرح پہننے والے اسی وعید میں داخل ہیں۔

٣٦٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: يَقُولُ : ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيْلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ - يَعْنِي الْجَنَّةِ - يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ. وَقَالَ : هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ : ((نَعَمْ، وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)).

[راجع: ١٨٩٧]

(٣٦٦٦) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے' دو کپڑے' دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! ادھر آ' یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا' جو شخص اہل صدقہ میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے اے ابوبکر!

٣٦٦٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ

(٣٦٦٧) مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے عروہ بن زبیر

عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ - قَالَ إِسْمَاعِيْلُ : يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ - فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ : وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلاَّ ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيْتًا، وَاللهِ الَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يُذِيْقُكَ اللهُ الْمَوتَتَيْنِ أَبَدًا. ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ : أَيُّهَا الْحَالِفُ، عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ)). [راجع ١٢٤١]

نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سن کر حضرت عمر اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا' میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں' آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کر۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔

٣٦٦٨- ((فَحَمِدَ اللهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَلاَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ وَقَالَ : ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ [الزمر: ٣٠]. وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ؟ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئًا، وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ١٤٤]. قَالَ :

(٣٦٦٨) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد کی اور ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا لوگو دیکھو اگر کوئی محمد (ﷺ) کو پوجتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں' وہ کبھی نہیں مریں گے) تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی پوجا کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی (پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۂ زمر کی یہ آیت پڑھی) "اے پیغمبر! تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مریں گے۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا

فَنشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ. قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةِ فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ، فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ : وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلاَّ أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلاَمًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لاَ يَبْلُغَهُ أَبُوبَكْرٍ. ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ لِي كَلاَمَهُ: نَحْنُ الأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ. فَقَالَ حُبَابُ بْنِ الْمُنْذِرِ: لاَ وَاللهِ لاَ نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لاَ، وَلَكِنَّا الأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ. هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ. فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ. فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ: عُمَرُ: قَتَلَهُ اللهُ)).

[راجع: ۱۲٤۲]

ہے۔" راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا۔ (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابوبکر' عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی' پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے' ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کئے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمرؓ سے بیعت کر لو یا ابوعبیدہ بن جراحؓ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے' آپ ہمارے سردار ہیں' ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

۳٦٦۹- وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ : أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

(۳٦٦۹) اور عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے نقل کیا کہ عبدالرحمان بن قاسم نے بیان کیا' انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ

قَالَتْ: ((شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى (ثَلَاثًا) وَقَصَّ الْحَدِيْثَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا كَانَ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللهُ بِهَا، لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللهُ بِذَلِكَ)). [راجع: ١٢٤١]

نے فرمایا اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں (داخل کر) آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور پوری حدیث بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے خطبوں سے نفع پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا کیونکہ ان میں بعض منافقین بھی تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح (غلط افواہیں پھیلانے سے) ان کو باز رکھا۔

٣٦٧٠- ((ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى، وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى - الشَّاكِرِيْنَ﴾. [راجع: ١٢٤٢]

(٣٦٧٠) اور بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو حق اور ہدایت کی بات تھی وہ لوگوں کو سمجھادی اور ان کو بتلادیا جو ان پر لازم تھا (یعنی اسلام پر قائم رہنا) اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر آئے "محمد ﷺ ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ الشاکرین' تک۔

تشریح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عظیم خطبہ نے امت کے شیرازے کو منتشر ہونے سے بچالیا۔ انصار نے جو دو امیر مقرر کرنے کی تجویز پیش کی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ کیونکہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رکھی جاسکتیں۔ روایت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بددعا مذکور ہے۔ وہی دو امیر مقرر کرنے کی تجویز لے کر آئے تھے۔ خدانخواستہ اس پر عمل ہوتا تو نتیجہ بہت ہی برا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ اس کے بعد شام کے ملک کو چلے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے نصب خلیفہ کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین پر بھی اس کو مقدم رکھا' صد افسوس کہ امت نے جلد ہی اس فرض کو فراموش کردیا۔ پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت کی جگہ ملوکیت آگئی' پھر جب مسلمانوں نے قطار عالم میں قدم رکھا تو مختلف اقوام عالم سے ان کا سابقہ پڑا جن سے متاثر ہو کر وہ اس فریضہ ملت کو بھول گئے اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ آج تو دور ہی دوسرا ہے اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی کافی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں مگر خلافت راشدہ کی جھلک سے اکثر محروم ہیں۔ اللہ پاک اس دور پر فتن میں مسلمانوں کو باہمی اتفاق نصیب کرے کہ وہ متحدہ طور پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت کر سکیں آمین۔

٣٦٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُوْبَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. وَ خَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

(٣٦٧١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' کہا ہم سے جامع بن ابی راشد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو یعلیٰ نے بیان کیا' ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا' اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس لئے میں نے خود کہا' اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر بولے

کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

تشریح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جیسے جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ عبدالرزاق محدث فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود شیخین کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے لہٰذا میں بھی فضیلت دیتا ہوں ورنہ کبھی فضیلت نہ دیتا۔ دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو کوئی مجھ کو شیخین کے اوپر فضیلت دے، میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ اس سے ان سنی حضرات کو سبق لینا چاہئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے قائل ہیں جب کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ان کو مفتری قرار دے رہے ہیں۔

٣٦٧٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ - أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ - انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ، فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا: أَلاَ تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلاَ يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلاَّ مَكَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِيْ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ ﴿فَتَيَمَّمُوا﴾ [النساء : ٤٣]، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ

(٣٦٧٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے مالک نے' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم اس کی تلاش کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا' حضور اکرم ﷺ کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں' نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ لوگ اپنے ساتھ لئے (پانی) ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے' تمہاری وجہ سے آنحضرت ﷺ کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے۔ میں ضرور تڑپ اٹھتی مگر آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آنحضرت ﷺ سوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا' اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ

: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ عَائِشَةُ : فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ)).

[راجع: ٣٣٤]

تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

تشریح گم ہونے والا ہار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تھا' اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی زیادہ فکر ہوا' بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسے ملا دیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد کی وجہ سے مسلمانوں کو ہمیشہ فوائد و برکات ملتے رہے ہیں۔ یہ حدیث کتاب التیمم میں بھی مذکور ہو چکی ہے۔ یہاں پر اس کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ماھی باول برکتکم یا آل ابی بکر۔

٣٦٧٣- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ : سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيْفَهُ)). تَابَعَهُ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الأَعْمَشِ.

(٣٦٧٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا میں نے ذکوان سے سنا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو جریر' عبداللہ بن داؤد' ابو معاویہ اور محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

تشریح اس سے عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ وہ بزرگان اسلام ہیں۔ جن کو دیدار رسالت پناہ ﷺ نصیب ہوا۔ اس لئے ان کی عنداللہ بڑی اہمیت ہے۔ جریر رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام مسلم نے اور محاضر کی روایت کو ابوالفتح نے اپنے فوائد میں اور عبداللہ بن داؤد کی روایت کو مسدد نے اور ابومعاویہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ خدمت اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مالی قربانیوں کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں خرچ کیا جب سخت ضرورت تھی' کافروں کا غلبہ تھا اور مسلمان محتاج تھے۔ مقصود مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ ان میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے' لہٰذا باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔ یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما میں کچھ تکرار ہوئی۔ خالد نے عبدالرحمٰن کو کچھ سخت کہا۔ آپ نے خالد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے جو صحابہ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ان کو موجودہ فرض کر کے ان کی طرف خطاب کیا۔ مگر یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کر کے آپ نے یہ حدیث فرمائی تھی اور خالد رضی اللہ عنہ خود صحابہ میں سے ہیں۔

٣٦٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ

(٣٦٧٤) ہم سے ابوالحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے شریک بن ابی نمر نے' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا' کہا مجھ کو

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا. فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ- وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ - حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُوبَكْرٍ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ. ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يُرِيْدُ أَخَاهُ - يَأْتِ بِهِ. فَإِذَا

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازے کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضاء حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں' اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاسر ہوا اور عرض کیا کہ ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی مینڈھ پر آنحضرت ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لئے' جس طرح آنحضرت ﷺ نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے' میں منے اپنے دل میں کہا' کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا' ان

إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ. ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ. فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ))، فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ. فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِيءَ، فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ: شَرِيكٌ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ)).

[أطرافه في : ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، ٦٢١٦، ٧٠٩٢، ٧٢٦٢].

کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچادیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جائیے۔ چنانچہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی مینڈھ پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکالئے۔ میں پھر دروازے پر آکر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا، کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے رک جائیے، میں آپؐ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے اس لئے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اسی طرح بنیں گی)

یہ سعید بن مسیب کی کمال دانائی تھی حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تو آنحضرت ﷺ کے پاس دفن ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے بقیع غرقد میں۔ سعید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے دائیں بائیں دفن ہوں گے کیونکہ ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر آنحضرت ﷺ کے بائیں طرف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر کے بائیں طرف ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ان مبارک نشانیوں کی بنا پر متعلقہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا یقینی امر ہے۔ پھر بھی امت میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو حضرات شیخین کرام کی توہین کرتا ہے۔ اس گروہ سے اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ تاریخ ماضی

کے اوراق پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بابت آپ نے ان کی شہادت کی طرف اشارہ فرمایا جو خدا کے ہاں مقدر تھی اور وہ وقت آیا کہ خود اسلام کے فرزندوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر خلیفہ راشد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا' آخر ان کو شہید کر کے دم لیا۔ ۱۳۹۰ھ کے حج کے موقع پر بقیع غرقد مدینہ میں جب حضرت عثمان کی قبر پر حاضر ہوا تو دیر تک ماضی کے تصورات میں کھویا ہوا آپ کی جلالت شان اور ملت کے بعض لوگوں کی غداری پر سوچتا رہا۔ اللہ پاک ان جملہ بزرگوں کو ہمارا سلام پہنچائے اور قیامت کے دن سب سے ملاقات نصیب کرے آمین۔ مذکورہ اریس مدینہ کے ایک مشہور باغ کا نام تھا۔ اس باغ کے کنویں میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی میں تھی۔ گر گئی تھی جو تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی۔ آج کل یہ کنواں مسجد قبا کے پاس کھنڈر کی شکل میں خشک موجود ہے۔ اسی جگہ یہ باغ واقع تھا۔

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)).

[طرفاه في : ٣٦٨٦، ٣٦٩٩].

(۳۶۷۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سعید نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' احد! قرار پکڑ کر کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی یہ معجزانہ پیش گوئی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہر دو نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مقصود اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ احد پہاڑ کا کانپ اٹھنا برحق ہے جو رسول کریم ﷺ کے ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آیا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قدرت کی ہر ہر مخلوق اپنی حد کے اندر شعور زندگی رکھتی ہے۔ سچ ہے ﴿ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ﴾ (بنی اسرائیل : ۴۴)

٣٦٧٦- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا وَهَبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزَعُ مِنْهَا جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ. ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ، فَنَزَعَ حَتَّى

(۳۶۷۶) مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' کہا ہم سے صخر نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی پہنچ گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی شکل میں ہو گیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو۔ چنانچہ

ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ)). قَالَ وَهَبٌ: الْعَطَنُ مَبْرَكُ الإِبِلِ، يَقُولُ: حَتَّى رَوِيَتِ الإِبِلُ فَأَنَاخَتْ. [راجع: ٣٦٣٤]

انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں۔ وہب نے بیان کیا کہ "العطن" اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ عرب لوگ بولتے ہیں۔ اونٹ سیراب ہوئے کہ (وہیں) بیٹھ گئے۔

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ ناتوانائی کوئی عیب نہیں ہے جو ان کے لئے خلقی تھی۔ اس ناتوانی کے باوجود ڈول انہوں نے پہلے سنبھالا' اسی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ان کی فوقیت ثابت ہوئی۔

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ - وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ - إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ، إِنْ كُنْتُ لأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لأَنِّي كَثِيْرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لأَرْجُوا أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا. فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ)).

[طرفه في : ٣٦٨٥].

(٣٦٧٧) ہم سے ولید بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن سعید بن ابی الحسین مکی نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا' اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ "میں اور ابوبکر اور عمر تھے "میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا" "میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔" اس لئے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح سبحان اللہ یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ثنا خواں تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بد خواہ تھے وہ مردود خود بد باطن اور منافق ہے۔ المرا یقیس علی نفسه کا مصداق ہے۔ سچ ہے ~

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک   کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک۔

حافظ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سل کا شکار ہوئے' واقدی نے کہا کہ انہوں نے سردی میں غسل کیا تھا' پندرہ دن تک بخار ہوا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔ ۱۳ بماہ جمادی الاخری انہوں نے انتقال فرمایا' ان کی خلافت دو برس تین ماہ اور چند دن رہی۔ آنحضرت ﷺ کی طرح ان کی عمر بھی انتقال کے وقت تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ و حشرنا اللہ فی خدامہ۔

٣٦٧٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ ((رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [غافر: ٢٨].

(٣٦٧٨) مجھ سے محمد بن یزید کوفی نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' ان سے اوزاعی نے' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے محمد بن ابراہیم نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو دفع کیا اور کہا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔

[طرفاه في: ٣٨٥٦، ٤٨١٥].

ان جملہ احادیث کے نقل کرنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا مقصود ہے۔

٦- بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ

باب حضرت ابو حفص عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب۔ تو وہ کعب میں آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں' ان کا لقب فاروق تھا جو آنحضرت ﷺ نے دیا تھا' بعض نے کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ لقب لے کر آئے تھے۔ غرض عدالت اور علم' سیاست مدن اور حسن تدبیر اور انتظام ملکی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان کی سیرۃ طیبہ پر دنیا کی بیشتر زبانوں میں مطول اور مختصر کافی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے مناقب سے متعلق یہاں جو کچھ مذکور ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

٣٦٧٩- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَ سَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ

(٣٦٧٩) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز ماجشون نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا' یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل

هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلاَلٌ. وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفَنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ لِعُمَرَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ عُمَرُ : بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ. أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟)).
[طرفاه في : ٥٢٢٦، ٧٠٢٤].

دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی' میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں' لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

مذکورہ خاتون رمیصاء نامی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ لفظ رمص سے ہے۔ رمص آنکھ کے میل کو کہتے ہیں' ان کی آنکھوں میں میل رہتا تھا' اس لئے وہ اس لقب سے مشہور تھیں۔

٣٦٨٠- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا : لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا. فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ؟)). [راجع: ٣٢٤٢]

(٣٦٨٠) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو لیث نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی' میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت و حمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

٣٦٨١- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو جَعْفَرٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ - يَعْنِي اللَّبَنَ - حَتَّى أَنْظُرُ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي - أَوْ فِي أَظْفَارِي - ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ. قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الْعِلْمَ)). [راجع: ٨٢]

(٣٦٨١) مجھ سے ابو جعفر محمد بن صلت کوفی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا' اتنا کہ میں دودھ کی تازگی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے۔ پھر میں نے پیالہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا' صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

٣٦٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ. ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ)). قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: الْعَبْقَرِي عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ. وَقَالَ يَحْيَى: الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيقٌ. مَبْثُوثَةٌ: كَثِيرَةٌ.

[راجع: ٣٦٣٤]

(٣٦٨٢) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن سالم نے بیان کیا' ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں' جس پر چرخ لکڑی کا لگا ہوا ہے۔ "لکڑی کا چرخ" پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔ ابن جبیر نے کہا کہ عبقری کا معنی عمدہ اور زرابی اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (حدیث میں عبقری سے یہی مراد ہے) یحییٰ بن زیاد فری نے کہا' زرابی ان بچھونوں کو کہتے ہیں جن کے حاشیے باریک' پھیلے ہوئے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لفظ "بکرۃ" بفتح با اور کاف ہو یعنی وہ گول لکڑی جس سے ڈول لٹکا دیتے ہیں' اگر "بکرۃ" بسکون کاف ہو تو ترجمہ یوں ہو گا' وہ ڈول جس سے جوان اونٹنی کو دودھ پلاتے ہیں۔

٣٦٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى

(٣٦٨٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' کہا مجھ کو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی' انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید نے' ان سے محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلاَءِ اللاَّتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ))، فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ، أَتَهَبْنَنِي وَلاَ تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِيْهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلاَّ سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)). [راجع: ٣٢٩٤]

اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے نان نفقہ میں زیادتی کی درخواست کر رہی تھیں' جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ نے فرمایا' مجھے ان عورتوں پر ہنسی آ رہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہئے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور حضور اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں' آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر کبھی شیطان تم کو کسی راستے پر چلتا دیکھ لیتا تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا۔

آپ نے دعا فرمائی تھی یا اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابو جہل کے اسلام سے عزت عطا کر۔ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے پر مسلمان کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لئے راستہ کھل گیا' ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے۔

٣٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: ((مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [طرفه في: ٣٨٦٣].

(٣٦٨٤) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ

(٣٦٨٥) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم سے عمر بن سعید نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان

عَلَى سَرِيْرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ - وَأَنَا فِيْهِمْ - فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ. وَايْمُ اللهِ إِنْ كُنْتُ لأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّي كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَيَقُولُ ((ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). [راجع: ٣٦٧٧]

کے بستر پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لئے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی' میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا' میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کرکے) کہا' آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور خدا کی قسم مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ "میں' ابوبکر اور عمر گئے۔ میں' ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں' ابوبکر اور عمر باہر آئے۔"

٣٦٨٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ. وَقَالَ لِي خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالاَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((اثْبُتْ أُحُدُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيْدَانِ)).

[راجع: ٣٦٧٥]

(٣٦٨٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن سواء اور کہمس بن منہال نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا' احد! ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

خلفاء کی فضیلت میں آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگی فرمایا۔ شہیدوں سے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

٣٦٨٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ

(٣٦٨٧) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

شَأْنِهِ - يَعْنِي عُمَرَ - فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ حِيْنِ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ)).

کے بعض حالات پوچھے' جو میں نے انہیں بتا دیئے تو انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا اور یہ خصائل حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہو گئے۔

مراد یہ ہے کہ اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت بڑے دلاور' بہت بڑے سخی اور اسلام کے عظیم ستون تھے۔ منقبت کا جہاں تک تعلق ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام جملہ صحابہ سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

٣٦٨٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: لاَ شَيْءَ، إِلاَّ أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ : ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). قَالَ: أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرِحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ. قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرْجُوا أَن أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ)).

[أطرافه في : ١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣].

(٣٦٨٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (ذوالخویصرہ یا ابو موسیٰ) نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہو گی؟ اس پر آپ نے فرمایا' تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں' سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہو گا جن سے تمہیں محبت ہے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ "تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا جن سے تمہیں محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہو گا' اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کر سکا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مترجم و ناشر کی بھی یہی دعا ہے۔

٣٦٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ)) زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي

(٣٦٨٩) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے

زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ)).
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((مِنْ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ)). [راجع: ٣٤٦٩]

بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا من نبی ولا محدث

تشریح: محدث وہ جس پر خدا کی طرف سے الہام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا فرشتے اس سے بات کریں یا وہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہو سکتا ہے جو صاحب کشف ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں حضرت یوحنا حواری گزرے ہیں جن کے مکاشفات مشہور ہیں۔ یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ حج کی آیت ہذا کو یوں پڑھتے تھے۔ ﴿ وما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی و لا محدث الخ ﴾

٣٦٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالاَ: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَومَ السَّبُعِ، لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). [راجع: ٢٣٢٤]

(٣٦٩٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑالیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہو گا' جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے سبحان اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں گائے کا بھی ذکر تھا۔ اس سے بھی حضرات شیخین کی فضیلت ثابت ہوئی۔

٣٦٩١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ

(٣٦٩١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' مجھ کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے خبردی اور ان سے حضرت ابو سعید

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ)). قَالُوا: أَفَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الدِّيْنُ)). [راجع: ٢٣]

خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر پیش کئے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین مراد ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین و ایمان بہت قوی تھا' اس سے ان کی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لازم نہیں آتی کیونکہ اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے)

٣٦٩٢- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: ((لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ -: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُم، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ. قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ

(٣٦٩٢) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر زخمی کر دیئے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیرالمؤمنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی' ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل و

وَأَجْلِ أَصْحابِكَ. وَاللهِ لَوْ أَنَّ لِيْ طِلاَعَ الأَرْضِ ذَهبًا لافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ)). قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ)) بِهَذَا.

احسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم' اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔ حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے بیان کیا' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آخر تک یہی حدیث بیان کی۔

تشریح ابن ابی ملیکہ کے قول کو اسماعیلی نے وصل کیا' اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اپنے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان کبھی مسور کا ذکر کیا ہے جیسے اگلی روایت میں ہے کبھی نہیں کیا جیسے اس روایت میں ہے۔ شاید یہ حدیث انہوں نے مسور کے واسطے سے بیان نہیں کی۔ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے قراری کا یہ دوسرا سبب بیان کیا۔ یعنی ایک تو تم لوگوں کی فکر ہے دوسرے اپنی نجات کی فکر۔ سبحان اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان۔ اتنی نیکیاں ہونے پر اور آنحضرت ﷺ کی قطعی بشارت رکھنے پر کہ تم بہشتی ہو خدا کا ڈر ان کے دل میں اس قدر تھا۔ کیونکہ خداوند کریم کی ذات بے پروا اور مستغنی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سے عادل اور منصف اور حق پرست اور متبع شرع اور صحابی اور خلیفۃ الرسول کو خدا کا اتنا ڈر ہو تو وائے برحال ہمارے کہ سر سے پیر تک گناہوں میں گرفتار ہیں تو ہم کو کتنا ڈر ہونا چاہئے۔ (وحیدی)

٣٦٩٣- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِي عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللهَ. ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللهَ. ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ،

(٣٦٩٣) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابوعثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آکر دروازہ کھلوایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لئے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو' میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لئے بھی حضور اکرم ﷺ نے

فَقَالَ لِيَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ)) فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللهَ، ثُمَّ قَالَ: اللهُ الْمُسْتَعَانُ)). [راجع: ٣٦٧٤]

فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے)

٣٦٩٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. [طرفاه في: ٦٢٦٤، ٦٦٣٢].

(٣٦٩٤) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے حیوہ بن شریح نے خبر دی' کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا تھا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

پوری حدیث آگے باب الایمان والنذور میں مذکور ہوگی۔ اس سے آپ کی بہت عنایت اور محبت عمر رضی اللہ عنہ پر معلوم ہوتی ہے۔

٧- بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ﷺ

باب حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان القرشی (اموی) رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَحْفِرِ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص بئر رومہ (ایک کنواں) کو خرید کر سب کے لئے عام کردے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر عام کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ (غزوۂ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے اس کے لئے جنت ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

تشریح: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' عبد مناف میں وہ آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ عبداللہ ان کے صاحبزادے حضرت رقیہ سے تھے جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان کو آسمان والے ذو النورین کہتے ہیں۔ سوا ان کے کسی کے پاس پیغمبر کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں' آنحضرت ﷺ ان کو بہت چاہتے تھے۔ فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں تجھ سے بیاہ دیتا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

جیش عسرۃ والی حدیث کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے لئے ایک ہزار اشرفیاں لا کر آنحضرت ﷺ کی گود میں ڈال دی تھیں۔ آپ ان کو گنتے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان ہونے والا نہیں وہ کیسے ہی عمل کرے۔ اس جنگ میں انہوں نے ۹۵۰ اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے تھے۔ صد افسوس کہ ایسے بزرگ ترین صحابی کی شان میں آج کچھ لوگ تنقیص کی مہم چلا رہے ہیں جو خود ان کی اپنی تنقیص ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

٣٦٩٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَإِذَا أَبُوبَكْرٍ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ))، فَإِذَا عُمَرُ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ))، فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ)).

[راجع: ٣٦٧٤]

(٣٦٩٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (بئر اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

قَالَ حَمَّادُ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ، وَزَادَ فِيهِ عَاصِمُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ - أَوْ رُكْبَتِهِ - فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا)).

حماد بن سلمہ نے بیان کیا' ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا' انہوں نے ابو عثمان سے سنا اور وہ ابو موسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے۔ لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنہ کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپا لیا تھا۔

اس روایت کو طبرانی نے نکالا' لیکن حماد بن زید سے نہ کہ حماد بن سلمہ سے۔ البتہ حماد بن سلمہ نے صرف علی بن حکم سے روایت کی ہے۔ اس کو ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں نکالا۔ آپ نے حضرت عثمان کی شرم و حیا کا خیال کر کے گھٹنہ ڈھانک لیا تھا۔ اگر وہ ستر ہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے بھی کھلا نہ رکھتے۔

٣٦٩٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ

(٣٦٩٦) ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے یونس نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا' کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی' انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے مقدمہ

الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالاَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لأَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسِ فِيْهِ؟ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ، قُلْتُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِيَ نَصِيْحَةٌ لَكَ.قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ مِنْكَ - قَالَ مَعْمَرٌ: أُرَاهُ قَالَ : أَعُوذُ بِا للهِ مِنْكَ - فَانصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمَا، إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ؛ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَا نَصِيْحَتُكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ ا للهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَبِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُولَ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ. وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيْدِ. قَالَ : أَدْرَكْتَ رَسُولَ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ : لاَ، وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا. قَالَ : أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ا للهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقَّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ - كَمَا قُلْتَ - وَصَحِبْتُ رَسُولَ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ، فَوَ ا للهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ ا للهُ. ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ مِثْلُهُ. ثُمَّ عُمَرُ مِثْلَهُ. ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ،

میں (جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے۔ لوگ اس سے بہت ناراض ہیں۔ چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جب وہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیر خواہی! اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا' بھلے آدمی تم سے (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ معمر نے یوں روایت کیا' میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد مجھ کو بلانے کے لئے آیا میں جب اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی کیا تھی؟ میں نے عرض کیا' اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں' حضور اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا' لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کی بہت شکایتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر پوچھا' تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں' لیکن رسول اللہ ﷺ کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک کو اس کے تمام پردوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا' امابعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر پوری طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں' میں حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا ہوا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے۔ پس خدا کی قسم میں نے کبھی آپؐ کے حکم سے سرتابی نہیں کی اور نہ آپؐ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا

أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لَهُمْ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَمَا هَذِهِ الأَحَادِيْثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى. ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ، فَجَلَدَهُ ثَمَانِيْنَ)).

[طرفه في: ٣٨٧٢].

یہی معاملہ رہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا۔ تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کے لئے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن تم نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے' ان شاء اللہ ہم اس کی سزا جو واجبی ہے اس کو دیں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو حد لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے ولید کو اسی کوڑے حد کے لگائے۔

تشریح: ولید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ ہوا یہ تھا کہ سعد بن ابی وقاص کو جو عشرہ مبشرہ میں تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان میں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں کچھ تکرار ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ ولید نے بڑی بے اعتدالیاں شروع کیں۔ شراب خوری' ظلم و زیادتی کی۔ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے کہ سعد ایسے جلیل الشان صحابی کو معزول کر کے حاکم کس کو کیا ولید کو جس کی کوئی فضیلت نہ تھی اور اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط ملعون تھا جس نے آنحضرت ﷺ کا گلا گھونٹا تھا۔ آپ پر نماز میں اوجھڑی ڈالی تھی۔ خیر اگر ولید کوئی برا کام نہ کرتا تو باپ کے اعمال سے بیٹے کو غرض نہ تھی مگر بموجب الولد سر لابیہ ولید نے بھی ہاتھ پاؤں پیٹ سے نکالے (وحیدی)

٣٦٩٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَتْ فَقَالَ: ((اسْكُنْ أُحُدُ - أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ)). [راجع: ٣٦٧٥]

(٣٦٩٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سعید نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

٣٦٩٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ

(٣٦٩٨) مجھ سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا' کہا ہم سے شاذان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے صحابہ پر ہم کوئی بحث

أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ)).
تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ الصَّالِحِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.
[راجع: ٣١٣٠، ٣٦٥٥]

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ. قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي عَنْهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَومَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ. أَمَّا فِرَارُهُ يَومَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ

نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ہے۔

(۳۶۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا' پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا' اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آ جاؤ' اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور با اثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)). فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ أُحُدُ - أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)).

آنحضرت ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کیلئے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے' اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اسکے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا' ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے سعید نے' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

٨- بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ کا اتفاق کرنا اور اس باب میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان۔

٣٧٠٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيقُ؟ قَالاَ: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ. قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيقُ. قَالَ: قَالاَ: لاَ. فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ

(٣٧٠٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے حصین نے' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لئے' جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے' اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان

سَلَمَنِي اللّٰهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا. قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَرْبَعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ. قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ - وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ: اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِمْ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَتَلَنِي - أَوْ أَكَلَنِي - الْكَلْبُ، حِينَ طَعَنَهُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتَ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ. فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ. وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ. فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ صَلَاةً خَفِيفَةً، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي. فَجَالَ سَاعَةً، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ. قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ

دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لئے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے' میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمر کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلے پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا' آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابو لولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بد بخت اپنا دو دھاری خنجر لئے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا' جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بد بخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ واپس ہونے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا

مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجَ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا. فَقَالَ : إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ - أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا. قَالَ: كَذَبْتَ، بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَّوا قِبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ؟ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ، فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ: فَقَائِلٌ يَقُولُ: لاَ بَأْسَ، وَقَائِلٌ يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ. فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ. ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ. وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدَمٍ فِي الإِسْلاَمِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ. قَالَ : وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي. فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الأَرْضَ، قَالَ : رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلاَمَ. قَالَ : ابْنَ أَخِي، ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ. يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ. فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ. قَالَ : إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلاَّ فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي

اور آکر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابو لولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا' وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا' اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں' مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ انتہائی غلط فکر ہے۔ خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں' تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہو گا (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا اور آپ نے اسے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا' اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتدا میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی پھر شہادت پائی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا' نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے

قُرَيْشٍ وَلاَ تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّيْ هَذَا الْـمَال.

انْطَلِقْ إِلَىٰ عائشةَ أُمِّ الْـمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ : يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلاَمَ – وَلاَ تَقُلْ أَمِيْرُ الْـمُؤْمِنِيْنَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَومَ لِلْـمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا – وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْـخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مع صَاحِبَيْهِ. فَسَلَّـمَ وَاسْتَأْذَنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ : يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْـخَطَّابِ السَّلاَمَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ. فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي، وَلأُوثِرَنَّهُ بِهِ الْيَومَ عَلَى نَفْسِي. فَلَـمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ: هَذَا عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمر قَدْ جَاءَ. قَالَ: ارْفَعُونِي. فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ : مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْـمُؤْمِنِيْنَ، أَذِنَتْ. قَالَ: الْـحَمْدُ للهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْـمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّـمْ فَقُلْ : يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْـخَطَّابِ. فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْـمُسْلِمِيْنَ. وَجَاءَتْ أُمُّ الْـمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ، فولـجتْ دَاخِلاً لَـهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ. فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْـمُؤْمِنِيْنَ، اسْتَخْلِفْ. قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْ هَؤُلاَءِ النَّفَرِ – أَوِ الرَّهْطِ

فرمایا' میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی ہزار نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمرؓ کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا' ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا' اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا' ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمرؓ نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیرالمؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا' کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں۔ تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے' دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں' پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی۔ پھر جب ابن عمرؓ واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا! کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیرالمؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ' اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں' ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم

- الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ: فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ - فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ. وَقَالَ: أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ. وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، الَّذِيْنَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيْئِهِمْ. وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ، وَجُبَاةُ الْمَالِ، وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ. وَأُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ، وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَتُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ. وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُوْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مَنْ وَرَائِهِمْ، وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ. فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ

فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قَالَتْ: أَدْخِلُوْهُ، فَأُدْخِلَ، فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ

اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیرالمؤمنین! خلافت کے لئے کوئی وصیت کر دیجئے۔ فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمان بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا، جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانۂ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے، فرمایا، میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی

صَاحِبَيْهِ. فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ. فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ. فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ، وَاللهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ؟ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللهِ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُو عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ. فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ، وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ. ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ: مِثْلَ ذَلِكَ. فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ، فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ)).

[راجع: ۱۳۹۲]

نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے' ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المومنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا' تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نگہبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہو گی' ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے' اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی' جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے۔ پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب

ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا' اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بہت ہی دل دوز ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے عجمی غلام ابو لولو نامی مردود نے تین ضرب اس خنجر زہر آلود کے لگائے جس کو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اس کتے کو پکڑلو اس نے مجھے مار ڈالا۔ ہوا یہ تھا کہ مردود بڑا کاریگر تھا' لوہار بھی تھا' نقاش بھی اور بڑھئی بھی۔ مغیرہ نے اس پر سو درہم ماہانہ جزیہ کے مقرر کئے تھے۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا جزیہ بہت بھاری ہے۔ اس میں کچھ تخفیف کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو اتنا ہنر جانتا ہے تو ہر مہینے سو درہم تجھ پر زیادہ نہیں ہیں۔ اس پر اس مردود کو غصہ آیا۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو راستے میں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' میں نے سنا ہے کہ تو ہوا کی چکی بنا سکتا ہے۔ اس نے کہا میں تمہارے لئے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس غلام نے مجھ کو ڈرایا۔ چند ہی راتوں کے بعد اس مردود نے یہ کیا۔ مسلم نے معدان سے نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خطبہ سنایا' فرمایا کہ ایک مرغ نے مجھ کو تین چونچیں ماریں خواب میں اور میں سمجھتا ہوں میری موت آ پہنچی چنانچہ زخمی ہونے کے کئی دنوں بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھائی۔ قبر میں کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر آنحضرت ﷺ کے کاندھے کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کاندھے کے برابر ہے۔ بعض نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر آنحضرت ﷺ کے سر کے مقابل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ کے پاؤں کے برابر۔ بہر حال تینوں صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون ہیں جن کی قبروں کا مقام اب تک بہمہ طور پر محفوظ ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ باقی صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات بقیع میں مدفون ہیں۔ مگر بقیع میں کئی بار طوفان اور بارش اور واقعات کی وجہ سے قبروں کے نشان مٹ گئے۔ اندازے سے بعض لوگوں نے گنبد وغیرہ بنا دیئے تھے۔ ان کے مقامات یقینی طور سے محفوظ نہیں ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ یہ سب بزرگ بقیع مبارک میں ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔ ان فرضی گنبدوں کو سعودی حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا مسئلہ طے کرنے کے لیے جو جماعت نامزد فرمائی اس میں اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو صرف بطور مشاہد حاضر رہنے کے لیے کہا۔ یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا بھی جو کہا کہ وہ مشورہ وغیرہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا' یہ بھی ان کو تسلی دینے کے لیے' وہ اپنے والد کے سخت رنج میں تھے۔ اتنا فرما کر گویا کچھ ان کے آنسو پونچھ دیئے۔ طبری اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا' ایک شخص نے کہا عبداللہ کو خلیفہ کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تجھ کو تباہ کرے۔ میں حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ سبحان اللہ! پاک نفسی اور انصاف کی حد ہو گئی۔ ایسے لائق اور فاضل بیٹے کا وہ بھی مرتے وقت ذرا بھی خیال نہ کیا اور جب تک زندہ رہے عبداللہ کو اسامہ بن زید سے بھی کم معاش دیتے رہے۔ صحابہ نے سفارش بھی کی کہ عبداللہ اسامہ سے کم نہیں ہیں جن لڑائیوں میں اسامہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں عبداللہ بھی شریک ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ اسامہ کے باپ کو آنحضرت ﷺ عبداللہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے تو میں نے آنحضرت ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر مقدم رکھا۔ عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری خلافت میں کمی معاش اور کثرت اہل و عیال سے پریشان ہی رہے مگر ایک گاؤں کی تحصیلداری یا حکومت ان کو نہ دی۔ آخر پریشان ہو کر صوبہ یمن کے حاکم کے پاس گئے۔ ان سے اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ تم جانتے ہو جیسے تمہارے والد سخت آدمی ہیں' میں بیت المال سے تو ایک پیسہ بھی تم کو نہیں دے سکتا۔ البتہ کچھ روپیہ مدینہ روانہ کرنا ہے۔ تم ایسا کرو اس کا کپڑا یہاں خرید لو اور

مدینہ پہنچ کر مال بیچ کر اصل روپیہ اپنے والد کے پاس داخل کر دو اور نفع تم لے لو تو عبداللہ نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ جب مدینہ آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو فرمایا اصل اور نفع دونوں بیت المال میں داخل کرو۔ یہ مال تمہارا یا تمہارے باپ کا نہ تھا۔ صحابہ نے بہت سفارش کی کہ آخر یہ اتنی دور سے آئے ہیں اور پیسہ اپنی حفاظت میں لائے ہیں' ان کو کچھ اجرت ملنا چاہیے اور ہم سب راضی ہیں کہ آدھا نفع دیا جائے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیر تمہاری مرضی میں تو یونہی انصاف سمجھتا ہوں کہ کل نفع بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ افسوس صد افسوس جو شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ اگر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو سمجھ لیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بات ایسی ہے جو ان کی فضیلت اور معدلت اور حق شناسی کی کافی اور روشن دلیل ہے۔ و من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ (خلاصہ وحیدی)

٩- بَابُ مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

تشریح: امیرالمؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یہ گندمی رنگ والے' بڑی روشن' خوبصورت آنکھوں والے تھے۔ طویل القامت نہ تھے۔ ڈاڑھی بہت بھری ہوئی تھی۔ آخر میں سر اور ڈاڑھی ہر دو کے بال سفید ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جمعہ کو ١٨ ذی الحجہ ٣٥ھ میں تاج خلافت ان کے سر پر رکھا گیا اور ١٨ رمضان ٤٠ھ میں جمعہ کے دن عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے آپ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا جس کے تین دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ٦٣ سال کی تھی۔ مدت خلافت چار سال' نو ماہ اور کچھ دن ہے۔

عنوان باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث انت منی و انا منک مذکور ہے۔ یعنی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ آنحضرت ﷺ جب جنگ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ گئے ان کو رنج ہوا' کہنے لگے آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑتے جاتے ہیں' اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین کر گئے تھے' ایسا ہی میں تم کو اپنا قائم مقام کر کے جاتا ہوں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے بعد متصلاً تم ہی میرے خلیفہ ہو گے' کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں گزر گئے تھے۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ ہے' صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔

٣٧٠١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ

(٣٧٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح

اللهِ عَلَى يَدَيْهِ)). قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْهُ يُعْطَاها، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالُوا: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأْتُونِي بِهِ)). فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيْهِ، فَوَ اللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ حُمْرُ النَّعَمِ)). [راجع: ٢٩٤٢]

عنایت فرمائے گا۔ راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سب حضرات (جو سرکردہ تھے) حاضر ہوئے۔ سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔ لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا' علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو۔ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا۔ ابھی یوں ہی چلتے رہو۔ جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں (کی دولت) سے بہتر ہے۔

آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آنے پائے۔ اسلام لڑائی کرنے کا حامی نہیں ہے۔ اسلام امن چاہتا ہے۔ اس کی جنگ صرف مدافعانہ ہے۔

٣٧٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ - غَدًا رَجُلاً يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)) - أَوْ قَالَ: ((يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ - يَفْتَحُ اللهُ

(٣٧٠٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' ان سے حاتم نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے۔ پھر انہوں نے سوچا' میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لشکر سے جا ملے۔ جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا' یا (آپؐ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت

عَلَيْهِ))، فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا : هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٩٧٥]

رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ نے علم انہیں کو دے دیا' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کرا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت اوائل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی تھی جسے جمہور مسلمانوں نے تسلیم کیا۔

٣٧٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: ((هَذَا فُلاَنٌ - لأَمِيرِ الْمَدِينَةِ - يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ. قَالَ: فَيَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ : يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ. قَالَ: وَاللهِ مَا سَمَّاهُ إِلاَّ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلاً وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ؟ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ : فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ. فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ: ((اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ)). مَرَّتَيْنِ.

[راجع: ٤٤١]

(۳۷۰۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص' اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا' بر سر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں "ابو تراب" کہتا ہے۔ اس پر حضرت سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لئے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابو عباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آ کر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا' تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے' دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے' اٹھو اے ابو تراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)

٣٧٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ

(۳۷۰۴) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا' کہا ہم سے حسین نے' ان سے زائدہ نے' ان سے ابو حصین نے' ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن کا

مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ. ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ: هُوَ ذَاكَ، بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ)).

[راجع: ٣١٣٠]

ذکر کیا۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا جی ہاں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا' انہوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کئے اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے' جا' اور میرا جو بگاڑنا چاہے بگاڑ لینا۔ کچھ کمی نہ کرنا۔

پوچھنے والا نافع نامی خارجی تھا جو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کو برا سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خاندانی شرافت کا بھی ذکر کیا مگر خارجیوں نے سب کچھ بھلا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور ضلالت و غوایت کا شکار ہوئے۔

٣٧٠٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَى، فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا. فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا - وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لأَقُومَ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)). فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: ((أَلاَ أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَانِ أَرْبَعًا وَثَلاَثِينَ، وَتُسَبِّحَانِ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)).

[راجع: ٣١١٣]

(٣٧٠٥) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے' انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا' کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہو سکی تو ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی جب حضورؐ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپؐ کو حضرت فاطمہؓ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔ اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔ اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر' تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

تشریح: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اس حدیث پر عمل کو لیا کرے گا وہ اچھے اندر تھکن محسوس نہیں کرے گا۔

٣٧٠٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)).

[طرفه في : ٤٤١٦].

(٣٧٠٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جیسا نسبی رشتہ ہے ایسا ہی مرا اور تمہارا ہے۔

٣٧٠٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الاخْتِلاَفَ، حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتُ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي)). فَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

(٣٧٠٧) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں ابن سیرین نے، انہیں عبیدہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق والوں سے کہا کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو کیونکہ میں اختلاف کو برا جانتا ہوں۔ اسی وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ عام لوگ (روافض) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات (شیخین کی مخالفت میں) بیان کرتے ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

تشریح: لفظ رافضی رفض سے مشتق ہے۔ محققین کہتے ہیں کہ ان شیعوں کا نام رافضی اس لئے ہوا کہ لا نهم رفضوا زيد بن على بن الحسين بن على بن ابى طالب بعدم تبرئه من ابى بكر وعمر ۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے اور لوگوں کو تبلیغ کی۔ بہت سے لوگوں نے ان سے بیعت کی مگر ایک جماعت نے کہا کہ جب تک آپ ابوبکر و عمر کو برا نہ کہیں گے ہم آپ سے بیعت نہ کریں گے۔ حضرت زید نے ان کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ امر حق پر قائم رہے۔ اس وقت اس جماعت نے یہ نعرہ بلند کیا نحن نرفضک ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اس وقت سے یہ گروہ رافضی کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گروہ کی سخت مذمت کی ہے۔ اس گروہ کے مقابلہ پر خارجی ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور منبر پر ان کی برائی شروع کی۔ ہر دو فریق گمراہ ہیں۔ اعتدال کا راستہ اہل سنت کا ہے جو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتے ہیں اور کسی کے خلاف لب کشائی نہیں کرتے۔ ان کی لغزشوں کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ﴿ تلک امة قد خلت لها ما کسبت و لکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون ﴾

روایت میں مذکورہ بزرگ عبیدہ رضی اللہ عنہ عراق کے قاضی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ ام ولد کی بیع درست نہیں ہے۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ ام ولد کی بیع درست ہے۔ عبیدہ نے یہ عرض کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے سے تو ہم ام ولد کی بیع کی ناجوازی کا فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اب بھی وہی فیصلہ کرو۔

١٠ - بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبِ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي))

باب حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔

تشریح: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کا لقب ذوالجناحین ہے۔ اسلام قبول کرتے ہوئے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تم نے میرے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہے اللہ پاک تم کو جنت میں دو بازو عطا فرمائے گا اور تم جنت میں اڑتے پھرو گے۔ بعمر ۴۱ سال جنگ موتہ ۸ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی چھاتی میں تلواروں اور نیزوں کے نوے زخم پائے گئے تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٧٠٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُوهُرَيْرَةَ، وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِشَبَعِ بَطْنِي حَتَّى لاَ آكُلُ الْخَمِيرَ وَلاَ أَلْبَسُ الْحَبِيرَ وَلاَ يَخْدُمُنِي فُلاَنٌ وَلاَ فُلاَنَةٌ، وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لأَسْتَقْرِىءُ الرَّجُلَ الآيَةَ هِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِي. وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ، فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا)). [طرفه في : ٥٤٣٢].

(٣٧٠٨) ہم سے احمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابو عبداللہ جہنی نے بیان کیا۔ ان سے ابن ابی ذئب نے ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا' میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لئے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے' حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

٣٧٠٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ

(٣٧٠٩) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' انہیں شعبی نے خبر دی کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ :يقال كن في جناحي كن في ناحيتي كل جانبين جناحان. [طرفه في : ٤٢٦٤].

اللہ عنہما حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے "السلام علیک یا ابن ذی الجناحین - اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔ ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں جو جناحین کا لفظ ہے اس سے مراد دو گوشے ہیں (دو کونے)

ان کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے ان کو جنت میں دیکھا ان کے جسم پر دو بازو لگے ہوئے ہیں۔ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو جعفر طیار کہا گیا۔

١١- بَابُ ذِكْرُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

تشریح: حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے دو تین برس بڑے تھے اور آپ کے حقیقی چچا تھے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بار سخت قحط ہوا۔ کعب بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنی اسرائیل پر جب قحط پڑا تھا وہ ان کے پیغمبروں کی اولاد کا وسیلہ لیا کرتے' اللہ تعالیٰ پانی برساتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے یہاں بھی عباس رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے چچا ہیں۔ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ پھر ان کے پاس گئے اور ان کو ساتھ لے کر منبر پر آکر دعا کی۔ اللہ نے خوب پانی برسایا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنی فضیلت حاصل تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ یعنی ارکان مجلس میں جن میں مہاجرین اولین شریک تھے ان کو داخل نہیں کیا کیونکہ وہ فتح مکہ تک مسلمان نہیں ہوئے تھے' اس کے بعد مسلمان ہوئے۔

٣٧١٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِيْنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ)).

[راجع: ١٠١٠]

(٣٧١٠) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا' ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' ان سے ابو عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا' ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے کہ اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی ﷺ سے بارش کی دعا کراتے تھے اور تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی۔

تشریح: حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے محترم چچا ہیں۔ عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی ماں نمر بنت قاسط وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو غلاف سے مزین کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کئے۔ بروز جمعہ ١٢ رجب ٣٢ھ میں بعمر ٨٨ سال وفات پائی

رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

١٢- بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

باب حضرت رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل اور حضرت فاطمہ بنت النبی ﷺ کے فضائل کا بیان اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ رمضان ۲ ہجری میں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ذی الحجہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ ہی کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ ۲۸ سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپ نے انتقال فرمایا' رضی اللہ عنہما وارضاہا۔

حافظ رحمہ اللہ نے کہا کہ باب کا مطلب اسی فقرہ (قرابت) سے نکلتا ہے اور یہاں قرابت والوں سے عبدالمطلب کی اولاد مراد ہے۔ مرد ہوں یا عورتیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا آپ کی صحبت میں رہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد' حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت حسین رضی اللہ عنہ' حضرت محسن رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' ان کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفر اور ان کی اولاد عبداللہ اور عون اور محمد۔ کہتے ہیں ایک بیٹا اور بھی تھا احمد۔ عقیل اور ان کی اولاد مسلم بن عقیل' ام ہانی' حضرت علی کی بہن ان کی اولاد۔ حمزہ بن عبدالمطلب ان کی اولاد یعلیٰ' عمرہ' امامہ۔ عباس بن عبدالمطلب' ان کے بیٹے فضل' عبداللہ' قثم' عبیداللہ' حارث' سعید' عبدالرحمٰن' کثیر' عون۔ تمام ان کی بیٹیاں ام حبیبہ' آمنہ' صفیہ۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب' ان کی اولاد جعفر' نوفل' ان کے بیٹے مغیرہ' حارث۔ عبدالمطلب کی بیٹیاں ثقیلہ' امیمہ' اروئی' صفیہ' یہ سب لوگ اور ان کی اولاد قیامت تک آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں میں داخل ہیں (وحیدی)

٣٧١١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ)). [راجع: ٣٠٩٢]

(۳۷۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فے کی صورت میں دی تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے آنحضرت ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی طرح فدک کی جائداد اور خیبر کے خمس کا بھی مطالبہ کیا۔

٣٧١٢- فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: ((إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا

(۳۷۱۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے

الْمَالُ - يَعْنِي مَالَ اللهِ - لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيْدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ)). وَإِنِّي وَاللهِ لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ - وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَحَقَّهُمْ - فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي)).

[راجع: ۳۰۹۳]

جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہو گا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں' خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی ردوبدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے' اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

۳۷۱۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((ارْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)).

[طرفه في : ۳۷۵۱].

(۳۷۱۳) مجھے عبداللہ بن عبدالوہاب نے خبر دی' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے واقد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے' وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا' آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔

یعنی ان سے محبت و احترام سے پیش آؤ اور ان کا دھیان رکھو۔

۳۷۱٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

(۳۷۱۴) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناحق ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا۔

۳۷۱٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ

(۳۷۱۵) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی' پھر

فِيهَا، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ)). [راجع: ٣٦٢٣]

آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

٣٧١٦- ((فَقَالَتْ: سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)).
[راجع: ٣٦٢٤]

(٣٧١٦) تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے' میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپؐ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپؐ سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

تشریح: جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر وحی الٰہی کے ذریعہ سے دی تھی کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو معلوم ہو جاتا وہ فرماتے اور پھر وہ حرف بہ حرف پورا ہو جاتا۔ عالم الغیب اسکو کہتے ہیں جو خود بخود بغیر کسی کے بتلائے غیب کی خبریں پیش کر سکے۔ یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کوئی نبی و ولی غیب دان نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی اعلان کرا دیا ہے کہ کہہ دو میں غیب جاننے والا نہیں ہوں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو جنگ احد کا عظیم حادثہ پیش نہ آتا۔

١٣- بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ)). وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انہیں۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کو) ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان کو دھوبی بتلایا ہے)

آپ کی کنیت ابو عبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبدالمطلب کی بیٹی اور حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چچا نے دھوئیں میں ان کا دم گھونٹ دیا تا کہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر یہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوات میں شریک رہے۔ لمبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ظالم عمرو بن جرموز نامی نے بصرہ کی سرزمین پر ٣٦ھ میں بعمر چونسٹھ سال ان کو شہید کر دیا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے' پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٣٧١٧- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ ((أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ

(٣٧١٧) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی' پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ

مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ : اسْتَخْلِفْ. قَالَ: وَقَالُوهُ؟ قَالَ : نَعَمْ. قَالَ : وَمَنْ؟ فَسَكَتَ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ - أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ - فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ. فَقَالَ عُثْمَانُ : وَقَالُوا؟ فَقَالَ : نَعَمْ. قَالَ : وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ. قَالَ : فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفه في : ٣٧١٨].

آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا' کیا یہ سب کی خواہش ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا' جی ہاں۔ آپ نے پوچھا' لوگوں کی رائے کس کے لئے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ تو آپ نے خود فرمایا' غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ حضرت زبیر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں مگر علم الٰہی میں یہ مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص تھا۔ اسی لئے تقدیر کے تحت چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ اسی ترتیب کے ساتھ یہ چاروں خلفاء راشدین کہلاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان سے ان سب کی خلافت برحق ہے۔

٣٧١٨- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي سَمِعْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ ((كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ. قَالَ: وَقِيلَ ذَاكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، الزُّبَيْرُ. قَالَ : أَمَا وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ. ثَلاَثًا)).

[راجع: ٣٧١٧]

(٣٧١٨) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ میں نے مروان سے سنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو آپ اپنا خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کیا اس کی خواہش کی جا رہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضرت زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا ٹھیک ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہتر ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

٣٧١٩- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ عَنْ مُحَمَّدِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ : ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ

(٣٧١٩) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا جو ابو سلمہ کے صاحبزادے تھے' ان سے محمد نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام (رضی اللہ

الْعَوَّامِ)). [راجع: ٢٨٤٦]

عنہ) ہیں۔

حواری قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فدائیوں کو کہا گیا ہے۔ یوں تو جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ہی آنحضرت ﷺ کے فدائی تھے مگر بعض خصوصیات کی بنا پر آپ نے یہ لقب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

٣٧٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا. فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ، قَالَ: أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ؟)) فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

(٣٧٢٠) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبردی' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا' ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا' بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آنحضرت ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔"

٣٧٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ وَقْعَةِ الْيَرْمُوكِ: أَلاَ تَشُدُّ فَنَشُدُّ مَعَكَ؟ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ عُرْوَةُ: فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ)).

[طرفاه في: ٣٩٧٣، ٣٩٧٥].

(٣٧٢١) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ جنگ یرموک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان پر (رومیوں پر) حملہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے (رومیوں نے) آپ کے دو کاری زخم شانے پر لگائے۔ درمیان میں وہ زخم تھا جو بدر کے موقع پر آپ کو لگا تھا۔ عروہ نے کہا کہ (یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ اچھے ہو جانے کے بعد) میں بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

١٤- بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ

باب حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور حضرت عمر

وَقَالَ عُمَرُ : تُوُفِّي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے

ان کی کنیت ابو محمد قریشی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ غزوۂ احد میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک کی حفاظت کیلئے اپنے ہاتھوں کو بطور ڈھال پیش کر دیا۔ ہاتھوں پر ۷۵ زخم آئے۔ انگلیاں سن ہو گئیں مگر آنحضرت ﷺ کے چہرۂ انور کی حفاظت کیلئے ڈٹے رہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حسین چہرہ گندم گوں بہت بالوں والے تھے۔ جنگ جمل میں بعمر ۶۴ سال شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

ان کا نسب یہ تھا طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن کعب بن مرہ۔ کعب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ طلحہ ان کے مخالف لشکر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے' جب ان کی شہادت کی خبر سنی تو اتنا روئے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ مروان نے ان کو تیر سے شہید کیا۔ (وحیدی)

۳۷۲۲، ۳۷۲۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: ((لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ، عَنْ حَدِيثِهِمَا)).

[طرفه في : ٤٠٦٠]. [طرفه في : ٤٠٦١].

(۳۷۲۲-۲۳) مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا' اب سے معتمر نے' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ میں) طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

۳۷۲٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ شَلَّتْ)).

[طرفه في : ٤٠٦٣].

(۳۷۲۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے خالد بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی کہ وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

١٥- بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ

باب حضرت سعد بن ابی وقاص الزہری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

بنو زہرہ نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے تھے۔ ان کا اصل نام سعد بن ابی مالک ہے۔

تشریح: یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ قریشی زہری ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلے تیر اندازی کرنے والے تھے۔ مستجاب الدعوات مشہور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ حضور ﷺ نے ارم فداک ابی و امی تیر اندازی کرو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں' ان کے لئے فرمایا تھا۔ بعمر ستر سال ۵۵ھ میں وفات پائی۔ مدینہ میں

دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے سعد بن ابی وقاص بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ' یہ کلاب پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتے ہیں اور وہیب حضرت آمنہ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ کے چچا تھے۔

٣٧٢٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: ((جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ)).

[أطرافه في: ٤٠٥٥، ٤٠٥٦، ٤٠٥٧].

(٣٧٢٥) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا کہ میں نے یحییٰ سے سنا' کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقع پر میرے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

٣٧٢٦- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثُلُثُ الإِسْلاَمِ)). قَالَ أَبُوعَبْدِ اللهِ ثُلُثُ الإِسْلاَمِ يَقُوْلُ أَنَا ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفاه في : ٣٧٢٧، ٣٨٥٨].

(٣٧٢٦) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا' ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے ایک زمانے میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ اپنے تئیں دیکھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اسلام کے تیسرے حصے سے یہ مراد ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف تین مسلمان تھے جن میں تیسرا مسلمان میں تھا۔

٣٧٢٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ : ((مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلاَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الإِسْلاَمِ)). تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ.

[راجع: ٣٧٢٦]

(٣٧٢٧) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبر دی' کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ جس دن میں اسلام لایا' اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد تھا۔ ابن ابی زائدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ نے بھی روایت کیا۔

تشریح اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور کئی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ بعض نے کہا کہ سعد نے اپنے علم کی رو سے کہا مگر صحیح نہیں۔ کیونکہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سعد سے نقل کیا کہ میں انیس برس کی عمر میں اسلام لایا' ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر۔ اس وقت میں ساتواں مسلمان تھا۔ بعض نے کہا صحیح اس حدیث کی یوں ہے' ما اسلم احد فی الیوم الذی اسلمت فیہ۔ یعنی جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ حافظ نے کہا ابن مندہ نے کہا معرفت میں اس حدیث کو یوں ہی نقل کیا ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہ رہے گا۔ (وحیدی)

٣٧٢٨- حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَونٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ بنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((إِنِّي لأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ، وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلاَّ وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ أَوِ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الإِسْلاَمِ لَقَدْ خِبْتُ إِذاً وَضَلَّ عَمَلِيْ. وَكَانُوا وَشَوا بِهِ إِلَى عُمَرَ قَالُوا: لاَ يَحْسُنُ يُصَلِّي)).

(۳۷۲۸) ہم سے ہاشم نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں' میں نے تیراندازی کی تھی۔ (ابتداء اسلام میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لئے بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس سے ہمیں اونٹ اور بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی۔ یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب بنی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکالتے ہیں (چہ خوش) ایسا ہو تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سب کام برباد ہو گئے۔ ہوا یہ تھا کہ بنی اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی تھی' یہ کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔

١٦- بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ. مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ

باب نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابوالعاص بن ربیع بھی ان ہی میں سے ہیں

٣٧٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: ((إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَزْعُمُ قَومُكَ أَنَّكَ لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا. وَاللهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ

(۳۷۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا' پھر آپ نے فرمایا' امابعد میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی' آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)). فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ)).

وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مِسْوَرٍ ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي)).

اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم' رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

تشریح: حضرت ابوالعاص مقسم بن الربیع ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ بدر کے دن اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرت ﷺ سے سچی محبت رکھتے تھے۔ جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کی وفاداری کی تعریف فرمائی۔ جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو پھر علی رضی اللہ عنہ سے تعجب ہے کہ وہ اپنا وعدہ کیوں پورا نہ کریں۔ ہوا یہ تھا کہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ان کے رہتے تک میں دوسری بیوی نہ کروں گا۔ اس شرط کو ابوالعاص نے پورا کیا۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو۔ لیکن جویریہ کو پیام دیتے وقت وہ بھول گئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ نے عتاب کا یہ خطبہ پڑھا تو ان کو اپنی شرط یاد آ گئی اور وہ اس ارادے سے باز آئے۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی شرط نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑے رنجوں میں گرفتار تھیں۔ والدہ گزر گئیں' تینوں بہنیں گزر گئیں' اکیلی باقی رہ گئی تھیں۔ اب سوکن آنے سے وہ پریشان ہو کر اندیشہ تھا کہ ان کی جان کو نقصان پہنچے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا تھا۔ (وحیدی)

۱۷- بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا)).

باب رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ کے فضائل کا بیان اور حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا' تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔

تشریح: حضرت زید بن حارثہ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ ان کی والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ ہیں جو بنی معن میں سے تھیں آٹھ سال کی عمر میں حضرت زید کو ڈاکوؤں نے اغواء کر کے مکہ میں چار سو درہم میں بیچ ڈالا۔ خریدنے والے حکیم بن حزام بن خویلد تھے جنہوں نے ان کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ سے شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا۔ ابتدا میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن سے کر دیا تھا جن سے اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد زینب بنت جحش سے ان کا نکاح ہوا۔ آیت قرآنی ﴿ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا ﴾ (الاحزاب : ۳۷) ' میں ان ہی کا نام مذکور ہے۔ غزوۂ موتہ میں بعمر ۵۵ سال ۸ ہجری میں امیر لشکر کی حیثیت سے شہید کر دیئے

گئے۔

۳۷۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ. وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

[أطرافه في : ٤٢٥٠، ٤٤٦٧، ٤٤٦٩، ٦٦٢٧، ٧١٨٧].

(۳۷۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

یہ لشکر آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ فوراً ہی روانہ ہو جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔

۳۷۳۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ شَاهِدٌ. وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ : إِنَّ هَذِهِ الأَقْدَامَ بعْضُها مِنْ بَعْضٍ، قَالَ فَسرَّ بذلِكَ النَّبِيُّ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ، فَأَخْبَرَ بِهِ عائِشَةَ)).

[راجع: ٣٥٥٥]

(۳۷۳۱) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ (ایک چادر میں) لیٹے ہوئے تھے (منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا کہ یہ پاؤں بعض' بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ حضور ﷺ اس کے اس اندازہ پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپؐ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔

باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آپ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ جب ہی تو قیافہ شناس کی اس بات سے آپ خوش ہوئے۔ منافق یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ اسامہ کا رنگ کالا ہے' وہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔

۱۸- بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

باب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان

تشریح اسامہ' زید بن حارثہ قضاعی کے بیٹے ہیں۔ باپ اور بیٹے دونوں رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص محبوب تھے۔ ان کی والدہ ام ایمن ہیں۔ جن کی گود میں رسول کریم ﷺ کی پرورش ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھیں جن کو بعد میں آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔ وفات نبوی کے وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القریٰ میں بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

٣٧٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِىءُ عَلَيْهِ إِلاَّ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ)).

[راجع: ٢٦٤٨]

(٣٧٣٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا' جو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی عزیز ہیں' (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرأت کر سکتا ہے۔

٣٧٣٣- وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُومِيَّةِ فَصَاحَ بِي، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ؟ فَلَمْ يَجْتَرِىءْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوهُ. لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)).

[راجع: ٢٦٤٨]

(٣٧٣٣) (دوسری سند) اور ہم سے علی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو وہ مجھ پر بہت غصہ ہو گئے۔ میں نے اس پر سفیان سے کہا تو پھر آپ کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں' میں نے یہ حدیث دیکھی۔ وہ زہری سے روایت کرتے تھے' وہ عروہ سے' وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی۔ قریش نے (اپنی مجلس میں) سوچا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لئے کون جا سکتا ہے؟ کوئی اس کی جرات نہیں کر سکتا۔ آخر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ عام طور پر قریش نے ان کو دربار نبوی میں سفارش کرنے کا اہل پایا۔ رضی اللہ عنہ

٣٧٣٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا

(٣٧٣٤) مجھ سے حسن بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو عباد یحییٰ بن عباد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ماجشون نے

الْـمَاجِشُونُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا - وَهُوَ فِي الْـمَسْجِدِ - إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْـمَسْجِدِ فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي. قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ. فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَحَبَّهُ)).

بیان کیا' انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک شخص کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں' کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکالیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر بولے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انہیں دیکھتے تو یقیناً آپؐ ان سے محبت فرماتے۔

٣٧٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُولُ : ((اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا)).

[طرفاه في : ٣٧٤٧، ٦٠٠٣].

(۳۷۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' کہا ہم سے ابوعثمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

٣٧٣٦- وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْـمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلًى لأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْـحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْـمَنَ - وَكَانَ أَيْمَنُ ابْنُ أُمِّ أَيْـمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لأُمِّهِ - وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلاَ سُجُودَهُ فَقَالَ : أَعِدْ)). [طرفه في : ٣٧٣٧].

(۳۷۳۶) اور نعیم نے ابن المبارک سے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ (حرملہ) نے خبر دی کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کیا۔ (ایمن ابن ام ایمن' اسامہ رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ ایمن رضی اللہ عنہ قبیلہ انصار کے ایک فرد تھے) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔

٣٧٣٧- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ

(۳۷۳۷) ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا اور مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن نمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے مولا حرملہ نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ، فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلاَ سُجُودَهُ فَقَالَ: أَعِدْ. فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَحَبَّهُ. فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ)). قَالَ: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ ((وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ ﷺ)).[راجع: ۳۷۳٦]

کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ سجدہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو' پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا حجاج بن ایمن ابن ام ایمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے۔ پھر آپ نے حضور ﷺ کی اسامہ رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ ننے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گود لیا تھا۔

تشریح: ایمن کے باپ یعنی ام ایمن کے پہلے خاوند کا نام عبید بن عمر حبشی تھا۔ ایمن جنگ حنین میں شہید ہو چکے تھے۔ ان ہی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۹- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

تشریح: علم اور زہد و تقویٰ میں یہ یکتائے روزگار تھے۔ اپنی حیات طیبہ میں ایک ہزار سے بھی زائد غلاموں کو آزاد کرایا۔ ۷۳ ھ میں بعمر ۸۴ یا ۸۶ سال ان کی شہادت ہوئی۔ حجاج نے اپنے اندرونی کینہ کی بنا پر زہر میں بجھے ہوئے ایک نیزے سے شہید کرا دیا۔ رضی اللہ وعنہ وارضاہ۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

۳۷۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَكُنْتُ غُلاَمًا أَعْزَبَ، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهُمَا قَرْنَانِ كَقَرْنَي الْبِئْرِ، وَإِذَا

(۳۷۳۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے زہری نے' ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا' حضور ﷺ سے اسے بیان کرتا' میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہو گئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نو عمر بھی تھا' میں آپ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا' میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا'

فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ. فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ. فَلَقِيْتُ أَوْ فَلَقِيَهُ مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ: لَنْ تُرَاعَ. فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ)).

[راجع: ٤٤٠]

دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی' اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

٣٧٣٩- ((فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ)). قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلاَّ قَلِيْلاً)).

[راجع: ١١٢٢]

(٣٧٣٩) حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش! رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

٣٧٤٠، ٣٧٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

[راجع: ٤٤٠، ١١٢٢]

(٣٧٤٠'٤١) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے زہری نے' ان سے سالم نے' ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا' عبداللہ نیک آدمی ہے۔

٢٠- بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

تشریح حضرت عمار بن یاسر عنسی ہیں۔ بنو مخزوم کے آزاد کردہ اور حلیف تھے۔ ان کے مفصل حالات پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ میں بعمر ۹۳ سال وہیں شہید ہوئے۔ رضی اللہ و ارضاہ۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص راز داروں میں ہیں۔ شہر مدائن میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس رات بعد ۳۵ھ میں پیش آیا۔

٣٧٤٢- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: ((قَدِمْتُ الشَّامَ، فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحاً. فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا

(٣٧٤٢) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے مغیرہ نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی' کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا' تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ

شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ. فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَكَ لِيْ. قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ. قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ؟ أَفِيْكُمْ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ أَوَ لَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللهِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيْهِ إِلَى فِيَّ)).

[راجع: ٢٣٨٧]

آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انہوں نے دریافت کیا' تمہارا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کوفہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد' صاحب النعلین' صاحب وسادہ' و مطہرہ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جا سکتا۔ (مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی) کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے بہت سے بھیدوں کے حامل ہیں جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) اس کے بعد انہوں نے دریافت فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ آیت "واللیل اذا یغشی" کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی کہ "واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی" اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔

مشہور روایت وما خلق الذکر والانثی ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے یہ آیت یوں اتری تھی' والذکر والانثی پھر وما خلق کا لفظ اس میں زیادہ ہوا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ ہوئی وہ پہلی قرأت ہی پڑھتے رہے۔

٣٧٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: ((ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا. فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ. قَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ يَعْنِي

(٣٧٤٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے مغیرہ نے بیان کیا' ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ شام میں تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی' اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما' چنانچہ آپ کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے۔ اس پر انہوں نے کہا' کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے رازدار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

حُذَيْفَةَ. قَالَ: قُلْتُ بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - الَّذِيْ أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي عَمَّارًا، قُلْتُ : بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السِّوَاكِ، وَالْوِسَادِ وَالسِّرَارِ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾؟ قُلْتُ: ﴿وَ الذَّكَرِ وَالأُنْثَى﴾، قَالَ : مَا زَالَ بِي هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ)). [راجع: ٣٣٨٧]

(ان کی مراد حضرت ابو حذیفہ سے تھی۔) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی۔ ان کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت "واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی کی قرأت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ (ما خلق کے حذف کے ساتھ) "والذکر والانثی" پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' اس سے مجھے ہٹا دیں۔

٢١- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشریح حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فہری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ "اس امت کے امین ان کا لقب ہے۔ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں فولادی ٹوپ کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں' جن کی وجہ سے حضور ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے' ان کڑیوں کو چہرہ مبارک سے ان ہی بزرگ نے کھینچا تھا۔ قد کے لمبے' خوبصورت چہرہ والے' ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں بعمر ۵۸ سال شہید ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

٣٧٤٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

[طرفاه في : ٤٣٨٢، ٧٢٥٥].

(۳۷۴۴) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

٣٧٤٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

(۳۷۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے صلہ نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا' میں

لِأَهْلِ نَجْرَانَ: ((لَأَبْعَثَنَّ - عَلَيْكُمْ، - أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)). فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہو گا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شوق ہوا لیکن آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

[أطرافه في : ٤٣٨٠، ٤٣٨١، ٧٢٥٤].

بَابُ ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ

باب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان

تشریح: یہ قریشی عدوی بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔ اسلام سے پہلے بڑے بانکپن سے رہا کرتے تھے۔ عمدہ ترین لباس زیب تن کیا کرتے۔ اسلام لانے کے بعد دنیا سے بے نیاز ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو پہلے ہی مبلغ بنا کر مدینہ بھیج دیا تھا۔ جب وہاں اسلام کی اشاعت ہو گئی تو حضور ﷺ کی اجازت سے انہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کر لیا۔ جنگ احد میں بعمر ۴۰ سال شہادت پائی۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی حدیث اس باب کے تحت لانے کو نہ ملی ہو گی۔ اس لئے خالی باب منعقد کر کے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے بھی فضائل مسلم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث موجود ہیں۔

٢٢ - بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : ((عَانَقَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ))

اور نافع بن جبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد پیدائش ماہ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی اور شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

٣٧٤٦- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: ((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٢٧٠٤]

(۳۷۴۶) ہم سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو موسیٰ نے بیان کیا' ان سے حسن نے' انہوں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے' میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوری ہوئی جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح سے جنگ کا ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔ اللہ والوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ خود نقصان برداشت کر لیتے ہیں مگر فتنہ فساد نہیں چاہتے۔

٣٧٤٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ

(۳۷۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معتمر

قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا. أَوْ كَمَا قَالَ)). [راجع: ٣٧٣٥]

نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت رکھ۔ او کما قال۔

٣٧٤٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنِ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ)).

(٣٧٤٨) مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بدبخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

٣٧٤٩- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)).

(٣٧٤٩) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عدی نے خبر دی، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

٣٧٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ. وَلَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ. وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ)). [راجع: ٣٥٤٢]

(٣٧٥٠) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپؓ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں، میرے باپ ان پر فدا ہوں۔ یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں مسکرا رہے تھے۔

٣٧٥١- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ

(٣٧٥١) مجھ سے یحییٰ بن معین اور صدقہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں

قالا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَالَ أَبُوبَكْرٍ: اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)).

[راجع: ٣٧١٣]

محمد بن جعفر نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں واقد بن محمد نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کی خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبت و خدمت کے ذریعہ) تلاش کرو۔

٣٧٥٢- حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ: ((لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ)).

(٣٧٥٢) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے' اور عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

عبدالرزاق کی روایت کو امام احمد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ زہری رحمہ اللہ کا سماع حضرت انس سے ثابت ہو جائے۔

٣٧٥٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ - قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ - فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ! وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).

[طرفه في : ٥٩٩٤].

(٣٧٥٣) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابی یعقوب نے' انہوں نے ابن ابی نعم سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا' شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں' جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں (نواسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

گلزار رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مناقب بیان کرنے کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مناقب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوفی تھا جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اسی دن سے یہ مثال ہو گئی الکوفی لا یوفی یعنی کوفہ والے وفادار نہیں ہوتے۔

٢٣- بَابُ مَنَاقِبِ بِلاَلِ بْنِ رَبَاحٍ

باب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کے فضائل

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ))

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جنت میں اپنے آگے میں نے تمہارے قدموں کی چاپ سنی تھی۔

تشریح رسول کریم ﷺ کے مشہور مؤذن ہیں جن کے حالات بڑی تفصیل چاہتے ہیں۔ اسلام لانے پر اہل مکہ نے ان کو بہت ہی ستایا تھا۔ خود امیہ بن خلف اپنے ہاتھ سے ان کو انتہائی اذیت دیتا تھا۔ خدا کی شان کہ جنگ بدر میں یہ ملعون حضرت بلالؓ ہی کی تلوار سے واصل جہنم ہوا۔ اصلاً یہ حبشی تھے ۲۰ھ میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

۳۷۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا. يَعْنِي بِلاَلاً)).

(۳۷۵۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن منکدر نے کہا ہم کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے۔ ان کی مراد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے تھی۔

۳۷۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ ((أَنَّ بِلاَلاً قَالَ لأَبِي بَكْرٍ: إِنْ كُنْتَ اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي للهِ فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللهِ)).

(۳۷۵۵) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا' ان سے محمد بن عبید نے کہا' ہم سے اسماعیل نے بیان کیا اور ان سے قیس نے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا' اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھئے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صبر نہ ہو سکا' ہر وقت اذان میں آپؐ کا نام آتا' آپ کی یاد سے قبر شریف کو دیکھ کر زخم تازہ ہوتا۔ اس لیے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے چلے گئے' چھ مہینے کے بعد آئے تو آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا' فرماتے ہیں' بلال! کیا ظلم ہے' تو نے ہم کو چھوڑ دیا۔ بلال نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پوچھا' معلوم ہوا کہ انتقال پا گئیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر گلے لگایا' خوب روئے۔ لوگوں نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کہو تو بلال اذان دیں گے۔ انہوں نے فرمائش کی' بلال رضی اللہ عنہ اذان کے لیے کھڑے ہوئے جب اشهد ان محمد رسول الله پر پہنچے تو روتے روتے بے ہوش ہو کر گرے' لوگ بھی رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی یاد سے ایک کہرام مچ گیا۔ اللھم صل علیه و بارک وسلم۔ ہمارے پیرو مرشد شیخ احمد مجدد رحمہ اللہ فرماتے ہیں' بلال رضی اللہ عنہ حبشی تھے۔ اذان میں اشہد کے بدل اسہد کہتے شین کو سین کہتے مگر ان کا اسہد ہم لوگوں کے ہزار بار اشہد پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ عاشق رسول تھے ہم گنہگار بدکار' یا اللہ! بلال رضی اللہ عنہ کے کفش برداروں ہی میں ہم کو رکھ لے آمین یا رب العالمین (وحیدی)

٢٤- بَابُ ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر

یہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے' بڑے عالم' تفسیر قرآن میں ماہر' علوم ظاہری اور باطنی میں بے نظیر تھے۔ ۶۸ھ میں

طائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے ان پر نماز پڑھائی۔

٣٧٥٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ)). [راجع: ٧٥]

(٣٧٥٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' مجھے نبی کریم ﷺ نے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما علوم قرآن میں سب پر فوقیت لے گئے۔

٢٥- بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

یہ بڑے بہادر تھے۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ مرہ بن کعب میں مل جاتا ہے۔ چالیس سال سے کچھ زائد عمر پا کر ٢١ ھ میں شہر حمص میں انتقال ہوا۔

٣٧٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ - وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ- حَتَّى أَخَذَهَا سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ - حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ)).

[راجع: ١٢٤٦]

(٣٧٥٧) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید' جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی' آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لیے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیے گئے۔ اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھا لیا اور وہ بھی شہید کر دیے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھا لیا اور وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا' اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے علم اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

٢٦- بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٣٧٥٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللهِ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ

(٣٧٥٨) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے یہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ : ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((اسْتَقْرَئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. قَالَ: لاَ أَدْرِي، بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذٍ)).

[أطرافه في : ٣٧٦٠، ٣٨٠٦، ٣٨٠٨، ٤٩٩٩].

کا ذکر ہوا' تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ' آنحضرت ﷺ نے ابتداء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم' ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اصل میں فارسی تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے' بڑے فاضل اور قاری قرآن تھے۔

٢٧- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

یہ بنی ہذیل میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے خادم خاص' سفر اور حضر میں ہر جگہ آپ کی خدمت کرتے' پستہ قد اور نحیف تھے۔ علم کے لحاظ سے بہت بڑے عالم زاہد اور فقیہ تھے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

٣٧٥٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا. وَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا)).

[راجع: ٣٥٥٩]

(٣٧٥٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے بیان کیا' کہا میں نے ابووائل سے سنا' کہا کہ میں نے مسروق سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر کوئی برا کلمہ نہیں آتا تھا اور نہ آپ کی ذات سے یہ ممکن تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جس کے عادات و اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔

٣٧٦٠- وَقَالَ: ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

(٣٧٦٠) اور آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو' عبداللہ بن مسعود' ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم' ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)

٣٧٦١- حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ ((دَخَلْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ:

(٣٧٦١) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا' ان سے ابو عوانہ نے' ان سے مغیرہ نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ!

اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا. فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلاً، فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ: أَرْجُوا أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ اللهُ. قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ الْمِطْهَرَةِ؟ أَوَ لَمْ يَكُنْ فِيكُمُ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ أَوَ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ ﴿وَاللَّيْلِ﴾ فَقَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى﴾ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلَى فِيَّ، فَمَا زَالَ هَؤُلاَءِ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونِي)).

مجھے کسی (نیک) ساتھی کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آرہے ہیں۔ جب وہ قریب آگئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ انہوں نے دریافت فرمایا' آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں' اس پر انہوں نے فرمایا' کیا تمہارے یہاں صاحب نعلین' صاحب وسادہ و مطہرہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی) پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آیت واللیل کی قرأت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ﴿ واللیل اذا یغشی والنھار اذا تجلی والذکر والانثی ﴾ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرات کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

٣٧٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدَ قَالَ: ((سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلاًّ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)). [طرفه في : ٦٠٩٧].

(٣٧٦٢) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عبدالرحمن بن زید نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات و اخلاق اور طور و طریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ اخلاق' طور و طریق اور سیرت و عادت میں ابن ام عبد سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

ابن ام عبد سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

٣٧٦٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: ((قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ

(٣٧٦٣) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' کہا کہ مجھ سے اسود بن یزید نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک

الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نَرَى إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفه في: ٤٣٨٤].

زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں' کیونکہ حضور ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

٢٨- بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

باب حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحیدالزماں مرحوم کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

"مترجم کہتا ہے' صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؓ کے بارے میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصراً"

دلوں کا جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابیت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے ضمیر پر حملہ بھی' انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور حشر کے میدان میں سب کو آیت کریمہ ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ (الاعراف: ٤٣) کا مصداق بنائے آمین۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ابو سفیان رسول کریم ﷺ کے چچا ہوتے ہیں بعمر ٨٢ سال ٦٠ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفه في : ٣٧٦٥].

(٣٧٦٤) کہا ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا' ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا' کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

یقیناً ان کے پاس حضور ﷺ کے قول و فعل سے کوئی دلیل ہو گی۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلاَّ بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِيهٌ)). [راجع: ٣٧٦٤]

(٣٧٦٥) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

ایک رکعت خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ غالباً اسی حدیث پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ جماعت اہل حدیث کا آج بھی اکثر اسی حدیث پر عمل ہے۔ یوں تو ۳۔ ۵۔ ۷ رکعات وتر بھی جائز ہیں مگر وتر آخری ایک رکعت ہی کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ جانتے تھے اور ان کے عمل شرعی کو حجت گردانتے تھے۔ اس سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے اور یہی ترجمہ باب سے مطابقت ہے۔

٣٧٦٦- حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ : سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا، يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)).[راجع: ٥٨٧]

(٣٧٦٦) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا' انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

٢٩- بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

باب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

تشریح آنحضرت ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۲ ھ میں ہوا۔ حسن رضی اللہ عنہ' حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں زینب' ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ مہینے یا آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوبیس' یا انتیس یا تیس برس کی عمر پائی علیٰ اختلاف الاقوال۔ رضی اللہ عنہا (وحیدی)

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

(٣٧٦٧) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے باب علامات النبوۃ میں دوسری سند سے وصل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ والی اور اپنے بعد والی سب عورتوں سے افضل ہیں۔

٣٠- بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور رسول کریم ﷺ کی خاص پیاری بیوی ہیں۔ بڑی ہی

عالمہ، فاضلہ، مجتہدہ اور فصیح البیان تھیں۔ خلافت معاویہ تک زندہ رہیں۔ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ عنہا و ارضاہا۔

٣٧٦٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا: ((يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ. فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لاَ أَرَى. تُرِيْدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ)).

[راجع: ٣٢١٧]

(۳۷۶۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا، اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔

آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

٣٧٦٩- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: ح وحَدَّثَنَا عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ. وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

[راجع: ٣٤١١]

(۳۷۶۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا (امام بخاری رحمہ اللہ نے) اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں مرہ نے اور انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا، مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔

٣٧٧٠- حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حدثني محمد بْنُ جعفرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ)).

(۳۷۷۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عبدالرحمان نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور تمام کھانوں پر۔

٣٧٧١- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

(۳۷۷۱) محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن

عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنِ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ((أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ، فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ. تَقْدَمِيْنَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ، عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ)).

[طرفاه في : ٤٧٥٣، ٤٤٥٤].

عبدالمجید نے بیان کیا' ہم سے ابن عون نے بیان کیا' ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عیادت کے لئے آئے اور عرض کیا' ام المومنین! آپ تو سچے جانے والے کے پاس جا رہی ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے پاس۔ (عالم برزخ میں ان سے ملاقات مراد تھی)

٣٧٧٢- حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حدّثنا غُنْدرٌ حدّثنا شُعْبةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبا وائلٍ قال: ((لَمَا بَعَثَ عَلِيٌّ عمَّارا وَالْحَسَنَ إلى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْصِرَهُمْ، خَطَبَ عمَّارٌ فقال: إنِّي لأَعلم أنَّها زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيا والآخرةِ، وَلَكِنَّ اللهَ ابْتلاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أوْ إيَّاها)).

[طرفاه في : ٧١٠٠، ٧١٠١].

(٣٧٧٢) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حکم نے اور انہوں نے ابووائل سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے تیار کریں تو عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا' مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی رضی اللہ عنہ کا اتباع کرتے ہو (جو برحق خلیفہ ہیں) یا عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے بھڑکانے میں آ گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر لڑنے کو مستعد ہو گئیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ پہلے سب لوگوں کو ایک ہو جانے دو' پھر اچھی طرح دریافت کر کے جس پر قتل ثابت ہو گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ خدا کے حکم سے یہ آیت مراد ہے ﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (الاحزاب: ٣٣) جو خاص آنحضرت ﷺ کی بیویوں کے لیے اتری ہے۔ یہاں تک ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں میں تو اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں جب تک آنحضرت ﷺ سے نہ مل جاؤں یعنی مرنے تک اپنے گھر میں رہوں گی۔ حافظ نے کہا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ یہ سب حضرات مجتہد تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں میں آپس کے اندر اتفاق کرا دینا ضروری ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص نہ لیا جاتا۔ (وحیدی)

٣٧٧٣- حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أبُو أُسامةَ عنْ هشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ ((عَنْ عَائِشة رضي اللهُ عنْها أنَّها اسْتَعارَتْ مِنْ أسْماءَ قِلادةً فهلكتْ. فأرْسَلَ رسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا منْ أصْحابِهِ في طَلَبِها، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلاةُ، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ. فَلَمَّا أتَوا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوا ذَلِكَ إِلَيْهِ،

(٣٧٧٣) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لیے) آپ نے (اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا' اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا۔ اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب آنحضرت ﷺ کی

فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا، فَوَاللهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلاَّ جَعَلَ اللهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً)).

[راجع: ٣٣٤]

خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ؐ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا' اسکے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا' تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ خدا کی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لیے پیدا کر دی اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

٣٧٧٤- حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُوْرُ فِي نِسَائِهِ وَيَقُوْلُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ)).

[راجع: ٨٩٠]

(٣٧٧٤) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں بھی ازواج مطہرات کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ کل مجھے کس کے یہاں ٹھہرنا ہے؟ کیونکہ آپ ؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے خواہاں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپ ؐ کو سکون ہوا۔

تشریح: اب آپ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ حافظ نے سبکی سے نقل کیا کہ ہمارے نزدیک پہلے حضرت فاطمہ افضل ہیں پھر خدیجہ' پھر عائشہ رضی اللہ عنہن ۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا میں توقف کیا ہے۔ امام ابن قیم نے کہا' اگر فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے تب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر علم مراد ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

٣٧٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، وَاللهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ، فَمُرِي رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ، أَوْ حَيْثُمَا دَارَ. قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا

(٣٧٧٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد نے کہا' ہم سے ہشام نے' انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے' انہوں نے کہا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو تحفے بھیجنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا' اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں۔ اس لیے تم آنحضرت ﷺ سے کہو کہ آپ ؐ لوگوں کو فرما دیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس ہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی' آپ ؐ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔

عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سَلَمَةَ، لاَ تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا)). [راجع: ٢٥٧٤]

انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار عرض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔

تشریح حافظ نے کہا اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر لازم نہیں آتی بلکہ ان بیویوں پر فضیلت نکلتی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں موجود تھیں اور ان کے کپڑوں میں وحی نازل ہونے کی وجہ یہ ممکن ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے خاص ساتھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صاحبزادی کو بھی یہ برکت دی۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خاص پیاری بیوی تھیں یا یہ وجہ ہو کہ وہ کپڑوں کو بہت صاف رکھتی ہوں گی۔ الغرض ذالک فضل الله یوتیه من یشاء ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پھر ان بیویوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کرائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹی اگر تو مجھ کو چاہتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کر۔ انہوں نے کہا کہ اب میں اس بارے میں کوئی دخل نہ دوں گی۔ قسطلانی اور کرمانی نے کہا ہے کہ احادیث کی گنتی کی رو سے اس مقام پر صحیح بخاری کا نصف اول پورا ہو جاتا ہے۔ گو پاروں کے لحاظ سے پندرھویں پارہ پر نصف اول پورا ہوتا ہے۔

پندرھواں پارہ

١- بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلاَ يَجِدُوْنَ فِي صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوْتُوا﴾ [الحشر: ٩]

باب انصار رضوان اللہ علیہم کی فضیلت کا بیان

اللہ نے میں فرمایا جو لوگ پہلے ہی ایک گھر میں (یعنی مدینہ میں) جم گئے ایمان کو بھی جما دیا جو مسلمان ان کے پاس ہجرت کر کے جاتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت میں سے) جو ہاتھ آئے اس سے ان کا دل نہیں کڑھتا بلکہ اور خوش ہوتے ہیں۔

الحمد للہ آج ٦ ذی قعدہ ١٣٩١ھ کو مسجد اہلحدیث سورت اور مسجد اہلحدیث دریاؤ میں پارہ نمبر ١٥ کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں اللہ پاک قلم کو لغزش سے بچائے اور فہم حدیث کے لئے دل و دماغ میں روشنی عطا فرمائے۔ مسجد اہل حدیث دریاؤ میں فن حدیث و تفسیر سے بیشتر کتب کا بہترین ذخیرہ محفوظ ہے۔ اللہ پاک ان بزرگوں کو ثواب عظیم بخشے جنہوں نے اس پاکیزہ ذخیرہ کو یہاں جمع فرمایا۔ موجودہ اکابر جماعت دریاؤ کو بھی اللہ پاک جزائے خیر دے جو اس ذخیرہ کی حفاظت کماحقہ فرماتے رہتے ہیں۔

تشریح لفظ انصار ناصر کی جمع ہے جس کے معنی مددگار کے ہیں' قبائل مدینہ اوس اور خزرج جب مسلمان ہوئے اور نصرت اسلام

کے لئے آنحضرت ﷺ سے عہد کیا تو اللہ پاک نے اپنے رسول پاک ﷺ کی زبان فیض ترجمان پر لفظ انصار سے ان کو موسوم فرمایا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں ہواسم اسلامی سمی به النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاوس والخزرج و حلفاء هم کما فی حدیث انس والاوس ینسبون الی اوس بن حارثة والخزرج ینسبون الی الخزرج بن حارثة و هما ابنا قیلة و هو اسم امهم و ابوهم هو حارثة بن عمرو بن عامر الذی یجتمع الیه انساب الازد (فتح الباری) یعنی انصار اسلامی نام ہے رسول اللہ ﷺ نے اوس اور خزرج اور ان کے حلیف قبائل کا یہ نام رکھا جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے اوس قبیلہ اپنے دادا اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہے اور خزرج' خزرج بن حارثہ کی طرف جو دونوں بھائی ایک عورت قیلہ نامی کے بیٹے ہیں ان کے باپ کا نام حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جس پر قبیلہ ازد کی جملہ شاخوں کے نسب نامے جا کر مل جاتے ہیں۔

٣٧٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلاَنُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ الأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ، أَمْ سَمَّاكُمُ اللهُ؟ قَالَ : بَلْ سَمَّانَا اللهُ. كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أنسٍ فَيُحَدِّثُنا مَنَاقِبَ الأَنْصَارِ وَمَشَاهِدَهُمْ، وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَزْدِ فَيَقُولُ: فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا)). [طرفه في : ٣٨٤٤].

(٣٧٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے مہدی بن میمون نے' کہا ہم سے غیلان بن جریر نے بیان کیا' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتلایئے (انصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے' غیلان کی روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کی فضیلتیں اور غزوات میں ان کے مجاہدانہ واقعات بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے' تمہاری قوم (انصار) نے فلاں دن فلاں دن فلاں فلاں کام انجام دیئے۔

تفصیل میں شک راوی کی طرف سے ہے۔ ان دو جملوں میں سے غیلان نے کونسا جملہ کہا تھا خود اپنا نام لیا تھا یا بطور کنایہ' قبیلہ ازد کے ایک شخص کا جملہ استعمال کیا تھا در حقیقت دونوں سے مراد خود ان کی اپنی ذات ہے وہی قبیلہ ازد کے ایک فرد تھے۔

٣٧٧٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ افْتَرَقَ مَلَؤُهُم، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوا. فَقَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلاَمِ)).

[طرفاه في : ٣٨٤٦، ٣٩٣٠].

(٣٧٧٧) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس و خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے مفاد میں پہلے ہی مقدم کر رکھا تھا چنانچہ جب آپؐ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قبائل آپس کی پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے سردار کچھ قتل کئے جا چکے تھے' کچھ زخمی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آپؐ سے پہلے اس لیے مقدم کیا تھا تاکہ وہ آپؐ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

تشریح بعاث یا بغاث مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے وہاں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں بڑی سخت لڑائی

ہوئی تھی۔ اوس کے رئیس حضیر تھے' اسید کے والد اور خزرج کے رئیس عمرو بن نعمان بیاضی تھے۔ یہ دونوں اس میں مارے گئے تھے۔ پہلے خزرج کو فتح ہوئی تھی پھر حضیر نے اوس والوں کو مضبوط کیا تو اوس کی فتح ہوئی یہ حادثہ آنحضرت ﷺ کے واقعہ ہجرت کے چار پانچ سال پہلے ہو چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر یہ قبائل مسلمان ہو گئے اور اخوت اسلامی سے پہلے تمام واقعات کو بھول گئے آیت کریمہ ﴿ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ﴾ (آل عمران: ۱۰۳) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

٣٧٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ - وَأَعْطَى قُرَيْشًا - : وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا الأَنْصَارَ، قَالَ فَقَالَ: ((مَا الَّذِيْ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) - وَكَانُوا لاَ يَكْذِبُونَ - فَقَالُوا : هُوَ الَّذِيْ بَلَغَكَ. قَالَ ((أَوَ لاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ، وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟ وَلَوْ سَلَكَتِ الأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)). [راجع: ٣١٤٦]

(٣٧٧٨) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر جب آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپؐ نے انصار کو بلایا' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کر دیا کہ آپؐ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے معذرت کی کہ کچھ نوجوان کم عقل لوگوں نے ایسی باتیں کہہ دی ہیں۔ آپؐ کا ارشاد سن کر انصار نے بالاتفاق کہا کہ ہم اس فضیلت پر سب خوش ہیں۔ نالہ یا گھاٹی کا مطلب یہ کہ سفر اور حضر موت اور زندگی میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا یہ شرف انصار کو کافی نہیں ہے؟

٢- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ لاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ 'اگر میں نے مکہ سے ہجرت نہ کی ہوتی میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا'

قَالَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ قول عبداللہ بن زید بن کعب بن عاصم نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

٣٧٧٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ

(٣٧٧٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے محمد بن زیاد نے' ان سے

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: ((لَوْ أَنَّ الأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِيَ الأَنْصَارِ، وَلَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ)). فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : مَا ظَلَمَ - بِأَبِي وَأُمِّي - آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ. أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى)). [طرفه في : ٧٣٤٤].

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے یا (یوں بیان کیا کہ) ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا' انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انہیں کے نالے میں چلوں گا' اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے یہ کوئی بھی بات نہیں فرمائی آپ کو انصار نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور آپ کی مدد کی تھی یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (اس کے ہم معنی) اور کوئی دوسرا کلمہ کہا۔

معلوم ہوا کہ انصار کا درجہ بہت بڑا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس گروہ میں ہونے کی تمنا ظاہر فرمائی۔ انصار کی عنداللہ قبولیت کا یہ کھلا ہوا ثبوت ہے کہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ان کا نام قیامت تک خیر کے ساتھ زندہ ہے۔ آج بھی انصاری بھائی جہاں بھی ہیں دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

٣- بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ

باب نبی کریم ﷺ کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

تشریح جب مہاجرین اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ آئے تو بہت پریشان ہونے لگے۔ گھربار اموال و اقارب کے چھوٹنے کا غم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقعہ پر ڈیڑھ ڈیڑھ سو انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کرا دیا جس کی وجہ سے مہاجری اور انصاری دونوں آپس میں ایک دوسرے کو سگے بھائی سے زیادہ سمجھنے لگے یہی واقعہ مؤاخات ہے جس کی نظیر تاریخ اقوام میں ملنی محال ہے۔

٣٧٨٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ. قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالاً، فَأَقْسِم مَالِي نِصْفَيْنِ. وَلِيَ امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا. قَالَ : بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوقُكُمْ؟ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ، فَمَا انْقَلَبَ

(٣٧٨٠) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ان کے دادا نے کہ جب مہاجر لوگ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اس لئے آپ میرا آدھا مال لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں' آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو اس کے "متعلق مجھے بتائیں میں اسے طلاق دے دوں گا' عدت گذرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کرلیں۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے تمہارا بازار کدھر ہے؟ چنانچہ میں نے بنی قینقاع کا بازار انہیں بتا دیا' جب وہاں

إلاّ وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وسَمن. ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ. ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْيَم؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ. قَالَ: ((كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا)). قَالَ : نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ - شَكَّ إِبْرَاهِيمَ)).

[راجع: ٢٠٤٨]

سے کچھ تجارت کر کے لوٹے تو ان کے ساتھ کچھ پنیر اور گھی تھا پھر وہ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بازار میں چلے جاتے اور تجارت کرتے آخر ایک دن خدمت نبوی میں آئے تو ان کے جسم پر (خوشبو کی) زردی کا نشان تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا' مہر کتنا ادا کیا ہے؟ عرض کیا کہ سونے کی ایک گٹھلی یا (یہ کہا کہ) ایک گٹھلی کے پانچ درم وزن برابر سونا ادا کیا ہے۔ یہ شک ابراہیم راوی کو ہوا۔

٣٧٨١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَآخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ - وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ - فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمَتِ الأَنْصَارُ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالاً، سَأَقْسِمُ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ. فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلاَّ يَسِيْرًا حَتَّى جاء رسول الله ﷺ وعلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَهْيَم؟)) قال: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ. فَقَالَ: ((مَا سُقْتَ فِيْهَا؟)) قَالَ : وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ - أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ - فَقَالَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ٢٠٤٩]

(٣٧٨١) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ' آئے تو) رسول کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا' انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لیے میں اپنا آدھا آدھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گذر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بطور نفع بچا نہیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپؐ نے پوچھا مہر کیا دیا ہے؟ بولے ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اچھا اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔

تشریح مجتہد مطلق حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو بہت سے مقامات پر نقل فرما کر اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے جو آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی بین دلیل ہے۔ جو حضرات ایسے جلیل القدر امام کو محض ناقل کہہ کر آپ کی درایت کا انکار کرتے ہیں ان کو اپنی اس حرکت پر نادم ہونا چاہئے کہ وہ چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتے ہیں ھداھم اللہ الی صراط مستقیم۔ (آمین) یہاں حضرت امام کا مقصد اس حدیث کے لانے سے واقعہ مؤاخات کو بیان کرنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

٣٧٨٢- حدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَتِ الأَنْصَارُ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ، قَالَ: لاَ. قَالَ: تَكْفُونَنَا الْمَؤُونَةَ وَتَشْرَكُونَا فِي الثَّمَرِ. قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)). [راجع: ٢٣٢٥]

(٣٧٨٢) ہم سے ابو ہمام صلت بن محمد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے سنا' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کھجور کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا پھر آپؐ ایسا کر لیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور کھجوروں میں آپ ہمارے ساتھی ہو جائیں' مہاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

یعنی اس میں مضائقہ نہیں باغ تمہارے ہی رہیں ہم ان میں محنت کریں گے اس کی اجرت میں آدھا پھل لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں باغوں کی تقسیم منظور نہیں فرمائی' کیونکہ آپؐ کو وحی الٰہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ فتوحات بہت ہوں گی بہت سی جائیدادیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں گی پھر انصار کو موروثی جائیداد کیوں تقسیم کرائی جائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

٤- بَابُ حُبُّ الأَنْصَارِ

باب انصار سے محبت رکھنے کا بیان

٣٧٨٣- حدَّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ - أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ -: ((الأَنْصَارُ لاَ يُحِبُّهُمْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يُبْغِضُهُمْ إِلاَّ مُنَافِقٌ. فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ)).

(٣٧٨٣) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا یا یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے)

٣٧٨٤- حدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

(٣٧٨٤) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جبیر نے کہا اور ان سے

جُنْبِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الإِيْمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ)).

[راجع: ١٧]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

انصار اسلام کے اولین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے پس جو انصار سے محبت رکھے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور ایمان حاصل کر لیا اور جس نے ایسے بندگان الٰہی سے بغض رکھا اس نے اسلام سے بغض رکھا اس لئے کہ ایسی بری خصلت نفاق کی علامت ہے۔

٥ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

باب انصار سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو

٣٧٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ - قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرْسٍ - فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلاً فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ. قَالَهَا ثَلاَثَ مِرَارٍ)). [طرفه في : ٥١٨٠].

(٣٧٨٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو' تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

٣٧٨٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ. مَرَّتَيْنِ)).

[طرفاه في : ٥٢٣٤، ٦٦٤٥].

(٣٧٨٦) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ہشام بن زید نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

تشریح: امام نووی فرماتے ہیں' هذه المراة اما محرم له كام سليم و اختها واما المراد بالخلوة انها سالته سوالاً خفيا بحضره ناس ولم تكن خلوة مطلقة و هي الخلوة المنهى عنها (نووی) یہ آپ سے خلوت میں بات کرنے والی عورت ایسی تھی جس کے لئے

آپؐ محرم تھے جیسے ام سلیم یا اسکی بہن یا خلوت سے مراد یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپؐ سے ایک بات نہایت آہستگی سے کی اور جس خلوت کی ممانعت ہے وہ مراد نہیں ہے۔ مسلم کی روایت میں فخلا بھا کا لفظ ہے جس کی وجہ سے وضاحت کرنا ضروری ہوا۔

٦- بَابُ إِتْبَاعِ الأَنْصَارِ

باب انصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان

اس سے ان کے حلیف اور لونڈی غلام یالی موالی مراد ہیں۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ((قَالَتِ الأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. فَدَعَا بِهِ. فَنَمَيْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَقَالَ : قَدْ زَعَمَ ذَلِكَ زَيْدٌ)).

[طرفه في : ٣٧٨٨].

(٣٧٨٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' انہوں نے ابو حمزہ سے سنا اور انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپؐ کی تابعداری کی ہے۔ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

٣٧٨٨- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ : قَالَتِ الأَنْصَارُ: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ)). قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُهُ لاِبْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ. قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ)).

[راجع: ٣٧٨٧]

(٣٧٨٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہ میں نے انصار کے ایک آدمی ابو حمزہ سے سنا کہ انصار نے عرض کیا ہر قوم کے تابعدار (یالی موالی) ہوتے ہیں۔ ہم تو آپؐ کے تابعدار بنے آپؐ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی' اے اللہ! ان تابعداروں کو بھی انہیں میں سے کر دے۔ عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کیا تو انہوں نے (تعجب کے طور پر) کہا زید نے ایسا کہا؟ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ زید۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں (نہ اور کوئی زید جیسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے ابن ابی لیلیٰ نے گمان کیا)

حافظ نے کہا شعبہ کا گمان صحیح ہے ابو نعیم نے مستخرج میں اس کو علی بن جعد کے طریق سے زید بن ارقم سے یقینی طور پر نکالا ہے۔

٧ - بَابُ فَضْلِ دُورِ الأَنْصَارِ

باب انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان

٣٧٨٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

(٣٧٨٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أنس بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْد رضي الله عنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُور الأَنْصار بَنو النجَار. ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنو الحارث بْن الخَزْرَجِ، ثُمّ بَنُو ساعِدَةَ. وفي كُلِّ دُورِ الأَنْصارِ خَيْرٌ)). فَقالَ سَعْدٌ : ما أرى النَّبِيَّ ﷺ إلاّ قَدْ فضَل علَيْنا. فقِيْل: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيْر. وقال عَبْدُ الصَمدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتادةُ سمعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بهذَا وقَالَ : ((سَعْدُ بْنُ عُبادَةَ)).

[أطرافه في : ٣٧٩٠، ٣٨٠٧، ٦٠٥٣].

کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا' ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے' پھر بنو عبدالاشہل کا' پھر بنو الحارث بن خزرج کا' پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر کا' جو اوس کا بھائی تھا' خزرج اکبر اور اوس دونوں حارثہ کے بیٹے تھے اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے نبی کریم ﷺ نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کہا تجھ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر آنحضرت ﷺ نے فضیلت دی ہے اور عبدالصمد نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے ابو اسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔

جنہوں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اوروں کو ہم پر فضیلت دی۔ جب سعد بن عبادہ نے یہ کہا تو ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا کہ تم آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے ہو' آپ خوب جانتے ہیں۔ (کہ کون کس سے افضل ہے)

بنو نجار قبیلہ خزرج سے ہیں۔ ان کے دادا تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو خزرجی نے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا تھا۔ اس پر ان کا لقب نجار ہو گیا۔ (فتح الباری) حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ بنو النجار هم اخوان جد رسول الله صلى الله عليه وسلم لان والده عبد المطلب منهم و عليهم نزل لما قدم المدينة فلهم مزية على غير هم و كان انس منهم فله مزيد عناية تحفظ فضائلهم (فتح الباری) یعنی بنو نجار نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے ہیں اس لیے کہ عبدالمطلب آپ کے دادا محترم کی والدہ بنو نجار کی بیٹی تھیں اس لیے جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے بنو نجار ہی کے مہمان ہوئے' اس لیے ان کے لئے مزید فضیلت ثابت ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اسی خاندان سے تھے۔ اسی لیے ان پر عنایات نبوی زیادہ تھیں

اس روایت میں یہاں کچھ اجمال ہے جسے مسلم کی روایت نے کھول دیا ہے جو یہ ہے حدثنا یحیی بن یحیی التمیمی انا المغیرۃ بن عبدالرحمن عن ابی الزناد قال شهدا ابو سلمة لسمع ابا اسید الانصاری یشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دور الانصار بنو النجار ثم بنو عبد الاشهل ثم بنو الحارث بن خزرج ثم بنو ساعدة و فی دور الانصار خیر قال ابو سلمة قال ابو اسید اتھم انا علی رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت كاذبا لبدات قومی بنی ساعدة و بلغ ذالک سعد بن عبادة فوجد فی نفسه و قال خلفنا فکنا اخر الاربع اسر جوا لی حماری اتی رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمه ابن اخى سهل فقال اتذهب لترد على رسول الله صلى الله عليه وسلم و رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلم اوليس حسبك ان تكون رابع اربع فرجع و قال الله و رسوله اعلم و امر بحماره فحل عنه (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۵) خلاصہ یہ کہ جب حضرت سعد بن عبادہ نے یہ سنا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے قبیلہ کا ذکر چوتھے درجے پر فرمایا ہے تو یہ غصہ ہو کر آپ کی خدمت شریف میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر جانے لگے مگر ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا کہ آپ رسول کریم

ﷺ کے فرمان کی تردید کرنے جا رہے ہیں حالانکہ رسول کریم ﷺ بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیا آپ کے شرف کے لئے یہ کافی نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے چوتھے درجہ پر بطور شرف آپ کے قبیلے کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ جب کہ بہت سے اور قبائل انصار کے لئے آپ نے صرف اجمالاً ذکر خیر فرما دیا ہے یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ نے اپنے خیال سے رجوع کیا اور کہنے لگے ہاں بے شک اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں' فوراً اپنی سواری سے زین کو اتار کر رکھ دیا۔

٣٧٩٠- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: خَيْرُ الأَنْصَارِ - أَوْ قَالَ: ((خَيْرُ دُوْرِ الأَنْصَارِ - بَنُو النَّجَّارِ، وَبَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، وَبَنُو الْحَارِثِ، وَبَنُو سَاعِدَةَ)).

[راجع: ٣٧٨٩]

(٣٧٩٠) ہم سے سعد بن حفص طلحی نے بیان کیا' کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے کہ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ انصار میں سب سے بہتر یا انصار کے گھرانوں میں سے سب سے بہتر بنو نجار' بنو عبدالاشہل' بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں۔

٣٧٩١- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ. حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ))، فَلَحِقْنَا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ خَيَّرَ الأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيرًا؟ فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا رَسُولَ اللهِ خُيِّرَ دُوْرُ الأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: ((أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ؟)).

[راجع: ١٤٨١]

(٣٧٩١) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عباس بن سہل نے اور ان سے ابو حمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر عبدالاشہل کا' پھر بنی حارث کا' پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔ پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے' ابو اسید تم کو معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنو ساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا آخر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔

آخر میں رہے تو کیا اور اول میں رہے تو کیا بہر حال تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے اس پر تم کو خوش ہونا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن عبادہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کرنا چاہا تھا مگر وہ اپنے بھتیجے کے کہنے پر رک گئے اور اپنے خیال سے رجوع کر لیا' یہاں آنحضرت ﷺ سے ملنا اور اس خیال کا ظاہر کرنا مذکور ہے ہر دو میں تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت وہ اس خیال سے رک گئے ہوں گے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی ہو گی تو آپ سے دریافت کر لیا ہو گا۔

٨- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: ((اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)) قَالَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کا انصار سے یہ فرمانا کہ تم "صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو۔" یہ قول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٣٧٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلاَنًا؟ قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[طرفه في: ٧٠٥٧].

(٣٧٩٢) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لئے صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

حافظ نے کہا کہ یہ عرض کرنے والے خود اسید بن حضیر تھے اور جن کو حکومت ملی تھی وہ عمرو بن عاص تھے۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں و هو من رواية صحابى عن صحابى زاد مسلم و قد رواه يحيى ابن سعيد و هشام بن زيد عن انس بدون ذكر اسيد بن حضير لكن باختصار القصة التى ههنا و ذكر كل منهما قصة اخرى غير هذه فحديث يحيى بن سعيد تقدم فى الجزية و حديث هشام ياتى فى المغازى و وقع لهذا الحديث قصة اخرى من وجه اخر فاخرج الشافعى من رواية محمد بن ابراهيم التيمى عن ابى اسيد بن حضير طلب من النبى صلى الله عليه وسلم لا هل بيتين من الانصار فامر لک بيت يوسق من تمر و شطر من شعير فقال اسيد يا رسول الله جزاک الله عنا خيرا فقال و انتم فجزاكم الله خيرا يا معشر الانصار و انكم لا عقة صبر و انكم ستلقون بعدى اثرة الحديث (فتح البارى) یعنی یہ روایت صحابی (حضرت انس) کی صحابی (حضرت اسید) سے ہے اور مسلم نے زیادہ کیا کہ اس روایت کو یحییٰ بن سعید اور ہشام بن زید نے انس سے روایت کیا ہے اس میں اسید کا ذکر نہیں ہے لیکن قصہ اختصار سے مذکور ہے اور ان دونوں نے اس کے سوا دوسرا قصہ ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید والی حدیث باب الجزیہ میں مذکور ہو چکی ہے اور ہشام کی حدیث مغازی میں آنے کی اور اس حدیث سے متعلق دوسرے طریق سے ایک اور واقعہ ذکر ہوا ہے جسے امام شافعی نے محمد بن ابراہیم تیمی کی روایت ابو اسید بن حضیر سے نقل کیا ہے کہ ابو اسید نے دو گھرانوں کے لیے انصار میں سے آنحضرت ﷺ سے امداد طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے ہر گھرانے کے لئے ایک وسق کھجور اور کچھ جو بطور امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر اسید نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جزاک اللہ کہا۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اے انصاریو! اللہ تم کو بھی جزائے خیر دے۔ میرے بعد تم لوگ تلخیاں چکھو گے اور دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ پس اس وقت تم صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آکر ملاقات کرو۔

٣٧٩٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ

(٣٧٩٣) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے کہا کہ میں نے

أَنس بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلأَنْصَارِ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي، وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ)). [راجع: ٣١٤٦]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا' میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوقیت دی جائے گی۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہو گی۔

٣٧٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَنَس بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ خَرَجَ معهُ إِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لاَ، إِلاَّ أَنْ تُقْطِعَ لإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا)). قَالَ: ((إِمَّا لاَ فَاصْبِرُوْنِيْ حَتَّى تَلْقَوْنِي، فَإِنَّهُ سَيُصِيْبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَةٌ)). [راجع: ٢٣٧٦]

(٣٧٩٤) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔۔۔ جب وہ انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے یہاں جانے کے لئے نکلے۔۔۔۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرما دیں۔ انصار نے کہا جب تک آپؐ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو' کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے

یعنی دوسرے غیر مستحق لوگ عہدوں پر مقرر ہوں گے اور تم کو محروم کر دیا جائے گا' بنی امیہ کے زمانے میں ایسا ہی ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی' مگر انصار نے فی الواقع صبر سے کام لے کر وصیت نبوی پر پورا عمل کیا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عبدالملک بن مروان نے ستایا تھا اور وہ بصرہ سے دمشق جا کر ولید بن عبدالملک کے ہاں اپنی شکایات لے کر پہنچے تھے۔ آخر ولید بن عبدالملک (حاکم وقت) نے ان کا حق دلایا۔ (فتح الباری)

٩ - بابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَصْلِح الأَنْصار والْمُهاجِرة))

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا کہ (اے اللہ!) انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

٣٧٩٥- حدَّثنا آدمُ ابْنُ أبِيْ إِيَاس حدَّثَنَا شعْبَةُ حدَّثَنَا أبو إِيَاس عنْ أَنس بْن مَالك رضي اللهُ عَنْهُ قَال: قَال رسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرةِ، فَأَصْلِحْ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)). [راجع: ٢٨٣٤]
وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وقَالَ: ((فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ)).

(٣٧٩٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما اور قتادہ سے روایت ہے ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح' اور انہوں نے بیان کیا اس میں یوں ہے "پس انصار کی مغفرت فرما دے۔"

٣٧٩٦- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ الأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا أَبَدًا

فَأَجَابَهُمْ: ((اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَةِ، فَأَكْرِمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)).

[راجع: ٢٨٣٤]

(٣٧٩٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید طویل نے' انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' آپؓ نے فرمایا کہ انصار غزوۂ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے "ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے' پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل و کرم فرما۔"

٣٧٩٧- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: ((جَاءَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَةِ. فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ)).

(٣٧٩٧) مجھ سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپؐ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔"

یہ جنگ احزاب کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں نے کفار عرب کے لشکروں کی جو تعداد میں بہت تھے' اندرون شہر سے مدافعت کی تھی اور شہر کی حفاظت کے لیے اطراف شہر میں خندق کھودی گئی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہا گیا ہے۔ تفصیلی بیان آگے آئے گا۔ اس میں انصار اور مہاجرین کی فضیلت ہے اور یہی ترجمۃ الباب ہے۔

١٠- بَابُ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر: ٩]

باب اس آیت کی تفسیر میں "اور اپنے نفسوں پر وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں' اگرچہ خود وہ فاقہ ہی میں مبتلا ہوں"

٣٧٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ. فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلاَّ الْمَاءُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

(٣٧٩٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا' ان سے فضیل بن غزوان نے' ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپؐ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَضُمُّ - أَوْ يُضِيفُ - هَذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا. فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلاَّ قُوتَ صِبْيَانِي. فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلاَ يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلاَنِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِكَ اللهُ اللَّيْلَةَ - أَوْ عَجِبَ - مِنْ فَعَالِكُمَا. فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾.

[طرفه في : ٤٨٨٩].

اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر' بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی' صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ؐ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا' سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

مجموعی طور پر انصار کی فضیلت ثابت ہوئی۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

١١- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ))

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ "انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے غلط کاروں سے در گزر کرو"

٣٧٩٩- حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُو عَبْدَانَ حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَرَّ أَبُوبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

(٣٧٩٩) مجھ سے ابو علی محمد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدان کے بھائی شاذان نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا' ہمیں شعبہ بن حجاج نے خبر دی' ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے

بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا. فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أُوصِيكُمْ بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)).

[طرفه في: ۳۸۰۱].

گذرے۔ دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں۔ پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آنحضرت ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے' سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپؐ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپؐ تشریف نہ لا سکے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہئے تھا' وہ ملنا ابھی باقی ہے۔ اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے در گذر کرتے رہنا۔

۳۸۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ)). [راجع: ۹۲۷]

(۳۸۰۰) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابن غسیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا' کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپؐ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا' امابعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے محکمہ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکو کاروں کی پذیرائی کرنی چاہیئے۔ اور ان کے خطا کاروں سے در گذر کرنا چاہیئے۔

۳۸۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ

(۳۸۰۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)). [راجع: ٣٧٩٩]

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے' لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لئے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا' اور خطاکاروں سے درگذر کیا کرنا۔

تشریح یہاں تک حضرت امام نے انصار کے فضائل بیان فرمائے اور آیات و احادیث کی روشنی میں واضح کر کے بتلایا کہ انصار کی محبت جزو ایمان ہے۔ اسلام پر ان لوگوں کے بہت سے احسانات ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب مسلمان ہیں جن لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی مدینہ میں میزبانی کا شرف حاصل کیا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جو عہد وفا باندھا تھا اسے پورا کر دکھایا۔ پس ان کے لئے دعائے خیر کرنا قیامت تک ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگ انصاری کہلاتے ہیں جو عام طور پر کپڑا بننے کا بہترین کاروبار کرتے ہیں' جہاں تک ان کے نسب ناموں کا تعلق ہے' یہ فی الحقیقت انصار نبویہ ہی کے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں' الحمد للہ آج بھی یہ حضرات نصرت اسلام میں بہت آگے آگے نظر آتے ہیں کثر اللہ سواد ھم آمین۔ اب آگے ان کے بعض افراد خصوصی کے مناقب شروع ہوتے ہیں۔

١٢- بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

آپ ابوالنعمان بن امری القیس بن عبدالاشہل ہیں اور قبیلہ اوس کے آپ بڑے سردار ہیں جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ خزرج کے بڑے ہیں۔

٣٨٠٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا، أَوْ أَلْيَنُ)). رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٢٤٩]

(٣٨٠٢) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا مجھ سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپؐ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔ اس حدیث کی روایت قتادہ اور زہری نے بھی کی ہے' انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٣٨٠٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ

(٣٨٠٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ کے داماد فضل بن مساور نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے' ان سے ابو

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) وَعَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ: فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ اهْتَزَّ السَّرِيرُ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)).

سفیان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپؐ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا اور اعمش سے روایت ہے' ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔ ایک صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء رضی اللہ عنہ تو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چارپائی جس پر معاذ رضی اللہ عنہ کی نعش رکھی ہوئی تھی' ہل گئی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان دونوں قبیلوں (اوس و خزرج) کے درمیان (زمانہ جاہلیت میں) دشمنی تھی۔ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش رحمان ہل گیا تھا۔

روایت میں اس عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے جو انصار کے دو قبیلوں' اوس و خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت میں تھی لیکن اسلام کے بعد اس کے اثرات کچھ بھی باقی نہیں رہ گئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور حضرت براء کا تعلق خزرج سے تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ اس پرانی دشمنی کی وجہ سے انہوں نے پوری طرح حدیث نہیں بیان کی۔ بہرحال عرش رحمٰن اور سریر ہر دو کے ہلنے کے بارے میں حدیث آئی ہیں اور دونوں صورتوں کی محدثین نے یہ تشریح کی ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کو ایک حادثہ عظیم بتایا گیا ہے آپؓ کے مرتبہ کو گھٹانا کسی کے بھی سامنے نہیں ہے۔

٣٨٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ - أَوْ سَيِّدِكُمْ - فَقَالَ: يَا سَعْدُ، إِنَّ هَؤُلاَءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ. قَالَ: ((حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللهِ، أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

(٣٨٠٤) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے' ان سے ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یہود بنی قریظہ) نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم ﷺ نے ایام جنگ میں) نماز پڑھنے کے لیے منتخب کیا ہوا تھا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر شخص کے لیے یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے سردار کو لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے سعد! انہوں نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جو لوگ جنگ کرنے والے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے اور ان کی عورتوں' بچوں کو جنگی قیدی بنا لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ

[راجع: ٤٠٤٣]

کیایا (آپ نے یہ فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

اس سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ان کا تعلق انصار سے تھا' بڑے دانشمند تھے' یہود بنو قریظہ نے ان کو ثالث تسلیم کیا مگر یہ اطمینان نہ دلایا کہ وہ اپنی جنگ جو فطرت کو بدل کر امن پسندی اختیار کریں گے اور فساد اور سازش کے قریب نہ جائیں گے اور بغاوت سے باز رہیں گے' مسلمانوں کے ساتھ غداری نہیں کریں گے۔ ان حالات کا جائزہ لے کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے وہی فیصلہ دیا جو قیام امن کے لئے مناسب حال تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے فیصلے کی تحسین فرمائی۔

١٣- بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

تشریح اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک اشہلی خزرجی ہیں جو جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے ٢٠ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٨٠٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا)). وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ((أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ)). وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ)).

[راجع: ٤٦٥]

(٣٨٠٥) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے حبان نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' انہیں قتادہ نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا' پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا' انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

١٤- بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

یہ ان ستر بزرگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ عہد نبوی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا۔

٣٨٠٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو

(٣٨٠٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا قرآن چار (حضرات صحابہ) عبداللہ بن مسعود' ابو حذیفہ کے غلام سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے سیکھو۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں یہ حضرات قرآن مجید کے ماہرین خصوصی شمار کئے جاتے تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو اساتذہ قرآن مجید کی حیثیت سے نامزد فرمایا۔ یہ جتنا بڑا شرف ہے اسے اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں۔

١٥- بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلاً صَالِحًا))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ (واقعہ افک سے) سے پہلے ہی مرد صالح تھے۔

تشریح ذکرت عائشه فيه مادارببين سعد بن عبادة و اسيد بن حضير رضى الله عنهما من المقالة فاشارت عائشة الى ان سعداً كان قبل تلك المقالة رجلا صالحا و لا يلزم منه ان يكون خرج من هذه الصفة (فتح) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ذکر حضرت سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک باہمی مقالہ سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس قول یعنی حدیث افک سے پہلے یہ صالح آدمی تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں وہ اس صفت سے محروم ہو گئے۔

٣٨٠٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُوْرِ الأَنْصَارِ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قَدَمٍ فِي الإِسْلاَمِ -: أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا. فَقِيلَ لَهُ : قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ. [راجع: ٣٧٨٩]

(٣٨٠٧) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے' پھر بنو عبدالاشہل کا۔ پھر بنو عبدالحارث کا' پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ اسلام قبول کرنے میں بڑی قدامت رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے' آنحضرت ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دے دی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے تم کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ (اعتراض کی کیا کیا بات ہے)

الٹا ترجمہ: بڑے افسوس کے ساتھ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ موجودہ تراجم بخاری شریف میں بہت زیادہ لا

پرواہی سے کام لیا جا رہا ہے جو بخاری شریف جیسی اہم کتاب کا ترجمہ کرنے والے کے مناسب نہیں ہے' یہاں حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں فقیل له قد فضلکم علی ناس کثیر ان کا ترجمہ کتاب تفہیم البخاری دیو بندی میں یوں کیا گیا ہے "آپ سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے آپ پر بہت سے قبائل کو فضیلت دی ہے" خود علمائے اکرام ہی غور فرما سکیں گے کہ یہ ترجمہ کہاں تک صحیح ہے"

١٦- بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

یہ انصاری خزرجی ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک اور بدر میں بھی تھے' ۳۰ھ میں ان کا وصال ہوا رضی اللہ عنہ۔

٣٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ)). [راجع: ٣٧٥٨]

(۳۸۰۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بہت بیٹھ گئی جب سے میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے' آنحضرت ﷺ نے انہیں کے نام سے ابتدا کی' اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم سے' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

٣٨٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا﴾ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَبَكَى)).

[أطرافه في: ٤٩٥٩، ٤٩٦٠، ٤٩٦١].

(۳۸۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا کہ میں نے شعبہ سے سنا' انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۂ "لم یکن الذین کفروا" سناؤں' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے رونے لگے۔

١٧- بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

باب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

مشہور کاتب وحی ہیں۔ ان کا انتقال ۴۵ھ میں ہوا۔

٣٨١٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ

(۳۸۱۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار

رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبُو زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. قُلْتُ لأَنَسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي)).

آدمی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے' ابی بن کعب' معاذ بن جبل' ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم' میں نے پوچھا' ابو زید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔

[أطرافه في : ٣٩٩٦، ٥٠٠٣، ٥٠٠٤].

حضرت زید بن ثابت کاتب وحی سے مشہور ہیں اور بڑا شرف ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

١٨- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

حضرت ابو طلحہ زید بن سہل بن اسود انصاری خزرجی ہیں ام انس رضی اللہ عنہا کے خاوند ہیں۔ غالباً ۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

٣٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجُعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْشُرْهَا لأَبِي طَلْحَةَ، فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ. وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا، ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ. وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ

(۳۸۱۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے حضرت ابو طلحہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گزرتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابو طلحہ کو دے دو۔ آنحضرت ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہوں۔ اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں' کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آنحضرت ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم (ابو طلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں (اس خدمت میں ان کو انہماک و استغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں

وَإِمَّا ثَلَاثًا)).

[راجع: ۲۸۸۰]

اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابو طلحہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

یہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری مجاہد ہیں جنہوں نے جنگ احد میں اس پامردی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا حق ادا کیا بلکہ قیامت تک کے لئے ان کی یہ خدمت تاریخ اسلام میں فخریہ یاد رکھی جائے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ و جہاد کے موقعہ پر مستورات کی خدمات بڑی اہمیت رکھتی ہیں' زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور کھانے پانی کے لئے مجاہدین کی خبر لینا یہ خواتین اسلام کے مجاہدانہ کارنامے اوراق تاریخ پر سنہری حرفوں سے لکھے جائیں گے۔ مگر خواتین اسلام پورے حجاب شرعی کے ساتھ یہ خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔

۱۹ - بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

یہ بنو قینقاع میں سے ہیں' آل یوسف علیہ السلام سے ان کا تعلق ہے۔ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا۔ اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رکھ دیا ۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۸۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلاَّ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ. قَالَ : وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ الآيَةَ)). قَالَ: لاَ أَدْرِي مَالِكٌ الآيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

(۳۸۱۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا' وہ عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابو نضر سے بیان کرتے تھے' وہ عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں' بیان کیا کہ آیت ﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَآءِيلَ ﴾ (الاحقاف: ۱۰) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ آیت کے نزول کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام مشہور یہودی عالم تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری پر آپ کی علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت کی بشارت پیش فرمائی اور آیت قرآنی ﴿ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَآءِيلَ ﴾ (الاحقاف: ۱۰) میں اللہ نے ان کا ذکر خیر فرمایا دوسری حدیث میں بھی ان کی منقبت موجود ہے۔

۳۸۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ : ((كُنْتُ جَالِساً فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ

(۳۸۱۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ازہر سمان نے بیان کیا' ان سے ابو عوانہ نے' ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار ظاہر

عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ، فَقَالُوا : هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ : إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ : وَاللهِ مَا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لاَ يَعْلَمُ. وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ. رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا. وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ وَأَعْلاَهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلاَهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِيْ: ارْقَهْ. قُلْتُ: لاَ أَسْتَطِيعُ. فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلاَهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ. فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِيْ. فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الإِسْلاَمِ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الإِسْلاَمِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الإِسْلاَمِ حَتَّى تَمُوتَ)). وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ)). وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلاَمٍ قَالَ : ((وَصِيْفٌ)) مَكَانَ ((مِنْصَفٌ)).

[طرفاه في: ۷۰۱۰، ۷۰۱٤].

تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں' پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں' پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے۔ (العروۃ) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے' وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقی ہے اس لئے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا ان سے معاذ نے بیان کیا ان سے ابن عون نے بیان کیا ان سے محمد نے ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے منصف (خادم) کے بجائے وصیف کا لفظ ذکر کیا۔

٣٨١٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ

(۳۸۱۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں

قَالَ: ((أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلاَمٍ فَقَالَ: أَلاَ تَجِيءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلُ فِي بَيْتٍ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ، إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلاَ تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا)) وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ. [طرفه في : ۷۳۴۳].

مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی' انہوں نے کہا' آؤ تمہیں میں ستو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم ایک (با عظمت) مکان میں داخل ہو گے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے گئے تھے) پھر آپؐ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نضر ابو داؤد اور وہب نے (اپنی روایتوں میں) البیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

۲۰- بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان

تشریح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور آپؐ کی عمر ۲۵ سال کی تھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان سے اولاد بھی ہوئی۔ ہجرت سے ۴۔ ۵ سال قبل ان کا انتقال ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی جدائی سے سخت رنج ہوا تھا رضی اللہ عنہا۔

۳۸۱۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ. حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)).

[راجع: ۳۴۳۲]

(۳۸۱۵) مجھ سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو خبر دی عبدہ نے' انہیں ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا (دوسری سند) اور مجھ سے صدقہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں ہشام نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے زمانے میں) حضرت مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

۳۸۱۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى

(۳۸۱۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' کہا کہ ہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے معاملہ میں' میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

خَدِيْجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ. وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلاَئِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ)). [أطرافه في : ٣٨١٧، ٣٨١٨، ٥٢٢٩، ٦٠٠٤، ٧٤٨٤].

معاملہ میں' میں محسوس کرتی تھی' وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضرت ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں' آنحضرت ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔

٣٨١٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِيَّاهَا. قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلاَثِ سِنِيْنَ، وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ- أَوْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ - أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ)). [راجع: ٣٨١٦]

(٣٨١٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں جتنی غیرت میں محسوس کرتی تھی اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آنحضرت ﷺ انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

٣٨١٨- حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ. فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلاَّ خَدِيْجَةُ؟ فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)). [راجع: ٣٨١٦]

(٣٨١٨) مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے حفص نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی' حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر حضور ﷺ سے کہا جیسے دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپؐ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نگاہوں میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا' فی الواقع وہ اسلام

اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اولین محسنہ تھیں ان کے احسانات کا بدلہ ان کو اللہ ہی دینے والا ہے رضی اللہ عنہا و ارضاہا (آمین)

٣٨١٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : قُلْتُ : لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ ﷺ خَدِيجَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ، بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)).[راجع: ١٧٩٢]

(٣٨١٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں' جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی' جہاں نہ کوئی شور و غل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

٣٨٢٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)).

(٣٨٢٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے عمارہ نے' ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لئے آ رہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن ہوگی۔

٣٨٢١- وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ - أُخْتُ خَدِيجَةَ - عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ، فَارْتَاعَ لِذَلِكَ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ هَالَةَ)). قَالَتْ : فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا)).

(٣٨٢١) اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' انہیں علی بن مسہر نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادا یاد آ گئی' آپ چونک اٹھے اور فرمایا اللہ! یہ تو ہالہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر اس قدر خفا ہو گئے کہ چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا' اس سے بہتر کیا چیز مجھے ملی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر کبھی اس طرح کی

گفتگو آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں کی۔ عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی سوکن سے ضرور رقابت رکھتی ہیں حضرت ہاجرہ و حضرت سارہ علیہما السلام کے حالات بھی اس پر شاہد ہیں پھر ازواج مطہرات بھی بنات حوا تھیں لہٰذا یہ محل تعجب نہیں ہے۔ اللہ پاک ان کی کمزوریوں کو معاف کرنے والا ہے۔

٢١- بَابُ ذِكْرُ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا بیان

٣٨٢٢- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلاَّ ضَحِكَ)).

[راجع: ٣٠٣٥]

(٣٨٢٢) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے بیان نے کہ میں نے قیس سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپؐ مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

٣٨٢٣- وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَ كَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ أَو الْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ. فَقَالَ لِيْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) قَالَ: فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي خَمْسِيْنَ ومائة فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، قَالَ: ((فَكَسَرْنَاهُ، وقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ. فَدَعَا لَنَا وَلأَحْمَسَ)).

[راجع: ٣٠٢٠]

(٣٨٢٣) اور قیس سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں "ذوالخلصہ" نامی ایک بت کدہ تھا اسے "الکعبۃ الیمانیۃ یا الکعبۃ الشامیۃ" بھی کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا "ذی الخلصہ" کے وجود سے میں جس اذیت میں مبتلا ہوں۔ کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو میں لے کر چلا' انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کدے کو ڈھا دیا اور اس میں جو تھے ان کو قتل کر دیا۔ پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو آپؐ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بہت ہی بڑے بہادر انسان تھے دل میں توحید کا جذبہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی منشا پا کر ذی الخلصہ نامی بت کدے کو قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ مسمار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان مجاہدین کے لئے بہت بہت دعائے خیر و برکت فرمائی۔ یہ بت کدہ معاندین اسلام نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ اس لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔

٢٢- بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کا بیان

٣٨٢٤- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ

(٣٨٢٤) مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا' کہا ہم سے سلمہ بن

حدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاء عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيْمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ إِبْلِيْسُ: أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ. فَرَجَعَتْ أُوْلاَهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ. فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ. فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ، أَيْ عِبَادَ اللهِ، أَبِي أَبِيْ. فَقَالَتْ: فَوَ اللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوْهُ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللهُ لَكُمْ. قَالَ أَبِي: فَوَ اللهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ)).

[راجع: ٣٢٩٠]

رجاء نے' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین ہار چکے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمان رضی اللہ عنہ) بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ تو میرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشے جو کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے) یہ دعا وہ مرتے دم تک کرتے رہے۔

اس سے ان کے صبر و استقلال اور فہم و فراست کا پتہ چلتا ہے۔ غلط فہمی میں انسان کیا سے کیا کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر سنی سنائی خبر کا یقین نہ کر لیا کرو جب تک اس کی تحقیق نہ کر لو۔

٢٣- بَابُ ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا بیان

٣٨٢٥- وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ. قَالَ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ)). قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ

(٣٨٢٥) اور عبدان نے بیان کیا' انہیں عبداللہ نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' انہیں زہری نے' ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہو گی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پھر ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابو سفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے

أَطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عَيَالَنَا؟ قَالَ : ((لاَ أُرَاهُ إِلاَّ بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٢٢١١]

بغیر) بال بچوں کو کھلا دیا اور پلا دیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

حضرت ہند ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائی ہیں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی اسی زمانہ میں اسلام لائے تھے' بہت جری اور پختہ کار عورت تھی ان کے بارے میں بہت سے واقعات کتب تواریخ میں موجود ہیں جو ان کی شان و عظمت پر دلیل ہیں۔

٢٤- بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا بیان

تشریح یہ بزرگ صحابی عہد اسلام سے قبل ہی توحید کے علمبردار تھے۔ ان کے واقعہ میں ان قبر پرستوں کے لئے عبرت ہے جو بکرا مرغابی مینا بزرگوں کے مزاروں کی بھینٹ کرتے ہیں۔ حضرت مدار و سالار کے نام کے بکرے ذبح کرتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کا یہ فعل اسلام سے کس قدر بعید ہے هدا هم الله الى صراط مستقيم امين۔

٣٨٢٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ، فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا. ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ آكِلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلاَ آكِلُ إِلاَّ مَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ. وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيْبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا اللهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ، إِنْكَارًا لِذَلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ)).

(٣٨٢٦) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے موسیٰ نے بیان کیا' ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ قصہ نزول وحی سے پہلے کا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک دستر خوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کر دیا اور جن لوگوں نے دستر خوان بچھایا تھا ان سے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں تو بس وہی ذبیحہ کھایا کرتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں عیب بیان کیا کرتے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے' اسی نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا ہے' اسی نے اس کے لئے زمین سے گھاس اگائی' پھر تم لوگ اللہ کے سوا دوسرے (بتوں کے) ناموں پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان کاموں پر اعتراض اور ان کے اس عمل کو بہت بڑی غلطی قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔

٣٨٢٧- قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ - وَلاَ أَعْلَمُهُ إِلاَّ تَحَدَّثَ بِهِ عَنِ

(٣٨٢٧) موسیٰ نے بیان کیا' ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تھا کہ زید

ابْنِ عُمَرَ - أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ، فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي لَعَلِّيَ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِي. فَقَالَ: لاَ تَكُونُ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللهِ. قَالَ زَيْدٌ: مَا أَفِرُّ إِلاَّ مِنْ غَضَبِ اللهِ، وَلاَ أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُهُ؟ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ حَنِيْفًا. قَالَ زَيْدٌ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ؛ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلاَ نَصْرَانِيًّا وَلاَ يَعْبُدُ إِلاَّ اللهَ. فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ: لَنْ تَكُونَ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ. قَالَ: مَا أَفِرُّ إِلاَّ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ، وَلاَ أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ وَلاَ مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا، وَأَنَا أَسْتَطِيْعُ؟ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ حَنِيْفًا. قَالَ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلاَ نَصْرَانِيًّا وَلاَ يَعْبُدُ إِلاَّ اللهَ. فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِي إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ خَرَجَ، فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ)).

بن عمرو بن نفیل شام گئے۔ دین (خالص) کی تلاش میں نکلے۔ وہاں وہ ایک یہودی عالم سے ملے تو انہوں نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے میں تمہارا دین اختیار کر لوں' اس لئے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کے ایک حصہ کے لئے تیار نہ ہو جاؤ۔ اس پر زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واہ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگ کر آیا ہوں' پھر خدا کے غضب کو میں اپنے اوپر کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ کو اسے اٹھانے کی طاقت ہے! کیا تم مجھے کسی اور دوسرے دین کا کچھ پتہ بتا سکتے ہو؟ اس عالم نے کہا میں نہیں جانتا (کوئی دین سچا ہو تو دین حنیف ہو) زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی پادری سے ملے۔ ان سے بھی اپنا خیال بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے ایک حصہ لو گے۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کی لعنت سے ہی بچنے کے لئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اللہ کی لعنت اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ میں اس کا یہ غضب کس طرح اٹھا سکتا ہوں! کیا تم میرے لیے اس کے سوا کوئی اور دین بتلا سکتے ہو۔ پادری نے کہا کہ میری نظر میں ہو تو صرف ایک دین حنیف سچا دین ہے زید نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ کہا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا وہ کسی کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ زید نے جب دین ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سرزمین سے باہر نکل کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی' اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

٣٨٢٨- وَقَالَ اللَّيْثُ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ

(٣٨٢٨) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ہشام نے لکھا' اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماء بنت ابی

اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَاللهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي. وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُودَةَ، يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ: لَا تَقْتُلْهَا، أَنَا أَكْفِيكَهَا مُؤْنَتَهَا، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيهَا. إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا)).

بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ سنا' اے قریش کے لوگو! خدا کی قسم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ چنانچہ لڑکی کو اپنی پرورش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے سب کام پورے کر دوں گا۔

تشریح بزار اور طبرانی نے یوں روایت کیا ہے کہ زید اور ورقہ دونوں دین حق کی تلاش میں شام کے ملک کو گئے۔ ورقہ تو وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور زید کو یہ دین پسند نہیں آیا۔ پھر وہ موصل میں آئے وہاں ایک پادری سے ملے جس نے دین نصرانی ان پر پیش کیا لیکن زید نے نہ مانا۔ اسی روایت میں یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کا حال پوچھا آپؐ نے فرمایا اللہ نے اس کو بخش دیا اور اس پر رحم کیا اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر فوت ہوا۔ زید کا نسب نامہ یہ ہے زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن باح بن عبداللہ الخ یہ بزرگ بعثت نبوی سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے ان کے صاحبزادے سعید نامی نے اسلام قبول کیا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ روایت میں مشرکین مکہ کا انصاب پر ذبیحہ کا ذکر آیا ہے۔ وہ پتھر مراد ہیں جو کعبہ کے گرد لگے ہوئے تھے اور ان پر مشرکین اپنے بتوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خواں پر حاضری دینے سے زید نے اس لئے انکار کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قریش کا ایک فرد سمجھ کر گمان کر لیا کہ شاید دستر خوان پر تھانوں کا ذبیحہ پکایا گیا ہو اور وہ غیر اللہ کے مذبوحہ جانور کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے' جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے دن ہی سے معصوم تھے اور یہ ناممکن تھا کہ آپؐ نبوت سے پہلے قریش کے افعال شرکیہ میں شریک ہوتے ہوں۔ لہٰذا زید کا گمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے صحیح نہ تھا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے "نکالا" مجھ سے زید نے یہ کہا کہ میں نے اپنی قوم کے برخلاف اسماعیل اور ابراہیم علیہما السلام کے دین کی پیروی کی ہے اور میں اس پیغمبر کا منتظر ہوں جو آل اسماعیل میں پیدا ہو گا لیکن امید نہیں کہ میں اس کا زمانہ پاؤں مگر میں اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کرتا ہوں اس کے برحق پیغمبر ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر تو زندہ رہے اور اس رسول کو پائے تو میرا سلام پہنچا دیجیو۔ عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے ان کا سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا آپؐ نے جواب میں وعلیہ السلام فرمایا اور فرمایا میں نے اس کو بہشت میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ زید مرحوم نے عربوں میں لڑکیوں کو زندہ در گور کر دینے کی رسم کی بھی مخالفت کی جیسا کہ روایت کے آخر میں درج ہے۔

٢٥- بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان

٣٨٢٩- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ

(٣٨٢٩) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا'

عبد اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا بنيت الْكَعْبَةُ ذهب النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ ينْقلانِ الْحجَارَةَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اجْعَلْ إِزَارَكَ على رَقَبَتِكَ يَقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ، فَخَرَّ إِلَى الأَرْضِ، وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّماءِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((إِزَارِي إِزَارِي، فَشدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ)).

[راجع: ٣٦٤]

انہوں نے بیان کیا کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ اس کے لیے پتھر ڈھو رہے تھے حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے کہا اپنا تہبند گردن پر رکھ لو اس طرح پتھر کی (خراش لگنے سے) بچ جاؤ گے آپؐ نے جب ایسا کیا آپؐ زمین پر گر پڑے اور آپؐ کی نظر آسمان پر گڑ گئی جب ہوش ہوا تو آپؐ نے چچا سے فرمایا میرا تہبند لاؤ پھر انہوں نے آپ کا تہبند خوب مضبوط باندھ دیا۔

٣٨٣٠- حَدَّثَنَا أَبو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبي يزيْد قَالاَ: ((لَمْ يَكُنْ عَلَى عهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حول الْبَيْتِ حائطٌ، كَانُوا يُصلُّون حوْلَ الْبيْتِ، حتى كانَ عُمَرُ فَبَنى حَوْلَهُ حَائِطًا. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: جُدْرُهُ قَصِيْرٌ، فَبَنَاهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ)).

(٣٨٣٠) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنوائی۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ یہ دیواریں بھی پست تھیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو بلند کیا۔

تشریح: حافظ نے کہا کعبہ شریف دس مرتبہ تعمیر کیا گیا ہے' پہلے فرشتوں نے بنایا' پھر آدم علیہ السلام نے' پھر ان کی اولاد نے' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے' پھر عمالقہ نے' پھر جرہم نے' پھر قصی بن کلاب نے' پھر قریش نے' پھر عبد اللہ بن زبیر نے' پھر حجاج بن یوسف نے' اب تک حجاج ہی کی بناء پر ہے۔ آج کی سعودی حکومت نے مسجد الحرام کی توسیع و تعمیر میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ پاک ان خدمات کو قبول فرمائے آمین۔

٢٦- بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب جاہلیت کے زمانے کا بیان

یعنی وہ زمانہ جو آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ کی نبوت تک گذرا ہے۔ اور عہد جاہلیت اس زمانہ کو بھی کہتے ہیں جو آپ کے نبی ہونے سے پہلے گزرا ہے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ عَاشُوراءُ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ

(٣٨٣١) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ قریش لوگ زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اسے باقی رکھا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کا روزہ ٢ھ میں فرض ہوا تو اس

صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لاَ يَصُومُهُ)).

[راجع: ١٥٩٢]

کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

٣٨٣٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُورِ فِي الأَرْضِ، وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ، وَعَفَا الأَثَرْ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ. قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ، أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)).

[راجع: ١٠٨٥]

(٣٨٣٢) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔ وہ محرم کو صفر کہتے۔ ان کے ہاں یہ مثل تھی کہ اونٹ کی پیٹھ کا زخم جب اچھا ہونے لگے اور (حاجیوں کے) نشانات قدم مٹ چکیں تو اب عمرہ کرنے والوں کا عمرہ جائز ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ کر ڈالیں (طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اس عمرہ اور حج کے دوران میں) کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمام چیزیں! جو احرام کی نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں وہ سب حلال ہو جائیں گی۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَ عَمْرُو يَقُولُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ. قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْحَدِيْثَ لَهُ شَأْنٌ)).

(٣٨٣٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' کہا کہ عمرو بن دینار بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے بیان کیا' انہوں نے سعید کے دادا حزن سے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ سیلاب آیا کہ (مکہ کی) دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی ہی پانی ہو گیا سفیان نے بیان کیا کہ بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا ایک بہت بڑا قصہ ہے۔

تشریح حافظ ابن حجر نے کہا' موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کعبہ میں سیلاب اس پہاڑ کی طرف سے آیا کرتا تھا جو بلند جانب میں واقع ہے ان کو ڈر ہوا کہیں پانی کعبہ کے اندر نہ گھس جائے اس لئے انہوں نے عمارت کو خوب مضبوط کرنا چاہا اور پہلے جس نے کعبہ اونچا کیا اور اس میں سے کچھ گرایا وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ پھر کعبہ کے بننے کا وہ قصہ نقل کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے ہوا اور امام شافعی نے کتاب الام میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا جب وہ کعبہ بنا رہے تھے۔ کعب نے ان سے کہا خوب مضبوط بناؤ کیونکہ ہم کتابوں میں یہ پاتے ہیں کہ آخر زمانے میں سیلاب بہت آئیں گے۔ تو قصے سے مراد یہی ہے کہ وہ اس سیلاب کو دیکھ کر جس کے برابر کبھی نہیں آیا تھا یہ سمجھ گئے کہ آخر زمانے کے سیلابوں میں یہ پہلا سیلاب ہے۔

۳۸۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِي بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: ((دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ، فَرَآهَا لاَ تَكَلَّمُ، فَقَالَ: مَا لَهَا لاَ تَكَلَّمُ؟ قَالُوا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً. قَالَ لَهَا: تَكَلَّمِي، فَإِنَّ هَذَا لاَ يَحِلُّ، هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ : مَنْ أَنْتِ؟ قَالَ : امْرُؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، قَالَتْ: أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ؟ قَالَ : مِنْ قُرَيْشٍ. قَالَتْ : مِنْ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: إِنَّكِ لَسَؤُولٌ، أَنَا أَبُوبَكْرٍ. قَالَتْ : مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا الأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ. قَالَتْ: وَمَا الأَئِمَّةُ؟ قَالَ : أَمَّا كَانَ بِقَوْمِكِ رُؤُوسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُونَهُمْ فَيُطِيْعُونَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: فَهُمْ أُولَئِكَ عَلَى النَّاسِ)).

(۳۸۳۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے بیان نے' ان سے ابو بشر نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے ان کا نام زینب بنت مہاجر تھا' آپ ؓ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتیں دریافت فرمایا کیا بات ہے یہ بات کیوں نہیں کرتیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اجی بات کرو اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے' چنانچہ اس نے بات کی اور پوچھا آپ ؓ کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مہاجرین کا ایک آدمی ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ مہاجرین کے کس قبیلے سے ہیں؟ آپ ؓ نے فرمایا کہ قریش سے' انہوں نے پوچھا قریش کے کس خاندان سے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا تم بہت پوچھنے والی عورت ہو' میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دین حق عطا فرمایا ہے اس پر ہم (مسلمان) کب تک قائم رہ سکیں گے؟ آپ ؓ نے فرمایا اس پر تمہارا قیام اس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے امام حاکم سیدھے رہیں گے۔ اس خاتون نے پوچھا امام سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشراف لوگ نہیں ہیں جو اگر لوگوں کو کوئی حکم دیں تو وہ اس کی اطاعت کریں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام سے یہی مراد ہیں۔

تشریح: اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے اس عورت نے کہا ہم میں اور ہماری قوم میں جاہلیت کے زمانہ میں کچھ فساد ہوا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو اس سے بچا دیا تو میں جب تک حج نہ کر لوں گی کسی سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام ان باتوں کو مٹا دیتا ہے تم بات کرو۔ حافظ نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ نکلا کہ ایسی غلط قسم کا توڑ دینا مستحب ہے۔ حدیث ابو اسرائیل بھی ایسی ہے جس نے پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سواری پر چلنے کا حکم فرمایا اور اس منت کو تڑوا دیا۔

۳۸۳۵- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ:

(۳۸۳۵) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی' انہیں ہشام نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی

((أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ، وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا، فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا قَالَتْ:

وَيَومُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا

أَلاَ إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ نَجَانِيْ

فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ : وَمَا يَومُ الْوِشَاحِ؟ قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِي وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ آدَمَ، فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا، فَأَخَذَتْ. فَاتَّهَمُونِي بِهِ، فَعَذَّبُونِي، حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِهِمْ أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِيْ وَأَنَا فِي كَرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُؤُوْسِنَا، ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ، هَذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُونِيْ بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ)).

[راجع: ٤٣٩]

باندی تھیں' اسلام لائیں اور مسجد میں ان کے رہنے کے لیے ایک کوٹھڑی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھیں' لیکن جب باتوں سے فارغ ہو جاتیں تو وہ یہ شعر پڑھتی "اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے' کہ اسی نے (بفضلہ) کفر کے شہر سے مجھے چھڑایا۔" اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھرانے کی ایک لڑکی (جو نئی دولہن تھی) لال چمڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا کر لے گئی۔ لوگوں نے مجھے اس کے لئے چوری کی تہمت لگائی اور مجھے سزائیں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیر وہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار نیچے گرا دیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا لیا تو میں نے ان سے کہا اسی کے لئے تم لوگ مجھے اتہام لگا رہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔

تشریح: روایت میں لفظ حفش ح کے کسرہ کے ساتھ ہے جو چھوٹے تنگ گھر پر بولا جاتا ہے ووجہ دخولھا ھھنا من جھہ ما کان علیہ اھل الجاھلیہ من الجفافی الفعل والقول (فتح) یعنی اس حدیث کو یہاں لانے سے زمانہ جاہلیت کے مظالم کا دکھلانا ہے' جو اہل جاہلیت اپنی زبانوں اور اپنے کاموں سے غریبوں پر ڈھایا کرتے تھے۔

٣٨٣٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلاَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلاَ يَحْلِفُ إِلاَّ بِاللهِ، فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا. فَقَالَ: لاَ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)). [راجع: ٢٦٧٩]

(٣٨٣٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔
قریش اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے اس لئے آپ نے انہیں فرمایا کہ اپنے باپ دادا کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔

٣٨٣٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:

(٣٨٣٧) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ

حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلاَ يَقُومُ لَهَا، وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا يَقُولُونَ إِذَا رَأَوْهَا: كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ)).

بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا کہ قاسم بن محمد ان کے والد جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنازہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اسے دیکھ کر کہتے تھے کہ' اے مرنے والے جس طرح اپنی زندگی میں تو اپنے گھر والوں کے ساتھ تھا اب ویسا ہی کسی پرندے کے بھیس میں ہے۔

تشریح: یعنی جاہلیت والے جنم کے قائل تھے وہ کہتے تھے آدمی کی روح مرتے ہی کسی پرندے کے بھیس میں چلی جاتی ہے اگر اچھا آدمی تھا تو اچھے پرندے کی شکل لیتی ہے جیسے کبوتر وغیرہ اور اگر آدمی برا تھا تو برے کی مثلاً الو' کوا وغیرہ۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تو اپنے گھر والوں میں تو اچھا شریف آدمی تھا اب بتلا کس جنم میں ہے۔ بعض نے ترجمہ یوں کیا ہے تو اپنے گھر والوں میں تھا لیکن دو بار تو ان میں نہیں رہ سکتا یعنی حشر ہونے والا نہیں۔ جیسے مشرکوں کا اعتقاد تھا کہ ایک ہی زندگی ہے دنیا کی زندگی اور وہ آخرت کے قائل نہ تھے۔ قوله كنت في اهلك ما انت مرتين اي يقولون ذالك مرتين و ما موصولة و بعض الصلة محذوف والتقدير انت في اهلك الذى كنت فيه اى الذى انت فيه الان كنت في الحياة مثله لانهم كانو الا يومنون بالبعث و لكن كانوا يعتقدون الروح اذ اخرجت تطير طيرا فان كان من اهل الخير كان روحه من صالح الطير و الا بالعكس' خلاصہ مضمون وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے۔

٣٨٣٨- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوا لاَ يُفِيْضُونَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تَشْرِقَ الشَّمْسُ عَلَى ثَبِيْرٍ، فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

[راجع: ١٦٨٤]

(٣٨٣٨) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک دھوپ ثبیر پہاڑی پر نہ جاتی قریش (حج میں) مزدلفہ سے نہیں نکلا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا۔

٣٨٣٩- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ قَالَ: مُتَتَابِعَةً.

(٣٨٣٩) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا' کیا تم لوگوں سے یحییٰ بن مہلب نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ ان سے حصین نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے (قرآن مجید کی آیت میں) ﴿وكاسا دهاقا﴾ کے متعلق فرمایا کہ (معنی ہیں) بھرا ہوا پیالہ جس کا مسلسل دور چلے۔

٣٨٤٠- قَالَ: ((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

(٣٨٤٠) عکرمہ نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے

سَمِعْتُ يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا)).

بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ سنا' وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں (یہ لفظ استعمال کرتے تھے) "اسقنا کاسا دھاقا" یعنی ہم کو بھرپور جام شراب پلاتے رہو۔

۳۸۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ : أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللهَ بَاطِلُ. وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ)). [طرفاه في: ٦١٤٨، ٦٤٨٩].

(۳۸۴۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبدالملک نے' ان سے ابو سلمہ نے' ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی "ہاں اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے" اور امیہ بن ابی الصلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

تشریح باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ موجود نہیں ہے اور یہ جو وجود نظر آتا ہے یہ وجود موہوم ہے جو ایک نہ ایک دن فانی ہے۔ صحیح مسلم میں شرید سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے امیہ بن ابی الصلت کے شعر سناؤ۔ میں نے آپؐ کو سو بیتوں کے قریب سنائے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو اپنے شعروں میں مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ امیہ جاہلیت کے زمانہ میں عبادت کیا کرتا تھا' آخرت کا قائل تھا۔ بعض نے کہا نصرانی ہو گیا تھا اس کے شعروں میں اکثر توحید کے مضامین ہیں لبید کا پورا شعر یہ ہے۔

الا کل شئی ما خلا الله باطل و کل نعیم لا محالة زائل

جس کا اردو ترجمہ شعر میں مولانا وحید الزماں مرحوم نے یوں کیا ہے

جو خدا کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا ایک دن جو دیش ہے مٹ جائے گا

لبید کا ذکر کرمانی میں ہے الشاعر الصحابی من فحول شعراء الجاهلية فاسلم ولم يقل شعراً بعد. یعنی لبید جاہلیت کا مانا ہوا شاعر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا پھر اس نے شعر گوئی کو بالکل چھوڑ دیا۔

۳۸۴۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ لأَبِي بَكْرٍ غُلاَمٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلاَمُ : تَدْرِيْ مَا هَذَا؟

(۳۸۴۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے' ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھالیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپؓ نے دریافت فرمایا کیسی سے ہے؟ اس نے

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ؟ قَالَ : كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ، إِلاَّ أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِيْ بِذَلِكَ، فَهَذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ. فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ)).

کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی' میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی' آپ کھا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہیں اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال ڈالیں۔

۳۸۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ. قَالَ: وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ. أَنْ تُنتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا، ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ. فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ)).
[راجع: ۲۱۴۳]

(۳۸۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ نے کہا' مجھ کو نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ "حبل الحبلة" تک قیمت کی ادائیگی کے وعدہ پر' اونٹ کا گوشت ادھار بیچا کرتے تھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبل الحبلة کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حاملہ اونٹنی اپنا بچہ جنے پھر وہ نوزائیدہ بچہ (بڑھ کر) حاملہ ہو' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خرید و فروخت ممنوع قرار دے دی تھی۔

۳۸۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ: غَيْلاَنُ بْنُ جَرِيْرٍ ((كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الأَنْصَارِ، وَكَانَ يَقُولُ لِيْ: فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۳۷۷۶]

(۳۸۴۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ ہم سے انصار کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا' فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔

تشریح: ان جملہ مرویات میں کسی نہ کسی پہلو سے زمانہ جاہلیت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے' حضرت مجتہد مطلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عہد جاہلیت کا بیان فرما رہے ہیں' اسی لئے ان جملہ احادیث کو یہاں لائے۔ یہ حالات بیشتر معاشی' اقتصادی' سیاسی' اخلاقی مذہبی کوائف سے متعلق ہیں جن میں برے اور اچھے ہر قسم کے حالات کا تذکرہ ہوا ہے اسلام نے عہد جاہلیت کی برائیوں کو مٹایا اور جو خوبیاں تھیں ان کو لیا۔ اس لیے کہ وہ جملہ خوبیاں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ہدایات سے ماخوذ تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان کو باقی رکھا' باقی امت اسلام کو ان کے لئے رغبت دلائی ایسا ہی ایک قسامت کا معاملہ ہے جو عہد جاہلیت میں مروج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا وہ آگے مذکور ہو رہا ہے۔

۲۷- بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان

تشریح: کسی محلّہ یا بستی میں کوئی آدمی مقتول ملے مگر کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پتہ نہ مل سکے تو اس صورت میں محلّہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے قسم لی جائے گی کہ ان کے محلہ والوں کا اس قتیل سے کوئی تعلق نہیں ہے' اسی کو

لفظ قسامہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مکہ شریف میں اسلام سے قبل بھی یہ دستور تھا جسے اسلام نے قائم رکھا۔ مکہ والے یہ قسم کعبہ شریف کے پاس لیا کرتے تھے۔ قال فی اللمعات القسامة هی اسم بمعنی القسم و قیل مصدر یقال اقسم یقسم قسامة و قد یطلق علی الجماعة الذین یقسمون و فی الشرع عبارة عن ایمان یقسم بها اولیاء الدم علی استحقاق دم صاحبهم اویقسم بها اهل المحلة المتهمون علی نفی القتل عنهم الخ و قالوا کانت القاسمة فی الجاهلیة فاقرها رسول الله صلی الله علیه علی ما کانت فی الجاهلیة انتهی مختصراً۔

٣٨٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِي هَاشِمٍ: كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرَى، فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لاَ تَنْفِرِ الإِبِلُ، فَأَعْطَاهُ عِقَالاً فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ. فَلَمَّا نَزَلُوا عُقِلَتِ الإِبِلُ إِلاَّ بَعِيْرًا وَاحِدًا، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ: مَا شَأْنُ هَذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الإِبِلِ؟ قَالَ: لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ. قَالَ: فَأَيْنَ عِقَالُهُ؟ قَالَ: فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهُ. فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: أَتَشْهَدُ الْمَوسِمَ؟ قَالَ: مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ. قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَكُنْتَ: إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ،

(٣٨٤٥) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے قطن ابوالہیثم نے کہا' ہم سے ابو یزید مدنی نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' جاہلیت میں سب سے پہلا قسامہ ہمارے ہی قبیلہ بنی ہاشم میں ہوا تھا' بنو ہاشم کے ایک شخص عمرو بن علقمہ کو قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک شخص (خداش بن عبداللہ عامری) نے نوکری پر رکھا' اب یہ ہاشمی نوکر اپنے صاحب کے ساتھ اس کے اونٹ لے کر شام کی طرف چلا' وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گزرا' اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے التجا کی میری مدد کر اونٹ باندھنے کی مجھے ایک رسی دے دے' میں اس سے اپنا تھیلہ باندھوں اگر رسی نہ ہو گی تو وہ بھاگ تھوڑے جائے گا۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کا منہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا)۔ پھر جب ان نوکر اور صاحب نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو تمام اونٹ باندھے گئے لیکن ایک اونٹ کھلا رہا۔ جس صاحب نے ہاشمی کو نوکری پر اپنے ساتھ رکھا تھا اس نے پوچھا سب اونٹ تو باندھے' یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا گیا کیا بات ہے؟ نوکر نے کہا اس کی رسی موجود نہیں ہے۔ صاحب نے پوچھا کیا ہوئی اس کی رسی؟ اور غصہ میں آ کر ایک لکڑی اس پر پھینک ماری اس کی موت آن پہنچی۔ اس کے (مرنے سے پہلے) وہاں سے ایک یمنی شخص گزر رہا تھا۔ ہاشمی نوکر نے پوچھا کیا حج کے لئے ہر سال تم مکہ جاتے ہو؟ اس نے کہا ابھی تو ارادہ نہیں ہے لیکن میں کبھی جاتا رہتا ہوں۔ اس نوکر نے کہا جب بھی تم مکہ پہنچو کیا میرا ایک پیغام پہنچا دو گے؟ اس نے کہا ہاں پہنچا دوں گا۔ اس نوکر نے کہا کہ جب بھی تم حج کے لئے جاؤ تو پکارنا اے قریش

فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ، فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاسْأَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ. وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ. فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ، فَوَلِيتُ دَفْنَهُ. قَالَ: قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ. فَمَكَثَ حِينًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ، قَالُوا: هَذِهِ قُرَيْشٌ. قَالَ: يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ، قَالُوا: هَذِهِ بَنُو هَاشِمٍ. قَالَ: أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ؟ قَالُوا هَذَا أَبُو طَالِبٍ. قَالَ: أَمَرَنِي فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ. فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ : اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ : إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا، وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ. فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالُوا نَحْلِفُ. فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ: يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هَذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ، فَفَعَلَ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ

کے لوگو! جب وہ تمہارے پاس جمع ہو جائیں تو پکارنا اے بنی ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو ان سے ابو طالب پوچھنا اور انہیں بتلانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کے لئے قتل کر دیا۔ اس وصیت کے بعد وہ نوکر مر گیا' پھر جب اس کا صاحب مکہ آیا تو ابو طالب کے یہاں بھی گیا۔ جناب ابو طالب نے دریافت کیا ہمارے قبیلہ کے جس شخص کو تم اپنے ساتھ نوکری کے لئے لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی (لیکن وہ مر گیا تو) میں نے اسے دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا کہ اس کے لئے تمہاری طرف سے یہی ہونا چاہئے تھا۔ ایک مدت کے بعد وہی یمنی شخص جسے ہاشمی نوکر نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی' موسم حج میں آیا اور آواز دی اے قریش کے لوگو! لوگوں نے بتا دیا کہ یہاں ہیں قریش! اس نے آواز دی اے بنی ہاشم! لوگوں نے بتایا کہ بنی ہاشم یہ ہیں۔ اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتا دیا تو اس نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک پیغام پہنچانے کے لئے کہا تھا کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اب جناب ابو طالب اس صاحب کے یہاں آئے اور کہا کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز پسند کر لو اگر تم چاہو تو سو اونٹ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی اس کی قسم کھالیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر تیار نہیں تو ہم تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ اس کے لئے تیار ہو گئے کہ ہم قسم کھا لیں گے۔ پھر بنو ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اسی قبیلہ کے ایک شخص سے بیاہی ہوئی تھی اور اپنے اس شوہر سے اس کے بچہ بھی تھا۔ اس نے کہا اے ابو طالب! آپ مہربانی کریں اور میرے اس لڑکے کو ان پچاس آدمیوں میں معاف کر دیں اور جہاں قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ لیں۔ حضرت ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے

يَحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الإِبِلِ، يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ، هَذَانِ بَعِيرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّي وَلاَ تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الأَيْمَانُ، فَقَبِلَهُمَا. وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ فَحَلَفُوا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَ الَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ)).

بعد ان میں کا ایک اور شخص آیا اور کہا اے ابو طالب! آپ نے سو اونٹوں کی جگہ پچاس آدمیوں سے قسم طلب کی ہے' اس طرح ہر شخص پر دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ اونٹ میری طرف سے آپ قبول کر لیں اور مجھے اس مقام پر قسم کے لئے مجبور نہ کریں جہاں قسم لی جاتی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اس کے بعد بقیہ اڑتالیس جو آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھائی' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گذرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا۔

تشریح یعنی کوئی زندہ نہ رہا' سب مر گئے۔ جھوٹی قسم کھانے کی یہ سزا ان کو ملی اور وہ بھی کعبہ کے پاس معاذ اللہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان سب کی زمین جائداد حضرت طیب کو ملی جس کی ماں کے کہنے سے ابو طالب نے اس کو قسم معاف کر دی تھی' گو ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مگر انہوں نے یہ واقعہ معتبر لوگوں سے سنا جب ہی اس پر قسم کھائی۔ فاکہی نے ابن ابی نجیح کے طریق سے نکالا کچھ لوگوں نے خانہ کعبہ کے پاس ایک قسامت میں جھوٹی قسمیں کھائیں پھر ایک پہاڑ کے تلے جا کر ٹھہرے ایک پتھر ان پر گرا جس سے دب کر سب مر گئے جھوٹی قسمیں کھانا پھر بعض لوگوں کا ان قسموں کے لئے قرآن پاک اور مساجد کو استعمال کرنا بے حد خطرناک ہے' کتنے لوگ آج بھی ایسے دیکھے گئے کہ انہوں نے یہ حرکت کی اور نتیجہ میں وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ لہٰذا کسی بھی مسلمان کو ایسی جھوٹی قسم کھانے سے قطعاً پرہیز کرنا لازم ہے۔

٣٨٤٦- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلأُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا، قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ ﷺ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلاَمِ)).

[راجع: ٣٧٧٧]

(٣٨٤٦) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام سے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی اللہ تعالیٰ نے (مصلحت کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے برپا کرا دی تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں انصار کی جماعت میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ ان کے سردار مارے جا چکے تھے یا زخمی ہو چکے تھے' اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی کو اس لئے پہلے برپا کیا تھا کہ انصار اسلام میں داخل ہو جائیں۔

٣٨٤٧- وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

(٣٨٤٧) اور عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' انہیں عمرو نے خبر دی' انہیں بکیر بن اشج نے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مولا کریب نے ان سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا صفا اور مروہ کے درمیان نالے کے اندر زور سے دوڑنا سنت نہیں ہے یہاں جاہلیت

سُنَّةٌ، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ : لاَ نُجِيزُ الْبَطْحَاءَ إِلاَّ شَدًّا)).

کے دور میں لوگ تیزی کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو اس پتھریلی جگہ سے دوڑ ہی کر پار ہوں گے۔

تشریح بعاث ہا کے پیش کے ساتھ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پانچ سال پہلے اوس اور خزرج قبائل میں سخت لڑائی ہوئی تھی جس میں ان کے بہت سے اشراف مارے گئے قال القسطلانی فان قلت السعی رکن من ارکان الحج و هو طریقة رسول الله صلی الله علیه وسلم و سنعه فکیف قال لیس بسنة قلت المراد من السعی ههنا معناه اللغوی یہاں سعی لغوی مراد ہے سعی مسنونہ مراد نہیں ہے۔

٣٨٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ، وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ، وَلاَ تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلاَ تَقُولُوا الْحَطِيْمِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيَلْقِي سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ)).

(٣٨٤٨) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مطرف نے خبر دی' کہا میں نے ابوالسفر سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے کہا اے لوگو! میری باتیں سنو کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں اور (جو کچھ تم نے سمجھا ہے) وہ مجھے سناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ یہاں سے اٹھ کر (بغیر سمجھے) چلے جاؤ اور پھر کہنے لگو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا۔ جو شخص بھی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پیچھے سے طواف کرے اور حجر کو حطیم نہ کہا کرو یہ جاہلیت کا نام ہے اس وقت لوگوں میں جب کوئی کسی بات کی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا' جوتا یا کمان وہاں پھینک دیتا۔

اس لئے اس کو حطیم کہتے یعنی کھا جانے والا ہضم کر جانے والا کیونکہ وہ ان کی اشیاء کو ہضم کر جاتا' وہاں پڑے پڑے وہ چیزیں گل سڑ جاتیں یا کوئی ان کو اٹھا لے جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حطیم کی اسی مناسبت کے پیش نظر اسے حطیم کہنے سے منع کیا تھا لیکن عام اہل اسلام بغیر کسی نکیر کے اسے اب بھی حطیم ہی کہتے چلے آ رہے ہیں اور یہ کعبہ ہی کی زمین ہے جسے قریش نے سرمایہ کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

٣٨٤٩- حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ)).

(٣٨٤٩) ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' ان سے حصین نے' ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی اس کے چاروں طرف بہت سے بندر جمع ہو گئے تھے' اس بندریا نے زنا کرایا تھا اس لئے سبھوں نے مل کر اسے رجم کیا اور ان کے ساتھ میں بھی پتھر مارنے میں شریک ہوا۔

تشریح پوری روایت اسماعیل نے یوں نکالی عمرو بن میمون کہتے ہیں میں یمن میں تھا اپنے لوگوں کی بکریوں میں ایک اونچی جگہ پر

میں نے دیکھا ایک بندر بندریا کو لے کر آیا اور اس کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا اتنے میں ایک چھوٹا بندر آیا اور بندریا کو اشارہ کیا اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ بندر کے سر کے نیچے سے کھینچ لیا اور چھوٹے بندر کے ساتھ چلی گئی اس نے اس سے صحبت کی میں دیکھ رہا تھا پھر بندریا لوٹی اور آہستہ سے پھر اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی لیکن وہ جاگ اٹھا اور ایک چیخ ماری تو سب بندر جمع ہو گئے۔ یہ اس بندریا کی طرف اشارہ کرتا اور چیختا جاتا تھا۔ آخر دوسرے بندر ادھر ادھر گئے اور اس چھوٹے بندر کو پکڑ لائے۔ میں اسے پہچانتا تھا پھر انہوں نے ان کے لئے گڑھا کھودا اور دونوں کو سنگسار کر ڈالا تو میں نے یہ رجم کا عمل جانوروں میں بھی دیکھا۔

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خِلاَلٌ مِنْ خِلاَلِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الأَنْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ - وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ - قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُولُونَ إِنَّهَا الإِسْتِسْقَاءُ بِالأَنْوَاءِ)).

(٣٨٥٠) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ نے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ جاہلیت کی عادتوں میں سے یہ عادتیں ہیں نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا' تیسری عادت کے متعلق (عبیداللہ راوی) بھول گئے تھے اور سفیان نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات ستاروں کو بارش کی علت سمجھنا ہے۔

٢٨- بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بیان

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلاَبِ بْنِ مُرَّةَ بْنَ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

آپ کا نام مبارک ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

یہیں تک آپؐ نے اپنا نسب بیان فرمایا ہے' عدنان کے بعد روایتوں میں اختلاف ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں آپؐ کا نسب حضرت ابراہیم تک بیان فرمایا ہے۔

٣٨٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ ﷺ)).

(٣٨٥١) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا' کہا ہم سے نضر نے بیان کیا' کہا ان سے ہشام نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپؐ پر وحی نازل ہوئی' اس کے بعد آنحضرت ﷺ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے پھر آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپؐ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے' وہاں دس سال رہے پھر آپ نے وفات فرمائی (ﷺ) اس حساب سے کل عمر شریف آپ کی تریسٹھ سال ہوتی

[أطرافه في: ٣٩٠١، ٣٩٠٣، ٤٤٦٥، ٤٩٧٩].

ہے اور یہی صحیح ہے۔

٢٩- بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

باب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا ان کا بیان۔

٣٨٥٢- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيْلُ قَالاَ: سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ خَبَابًا يَقُولُ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ - وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً - فَقُلْتُ: أَلاَ تَدْعُو اللهَ. فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ: ((لَقَد كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ، مَا دُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ، ما يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِيْنِهِ. وَلَيُتِمَّنَّ اللهُ هَذَا الأَمْرَ حَتَّى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلاَّ اللهَ)). زَادَ بَيَانٌ ((وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ)).

[راجع: ٣٦١٢]

(٣٨٥٢) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے بیان بن بشر اور اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا' کہا کہ ہم نے قیس بن ابو حازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے خباب بن ارت سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم لوگ مشرکین سے انتہائی تکالیف اٹھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ میں سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں کہ لوہے کے کنگھوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا' کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا' اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام و کمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک (تنہا) جائے گا اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو گا۔ بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ "سوائے بھیڑیے کے کہ اس سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہو گا۔"

حضر موت شمالی عرب میں ایک ملک ہے اس میں اور صنعاء میں پندرہ دن پیدل چلنے والوں کا راستہ ہے۔ اس سے امن عام مراد ہے جو بعد میں سارے ملک عرب میں اسلام کے غلبہ کے بعد ہوا اور آج سعودی عرب کے دور میں یہ امن سارے ملک میں حاصل ہے اللہ پاک اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ آمین۔

٣٨٥٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَرَأَ النَّبِيُّ

(٣٨٥٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے اسود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ نجم پڑھی اور

ﷺ النَّجْمَ فَسَجَدَ، فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلاَّ سَجَدَ، إِلاَّ رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ : هَذَا يَكْفِينِي. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا. [راجع:١٠٦٧]

سجدہ کیا اس وقت آپؐ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔

تشریح یہ شخص امیہ بن خلف تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے' بعض نے کہا جب امیہ بن خلف نے سجدہ تک نہ کیا تو مسلمانوں کو رنج گزرا گویا ان کو تکلیف دی یہی ترجمہ باب ہے بعض نے کہا مسلمانوں کو تکلیف یوں ہوئی کہ مشرکین کے بھی سجدے میں شریک ہونے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ مشرک مسلمان ہو گئے ہیں اور جو مسلمان ان کی تکلیف دینے سے حبش کی نیت سے نکل چکے تھے وہ واپس لوٹ آئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو دوبارہ وہ مسلمان حبش کی ہجرت کے لئے نکل گئے۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلأَ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ - أَوْ أُبَيَّ بْنِ خَلَفٍ))، شُعْبَةُ الشَّاكُّ - فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ، غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ)).[راجع: ٢٤٠]

(٣٨٥٤) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کی حالت میں تھے' قریش کے کچھ لوگ وہیں ارد گرد موجود تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی او جھڑی بچہ دان لایا اور حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ مبارک پر اسے ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے آپؐ نے اپنا سر نہیں اٹھایا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور گندگی کو پیٹھ مبارک سے ہٹایا اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بد دعا دی۔ حضور ﷺ نے بھی ان کے حق میں بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش! کی اس جماعت کو پکڑ لے۔ ابو جہل بن ہشام' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا (امیہ کے بجائے آپ نے بد دعا) ابی بن خلف (کے حق میں فرمائی) شبہ راوی حدیث شعبہ کو تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سب لوگ قتل کر دیئے گئے اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا سوا امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ایک جوڑ الگ ہو گیا تھا اس لئے کنویں میں نہیں ڈالا جا سکا۔

جنگ بدر میں تمام کفار ہلاک ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے کیا اس کی سزا پائی۔

٣٨٥٥- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ

(٣٨٥٥) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' کہا مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا یا

جُبَيْرٍ - أَوْ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ - قَالَ: ((أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَي قَالَ: سَلِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا؟ [الأنعام: ١٥١، الإسراء: ٣٣]: ﴿وَلاَ تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ﴾، [النساء : ٩٣]. ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِي فِي الفرقان [٦٨] قَالَ مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ: فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ، وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿إِلاَّ مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ [الفرقان: ٧٠] الآية، فَهَذِهِ لأُولَئِكَ، وَأَمَّا الَّتِي فِي النساء [٩٣] الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الإِسْلاَمَ وَشَرَائِعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ : إِلاَّ مَنْ نَدِمَ)).

[أطرافه في : ٤٥٩٠، ٤٧٦٢، ٤٧٦٣، ٤٧٦٤، ٤٧٦٥، ٤٧٦٦].

(منصور نے) اس طرح بیان کیا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دونوں آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے (ایک آیت ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ اور دوسری آیت و من یقتل مومنا متعمداً ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ جب سورۃ الفرقان کی آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو ان جانوں کا بھی خون کیا ہے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا ہم اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں اور بدکاریوں کا بھی ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ "الا من تاب و امن" (وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں) تو یہ آیت ان کے حق میں نہیں ہے لیکن سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے باب میں ہے جو اسلام اور شرائع اسلام کے حکام جان کر بھی کسی کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے' میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد کا ذکر مجاہد سے کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں۔

تشریح سورۂ فرقان کی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی خون کرے لیکن پھر توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور سورۂ نساء کی آیت میں یہ ہے کہ جو کوئی عمداً کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کو ضرور سزا ملے گی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اللہ کا غضب اور غصہ اس پر نازل ہو گا۔ اس صورت میں دونوں آیتوں کے مضمون میں تخالف ہوا تو عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے یہی امر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے معلوم کرایا جو یہاں مذکور ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ سورۂ فرقان کی آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کفر کی حالت میں ناحق خون کریں پھر توبہ کریں اور مسلمان ہو جائیں تو اسلام کی وجہ سے کفر کے ناحق خون کا ان سے مواخذہ نہ ہو گا اور سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے حق میں ہے جو مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان کو عمداً ناحق مار ڈالے ایسے شخص کی سزا دوزخ ہے اس کی توبہ قبول نہ ہو گی تو دونوں آیتوں میں کچھ تخالف نہ ہوا اور حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو ناحق مارا تھا' ان کو ستایا تھا۔

٣٨٥٦- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ

(٣٨٥٦) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ﴾ الآيَةِ [غافر : ٢٨]. تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ. حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ : قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ : قِيلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ)).

[راجع: ٣٦٧٨]

کثیر نے بیان کیا' ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے مشرکین کے سب سے سخت ظلم کے متعلق بتاؤ جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور ظالم اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک میں پھنسا کر زور سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس سے اسے ہٹا دیا اور کہا کیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے الآیۃ عیاش بن ولید کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے کی (اور بیان کیا کہ) مجھ سے یحییٰ بن عروہ نے بیان کیا اور ان سے عروہ نے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا اور عبدہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ نے' اس میں یوں ہے کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

قول محمد بن عمرو کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خلق افعال العباد میں وصل کیا ہے۔ حافظ نے کہا ایک روایت میں یوں ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ کو ایسا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔

٣٠- بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان۔

تشریح: آپ کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ عثمان ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ ساتویں پشت پر ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کو عتیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ نار دوزخ سے قطعی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں ہر موقعہ پر شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

٣٨٥٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنِ حَمَّادٍ الآمُلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ

(٣٨٥٧) مجھ سے عبداللہ بن حماد آملی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن مجالد نے بیان کیا' ان سے بیان نے' ان سے وبرہ نے اور ان سے ہمام بن حارث نے

عَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلاَّ خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ)).

بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ پانچ غلام' دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی (مسلمان) نہیں تھا۔

[راجع: ٣٦٦٠]

تشریح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ اصحاب الفیل سے دو سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور جمادی الاخری ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ مدت خلافت دو سال چار ماہ ہے۔ پانچ غلام حضرت بلال' حضرت زید' حضرت عامر اور ابو فکیہ اور عبید تھے اور دو عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام ایمن یا سمیہ رضی اللہ عنہما۔ حضرت ابو بکر کو صدیق اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں بھی نہ کبھی جھوٹ بولا نہ کبھی بت پرستی کی۔ قاضی ابوالحسین نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ ابو قحافہ ایک روز ان کو بت خانے میں لے گئے اور کہنے لگے کہ بت کو سجدہ کر لو۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں ایک بت کے پاس گیا اور اس سے میں نے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھ کو کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں ننگا ہوں' مجھ کو کپڑا پہنا دے۔ اس بت نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ آخر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے بچا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ پتھر اس پر مارا اور میں وہیں سو گیا۔ اتنے میں میرے باپ آ گئے اور کہنے لگے بیٹا یہ کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو کچھ دیکھ رہے ہو۔ وہ مجھ کو میری والدہ کے پاس لائے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے سے کچھ مت بول اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے مجھ سے بات کی جب یہ پیٹ میں تھا اور مجھ کو درد ہونے لگا تو میں نے ایک ہاتف سے سنا کہ اللہ کی بندی خوش ہو جا۔ تجھ کو ایک آزاد لڑکا ملے گا جس کا نام آسمان میں صدیق ہے وہ حضرت محمد ﷺ کا صاحب اور رفیق ہو گا۔

٣١- بَابُ إِسْلاَمِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان

تشریح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ والد ابو وقاص کا نام مالک بن وہیب ہے' عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ بڑے ہی مستجاب الدعوات تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مقصد کے لئے ان کے حق میں خاص دعا فرمائی تھی۔ تیر اندازی میں بڑے ہی ماہر تھے۔ مقام عقیق میں جو مدینہ سے قریب تھا اپنے گھر وفات پائی۔ جنازہ کو لوگ کاندھوں پر رکھ کر مدینہ طیبہ لائے اور نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو ان دنوں مدینہ کے حاکم تھے۔ بقیع غرقد میں دفن ہوئے' سال وفات ۵۵ھ ہے رضی اللہ عنہ و ارضاہ آمین۔

٣٨٥٨- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: ((مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلاَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ أَسْلَمْتُ فِيْهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ

(٣٨٥٨) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' کہا کہ میں نے ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں دوسرے لوگ بھی اسی دن اسلام لائے اور اسلام میں داخل ہونے والے تیسرے آدمی کی حیثیت سے مجھ پر

الْإِسْلَامِ)). [راجع: ٣٧٢٦]

سات دن گزرے۔

سعد نے یہ اپنے علم کی رو سے کہا ورنہ ان سے پہلے حضرت علی اور خدیجہ اور ابوبکر اور زید اسلام لا چکے تھے اور شاید یہ لوگ سب ایک ہی دن اسلام لائے ہوں یہ شروع دن میں اور سعد آخر دن میں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

٣٢- بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

باب جنوں کا بیان۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾

اور اللہ نے سورۂ جن میں فرمایا اے نبی! آپ کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کو کان لگا کر سنا۔

لفظ جن ۔ فلما جن علیه اللیل سے مشتق ہے یعنی رات نے جب ان پر اندھیری پھیلائی۔ جن ایک ناری مخلوق ہے جو مادی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اس میں نیک اور بد ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بنی آدم کو یہ نظر نہیں آتے۔ اسی لئے لفظ جن سے موسوم ہوئے۔ قرآن مجید میں سورۂ جن اسی قوم کے نیک جنوں سے متعلق ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سنا اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ جنات انسانی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

٣٨٥٩- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: ((سَأَلْتُ مَسْرُوقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوكَ - يَعْنِي عَبْدَ اللهِ - أَنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ)).

(٣٨٥٩) مجھ سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے معن بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی؟ مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جنوں کی خبر ایک ببول کے درخت نے دی تھی۔

٣٨٦٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِدَاوَةً بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ. فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ. قَالَ: ((ابْغِنِي أَحْجَارًا اسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ)). فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ

(٣٨٦٠) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ استنجے کے لئے چند پتھر تلاش کر لا اور ہاں ہڈی اور لید نہ لانا۔ پھر میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر آپ کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ جب قضاء حاجت سے فارغ

مَشَيْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ - وَنِعْمَ الْجِنُّ - فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوتُ اللهَ لَهُمْ أَنْ لاَ يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلاَ بِرَوْثَةٍ إِلاَّ وَجَدُوا عَلَيْهَا طُعْمًا)). [راجع: ١٥٥]

ہو گئے تو میں پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔

تشریح یعنی بہ قدرت الٰہی ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے پاس جنات کئی بار حاضر ہوئے۔ ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ سات جن تھے' دوسری بار حجون میں' تیسری بار بقیع میں۔ ان راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین پر ان کے بیٹھنے کے لئے لکیر کھینچ دی تھی۔ چوتھی بار مدینہ کے باہر اس میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ پانچویں بار ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث آپؐ کے ساتھ تھے۔ جنوں کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے جو لوگ جنات کا انکار کرتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن و حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

٣٣- بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔

٣٨٦١- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لأَخِيْهِ : ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي. فَانْطَلَقَ الأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأَخْلاَقِ، وَكَلاَماً مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ،

(٣٨٦١) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے' کہا ہم سے مثنیٰ نے' ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے' میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے، ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے' وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی' آخر انہوں نے خود توشہ باندھا' پانی

فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اِضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلاَ يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لاَ يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِي مِثْلِ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ : أَلاَ تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ؟ قَالَ : إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي فَعَلْتُ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئاً أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي، فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ. فَخَرَجَ

سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے' مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ ؐ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا' کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی ؓ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے' علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا' وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی' تیسرا دن جب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول رضی اللہ عنہ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے' اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں' میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے' آپ ؐ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر

حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتّٰى أَضْجَعُوهُ. وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ٣٥٢٢]

آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آجانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

تشریح: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بلند مرتبہ تارک الدنیا مہاجرین کرام میں سے ہیں۔ ان کا نام جندب تھا' مکہ شریف میں شروع اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ پھر یہ اپنی قوم میں چلے گئے تھے اور مدت تک وہاں رہے' غزوۂ خندق کے موقعہ پر خدمت نبوی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے اور پھر مقام زبدہ میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں خلافت عثمانی میں ان کا زبدہ ہی میں انتقال ہوا یہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی عبادت کرتے تھے۔

٣٤- بَابُ إِسْلَامِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے' ان کے والد زید جاہلیت کے زمانہ میں دین حنیف کے طالب اور ملت ابراہیمی پر تھے' صرف اللہ کو پوجتے تھے' شرک نہیں کرتے تھے اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اسی اعتقاد پر ان کا انتقال ہوا۔ ان کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔

٣٨٦٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ

(۳۸۶۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے

رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِيْ عَلَى الإِسْلاَمِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.

[طرفاه في : ٣٨٦٧، ٦٩٤٢].

پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہئے۔

تشریح: حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا المیہ ہے' حضرت سعید بن زید اس پر اظہار تاسف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ زمانہ کفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ایک زمانہ آج ہے کہ خود مسلمان ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر بزرگ کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں' فی الواقع یہ حادثہ ایسا ہی ہے کہ اس پر احد پہاڑ کو اپنی جگہ سے سرک جانا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو نام کے مسلمان اور درپردہ منافق تھے جو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے کچھ بہانوں کا سہارا لے کر ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ کچھ سیدھے سادھے دوسرے مسلمانوں کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مسلمانوں میں فتنوں فسادوں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا جو آج تک بند نہیں ہو رہا ہے اور نہ بند ہونے کی سردست امید ہے۔ تفصیلات کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے مگر اتنا ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ و رسول کے سچے فدائی مقبول بارگاہ تھے۔ ان کے خون ناحق میں ہاتھ رنگنے والے ہر مذمت کے مستحق ہیں اور قیامت تک ان کو مسلمانوں کی بیشتر تعداد برائی کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔ چونکہ حدیث میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے تحت نقل کیا گیا۔ حضرت سعید بن زید ہی کے نکاح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں جن کا نام فاطمہ ہے۔ ان ہی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس زمانہ میں کچھ لوگ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نقائص تلاش کر کے امت کو پریشان کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معصوم نہیں تھے اگر ان سے خلافت کے زمانہ میں کچھ کمزوریاں سرزد ہو گئیں ہوں تو ان کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہیے نہ کہ ان کو اچھال کر نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بلکہ جماعت صحابہ سے مسلمانوں کو بدظن کرنا یہ کوئی نیک کام نہیں ہے۔

٣٥- بَابُ إِسْلاَمِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

٣٨٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [راجع: ٣٦٨٤]

(٣٨٦٣) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے' انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے۔

٣٨٦٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ

(٣٨٦٤) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا' کہا مجھ کو

مُحَمَّدٍ قَالَ: فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَعَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيْصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيْرٍ - وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونَنِي إِنْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لاَ سَبِيْلَ إِلَيْكَ. بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ. فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيْدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَا. قَالَ: لاَ سَبِيْلَ إِلَيْهِ. فَكَرَّ النَّاسُ)). [طرفه في : ٣٨٦٥].

میرے دادا زید بن عبداللہ بن عمرو نے خبر دی' ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا' ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے' عاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا" جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

تشریح: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفصہ ہے عدوی اور قریشی ہیں۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے اور ان کے اسلام قبول کرنے کے دن سے اسلام نمایاں ہونا شروع ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہو گیا' آپ گورے رنگ کے تھے سرخی غالب تھی' قد کے لمبے تھے۔ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد دس سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لولو نے مدینہ میں بدھ کے دن نماز فجر میں ۲۶ ذی الحجہ ۲۴ھ کو خنجر سے آپؓ پر حملہ کیا۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۵ھ کو چار دن بیمار رہ کر واصل بحق ہوئے۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔ نماز جنازہ حضرت صہیب رومی نے پڑھائی اور حجرۂ نبوی میں جگہ ملی رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن عاص بن وائل سہمی قریشی ہیں۔ بقول بعض ۸ ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم بنا دیا تھا۔ وفات نبوی تک یہ عمان کے حاکم رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان ہی کے ہاتھ پر مصر فتح ہوا۔ مصر ہی میں ۴۳ ھ میں بعمر نوے سال وفات پائی رضی اللہ عنہ و ارضاہ آمین۔

٣٨٦٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ، اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا: صَبَا عُمَرُ - وَأَنَا غُلاَمٌ فَوقَ ظَهْرِ بَيْتِي - فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ: قَدْ صَبَا عُمَرُ، فَمَا ذَاكَ؟ فَأَنَا

(۳۸۶۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر بے دین ہو گیا ہے' میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قبا پہنے ہوئے تھا' اس شخص نے لوگوں سے کہا ٹھیک ہے عمرؓ بے دین ہو گیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے؟ دیکھو

لَهُ جَارٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ. فَقُلْتُ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ)). [راجع: ٣٨٦٤]

میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عاص بن وائل ہیں۔

٣٨٦٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: ((مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلاَّ كَانَ كَمَا يَظُنُّ. بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي، أَوْ إِنَّ هَذَا عَلَى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ، عَلَيَّ الرَّجُلَ. فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ. فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَومِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ. قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلاَّ مَا أَخْبَرْتَنِي. قَالَ: كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. قَالَ: فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ؟ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ، جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلاَسَهَا، وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا، وَلُحُوقَهَا بِالْقِلاَصِ وَأَحْلاَسِهَا. قَالَ عُمَرُ: صَدَقَ، بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ آلِهَتِهِمْ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ، فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ: يَا جَلِيْحُ، أَمْرٌ نَجِيْحٌ، رَجُلٌ فَصِيْحٌ، يَقُولُ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ. فَوَثَبَ الْقَوْمُ. قُلْتُ لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا. ثُمَّ نَادَى: يَا جَلِيْحُ، أَمْرٌ نَجِيْحٌ، رَجُلٌ فَصِيْحٌ،

(٣٨٦٦) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عمرو بن محمد بن زید نے بیان کیا' ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت شخص وہاں سے گزرا۔ انہوں نے کہا یا تو میرا گمان غلط ہے یا یہ شخص اپنے جاہلیت کے دین پر اب بھی قائم ہے یا یہ زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے۔ اس شخص کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ شخص بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے بھی یہی بات دہرائی۔ اس پر اس نے کہا میں نے تو آج کے دن کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تمہارے لئے ضروری قرار دیتا ہوں کہ تم مجھے اس سلسلے میں بتاؤ۔ اس نے اقرار کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غیب کی جو خبریں جو تمہاری جنیہ تمہارے پاس لاتی تھی' اس کی سب سے حیرت انگیز کوئی بات سناؤ؟ شخص مذکور نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے' پھر اس نے کہا جنوں کے متعلق تمہیں معلوم نہیں۔ جب سے انہیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس درجہ ڈرے ہوئے ہیں' مایوس ہو رہے ہیں اور اونٹنیوں کے پالان کی کملیوں سے مل گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ ایک مرتبہ میں بھی ان دنوں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا۔ ایک شخص ایک بچھڑا لایا اور بت پر اسے ذبح کر دیا اس کے اندر سے اس قدر زور کی آواز نکلی کہ میں نے ایسی شدید چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا اے دشمن! ایک بات بتلاتا ہوں

يَقُولُ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ. فَقُمْتُ، فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ: هَذَا نَبِيٌّ)).

جس سے مراد مل جائے ایک فصیح خوش بیان شخص یوں کہتا ہے لا الہ الا اللہ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونک پڑے (چل دیئے) میں نے کہا میں تو نہیں جانے کا' دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن تجھ کو ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد بر آئے ایک فصیح شخص یوں کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (حضرت محمد ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قیافہ اور فراست کی بنا پر اس گزرنے والے سے کہا کہ تو مسلمان ہے' یا کافر' یا کاہن ہے۔ ابو عمرو نے کہا یہ شخص جاہلیت کے زمانہ میں کہانت کیا کرتا تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن مزاح کے طور پر اس سے فرمایا اے سواد! تیری کہانت اب کہاں گئی؟ اس پر وہ غصے ہوا کہنے لگا عمر! ہم جس حال میں پہلے تھے یعنی جاہلیت و کفر وہ کہانت سے بدتر تھا اور تم مجھ کو ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جس سے میں توبہ کر چکا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ نے اس کو بخش دیا ہو گا۔ (وحیدی)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی ثابت ہوئی اور یہی اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد ہے۔ پکارنے والا کوئی فرشتہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دے رہا تھا۔

٣٨٦٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ: لَوْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الإِسْلاَمِ أَنَا وَأُخْتُهُ، وَمَا أَسْلَمَ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ)). [راجع: ٣٨٦٢]

(٣٨٦٧) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے قیس نے' کہا کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لئے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے' اور آج تم نے جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے' اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی زبانی یہاں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے' باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ حضرت سعید سیدنا حضرت عثمان غنی کی شہادت پر اظہار افسوس کر رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ یہ حادثہ ایسا زبردست ہے کہ اس کا اثر اگر احد پہاڑ بھی قبول کرے تو بجا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعی بہت بڑا حادثہ ہے جس سے اسلام میں رخنہ شروع ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

سیر کی کتابوں میں طول کے ساتھ مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابو جہل نے یہ کہا کہ جو کوئی محمد ﷺ کا سر لائے میں اس کو سو اونٹ انعام دوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکا کر چلے۔ راستے میں کسی نے کہا محمد ﷺ کو بعد میں مارنا اپنے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور بہن سے تو سمجھ لو' وہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے گھر پہنچ کر بہنوئی اور بہن دونوں کی مشکیں کسیں' خوب مارا پیٹا' اخیر کو

نادم ہوئے' اپنی بہن سے کہنے لگے ذرا مجھ کو وہ کلام تو سناؤ جو تم میاں بیوی میرے آنے کے وقت پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم بے وضو ہو' وضو کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور مصحف کھول کر پڑھنے لگے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زبان سے یہ کلمہ پاک نکل پڑا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ ؐ نے فرمایا اے عمر! مسلمان ہو جا۔ انہوں نے صدق دل سے کلمہ پڑھا سارے مسلمانوں نے خوشی سے تکبیر کہی۔ (وحیدی) حضرت اقبال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو یوں بیان کیا ہے ؎

نمی دانی کہ سوز قرأت تو   دگر گوں کرد تقدیر عمر را

یعنی قرآن پاک کی قرأت کے سوز نے جو ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لحن سے ظاہر ہو رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسمت کو بدل دیا اور وہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ افسوس آج وہ قرآن پاک ہے قرأت کرنے والے بکثرت موجود ہیں مگر وہ سوز مفقود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے' یہ آپ کے چچا زاد بھائی بھی ہوتے تھے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

٣٦- بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب چاند کے پھٹ جانے کا بیان

شق القمر کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا گو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خود نہیں دیکھا' دوسرے صحابی سے سنا مگر صحابی کی مرسل بالاتفاق مقبول ہے۔

٣٨٦٨- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : ((أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا)). [راجع: ٣٦٣٧]

(٣٨٦٨) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔

٣٨٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى فَقَالَ ((اشْهَدُوا))، وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ. وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ: ((انْشَقَّ بِمَكَّةَ)).و تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ

(٣٨٦٩) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ ؐ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا' اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا اور ابوالضحیٰ نے بیان کیا' ان سے مسروق نے' ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ شق قمر کا معجزہ مکہ میں پیش آیا تھا۔ ابراہیم نخعی کے ساتھ اس کی

أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ.

[راجع: ٣٦٣٦]

متابعت محمد بن مسلم نے کی ہے' ان سے ابو نجیح نے بیان کیا' ان سے مجاہد نے' ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

٣٨٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ)). [راجع: ٣٦٣٦, ٣٦٣٨]

(٣٨٧٠) ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عراک بن مالک نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کے زمانے میں بلاشک وشبہ چاند پھٹ گیا تھا۔

٣٨٧١- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((انْشَقَّ الْقَمَرُ)).

(٣٨٧١) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا' ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا۔

تشریح اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ (القمر:۱) میں اِنْشَقَّ معنوں میں یَنْشَقُّ کے ہے یعنی چاند پھٹے گا اب یہ اعتراض کہ اگر چاند پھٹا ہوتا تو اہل رصد اور ہیات اور دنیا کے مہندس اس واقعہ کو نقل کرتے کیونکہ عجیب واقعہ تھا' واہی ہے اس لئے کہ یہ پھٹنا ایک لحظہ کے لیے تھا معلوم نہیں کہ اور ملک والوں کو نظر بھی آیا یا نہیں احتمال ہے کہ وہ سوتے ہوں یا اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور بڑی دلیل اس واقعہ کی صحت کی یہ ہے کہ اگر چاند نہ پھٹا ہوتا تو جب قرآن میں یہ اترا' انشق القمر تو کافر اور مخالفین اسلام سب تکذیب شروع کر دیتے وہ تو حق باتوں میں قرآن کی مخالفت کیا کرتے تھے چہ جائیکہ ایک واقعہ نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اس کا ہونا بیان کیا جاتا تو کس قدر اعتراض اور تکذیب کی بوچھاڑ کر دیتے۔ (وحیدی)

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں چاند کے پھٹ جانے کا واقعہ صراحت کے ساتھ موجود ہے ایک مومن مسلمان کے لئے ان سے زیادہ اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے یوں تاریخ میں ایسے بھی مختلف ممالک کے لوگوں کا ذکر موجود ہے جنہوں نے اس کو دیکھا اور وہ تحقیق حق کرنے پر مسلمان ہو گئے۔ دوسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔

٣٧- بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

باب مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

وَقَالَتْ عَائِشَةُ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ)). فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ. فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھائی گئی ہے' وہاں کھجوروں کے باغ بہت ہیں وہ جگہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ جنہوں نے ہجرت کرلی تھی وہ مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ جو مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے اس

النَّبِيِّ ﷺ.

بارے میں ابو موسیٰ اور اسماء بنت عمیس کی روایات نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں۔

جب مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا اور مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ تم اسلام کا غلبہ ہونے تک وہاں رہو یہ ہجرت دوبار ہوئی پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر ہجرت کی۔ (ان تینوں حدیثوں کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو باب الھجرت الی المدینہ میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اسی باب میں اور اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غزوۂ حنین میں۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ((أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالاَ لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ. قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِيَ نَصِيْحَةٌ. فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ. فَانْصَرَفْتُ. فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلاَةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِمَا قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي. فَقَالاَ: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ، فَقَالاَ لِي: قَدْ ابْتَلاَكَ اللهُ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ

(٣٨٧٢) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبردی' انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبردی' انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے کہ ان دونوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیرالمومنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے' (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا)' عبیداللہ نے بیان کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے' آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبدیغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا' سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ

آنِفًا؟ قَالَ: فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ : إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمَنْتَ بِهِ، وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ. وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي، أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ : لاَ، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا.

قَالَ: فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ- كَمَا قُلْتَ - وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ. وَاللهِ مَا عَصَيْتُه، وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ. ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ، فَوَ اللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَ اللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ. ثُمَّ اسْتُخْلِفُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ : بَلَى. قَالَ : فَمَا هَذِهِ الأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟

کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی' آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور ﷺ پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت ﷺ کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے یا میرے بھانجے کیا تم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ لیکن آنحضور ﷺ کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں' میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپؐ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے آپؐ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دے دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبیداللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے۔ پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے

فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ. قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ)). وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ: ((أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ)). [راجع: ٣٦٩٦]

جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی گزرنے کے بعد) ولید بن عقبہ کے چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں' حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح بیان کیا کیا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں کا تم پر تھا۔

تشریح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر کے ولید کو ان کی جگہ مقرر کیا تھا ولید نے وہاں کئی بے اعتدالیاں کیں۔ شراب کے نشہ میں نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو سزا دینے میں دیر کی۔ لوگوں کو یہ ناگوار ہوا تو انہوں نے عبیداللہ بن عدی سے جو حضرت عثمان کے بھانجے اور آپ کے مقرب تھے اس مقدمہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شروع میں یہ سمجھے کہ شاید عبیداللہ کوئی خدمت یا روپے کا طلب گار ہو اور مجھ سے وہ نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو اور مفت میں خرابی پھیلے۔ بعد میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واقعہ کو سمجھا تو عبیداللہ کو بلا کر گفتگو کی جو روایت میں مذکور ہے۔ عبیداللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میں محض آپ کی خیر خواہی میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے شراب کی حد میں کوڑے لگوائے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔

باب کا مطلب ہجرت حبشہ کے ذکر سے نکلتا ہے گو حبش کے ملک کی طرف دوبارہ ہجرت ہوئی تھی جیسے امام احمد اور ابن اسحاق وغیرہ نے نکالا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو جو اسی آدمیوں کے قریب تھے نجاشی کے ملک میں بھیج دیا پھر ان کو یہ خبر ملی کہ مشرکوں نے سورۂ نجم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کر وہ مکہ لوٹ آئے وہاں پہلے سے بھی زیادہ مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانے لگے آخر دوبارہ ہجرت کی اس وقت تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں تھیں مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہ ہجرت نہیں کی اس لئے پہلی دو ہجرتوں سے حبش اور مدینہ کی ہجرت مراد ہے حالانکہ مدینہ کی ہجرت دوسری ہجرت تھی مگر دونوں کو تغلیبًا اولیین کہہ دیا جیسے شمسین' قمرین کہتے ہیں۔ تیسیر القاری کے مؤلف نے غلطی کی جو کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبش کو ہجرت نہیں کی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو سب سے پہلے اپنی بی بی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبش کی طرف نکلے تھے اور شاید یہ طبع کی غلطی ہو۔ مؤلف کی عبارت یوں ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ہجرت نہیں کی تھی (وحیدی)

دوسری روایت میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب اسی کوڑے پڑے تو چالیس بطریق اولیٰ پڑ گئے یا اس کوڑے کے دہرے ہوں گے تو چالیس ماروں کے بس اسی کوڑے ہو گئے۔ ولید کی شراب نوشی کی شہادت دینے والے حمران او صعب تھے۔ یونس کی روایت کو خود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں وصل کیا ہے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عبدالبر نے تمہید میں وصل کیا۔

٣٨٧٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي

(٣٨٧٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' کہا ہم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ((أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ، فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيْهِ تِيْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ، عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سے ہمارے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس کے اندر تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا جب ان میں کوئی نیک مرد صالح ہوتا اور اس کی وفات ہو جاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے اور پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین مخلوق ہوں گے۔

یہ حدیث باب الجنائز میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس کو اس لئے لائے کہ اس میں حبش کی ہجرت کا ذکر ہے۔

٣٨٧٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ السَّعِيْدِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ: ((قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ، فَكَسَانِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَمِيْصَةً لَهَا أَعْلاَمٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ الأَعْلاَمَ بِيَدِهِ وَيَقُوْلُ: ((سَنَاه سَنَاه)). قَالَ الْحُمَيْدِي: يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ)).

[راجع: ٣٠٧١]

(٣٨٧٤) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سعید سعیدی نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے' ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا سناہ سناہ۔ حمیدی نے بیان کیا کہ سناہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا اچھا۔

٣٨٧٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا، قَالَ: إِنَّ فِي الصَّلاَةِ شُغْلاً. فَقُلْتُ لإِبْرَاهِيْمَ: كَيْفَ

(٣٨٧٥) ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان نے' ان سے ابراہیم نے' ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ (ابتداء اسلام میں) نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم آپ کو سلام کرتے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرماتے تھے۔ لیکن جب ہم نجاشی کے ملک حبشہ سے واپس (مدینہ) آئے اور ہم نے (نماز پڑھتے میں) آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! ہم پہلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرمایا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا ہاں نماز میں آدمی کو

تَصْنَعُ أَنْتَ؟ قَالَ: أَرُدُّ فِي نَفْسِي)).

[راجع: ١١٩٩]

دوسرا شغل ہوتا ہے۔ سلیمان اعمش نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا ایسے موقعہ پر آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں دل میں جواب دے دیتا ہوں۔

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے' اس باب میں اسے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لئے لائے کہ اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حبش سے لوٹنے کا بیان ہے۔

٣٨٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ)).

[راجع: ٣١٣٦]

(٣٨٧٦) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن اتفاق سے ہوا نے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک حبش کی طرف کر دیا۔ ہماری ملاقات وہاں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو ہجرت کر کے وہاں موجود تھے) ہم انہیں کے ساتھ وہاں ٹھہرے رہے' پھر مدینہ کا رخ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔

ایک مکہ سے حبش کو دوسری حبش سے مدینہ کو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان لوگوں کو حصہ نہیں دلایا تھا جو اس لڑائی میں شریک نہ تھے مگر ہماری کشتی والوں کو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حصہ دلا دیا۔

٣٨- بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

باب حبش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان

٣٨٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ : ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ)).

[راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٧) ہم سے ابو ربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے' ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا' اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھ لو۔

تشریح: معلوم ہوا کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے مگر امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس روایت کو یہاں نہیں لائے اور یہ باب جو قائم کیا اور اس میں جو حدیث بیان کی اس سے بھی اس کا اسلام لانا ثابت ہوا۔ اس حدیث سے جنازہ غائبانہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے انکاری ہیں ان کے پاس منع کی کوئی صریح صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ اصحمہ اس کا لقب تھا اصل نام عطیہ تھا۔

٣٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَصَفَّنَا وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ. [راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٨) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی اور ہم صف باندھ کر آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

٣٨٧٩- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا)). تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

[راجع: ١٣١٧]

(٣٨٧٩) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' ان سے سلیم بن حیان نے' کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا' ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار مرتبہ آپؐ نے نماز میں تکبیر کہی۔ یزید بن ہارون کے ساتھ اس حدیث کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے بھی (سلیم بن حیان) سے روایت کیا ہے۔

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَومِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، وَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لأَخِيْكُمْ)). [راجع: ١٢٤٥]

(٣٨٨٠) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ اپنے بھائی کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

٣٨٨١- وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّي فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا)).

(٣٨٨١) اور صالح سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ کے لئے) عید گاہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صف بستہ کھڑا کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی آپؐ نے چار مرتبہ تکبیر کہی تھی۔

[راجع: ١٢٤٥]

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح ہجرت حبشہ کا ذکر ہے اسی لئے حضرت امام بخاری ان احادیث کو یہاں لائے۔ ان جملہ احادیث سے نجاشی کا جنازہ غائبانہ پڑھا جانا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ بعض حضرات نے یہاں مختلف تاویلیں کی ہیں مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہے صحیح وہی ہے جو ظاہر روایات کے منقولہ الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٣٩- بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا عہد و پیمان کرنا

تشریح ہوا یہ کہ جب قریش نے دیکھا کہ آپؐ کے اصحاب امن کی جگہ یعنی ملک حبش پہنچ گئے اور ادھر عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا چار طرف اسلام پھیلنے لگا تو عداوت و حسد کے جوش میں انہوں نے ایک اقرار نامہ تیار کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نکاح شادی خرید و فروخت کوئی معاملہ اس وقت تک نہ کریں جب تک وہ آنحضرت ﷺ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ اقرار نامہ لکھ کر کعبے کے اندر لٹکایا۔ ایک مدت کے بعد آنحضرت ﷺ نے جو بنی ہاشم کے ساتھ ایک علیحدہ گھاٹی میں سکونت رکھتے تھے اور جہاں پر بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سخت تکلیفیں ہو رہی تھیں ابو طالب اپنے چچا سے فرمایا کہ اس اقرار نامہ کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام اس میں باقی ہے۔ ابو طالب نے قریش کے کفاروں سے کہا میرا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ تم کعبے کے اندر اس اقرار نامہ کو دیکھو اگر اس کا بیان سچ ہے تو ہم مرنے تک کبھی اس کو حوالہ نہیں کرنے کے اور اگر اس کا بیان جھوٹ نکلے تو ہم اس کو تمہارے حوالہ کر دیں گے۔ تم مارو یا زندہ رکھو جو چاہو کرو۔ کافروں نے کعبہ کھولا اور اس اقرار نامہ کو دیکھا تو واقعی سارے حروف کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام باقی تھا۔ اس وقت کیا کہنے لگے ابو طالب تمہارا بھتیجا جادوگر ہے۔ کہتے ہیں جب آنحضرت ﷺ نے ابو طالب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے پوچھا تم کو کہاں سے معلوم ہوا۔ کیا تم کو اللہ نے خبر دی آپ نے فرمایا ہاں۔ (وحیدی)

٧ نبوی میں یہ حادثہ پیش آیا تھا تین سال تک یہ ترک موالات قائم رہا' اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو اس سے نجات بخشی جس کی مختصر کیفیت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

٣٨٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا: ((مَنْزِلُنَا غَدًا - إِنْ شَاءَ اللهُ - بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).[راجع: ١٥٨٩]

(٣٨٨٢) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے جب جنگ حنین کا قصد کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہو گا جہاں مشرکین نے کافر ہی رہنے کے لئے عہد و پیمان کیا تھا۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ مشرکین نے خیف بنی کنانہ میں کفر پر پختگی کا عہد کیا تھا جسے اللہ نے بعد میں پاش پاش کرا دیا اور ان کی نسلیں اسلام میں داخل ہو گئیں۔

٤٠- بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

باب ابو طالب کا واقعہ

یہ آنحضرت ﷺ کے سگے چچا تھے۔ آپؐ کے والد ماجد عبداللہ کے حقیقی بھائی۔ یہ جب تک زندہ رہے آپؐ کی پوری حمایت اور حفاظت کرتے رہے مگر قومی پاسداری کی وجہ سے اسلام قبول کرنا نصیب نہیں ہوا۔

٣٨٨٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَوَ اللهِ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْ لاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[طرفاه في : ٦٢٠٨، ٦٥٧٢].

(۳۸۸۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپؐ اپنے چچا (ابو طالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپؐ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپؐ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپؐ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہ میں بالکل نیچے ہوتے۔

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَن أَبِيْهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ- وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ - فَقَالَ: ((أَيْ عَمِّ، قُلْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ)). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالاَ يُكَلِّمَانِهِ حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كُلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ)). فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ [التوبة: ١١٣]، ونزلت: ﴿إِنَّكَ لاَ

(۳۸۸۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب بن حزن صحابی رضی اللہ عنہ نے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابو جہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہہ دو' اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لئے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آ جائے گی' اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا' اے ابو طالب! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا' وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے اس وقت تک دعا مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ (سورۂ براۃ میں) یہ آیت نازل ہوئی "نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ دوزخی

تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ [القصص : ٥٦].

[راجع: ١٣٦٠]

٣٨٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخدْرِيِّ: أَنَّهُ سمعَ النَّبيَّ ﷺ- وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنفَعُهُ شَفَاعَتِي يَومَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلَ فِي ضحْضاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ)). حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ: تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ.

[طرفه في : ٦٥٦٤].

ہیں" اور سورۂ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی "بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے"

(٣٨٨٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن عبداللہ ابن الہاد نے' ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

روایت میں ابو طالب کا ذکر ہے یہی وجہ مناسبت باب ہے۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابو حازم اور دراوردی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح' البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ "ابو طالب کے دماغ کا بھیجہ اس سے کھولے گا۔"

٤١- بَابُ حَدِيْثِ الإِسْرَاءِ، وَقَولِ اللهِ تَعَالَى: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى﴾

باب بیت المقدس تک جانے کا قصہ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا "پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا"

٣٨٨٦- حَدَّثَنَا يَحيَى بْنُ بَكِيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمنِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ تَجَلَّي اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفَقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)).

[طرفه في : ٤٧١٠].

(٣٨٨٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' کہ مجھ سے کہا ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

تشریح: معراج کی رات کو آپؐ ام ہانی کے گھر میں تھے' تو مسجد حرام سے حرم کی زمین مراد ہے۔ آپؐ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا منکر قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی امر حق ہے۔ بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپؐ نے جب معراج کا قصہ بیان کیا تو کفار قریش نے انکار کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے آپؐ کی تصدیق کر دی اس دن سے ان کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ ہو گیا۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بیت المقدس کی مسجد لائی گئی اور عقیل کے گھر کے پاس رکھ دی گئی۔ میں اس کو دیکھتا جاتا اور اس کی صفت بیان کرتا جاتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اسراء اور معراج دونوں الگ الگ راتوں میں ہوئے ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو کو الگ الگ بابوں میں بیان کیا ہے مگر خود حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوۃ میں یہ باب باندھا ہے کہ لیلۃ الاسراء میں نماز کس طرح فرض ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

٤٢- بَابُ الْمِعْرَاجِ
باب معراج کا بیان

تشریح: لفظ معراج عَرَجَ يَعْرُجُ سے ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی طرف چڑھنا مراد ہے۔ یہ معجزہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی میں پیش آیا جب کہ اللہ پاک نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی جیسا کہ تفصیل کے ساتھ یہاں حدیث میں واقعات موجود ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اسراء اور معراج ہر دو حالت بیداری میں جسم اور روح ہر دو کے ساتھ ہوئے اور یہ ایسا اہم اور مستند واقعہ ہے جسے ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ معجزہ ہے جو آپؐ کی سارے انبیاء پر فوقیت ثابت کرتا ہے۔

٣٨٨٧- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ - وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ - مُضْطَجِعًا، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ - قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ - مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ)). فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: ما يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - ((فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيْمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ

(٣٨٨٧) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شب معراج کا واقعہ بیان کیا' آپؐ نے فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ بعض دفعہ قتادہ نے حطیم کے بجائے حجر بیان کیا کہ میرے پاس ایک صاحب (جبریل علیہ السلام) آئے اور میرا سینہ چاک کیا' قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ یہاں سے یہاں تک۔ میں نے جارود سے سنا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس لفظ سے کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ حلق سے ناف تک چاک کیا (قتادہ نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت انس سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا' پھر میرا دل نکالا اور

حُشِيَ، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ)) - فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ : هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ : نَعَمْ - يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيْلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ : مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هِيَ آدَمُ، فَقَالَ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ. قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيْسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ. قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَعِيْسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ، قَالَ: هَذَا

ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا' اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید! جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابو حمزہ! کیا وہ براق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل۔ مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا' پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبریل علیہ السلام پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا' کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا' جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے جد امجد آدمؑ ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی! جبریل علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوایا آواز آئی کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل (علیہ السلام) پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں' پھر آواز آئی' انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں

يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ النَّبِيِّ وَالصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ : مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ. قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيْسُ، قَالَ : هَذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيلَ : قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ. قَالَ : هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ : مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ : مَنْ هَذَا؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هَذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَى. قِيلَ لَهُ : مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي

لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ' دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبریلؑ نے فرمایا یہ یوسفؑ ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبریل! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد (ﷺ) پوچھا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کہا کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں ادریس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل' پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ' یہاں جب میں ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجئے' میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل' آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے' میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک

لأنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي. ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ، قَالَ: هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. قَالَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ : مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ. قَالَ: هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَعَذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ. فَقُلْتُ: مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ : أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ. ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ. ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ. ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ

نبی اور نیک بھائی! جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اس پر رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ انہیں خوش آمدید' کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ' میں جب اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے! پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام حجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سدرۃ منتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا' وہاں میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی! پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا برتاؤ لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آپ اپنے رب

فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ، فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ. فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ. فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ. فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ. قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنْ أَرْضَى وَأُسَلِّمُ. قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَانِي مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي)).

[راجع: ۳۲۰۷]

کے حضور میں دوبارہ جائیے اور اپنی امت پر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دوبارہ حاضر ہوا اور تخفیف کے لئے عرض کی تو دس وقت کی نمازیں کم کردی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی نمازیں کم ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو کر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے پھر گزرا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم باقی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا برتاؤ آپ سے پہلے لوگوں کا ہو چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہو کر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بہت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی "میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔"

تشریح روایت میں لفظ براق ضمہ با کے ساتھ ہے اور برق سے مشتق ہے جو بجلی کے معنوں میں ہے وہ ایک خچر یا گھوڑے کی شکل کا جانور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے لایا گیا تھا جس کی رفتار بجلی سے بھی تیز تھی' اسی لئے اسے براق کہا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلے آپ کو بیت المقدس میں لے گئے وربطه البراق بالحلقة التی یربط بها الانبیاء بباب المسجد (توشیح) یعنی وہاں براق کو اس مسجد کے دروازے پر اس حلقہ سے باندھا جس سے پہلے انبیاء اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔

روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر ہے' یہ رونا محض اپنی امت کے لئے رحمت کے طور پر تھا قال العلماء لم یکن بکاء موسٰی حسداً معاذ الله فان الحسد فی ذالک العالم منزوع من احادا لمومنین فکیف بمن اصطفاه الله تعالٰی (توشیح) یعنی علماء نے کہا

ان کا یہ رونا معاذ اللہ حسد کی بنا پر نہیں تھا عالم آخرت میں حسد کا مادہ تو ہر معمولی مؤمن کے دل سے بھی دور کر دیا جائے گا لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا برگزیدہ نبی حسد کر سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ غلام سے تعبیر کیا جو آپؐ کی تعظیم کے طور پر تھا وقد یطلق الغلام و یراد به الطری الشاب یعنی کبھی لفظ غلام کا اطلاق طاقتور شہ زور نوجوان مرد پر بھی کیا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے لمعات' حضرت شیخ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ هذا الترتیب الذی وقع فی هذا الحدیث هوا صح الروایات و ارجحها یعنی انبیاء کرام کی ملاقات جس ترتیب کے ساتھ اس روایت میں مذکور ہوئی ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔ ترتیب کو مکرر شائقین حدیث یاد فرمالیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی' تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

روایت میں لفظ سدرۃ المنتہیٰ مذکور ہوا ہے۔ لفظ سدرۃ بیری کے درخت کو کہتے ہیں و سمیت بها لان علم الملائكة ينتهى اليها و لم يتجاوزها احد الا رسول الله صلى الله عليه وسلم و حكى عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه انها سميت بذالك لكون ينتهى اليها ما يهبط من فوقها و ما يصعد من تحتها (مرقات) یعنی اس کا یہ نام اس لئے ہوا کہ فرشتوں کی معلومات اس پر ختم ہو جاتی ہیں اور اس جگہ سے آگے کسی کا گزر نہیں ہو سکا ہے یہ شرف صرف سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا کہ آپ اس سے بھی آگے گزر گئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اوپر سے نیچے آنے والی اور نیچے سے اوپر جانے والی ہر چیز کی انتہا یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

روایت میں لفظ بیت المعمور آیا ہے' جو کعبہ مکرمہ کے مقابل ساتویں آسمان پر آسمان والوں کا قبلہ ہے اور جیسی زمین پر کعبہ شریف کی حرمت ہے۔ ایسے ہی آسمانوں پر بیت المعمور کی حرمت ہے۔ لفظ فطرت سے مراد اسلام اور اس پر استقامت ہے۔ آپؐ کے سامنے نہروں کا ذکر آیا۔ و فی شرح مسلم قال ابن مقاتل الباطنان هو السلسبيل والكوثر والظاهران النيل والفرات يخرجان من اصلها ثم يسيران حيث اراد الله تعالٰى ثم يخرجان من الارض و يسيران فيها و هذا لايمنعه شرع و لا عقل و هو ظاهر الحديث فوجب المصير اليه (مرقات) یعنی دو باطنی نہروں سے مراد سلسبیل اور کوثر ہیں اور دو ظاہری نہروں سے مراد نیل و فرات ہیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہاں وہاں وہ پھیلتی ہیں پھر وہ نیل و فرات زمین پر ظاہر ہو کر چلتی ہیں۔ یہ نہ عقل کے خلاف ہے نہ شرع کے اور حدیث کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے جس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ نماز کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بمشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار مراجعت تخفیف کے لئے تھی۔ اللہ پاک نے شروع میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم فرمایا' مگر اس بار بار درخواست پر اللہ نے رحم فرما کر صرف پانچ وقت کی نمازوں کو رکھا مگر ثواب کے لئے وہی پچاس کا حکم قائم رہا اس لئے کہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس کو ایک نیکی کرنے پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

واقعہ معراج کے بہت سے اسرار و حکم ہیں جن کو حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اہل علم کو ان کا مطالعہ ضروری ہے اس مختصر میں اس تطویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن مجھ حقیر فقیر از سرتاپا گنہگار خادم مترجم کو اور جملہ قدر دانان کلام حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء حمد کے نیچے جمع فرمائے آمین یا رب العالمین۔

٣٨٨٨- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

(٣٨٨٨) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الإسراء: ٦٠]. قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: ((وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ)).
[طرفاه في: ٤٧١٦، ٦٦١٣].

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس ﴾ (اور جو رؤیا ہم نے آپ کو دکھایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ اس میں رؤیا سے آنکھ سے دیکھنا ہی مراد ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا اور قرآن مجید میں "الشجرۃ الملعونۃ" کا ذکر آیا ہے وہ تھوہر کا درخت ہے۔

یہ درخت دوزخ میں پیدا ہو گا اگرچہ دنیاوی تھوہر کے مانند ہو گا مگر زہر اور تلخی میں اس قدر خطرناک ہو گا جو اہل دوزخ کے پیٹ اور آنتوں کو پھاڑ دے گا' گلے میں پھنس جائے گا۔ اس کے پتے اژدھے سانپوں کے پھنوں کی طرح ہوں گے۔ یہی ملعون درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

٤٣- بَابُ وُفُودِ الأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

باب مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفود کا آنا اور بیعت عقبہ کا بیان

٣٨٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ. قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلاَمِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيَ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا)). [راجع: ٢٧٥٧]

(٣٨٨٩) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا' ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن کعب نے جب وہ نابینا ہو گئے تو وہ چلتے پھرتے وقت ان کو پکڑ کر لے چلتے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا طویل واقعہ بیان کرتے تھے ابن بکیر نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت کعب نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا' میرے نزدیک (لیلۃ عقبہ کی بیعت) بدر کی لڑائی میں حاضری سے بھی زیادہ پسند ہے اگرچہ لوگوں میں بدر کا چرچہ اس سے زیادہ ہے۔

تشریح: جنگ بدر اول جنگ ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے کی اس میں کافروں کے بڑے بڑے سردار لوگ قتل ہوئے۔ لیلۃ العقبہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ وہ رات تھی جس میں انصار نے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا قطعی عہد کیا تھا اور آپؐ نے انصار کے بارہ نقیب مقرر فرمائے تھے۔ یہ ایک تاریخی رات تھی جس میں قوت اسلام کی بنا قائم ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو دلی سکون حاصل ہوا اسی لئے کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں شریک ہونا جنگ بدر میں شریک ہونے سے بھی بہتر سمجھا۔

حدیث میں عقبہ کا ذکر ہے۔ عقبہ گھاٹی کو کہتے ہیں یہ گھاٹی مقام الحرا اور منیٰ کے درمیان طول طویل پہاڑوں کے درمیان تھی' اسی جگہ مدینہ کے بارہ اشخاص نے ۱۲ نبوت میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور مسلمان ہوئے' یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کی تعلیم کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تھا جو بڑے ہی امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دنیاوی عیش و آرام سب بھلا دیا' مدینہ میں انہوں نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہ وہاں اسعد بن زرارہ کے گھر ٹھہرے تھے۔ اگلے سال ۱۳ نبوت میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں یثرب سے چل کر مکہ آئے اور اسی گھاٹی میں ان کو دربار رسالت میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے نورانی وعظ سے منور فرمایا اور ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے مدینہ تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپؐ نے اس درخواست کو قبول فرمایا جسے سن کر یہ سب بے حد خوش ہوئے اور آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ براء بن معرور رضی اللہ عنہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس رات سب سے پہلے بیعت کی تھی' یہی بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ ان حضرات میں سے آنحضرت ﷺ نے بارہ اشخاص کو نقیب مقرر فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام نے اپنے لئے بارہ نقیب مقرر کئے تھے آنحضرت ﷺ کے بارہ نقیبوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) اسعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادۃ بن صامت (۴) سعد بن ربیع (۵) منذر بن عمرو (۶) عبداللہ بن رواحہ (۷) براء بن معرور (۸) عمرو بن حرام (۹) سعد بن عبادہ ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا (۱۰) اسید بن حضیر (۱۱) سعد بن خیثمہ (۱۲) ابوالہیثم بن تیہان یہ تینوں قبیلہ اوس سے تھے' رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یا اللہ قیامت کے دن ان سب بزرگوں کے ساتھ ہم گنہگاروں کا بھی حشر فرمائیو آمین۔

٣٨٩٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَ عَمْرٌو يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((شَهِدَ بِي خَالاَيَ الْعَقَبَةَ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ((أَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ)). [طرفه في: ٣٨٩١].

(۳۸۹۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ عمرو بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے دو ماموں مجھے بھی بیعت عقبہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ ابو عبداللہ امام بخاری نے کہا کہ ابن عیینہ نے بیان کیا ان میں سے ایک حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے۔

جو سب انصار سے پہلے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

٣٨٩١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ: ((أَنَا وَأَبِي وَخَالاَيَ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ)). [راجع: ٣٨٩٠]

(۳۸۹۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں' میرے والد اور میرے دو ماموں تینوں بیعت عقبہ کرنے والوں میں شریک تھے۔

قسطلانی نے کہا کہ جابر کی ماں کا نام نعیبہ تھا ان کے بھائی ثعلبہ اور عمرو تھے۔ براء جابر کے ماموں نہ تھے لیکن ان کی ماں کے عزیزوں میں سے تھے اور عرب کے لوگ ماں کے سب عزیزوں کو لفظ خال (ماموں) سے یاد کرتے ہیں۔

٣٨٩٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ((أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ صَامِتٍ - مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ - أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((تَعَالَوْا بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوا، وَلاَ تَزْنُوا، وَلاَ تَقْتُلُوا أَوْلاَدَكُمْ وَلاَ تَأْتُونَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ. فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ))، قَالَ: فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ)). [راجع: ١٨]

(٣٨٩٢) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ہمارے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ان کے چچا نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو ادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی' کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے' چوری نہ کرو گے' زنا نہ کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے' اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے' پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے' چاہے تو اس پر سزا دے اور چاہے معاف کر دے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔

تشریح بیعت سے مراد عہد و اقرار ہے جو آنحضرت ﷺ اسلام قبول کرنے والوں سے لیا کرتے تھے۔ کبھی آپؐ اپنے صحابہ سے بھی بطور تجدید عہد بیعت لیتے جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

٣٨٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : ((إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلَى

(٣٨٩٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعید نے' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ نے' ان سے عبدالرحمٰن صنابحی نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' میں ان نقیبوں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ

أَنْ لاَ نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلاَ نَسْرِقَ، وَلاَ نَزْنِيَ، وَلاَ نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَلاَ نَنْتَهِبَ، وَلاَ نَقْضِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ، فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللهِ.

[راجع: ١٨]

ہم نے آنحضرت ﷺ سے اس کا عہد کیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے' چوری نہیں کریں گے' زنا نہیں کریں گے' کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' لوٹ مار نہیں کریں گے اور نہ اللہ کی نافرمانی کریں گے جنت کے بدلے میں' اگر ہم اپنے اس عہد میں پورے اترے۔ لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ خلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے۔

٤٤- بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ، وَقُدُومِه الْمَدِيْنَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا بیان

تشریح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر ہے' ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ نبوی میں آنحضرت سے ان کا عقد ہوا۔ شوال ۲ ھ میں مدینہ طیبہ میں رخصتی عمل میں آئی' وفات نبوت کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی' بڑی زبردست عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۵۸ ھ یا ۵۷ ھ میں ۱۷ رمضان شب سہ شنبہ میں وفات پائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں بقیع غرقد میں دفن ہوئیں۔ اسلامی تاریخ میں اس خاتون اعظم کو بڑی اہمیت حاصل ہے رضی اللہ عنہا و ارضاہا۔

٣٨٩٤- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُوْمَانَ - وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي - فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لاَ أَدْرِي مَا تُرِيْدُ بِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ،

(۳۸۹۴) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی' پھر ہم مدینہ (ہجرت کر کے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں' اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں

فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ. فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ)). [أطرافه في: ٣٨٩٦، ٥١٣٣، ٥١٣٤، ٥١٥٦، ٥١٥٨، ٥١٦٠].

موجود تھیں' جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو' میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے خود مجھے سلام کیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

تشریح حجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے وہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت صرف نو سال کی عمر تعجب خیز نہیں ہے۔ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ میں گھر کے اندر گئی تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپؐ کے پاس انصار کے کئی مرد اور عورتیں ہیں ان عورتوں نے مجھ کو آنحضرت ﷺ کی گود میں بٹھلا دیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپؐ کی بیوی ہیں' اللہ مبارک کرے۔ پھر وہ سب مکان سے چلی گئیں۔ یہ ملاپ شوال ۲ھ میں ہوا۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنَا مُعَلَّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ. أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ، وَيُقَالُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْ، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ)). [أطرافه في: ٥٠٧٨، ٥١٢٥، ٧٠١١، ٧٠١٢].

(٣٨٩٥) ہم سے معلیٰ بن اسید نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپؐ کی بیوی ہیں' ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں' میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

٣٨٩٦- حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ((تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلاَثِ سِنِيْنَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ)). [راجع: ٣٨٩٤]

(٣٨٩٦) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپؐ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

٤٥- بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

باب نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کرام کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ لاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ)). وقال أبو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ)).

حضرات عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی بن کر رہنا پسند کرتا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات بکثرت ہیں' میرا ذہن اس سے یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن یہ زمین شہر "یثرب" کی تھی۔

٣٨٩٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: ((عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يومَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلاَهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ. وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا)).

[راجع: ١٢٧٦]

(٣٨٩٧) ہم سے (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم نے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی' اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ پھر ہمارے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہیں میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور صرف ایک دھاری دار چادر چھوڑی تھی۔ (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کی چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ (تاکہ چھپ جائے) اور ہم میں ایسے بھی ہیں کہ (اس دنیا میں بھی) ان کے اعمال کا میوہ پک گیا' پس وہ اس کو چن رہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غنیمت اور دنیا کا مال و اسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے' ان کا میوہ خوب پھلا پھولا یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشادگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ سچ ہے ان مع العسر یسراً بے شک تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

٣٨٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ

(٣٨٩٨) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرَاهُ يَقُولُ: ((الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ)).

[راجع: ١]

نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے محمد بن ابراہیم نے' ان سے علقمہ بن ابی وقاص نے' بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپؐ فرما رہے تھے کہ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ پس جس کا مقصد ہجرت دنیا کمانا ہو وہ اپنے اسی مقصد کو حاصل کر سکے گا یا مقصد ہجرت سے کسی عورت سے شادی کرنا ہو تو وہ بھی اپنے اسی مقصد تک پہنچ سکے گا' لیکن جن کا ہجرت سے مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی ہو گی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی۔

حدیث میں ہجرت کا ذکر ہے اسی لئے یہاں لائی گئی۔

٣٨٩٩- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ ((أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ)).

[أطرافه في: ٤٣٠٩، ٤٣١٠، ٤٣١١].

(٣٨٩٩) مجھ سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا' ان سے مجاہد بن جبر مکی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ کی طرف) ہجرت باقی نہیں رہی۔

تشریح یعنی ہجرت کی وہ فضیلت باقی نہیں رہی جو مکہ فتح ہونے سے قبل تھی' بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف ہجرت نہیں رہی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہجرت کا مشروع ہونا جاتا رہا کیونکہ دارالکفر سے دارالاسلام کو ہجرت واجب ہے جب دین میں خلل پڑنے کا ڈر ہو۔ یہ حکم قیامت تک باقی ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔

حافظ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ نکلتا ہے کہ ہجرت اس ملک سے واجب ہے جہاں پر اللہ کی عبادت آزادی کے ساتھ نہ ہو سکے ورنہ واجب نہیں ماوردی نے کہا اگر مسلمان دارالحرب میں اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے تو اس کا حکم دارالاسلام کا سا ہو گا اور وہاں ٹھہرنا ہجرت کرنے سے افضل ہو گا کیونکہ وہاں ٹھہرنے سے یہ امید ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں۔ (وحیدی)

٣٩٠٠- حَدَّثَنِي الأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ الْيَوْمَ فَقَالَتْ: كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ

(٣٩٠٠) مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے ان سے فتح مکہ کے بعد ہجرت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین

إِلَى اللهِ تَعَالَى إِلَى رَسُولِهِ ﷺ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللهُ الإِسْلاَمَ، وَالْيَومَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ)).

[راجع: ٣٠٨٠]

کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آتا تھا' اس خطرہ کی وجہ سے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور آج (سرزمین عرب میں) انسان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے' البتہ جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

٣٩٠١- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ)).

وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ: ((مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ)).

[راجع: ٤٦٣]

(٣٩٠١) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا کہ ہشام نے بیان کیا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں' میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اور ابان بن یزید نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ (یہ الفاظ سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے) من قوم کذبوا نبیک و اخرجوہ من قریش۔ یعنی جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا۔ باہر نکال دیا۔ اس سے قریش کے کافر مراد ہیں۔

حضرت سعد کو یہ گمان ہوا کہ جنگ احزاب میں کفار قریش کی پوری طاقت لگ چکی ہے اور آخر میں وہ بھاگ نکلے تو اب قریش میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ شاید اب ہم میں اور ان میں جنگ نہ ہو۔

٣٩٠٢- حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بُعِثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّيْنَ)).

(٣٩٠٢) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے روح نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا گیا تھا۔ پھر آپ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ نے ہجرت کی حالت میں دس سال گزارے' (مدینہ میں) جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

٣٩٠٣- حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا

(٣٩٠٣) مجھ سے مطر بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ

رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((مَكَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ ؛ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ)).

نے بیان کیا' کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

٣٩٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُبَيْدٍ - يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ - عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ. فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَعَجِبْنَا لَهُ. وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ. وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَا لِهِ أَبَابَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلاً مِنْ أُمَّتِي لاَتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ، إِلاَّ خُلَّةَ الإِسْلاَمِ، لاَ تَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلاَّ خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ)).

[راجع: ٤٦٦]

(٣٩٠٤) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا' ان سے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے' ان سے عبید یعنی ابن حنین نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے' پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کرلے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کرلے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کرلیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (حضرت ابوسعید کہتے ہیں) ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی' بعض لوگوں نے کہا ان بزرگ کو دیکھئے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر صرف ایک ابوبکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے اردگرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں ایک ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں آنحضرت ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کرلیں آپ نے حکم

دیا یہ کھڑکیاں سب بند کر دی جائیں' صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی قائم رہے۔ بعض نے یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور افضلیت مطلقہ کی دلیل ٹھہرائی ہے۔

٣٩٠٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلاَّ وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلاَّ يَأْتِيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ: بُكْرَةً وَعَشِيَّةً. فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ - وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ - فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَومِي فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ وَلاَ يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحمِلُ الكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. فَأَنَا لَكَ جَارٌ. ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ : إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلاَ يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلاً يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ؟ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِ ابْنِ

(٣٩٠٥) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں عروہ بن زبیر نے خبردی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام ہی پر پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول کریم ﷺ ہمارے گھر صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں' پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب آپ مقام برک الغماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا ابوبکر رضی اللہ عنہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنہ نے کہا لیکن ابوبکر! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلنا چاہئے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے۔ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو' صلہ رحمی کرتے ہو۔ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو' مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو' میں تمہیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد ابن الدغنہ قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے' صلہ رحمی کرتا ہے' بیکسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے' مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

الدَّغِنَةِ، وَقَالُوا لابْنِ الدَّغِنَةِ : مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلاَ يُؤْذِينَا بِذَلِكَ وَلاَ يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا. فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَ لاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهِ وَلاَ يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ أَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلاً بَكَّاءً لاَ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ؛ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ، فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنِي مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَانْهَهُ؛ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلاَّ أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لأَبِي بَكْرٍ الإِسْتِعْلاَنَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لاَ

سے کہہ دو' کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں' وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں' اپنی عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں' اس کا اظہار نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ یہ باتیں ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی آکر کہہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے رہے' نہ نماز بر سرعام پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے' نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا' جب ابن الدغنہ گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر بر سرعام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں اس لئے تم انہیں روک دو' اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں' تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں' کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں لیکن ابوبکر کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے

أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ عَلَى رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ: ((إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ، وَهُمَا الْحَرَّتَانِ)). فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُوا أَنْ يُؤْذَنَ لِي)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ - وَهُوَ الْخَبَطُ - أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا - فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذَا السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ. قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لَكُمْ فِي الْخُرُوجِ.

ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے' اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیے یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی۔ لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ حضور اکرم ﷺ ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے' چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھا انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو۔ مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا واقعی آپؐ کو بھی اس کی توقع ہے' میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک۔ ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عروہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ایک دن ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں' حضور ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے حضور ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپؐ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے' انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو اجازت دی تو آپؐ اندر داخل ہوئے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ))، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النِّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ - وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا - حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ. وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا - وَالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ - قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ

اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھادو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں' میرے باپ آپؐ پر فدا ہوں' یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپؐ لے لیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق (پٹکے والی) پڑ گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہیں گزاریں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے' یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کاروائی کے لئے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آ کر پہنچاتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی' کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن

السَّهْمِيُّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَاهُ إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ الدَّلِيْلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ)).

[راجع: ٤٧٦]

وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آگیا) اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

٣٩٠٦- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ - وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ - أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ: ((جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ، إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ. قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ. فَقُلْتُ لَهُ: لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلاَنًا وَفُلاَنًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا. ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي - وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ - فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي

(٣٩٠٦) ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے خبر دی' وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (ﷺ)۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے' اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبا رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا' جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا'

فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الأَزْلاَمَ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لاَ؟ فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي - وَعَصَيْتُ الأَزْلاَمَ - تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ لاَ يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الالْتِفَاتَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ. فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا، فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلاَمِ فَخَرَجَ الَّذِيْ أَكْرَهُ. فناديتهم بالأمان، فَوَقَفُوا، فركبتُ فرسي حتى جئتهم. ووقعَ في نفسي حين لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيْكَ الدِّيَةَ. وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي، وَلَمْ يَسْأَلاَنِي إِلاَّ أَنْ قَالَ: أَخْفِ عَنَّا. فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيْمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللهِ

آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت سنی' آنحضرت ﷺ میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے' تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا' اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب آ کر رہے گی۔ اس لئے میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کے مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپؐ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا لیکن میں نے عرض کی کہ آپؐ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا

ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ. وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ، حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ، فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَمَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللهِ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ، هَذَا جَدُّكُمُ الَّذِينَ تَنْتَظِرُونَ. فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلاَحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذَلِكَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الأَنْصَارِ - مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ- يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ؛ فَلَبِثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ. ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ، حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ

اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زبیرؓ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیرؓ نے حضور ﷺ اور ابو بکرؓ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں کو حضور ﷺ کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑتا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ واپس آ گئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آ رہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آ رہے ہیں) جتنا آپؐ نزدیک ہو رہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریتی کا چمکنا کم ہوتا جاتا تھا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آ گئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپؐ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ ابو بکرؓ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا' وہ ابو بکرؓ ہی کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی چادر سے آنحضرت ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپؐ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار

الرَّسُولِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: ((هَذَا إِنْ شَاءَ اللهُ الْمَنْزِلُ)). ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا : بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ : هُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ.

هَذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ
هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ

وَيَقُولُ :

اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَهْ
فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِي. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَلَمْ يَبْلُغْنَا – فِي الْأَحَادِيْثِ – أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرِ هَذِهِ الْأَبْيَاتِ.

ہوئے اور صحابہ بھی آپؐ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپؐ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آکر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ سہیل اور سہل (رضی اللہ عنہما) دو یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیان لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب آپؐ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی جگہ ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہ جگہ آپؐ کو مفت دے دیں گے' لیکن حضور ﷺ نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ زمین کی قیمت ادا کرکے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹ ڈھوتے وقت آپؐ فرماتے جاتے تھے کہ "یہ بوجھ خیبر کے بوجھ نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے اور اس میں بہت طہارت اور پاکی ہے" اور آنحضرت ﷺ دعا فرماتے تھے کہ "اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس' تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما" اس طرح آپؐ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں' ابن شہاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقعہ پر پڑھا ہو۔

تشریح واقعہ ہجرت اجمال اور تفصیل کے ساتھ موقع بہ موقع کئی جگہ بیان میں آیا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے' ۲۷ صفر ۱۳ نبوت پنج شنبہ ۱۲ ستمبر ۶۲۱ء کی تاریخ تھی کہ رسول کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر شہر مکہ سے نکلے مکہ سے چار۔ پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ ثور ہے جس کی چڑھائی سر توڑ ہے۔ آپؐ بعد مشقتٗ پہاڑ کے اوپر جا کر ایک غار میں قیام پذیر ہوئے۔

الحمد للہ ۱۹۷۰ء کے حج مبارک کے موقعہ پر میں بھی اس غار تک جا کر وہاں تھوڑی دیر تاریخ ہجرت کو یاد کر چکا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کا تین دن وہاں قیام رہا چوتھی شب میں وہاں سے ہر دو بزرگ عازم مدینہ ہوئے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن اریقط رضی اللہ عنہ کو بھی' معاونین' سفر کی حیثیت سے ساتھ لے گئے۔ مدینہ کی جانب یکم ربیع الاول روز دو شنبہ ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو روانگی ہوئی۔ مکہ والوں نے

آپ ہر دو کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف جاسوس دوڑا دیئے تھے۔ جن میں ایک سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ بھی تھا جو اپنی گھوڑی پر سوار مسلح رابغ سے کچھ آگے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا مگر آپؐ کی بد دعا سے گھوڑی کے پیر زمین میں دھنس گئے اور سراقہ سمجھ گیا کہ ایک سچے رسول ﷺ پر حملہ آسان نہیں ہے' جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آخر وہ امن کا طلب گار ہوا اور تحریری طور پر اسے امان دے دی گئی۔ غار سے نکل کر پہلے ہی دن آپؐ کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا تھا جو قوم خزاعہ سے تھی اور سر راہ مسافروں کی خدمت کے لئے مشہور تھی۔ الاستیعاب میں ہے کہ جب سراقہ واپس ہونے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہو گی جب کسریٰ کے شاہی کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے' سراقہ رضی اللہ عنہ احد کے بعد مسلمان ہوئے اور خلافت فاروقی میں مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کا تاج اور زیورات دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے اور زبان سے فرمایا اللہ اکبر اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہ رضی اللہ عنہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔ خیمہ ام معبد پر آنحضرت ﷺ نے آرام فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہونے پر راستہ میں بریدہ اسلمی ملا جو آپؐ کی تلاش میں نکلا تھا مگر آپؐ سے ہم کلام ہونے پر اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ نیز راستہ ہی میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی ملے جو شام سے آ رہے تھے اور مسلمانوں کا تجارت پیشہ گروہ بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے سفید پارچہ جات پیش کئے۔

۸ ربیع الاول روز دو شنبہ ۱۳ نبوی مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو آپؐ قبا میں پہنچ گئے۔ پنج شنبہ تک یہاں قیام فرمایا اور اس دوران میں مسجد قبا کی بھی بنیاد رکھی' اسی جگہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہاں پہنچ گئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ بروز جمعہ آپؐ قبا سے روانہ ہوئے جمعہ کا وقت بنو سالم کے گھروں میں ہو گیا۔ یہاں آپؐ نے سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔ اس کے بعد آپؐ یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج ہی سے شہر کا نام مدینۃ النبی ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو آپؐ کے ساتھ سفر میں تھا' یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں انہوں نے توشہ ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھا اور اس کا منہ باندھنے کے لئے اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اس روز سے اس خاتون کا لقب ذات النطاقین ہو گیا۔ عبداللہ بن اریقط راستہ کا ماہر تھا اور عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ جس نے عربی قاعدہ کے مطابق ایک پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر اس کے ساتھ حلف کی تھی' ایسے پیالے میں کوئی رنگ یا خون بھرا جاتا تھا۔ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پانسے لئے اور فال کھولی کہ مجھ کو آنحضرت ﷺ کا پیچھا کرنا چاہیئے یا نہیں مگر فال میرے خلاف نکلی کہ میں ان کا کچھ نقصان نہ کر سکوں گا۔ عرب تیروں پر فال کھولا کرتے تھے۔ ایک پر کام کرنا لکھتے دوسرے پر نہ کرنا لکھتے' پھر تیر نکالنے میں جونسا تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے پروانہ امن حاصل کر کے اپنے ترکش میں رکھ لیا تھا۔ روایت میں لفظ یزول بہم السراب کے الفاظ ہیں۔ سراب وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے۔ حافظ نے کہا بعض نے اس کا مطلب یوں کہا ہے کہ آنکھ میں ان کے آنے کی حرکت معلوم ہو رہی تھی لیکن نزدیک آ چکے تھے۔ یہ یہودی کا ذکر ہے جس نے اپنے محل کے اوپر سے سفر میں آئے ہوئے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر اہل مدینہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے بزرگ سردار آ پہنچے۔ شروع میں مدینہ والے رسول کریم ﷺ کو نہ پہچان سکے اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ پر کپڑے کا سایہ کرنے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے سفید ریش تھے اور آنحضرت ﷺ کی مبارک ڈاڑھی سیاہ تھی۔ لہٰذا لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو پیغمبر سمجھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جلدی سفیدی آ گئی تھی ورنہ عمر میں وہ آنحضرت ﷺ سے دو اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپؐ نے ایک رجز پڑھا جس میں خیبر کے بوجھ کا ذکر ہے۔ خیبر سے لوگ کھجور انگور وغیرہ لاد کر لایا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیبر کا بوجھ اس بوجھ کے مقابلہ پر جو مسلمان تعمیر مسجد نبوی کے لئے پتھر اور گارے کی شکل میں اٹھا رہے تھے کچھ بھی نہیں ہے وہ دنیا میں کھا پی ڈالتے ہیں اور یہ بوجھ تو ایسا ہے جس کا ثواب ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس مسلمان کا شعر آنحضرت ﷺ نے پڑھا تھا؛

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھا' حدیث ہجرت کے بارے میں یہ چند وضاحتی نوٹ لکھے گئے ہیں ورنہ تفصیلات بہت کچھ ہیں۔

٣٩٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَ الْمَدِيْنَةَ، فَقُلْتُ لأَبِي: مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلاَّ نِطَاقِي، قَالَ: فَشُقِّيْهِ، فَفَعَلْتُ، فَسُمِّيْتُ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((أَسْمَاءُ ذَاتُ النِّطَاقِ)).

[راجع: ٢٩٧٩]

(٣٩٠٧) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد اور فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ ہجرت کر کے جانے لگے تو میں نے آپ دونوں کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ میں نے اپنے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے پٹکے کے سوا اور کوئی چیز اس وقت میرے پاس ایسی نہیں جس سے میں اس ناشتہ کو باندھ دوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر اس کے دو ٹکڑے کر لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) ہو گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسماء کو ذات النطاق کہا۔

تشریح: یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہجرت کی رات میں اپنے پٹکے کو پھاڑ کر دو حصے کئے تھے ایک حصہ میں توشہ دان باندھا اور دوسرے کو مشکیزہ پر باندھ دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں ان ہی کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حجاج ظالم نے قتل کرایا تھا' اس حادثہ کے کچھ دن بعد ایک سو سال کی عمر پا کر حضرت اسماءؓ نے ۷۳ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہا و ارضاہا آمین۔

٣٩٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ: ادْعُ اللهَ لِيْ وَلاَ أَضُرُّكَ، فَدَعَا لَهُ، قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ)).

[راجع: ٢٤٣٩]

(٣٩٠٨) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپؐ کا پیچھا کیا آنحضرت ﷺ نے اس کیلئے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا' اس نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپؐ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا' آپؐ نے اس کیلئے دعا کی۔ (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا' وہ دودھ میں نے آپؐ کی خدمت میں لا کر پیش کیا جسے آپؐ نے نوش فرمایا کہ مجھے خوشی حاصل

ہوئی۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے اونچے درجہ کے شاعر تھے اس موقعہ پر بھی انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا تھا ۲۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۳۹۰۹- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ)). تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ((أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى)).

[طرفه في : ٥٤٦٩].

(۳۹۰۹) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے پیٹ میں تھے' انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی' میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپؐ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔ زکریا کے ساتھ اس روایت کی متابعت خالد بن مخلد نے کی ہے۔ ان سے علی بن مسہر نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو نکلیں تھیں تو وہ حاملہ تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں' جن کے بطن سے حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کا تاریخ اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔

۳۹۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَتَوا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ تَمْرَةً فَلاَكَهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ

(۳۹۱۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسامہ نے' ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں' انہیں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لئے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ آنحضرت

النَّبِيِّ ﷺ)). ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اسد قریشی ہیں' مدینہ میں مہاجرین میں یہ سب سے پہلے بچے ہیں۔ جو ۱ھ میں پیدا ہوئے' خود ان کے نانا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کان میں اذان پڑھی۔ یہ بالکل صاف چہرہ والے تھے ایک بھی بال منہ پر نہیں تھا نہ داڑھی تھی۔ بڑے روزے رکھنے والے اور بہت نوافل پڑھنے والے تھے' موٹے تازے بڑے قوی اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ حق بات ماننے والے' صلہ رحمی کرنے والے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں آٹھ سال کی عمر میں ان کو شرف بیعت حاصل ہوا۔ حجاج بن یوسف ظالم نے ان کو بڑی بے رحمی کے ساتھ مکہ میں قتل کیا۔ منگل کے دن ۱۷ جمادی الثانی ۷۳ھ کو ان کو سولی پر لٹکایا ان کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف عذاب خداوندی میں گرفتار ہوا جب بھی نیند آتی فوراً چونک کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا عبداللہ مجھ سے انتقام لینے میرے سر پر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح بلبلا کر کچھ دنوں بعد یہ ظالم بھی ختم ہوگیا۔ ۶۴ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اہل حجاز یمن' عراق اور خراسان کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے بیعت خلافت کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آٹھ حج بھی کئے تھے۔ آج اس دور کے ظالم و مظلوم لوگوں کی داستانیں باقی رہ گئیں ہیں۔ کاش! آج کے ظالمین ان سے عبرت حاصل کریں اور آیت قرآنیہ کے فلسفہ کو سمجھنے پر توجہ دیں ﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانعام: ۴۵)

۳۹۱۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُوبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللهِ شَابٌّ لاَ يُعْرَفُ. قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ، قَالَ: فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ، وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيْلَ الْخَيْرِ. فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا، فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اَللَّهُمَّ اصْرَعْهُ))، فَصَرَعَهُ

(۳۹۱۱) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے باپ عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی تھے لیکن حضور اکرم ﷺ ابھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپؐ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے۔ بیان کیا کہ اگر راستہ میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابوبکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں' مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپؐ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب آ چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ سوار آگیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے نبی کریم ﷺ نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا

الْفَرَس، ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ مُرْنِي بِمَ شِئْتَ. قَالَ: ((فَقِفْ مَكَانَكَ، لاَ تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا)). قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللهِ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَاؤُوا إِلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ. فَرَكِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُّوا دُونَهُمَا بِالسِّلاَحِ، فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ وَ يَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ، فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: ((أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟)). قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللهِ، هَذِهِ دَارِي وَهَذَا بَابِي. قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَهَيِّءْ لَنَا مَقِيلاً. قَالَ: قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ)). فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللهِ جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، وَأَنَّكَ جِئْتَ

فرمائی کہ اے اللہ! اسے گرا دے چنانچہ گھوڑی نے اسے گرا دیا۔ پھر جب وہ ہنہناتی ہوئی اٹھی تو سوار (سراقہ) نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے دینا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح آپؐ کے خلاف تھا شام جب ہوئی تو آپؐ کا وہ ہتھیار تھا دشمن کو آپؐ سے روکنے لگا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ (مدینہ پہنچ کر) حرہ کے قریب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔ اکابر انصار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپؐ سوار ہو جائیں آپؐ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی' چنانچہ حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور ہتھیار بند انصار نے آپ دونوں کو حلقہ میں لے لیا۔ اتنے میں مدینہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لا چکے ہیں سب لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آ گئے۔ اللہ کے نبی آ گئے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مدینہ پہنچ کر) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھر والوں سے حضور ﷺ کا ذکر سنا' وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (سنتے ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر چکے تھے اسے رکھ دینا چاہا لیکن جب آپؐ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں اور اپنے گھر واپس چلے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (نانہالی) اقارب میں کسی کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے فرمایا (اچھا تو جاؤ) دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لئے درست کرو ہم دوپہر کو وہیں آرام کریں گے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپؐ دونوں تشریف لے چلیں' اللہ مبارک کرے۔ حضور ﷺ ابھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ

بِحَقٍّ، وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ وَأَعْلَمِهِمْ، فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ. فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ، وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللهَ، فَوَ اللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ حَقًّا، وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ، فَأَسْلِمُوا)). قَالُوا: مَا نَعْلَمُهُ - قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلاَثَ مِرَارٍ - قَالَ: ((فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ؟)) قَالُوا: ذَاكَ سَيِّدُنَا، وَابْنُ سَيِّدِنَا، وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا.

قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا للهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا للهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟)) قَالُوا: حَاشَا للهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: ((يَا ابْنَ سَلاَمٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ)). فَخَرَجَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ، اتَّقُوا اللهَ، فَوَ اللهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ. فَقَالُوا: كَذَبْتَ، فَأَخْرَجَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: ٣٣٢٩]

عبداللہ بن سلام بھی آ گئے اور کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپؐ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں' اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں' اس لئے آپؐ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں معلوم ہو' بلایئے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمایئے' کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو میرے متعلق غلط باتیں کہنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا اے یہودیو! افسوس تم پر' اللہ سے ڈرو' اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں' پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ' انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے' نبی کریم ﷺ نے ان سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا عبداللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے' ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے' آپؐ نے فرمایا اگر وہ اسلام لے آئیں۔ پھر تمہارا کیا خیال ہو گا۔ کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے' وہ اسلام کیوں لانے لگے۔ آپؐ نے فرمایا ابن سلام! اب ان کے سامنے آ جاؤ۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آ گئے اور کہا اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو اس اللہ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تمہیں خوب معلوم ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپؐ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے باہر چلے جانے کے لئے فرمایا۔

نوٹ :۔ حضور اکرم ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو سال کئی مہینے عمر میں بڑے تھے لیکن اس وقت تک آپ کے بال سیاہ تھے' اس لئے

معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ نوجوان ہیں' لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی کے بال کافی سفید ہو چکے تھے۔ راوی نے اسی کی تعبیر بیان کی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ تاجر تھے اور اکثر اطراف عرب کا سفر کرتے رہتے تھے اس لئے لوگ آپؓ کو پہچانتے تھے۔

تشریح حدیث مذکورہ میں واقعہ ہجرت سے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں آنحضرت ﷺ نے ۲۷ صفر ۱۳ نبوی روز پنج شنبہ مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے سفر شروع فرمایا مکہ سے چند میل فاصلہ پر کوہ ثور ہے ابتداء میں آپؐ نے اپنے سفر میں قیام کے لئے اسی پہاڑ کے ایک غار کو منتخب فرمایا جہاں تین راتوں تک آپؐ نے قیام فرمایا۔ اس کے بعد یکم ربیع الاول روز دو شنبہ مطابق ۲۹ ستمبر ۶۲۲ء میں آپ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں بہت سے موافق اور ناموافق حالات پیش آئے مگر آپ .بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ کے سفر کے بعد خیریت و عافیت کے ساتھ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی روز دوشنبہ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء مدینہ کے متصل ایک بستی قبا نامی میں پہنچ گئے اور پنج شنبہ تک یہاں آرام فرمایا اس دوران میں آپؐ نے یہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی ۱۲ ربیع الاول ۱ھ جمعہ کے دن آپؐ قبا سے روانہ ہو کر بنو سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا اور آپؐ نے یہاں سو مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا' جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا' جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ یثرب کے جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج شہر یثرب مدینۃ النبی کے نام سے موسوم ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ نے یہود سے جو کچھ فرمایا وہ ان پیش گوئیوں کی بنا پر تھا جو توراۃ میں موجود تھیں چنانچہ حبقوق نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳ میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی' یہاں مدینہ کے داخلہ پر یہ اشارے ہیں۔ کتاب یسویا ۴۲ باب ۱۱ میں ہے کہ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ یہ گیت آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر گایا گیا۔ مدینہ کا نام پہلے انبیاء کی کتابوں میں سلع ہے۔ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس جگہ خندق کھودی تھی وہاں ایک پہاڑی کا نام جبل سلع مدینہ والوں کی زبان پر عام مروج تھا۔ ان ہی پیش گوئیوں کی بنا پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمالیا۔ ترمذی کی روایت کے مطابق عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کا کلام پاک آپؐ کے لفظوں میں سنا تھا جس کے سنتے ہی وہ اسلام کے شیدا بن گئے۔ یا ایها الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الا رحام و صلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنه بسلام یعنی "اے لوگو! امن و سلامتی پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھو۔ ان عملوں کے نتیجہ میں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔" اولین میزبان رسول کریم ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جن کو سب سے پہلے یہ شرف حاصل ہوا۔ عمر میں حضرت رسول کریم ﷺ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال چھوٹے تھے مگر ان پر بڑھاپا غالب آ گیا تھا۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ وہ اکثر اطراف عرب میں بہ سلسلہ تجارت سفر بھی کیا کرتے تھے' اس لئے لوگ ان سے زیادہ واقف تھے۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بنو نجار میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دادا کی ماں اسی خاندان سے تھیں اس لئے یہ قبیلہ آپؐ کا ننھال قرار پایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید بن کلیب انصاری ہے۔ آپ کی وفات ۵۱ھ میں قسطنطنیہ میں ہوئی اور یہ اس وقت یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے۔ جب کہ ان کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد کر رہے تھے تو ان کے ساتھ نکلے اور بیمار ہو گئے۔ جب بیماری نے زور پکڑا تو اپنے ساتھیوں کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کو اٹھا لینا پھر جب تم دشمن کے سامنے صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی قبر قسطنطنیہ کی چار دیواری کے قریب ہے جو آج تک مشہور ہے۔

٣٩١٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

(۳۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عمر نے خبر

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ - يَعْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَرْبَعَةَ آلَافٍ فِي أَرْبَعَةٍ، وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَمِائَةٍ. فَقِيْلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ؟ قَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ. يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ)).

دی' انہیں نافع نے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے تمام مہاجرین اولین کا وظیفہ (اپنے عہد خلافت میں) چار چار ہزار چار چار قسطوں میں مقرر کر دیا تھا' لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار قسطوں میں ساڑھے تین ہزار تھا اس پر ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں۔ پھر آپ انہیں چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں ان کے والدین ہجرت کر کے یہاں لائے تھے۔ اس لئے وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود ہجرت کی تھی۔

مہاجرین اولین وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہو' جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اس سے حضرت عمر کا انصاف بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خاص اپنے بیٹے کا لحاظ کئے بغیر انصاف کو مد نظر رکھا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے چار ہزار مقرر کیا تو صحابہ نے پوچھا کہ بھلا آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین اولین سے تو کم رکھا مگر اسامہ رضی اللہ عنہ سے کیوں کم رکھا؟ اسامہ رضی اللہ عنہ تو عبداللہ سے بڑھ کر کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ صحیح ہے مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کے باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو میری محبت پر کچھ ترجیح ہونی چاہئے۔

٣٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: ((هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.)) ح. [راجع: ٣٩١٣]

(٣٩١٣) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان نے خبر دی' انہیں اعمش نے' انہیں ابو وائل شقیق بن سلمہ نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ (دوسری سند)

٣٩١٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ: ((هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ: قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيْهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ؛

(٣٩١٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' انھوں نے شقیق بن سلمہ سے سنا' کہا کہ ہم سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر بھی ضرور دے گا۔ پس ہم میں سے بعض تو پہلے ہی اس دنیا سے اٹھ گئے۔ اور یہاں اپنا کوئی بدلہ انھوں نے نہیں پایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انھیں میں سے ہیں۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی۔ اور ان کے کفن کیلئے ہمارے پاس ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ایسا کہ اگر اس سے ہم ان کا سر چھپاتے تو

فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ. وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا)).

[راجع: ٣٩١٤]

ان کے پاؤں کھل جاتے۔ اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دیا جائے اور پاؤں کو اذخر گھاس سے چھپا دیا جائے۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کا پھل اس دنیا میں پختہ کرلیا۔ اور اب وہ اس کو خوب چن رہے ہیں۔

٣٩١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيُّ قَالَ: قَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: هَل تَدْرِيْ مَا قَالَ أَبِي لأَبِيْكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ. قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لأَبِيْكَ: يَا أَبَا مُوسَى، هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلاَمُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبِي: لاَ وَاللهِ، قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ. فَقَالَ أَبِي: لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ. فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي)).

(٣٩١٥) ہم سے یحییٰ بن بشر نے بیان کیا' کہا ہم سے روح نے بیان کیا' ان سے عوف نے بیان کیا' ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کیا تم کو معلوم ہے' میرے والد عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا تھا۔ اے ابو موسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام' آپ کے ساتھ ہماری ہجرت' آپ کے ساتھ ہمارا جہاد' ہمارے تمام عمل جو ہم نے آپ کی زندگی میں کئے ہیں ان کے بدلہ میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا خدا کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کیا' نمازیں پڑھیں' روزے رکھے اور بہت سے اعمال خیر کئے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا' ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا (خیر ابھی تم سمجھو) لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کئے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ ؐ کے بعد کئے ہیں ان سب سے اس کے بدلہ میں ہم نجات پا جائیں اور برابر پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم آپ کے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) میرے والد (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ نہ ان کا ثواب ملے اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہو یہ آپ کی بے انتہا خدا ترسی اور احتیاط تھی ان کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو اعمال خیر ہم نے کئے ہیں ان پر ہم کو پورا بھروسا نہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئے یا نہیں ہماری نیت ان میں خالص تھی یا نہیں تو ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو اعمال ہم نے کئے ہیں ان کا تو ثواب ہم کو مل جائے نجات کے لئے وہی اعمال کافی ہیں اور آپ کے بعد جو اعمال ہیں ان میں ہم کو کوئی مواخذہ نہ ہو ثواب نہ سہی یہ بھی غنیمت ہے کہ عذاب نہ ہو۔ کیونکہ خوف کا مقام رجاء کے مقام سے اعلیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس باب میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مطلقہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر تو بالاتفاق ثابت ہے۔

حافظ نے کہا کبھی مفضول کو بھی ایک خاص مقدمہ میں فاضل پر افضلیت ہوتی ہے اور اسی سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کسر نفس اور تواضع اور خوف الٰہی سے تھا ورنہ ان کا ایک ایک عمل اور ایک ایک عدل اور انصاف ہمارے تمام عمر کے نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے اگر کوئی منصف آدمی گو وہ کسی مذہب کا ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری پر نظر ڈالے تو اس کو بلا شبہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ مادر گیتی نے ایسا فرزند بہت ہی کم جنا ہے۔ اور مسلمانوں میں تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آج تک کوئی ایسا مدبر' منتظم' عادل' حق پرست' خدا ترس رعیت پرور حاکم پیدا ہی نہیں ہوا۔ معلوم نہیں رافضیوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے کہ وہ ایسے جوہر نفیس کو جس کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کا شرف ہے' مطعون کرتے ہیں۔ خدا سمجھے اس کا خمیازہ مرتے ہی ان کو معلوم ہو جائے گا۔ (وحیدی)

٣٩١٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ - أَبُو بَلَغَنِي عَنْهُ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ. قَالَ: وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلاً فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ قَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ، ثُمَّ بَايَعْتُهُ)).

[طرفاه في : ٤١٨٦، ٤١٨٧].

(٣٩١٦) مجھ سے محمد بن صباح نے خود بیان کیا یا ان سے کسی اور نے نقل کر کے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے' ان سے عاصم احول نے' ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے' اسلئے ہم گھر واپس آ گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ حضور ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا (آنحضرت ﷺ بیدار ہو چکے تھے) اس لئے اندر چلا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے اور آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔

گویا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کی اس غلط گوئی کا سبب بیان کر دیا کہ اصل حقیقت یہ تھی۔ اس پر بعض نے یہ سمجھا کہ میں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی' یہ بالکل غلط ہے۔

٣٩١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ: ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلاً)) فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ. قَالَ: فَسَأَلَهُ عَازِبٌ مِنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ، فَخَرَجْنَا لَيْلاً، فَأَحْثَثْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، ثُمَّ رفعَتْ لَنَا صَخْرَة، فأتيناها ولها شيءٌ من ظِل. قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِي، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ : لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلاَن. فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لَهُ : هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ : نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ. قَالَ: فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ. فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيتُ. ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا)).

(٣٩١٧) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا' کہا کہ ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے ابراہیم بن یوسف نے' ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے' ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی وہ بیان کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا' انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اسلئے ہم (غار سے) رات کے وقت باہر آئے اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے' جب دوپہر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی۔ ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑا بچھا دیا جو میرے ساتھ تھا آپ اس پر لیٹ گئے' اور میں قرب و جوار کی گرد جھاڑنے لگا۔ اتفاق سے ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا اس کا بھی مقصد اس چٹان سے وہی تھا جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا) میں نے اس سے پوچھا لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو اس نے کہا کہ ہاں پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑ لو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے ساتھ پانی کا ایک چھاگل تھا۔ اسکے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ساتھ لے رکھا تھا۔ وہ پانی میں نے اس دودھ پر اتنا ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا دودھ نوش فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری

[راجع: ۲٤۳۹]

تلاش میں تھے۔

۳۹۱۸- قَالَ الْبَرَاءُ : فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فَرَأَيْتُ أَبَاهَا يُقَبِّلُ خَدَّهَا وَقَالَ: ((كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ)).

(۳۹۱۸) براء نے بیان کیا کہ جب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا تھا تو آپ کی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں انہیں بخار آ رہا تھا میں نے ان کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور دریافت کیا بیٹی! طبیعت کیسی ہے؟

تشریح: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ سفر ہجرت میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فداکارانہ ساتھ دیا اور آپ کی ہر ممکن خدمت انجام دی۔ جس کے صلہ میں قیامت تک لئے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یار غار کہا گیا ہے' حقیقت یہ کہ آپ کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایسی فوقیت حاصل ہے جیسی چاند کو آسمان کے تمام ستاروں پر حاصل ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان بڑے ہی بد بخت ہیں جو ایسے سچے' پختہ مومن' مسلمان صحابی رسول کو برا کہتے ہیں اور تبرا بازی سے اپنی زبانوں کو گندی کرتے ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اسلام زندہ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسلام کے ساتھ زندہ رہے گا۔ اللہ نے آپ کی خدمات جلیلہ کا یہ صلہ آپ رضی اللہ عنہ کو بخشا کہ قیامت تک کے لئے آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں گنبد خضرا میں آرام فرما رہے ہیں۔ اللہ پاک ہماری طرف سے ان کی پاک روح پر بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے اور قیامت کے دن اپنے حبیب کے ساتھ آپ کے جملہ فدائیوں کی ملاقات نصیب کرے آمین یا رب العالمین۔

۳۹۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ، فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ)).

[طرفه في : ۳۹۲۰].

(۳۹۱۹) ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبلہ نے بیان کیا' ان سے عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی آپ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں' اس لئے آپ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔

۳۹۲۰- وَقَالَ دُحَيْمٌ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهِ أَبُو بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتَّى قَنَأَ لَوْنُهَا)).

[راجع: ۳۹۱۹]

(۳۹۲۰) اور دحیم نے بیان کیا' ان سے ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابو عبید نے بیان کیا' ان سے عقبہ بن وساج نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی اس لئے انہوں نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا۔ اس سے آپ کے بالوں کا رنگ خوب سرخ مائل بہ سیاہی ہو گیا تھا۔

حدیث میں لفظ کتم ہے کتم میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ وسمہ کو کہتے ہیں بعض نے کہا وہ آس کی طرح کا ایک پتہ ہوتا ہے

اس کا درخت سخت پتھروں میں اگتا ہے اس کی شاخیں باریک دھاگوں کی طرح لٹکی ہوتی ہیں۔

۳۹۲۱- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بنِ عَائِشَةَ: ((أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ، فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةَ رَثَى كُفَّارَ قُرَيْشٍ:

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ
مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
تَحَيِّي بِالسَّلاَمَةِ أُمُّ بَكْرٍ
وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلاَمِ
يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سنحيا
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

(۳۹۲۱) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ بن زبیر نے' ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکر نامی سے شادی کر لی تھی۔ پھر جب انہوں نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے چچا زاد بھائی (ابوبکر شداد بن اسود) نے شادی کر لی تھی' یہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشہور مرثیہ کفار قریش کے بارے میں کہا تھا "مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزیٰ کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بھی بھتر ہوا کرتے تھے' میں بدر کے کنوؤں کو کیا کہوں! انہوں نے ہمیں گانے والی لونڈیوں اور اچھے شرابیوں سے محروم کر دیا ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی لیکن میری قوم کی بربادی کے بعد میرے لئے سلامتی کہاں ہے یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے۔ کہیں الو بن جانے کے بعد پھر زندگی کس طرح ممکن ہے۔

جاہلیت میں عرب کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی کھوپڑی سے روح نکل کر الو کے قالب میں جنم لیتی ہے اور دوستوں کو آواز دیتی پھرتی ہے۔

تشریح ابوبکر شداد بن اسود بہ حالت کفر بدر کے مقتولین کفار مکہ کا مرثیہ کہہ رہا ہے' جس کا مطلب یہ کہ وہ لوگ بدر کے کنویں میں مرے پڑے ہیں جو لوگوں کے سامنے اونٹ کے کوہان کا گوشت جو عربوں کے نزدیک نہایت لذیذ ہوتا ہے درخت شیزیٰ کی لکڑی کے پیالوں میں بھر بھر رکھا کرتے تھے۔ شیزیٰ ایک درخت جس کی لکڑی کے پیالے بناتے ہیں۔ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو ان پیالوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی بڑے امیر' سرمایہ دار لوگ' جو رات دن شراب خوری اور ناچ رنگ گانے بجانے والیوں کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ مرثیہ میں مذکورہ ام بکر' اس کی بیوی ہے جو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے لوگ جاہلیت میں سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح الو کے جسم میں جنم لیتی ہے اور الوؤں کو پکارتی پھرتی ہے شاعر کی مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ انسانی قالب میں زندہ ہونے کے بارے میں پیغمبر کا کہنا غلط ہے' حشر نشر کچھ نہیں ہے اور روحیں الو بن کر دوبارہ آدمی کے قالب میں کیونکر آ سکتی ہیں' کافروں کا یہ قدیمی عقیدہ فاسدہ ہے جس کی تردید سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس مرثیہ کا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزماں مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے او سننے والے — پڑے ہیں اونٹ کے کوہان کے عمدہ پیالے
گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے او سننے والے — شرابی ہیں وہاں گانا بجانا سننے والے

سلامت رہ جو کہتی ہے مجھے یہ ام بکری ۔۔۔ کہاں ہے سلامت جب مرے سب قوم والے
یہ پیغبر ہمیں کہتا ہے تم مر کر جیو گے ۔۔۔ کہیں الو بھی پھر انسان ہوئے آواز والے

شاعر مذکور کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا بعد میں مرتد ہو گیا۔ لفظ ھامۃ تخفیف میم کے ساتھ ہے عرب جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ مقتول جنگی کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الو کے جسم میں جنم لے کر اپنی قبر پر روزانہ آ کر یہ کہتی ہے کہ میرے قاتل کا خون مجھ کو پلاؤ جب اس کا قصاص لے لیا تو وہ اڑ جاتی ہے۔ (قسطلانی)

٣٩٢٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ لَو أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا. قَالَ: ((اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ، اثْنَانِ اللهُ ثَالِثُهُمَا)).

[راجع: ٣٦٥٣]

(٣٩٢٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے ثابت نے' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو قوم کے چند لوگوں کے قدم (باہر) نظر آئے۔ میں نے کہا' اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ابو بکر! خاموش رہو ہم ایسے دو ہیں کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

جب اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اس کو کیا غم ہے ساری دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اللہ کے ساتھ ہونے سے اس کی نصرت و حفاظت مراد ہے جب کہ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش پر مستوی ہے رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور سارے کفار عرب مل کر بھی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر غالب نہ آ سکے
سچ ہے ~ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

٣٩٢٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ ح. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ :حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيْدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَحُ بِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَحْلِبُهَا يَوْمَ

(٣٩٢٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ولید بن مسلم دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا' (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا' کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عطا بن یزید لیثی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے ہجرت کا حال پوچھنے لگا آپؐ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہجرت تو بہت مشکل کام ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہیں۔ فرمایا کہ تم اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اونٹنیوں کا دودھ دوسرے (محتاجوں) کو بھی دوہنے کے لئے دے دیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایسا بھی

وَرُوُدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

کرتا ہوں آپ نے فرمایا' انہیں گھاٹ پر لے جاکر (محتاجوں کے لئے) دوہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ایسا بھی کرتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم سات سمندر پار عمل کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا بھی ثواب کم نہیں کرے گا۔

یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اس میں ہجرت کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

٤٦- بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام کا مدینہ میں آنا

آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول یا آٹھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اکثر صحابہ آپؐ سے پہلے مدینہ میں آچکے تھے۔

٣٩٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. ثُمَّ قَدِمَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلاَلٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ)).

(٣٩٢٤) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے یوں بیان کیا کہ سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

رسول کریم ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کا حکم فرمایا اور مدینہ میں معلم اور مبلغ کا منصب ان کے حوالہ کیا۔

٣٩٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانُوا يُقْرِئَانِ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلاَلٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ. ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتَّى جَعَلَ الإِمَاءُ يَقُلْنَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

(٣٩٢٥) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلے ہمارے یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) آئے۔ یہ دونوں (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھانا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد بلال' سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ کو ساتھ لے کر) تشریف لائے' مدینہ کے لوگوں کو جتنی خوشی اور مسرت حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس قدر خوش نہیں دیکھا۔ لونڈیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو اس سے پہلے

فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ)).

میں مفصل کی دوسری کئی سورتوں کے ساتھ سبح اسم ربک الاعلیٰ بھی سیکھ چکا تھا۔

تشریح حاکم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو بنی نجار کی لڑکیاں دف گاتی بجاتی نکلیں وہ کہہ رہی تھیں نحن جوار من بنی نجار۔ یا حبذا محمد من جار۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ انصار کی لڑکیاں گاتی بجاتی آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نکلیں۔ وہ کہہ رہی تھیں ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یحبکن یعنی تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ قسطلانی نے ان بیس صحابہ کے اسماء گرامی بھی پیش کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے۔ مفصلات کی سورتیں وہ ہیں جو سورۂ حجرات سے شروع ہوتی ہیں۔

٣٩٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلاَلٌ. قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلاَلُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلاَلٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ:

أَلاَ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلٌ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا،

(٣٩٢٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار چڑھ آیا' میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا والد صاحب! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار چڑھا تو یہ شعر پڑھنے لگے۔

(ترجمہ) ہر شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے" اور بلال رضی اللہ عنہ کے بخار میں جب کچھ تخفیف ہوتی تو زور زور سے روتے اور یہ شعر پڑھتے "کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ کبھی میں ایک رات بھی وادی مکہ میں گزار سکوں گا جب کہ میرے ارد گرد (خوشبو دار گھاس) اذخر اور جلیل ہوں گی' اور کیا ایک دن بھی مجھے ایسا مل سکے گا جب میں مقام مجنہ کے پانی پر جاؤں گا اور کیا شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں ایک نظر دیکھ سکوں گا" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے دعا کی' اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دل میں اتنی پیدا کر جتنی مکہ کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ' یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا۔ ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد (اناج ناپنے کے پیمانے) میں برکت عنایت فرما اور یہاں

وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)).

کے بخار کو مقام جحفہ میں بھیج دے۔

[راجع: ١٨٨٩]

جحفہ اب مصروالوں کا میقات ہے۔ اس وقت وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ امام قسطلانی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافروں کے لئے جو اسلام اور مسلمانوں کے ہر وقت درپے آزار رہتے ہوں ان کی ہلاکت کے لئے بددعا کرنا جائز ہے' امن پسند کافروں کا یہاں ذکر نہیں ہے' مقام جحفہ اپنی خراب آب وہوا کے لئے اب بھی مشہور ہے جو یقیناً آنحضرت ﷺ کی بددعا کا اثر ہے۔

حضرت مولانا وحید الزماں نے ان شعروں کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔

خیریت سے اپنے گھر میں صبح کرتا ہے بشر — موت اس کی جوتی کے تسمے سے ہے نزدیک تر

کاش میں مکہ کی وادی میں رہوں پھر ایک رات — سب طرف میرے اگے ہوں واں جلیل اذخر نبات

کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل — اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات

شامہ اور طفیل مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں۔ رونے میں جو آواز نکلتی ہے اسے عقیرہ کہتے ہیں۔

٣٩٢٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنِ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ ((دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ)) ح. وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ، فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ للهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَكُنْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَبَايَعْتُهُ، فَوَ اللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالَى)). تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ ((حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ)) مِثْلَهُ.

[راجع: ٣٦٩٦]

(٣٩٢٧) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا' انہیں عبیداللہ بن عدی نے خبردی کہ میں عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند) اور بشر بن شعیب نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے زہری نے' کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبردی کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حمد و شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا' امابعد! کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا' میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں لے کر آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے' پھر میں نے دو ہجرت کی اور حضور اکرم ﷺ کی دامادی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور حضور ﷺ سے میں نے بیعت کی خدا کی قسم کہ میں نے آپ کی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ کبھی آپ سے دھوکہ بازی کی' یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ شعیب کے ساتھ اس روایت کی متابعت اسحاق کلبی نے بھی کی ہے' ان سے

زہری نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا۔

٣٩٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح. وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنىً فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَوَجَدَنِي فَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ. فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، وَتَخْلُصَ لأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ. وَذَوِي رَأْيِهِمْ. قَالَ عُمَرُ: لأَقُومَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ)). [راجع: ٢٤٦٢]

(٣٩٢٨) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھے یونس نے خبر دی' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ کی طرف واپس آ رہے تھے' یہ عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا واقعہ ہے تو ان کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ (عمر رضی اللہ عنہ حاجیوں کو خطاب کرنے والے تھے اسلئے) میں نے عرض کیا کہ اے امیرالمؤمنین! موسم حج میں معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے سب طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور شور وغل بہت ہوتا ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا ارادہ موقوف کر دیں اور مدینہ پہنچ کر (خطاب فرمائیں) کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور وہاں سمجھ دار معزز اور صاحب عقل لوگ رہتے ہیں۔" اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو' مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے ضرور کھڑا ہوں گا۔

تشریح اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ کسی نادان نے منیٰ میں عین موسم حج میں یہ کہا تھا کہ اگر عمر مر جائیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے بیعت کر لی تھی۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اس شخص کو بلا کر تنبیہ کا خیال ہوا مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ صلاح دی کہ یہ موسم حج ہے ہر قسم کے دانا و نادان لوگ یہاں جمع ہیں' یہاں یہ مناسب نہ ہو گا مدینہ شریف پہنچ کر آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن کا یہ مشورہ قبول فرما لیا۔

٣٩٢٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعُلاَءِ - امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ - أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الأَنْصَارُ عَلَى

(٣٩٢٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہیں ابن شہاب نے خبر دی' انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ (ان کی والدہ) ام علاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی' نے انہیں خبر دی کہ جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لئے قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ان کے گھرانے کے حصے میں آئے تھے۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر

سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ. قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَاشْتَكَى عُثْمَانُ عِنْدَنَا، فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تُوُفِّيَ، وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ. شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِي، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَمَنْ؟ قَالَ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللهِ الْيَقِيْنُ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَمَا أَدْرِي وَاللهِ - وَأَنَا رَسُوْلُ اللهِ - مَا يُفْعَلُ بِيْ)). قَالَتْ: فَوَاللهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا. قَالَتْ: فَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ، فَنِمْتُ. فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)).

[راجع: ۱۲۴۳]

عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں بیمار پڑ گئے۔ میں نے ان کی پوری طرح تیمار داری کی لیکن وہ نہ بچ سکے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے تو میں نے کہا ابو سائب! (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں' میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے تو اس سلسلے میں کچھ خبر نہیں ہے' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! لیکن اور کسے نوازے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں تو واقعی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک یقینی امر (موت) ان کو آ چکی ہے' خدا کی قسم کہ میں بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں لیکن میں حالانکہ اللہ کا رسول ہوں خود اپنے متعلق نہیں جان سکتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پھر خدا کی قسم اس کے بعد میں اب کسی کے بارے میں اس کی پاکی نہیں کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا۔

تشریح ایک روایت میں یوں ہے میں یہ نہیں جانتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حال کیا ہونا ہے۔ اس روایت پر تو کوئی اشکال نہیں۔ لیکن محفوظ یہی روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہونا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے ﴿ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (الاحقاف : ۹) کہتے ہیں یہ آیت اور حدیث اس زمانہ کی ہے جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی ﴿ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ ﴾ (الفتح : ۲) اور آپ کو قطعاً یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب اگلے پچھلے لوگوں سے افضل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توجیہ عمدہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغنی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درجہ پر پہنچ جائے مگر اس کے استغنا اور کبریائی سے بے ڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شہنشاہ ہے جو چاہے وہ کر ڈالے' رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغنی اور بے پروا ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور کفار کو بہشت میں لے جاوے' کوئی دم نہیں مار سکتا۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ ان کا نیک عمل چشمہ کی صورت میں ان کے لئے ظاہر ہوا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ خوبصورت آدمی کی شکل میں اور برے عمل بد صورت آدمی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں' ہر دو حدیث برحق ہیں اور ان میں نیکوں اور بدوں کے مراتب اعمال کے مطابق کیفیات بیان کی گئی

ہیں جو مذکورہ صورتوں میں سامنے آتی ہیں۔ باقی اصل حقیقت آخرت ہی میں ہر انسان پر منکشف ہوگی۔ جو خدا اور رسول نے بتلا دیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

٣٩٣٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَأُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِي دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)). [راجع: ٣٧٧٧]

(٣٩٣٠) ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی کو (انصار کے قبائل اوس و خزرج کے درمیان) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی برپا کرا دیا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ انصار اسلام قبول کر لیں۔

کیونکہ غریب لوگ رہ گئے تھے سردار اور امیر مارے جا چکے تھے اگر یہ سب زندہ ہوتے تو شاید غرور کی وجہ سے مسلمان نہ ہوتے اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے۔ بعاث ایک جگہ کا نام تھا جہاں یہ لڑائی ہوئی۔

٣٩٣١- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ - أَوْ أَضْحىً - وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ - مَرَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا، وَإِنَّ عِيْدَنَا هَذَا الْيَوْمُ)).

[راجع: ٤٥٤، ٩٤٩]

(٣٩٣١) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے یہاں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تشریف رکھتے تھے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، دو لڑکیاں یوم بعاث کے بارے میں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار کے شعراء نے اپنے فخر میں کہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی گانے باجے! (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں) دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا، لیکن آپ نے فرمایا ابوبکر! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے، اس میں ہجرت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگلی حدیث کی مناسبت سے ذکر کیا جس میں جنگ بعاث کا ذکر ہے (وحیدی) قسطلانی میں ہے ومطابقة هذا الحديث للترجمة قال العينى رحمه الله تعالى من حيث انه مطابق للحديث السابق فى ذكر يوم بعاث و المطابق للمطابق مطابق قال و لم ارا حدا ذكر له مطابقة كذا قال فليتامل خلاصہ وہی ہے جو مذکور ہوا۔

٣٩٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح، وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ

(٣٩٣٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِي عُلُوِ الْمَدِيْنَةِ، فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِيْ سُيُوفِهِمْ. قَالَ : وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُوبَكْرٍ رِدْفَهُ وَمَلَأُ بَنُ النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ. قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ، فَجَاؤُوا. فَقَالَ : ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي حَائِطَم هَذَا))، فقالوا: لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ. قَالَ: ((فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ : كَانَتْ فِيْهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَكَانَتْ بِهِ خِرَبٌ، وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، قَالَ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيهِ حِجَارَةً. قَالَ: جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ يَقُولُونَ:

عبدالصمد نے خبر دی' کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالوارث سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابوالتیاح یزید بن حمید ضبعی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قباء کے ایک محلہ میں آپ نے (سب سے پہلے) قیام کیا جسے بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے وہاں چودہ رات قیام کیا پھر آپ نے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی النجار آپ کی خدمت میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی النجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے ہوئے مسلح پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی تک جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ نماز پڑھ لیتے تھے۔ بکریوں کے ریوڑ جہاں رات کو باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے لئے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے بنو النجار! اپنے اس باغ کی قیمت طے کر لو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس باغ میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں' کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں' جہاں کھنڈر تھا اسے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں (چوکھٹ کی جگہ) پتھر رکھ دیئے' حضرت انس رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَاخَیْرَ اِلاَّ خَیْرَ الْآخِرَۃ
فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُـــــهَاجِرَۃ

نے بیان کیا کہ صحابہ جب پتھر ڈھو رہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پتھر ڈھوتے اور شعر پڑھتے۔ صحابہ یہ شعر پڑھتے کہ اے اللہ! آخرت ہی کی خیر' خیر ہے' پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

اس حدیث کے ترجمہ میں حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے الفاظ و یصلی فی مرابض الغنم کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے غالبًا مرحوم کا یہ سہو ہے۔ اس حدیث میں بھی ہجرت کا ذکر ہے' یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

٤٧- بَابُ إِقَامَةِ الْـمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ، بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام کرنا کیسا ہے

تشریح: حافظ نے کہا باب کا مطلب یہ کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اس کو مکہ میں پھر رہنا حرام تھا۔ مگر حج یا عمرے کے لئے وہاں ٹھہر سکتا تھا' اس کے بعد تین دن سے زیادہ ٹھہرنا درست نہ تھا۔ اب جو لوگ دوسرے مقام سے بہ سبب فتنے وغیرہ کے ہجرت کریں تو اللہ کے واسطے انہوں نے کسی ملک کو چھوڑا ہو تو پھر وہاں لوٹنا درست نہیں اگر کسی فتنے کی وجہ سے چھوڑا ہو اور اس فتنہ کا ڈر نہ رہا ہو تو پھر وہاں لوٹنا اور رہنا درست ہے (وحیدی)

٣٩٣٣- حدَّثني إِبْراهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حدَّثنا حاتمٌ عنْ عبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ حُميْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سمعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائب ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ: مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَي مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلاَءَ بْنَ الْـحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((ثَلاَثٌ لِلْـمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ)).

(٣٩٣٣) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن حمید زہری نے بیان کیا' انہوں نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے سنا' وہ نمر کندی کے بھانجے سائب بن یزید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے مکہ میں (مہاجر کے) ٹھہرنے کے مسئلہ میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) طواف وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

مہاجر سے مراد وہ مسلمان جو مکہ سے مدینہ چلے گئے تھے۔ حج پر آنے کے لئے فتح مکہ سے قبل ان کے لئے یہ وقتی حکم تھا کہ وہ حج کے بعد مکہ شریف میں تین روز قیام کر کے مدینہ واپس ہو جائیں۔ فتح مکہ کے بعد یہ سوال ختم ہو گیا' تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

٤٨- بَابُ مَتَى أَرَّخُوا التَّارِيْخَ

باب اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟

تشریح: فی التوشیح قال بعضهم مناسبة جعل التاریخ قبل الهجرة ان القضایا التی کان یمکن منها اربعة مولده و مبعثه و هجرته ووفاته فلم یورخ من الاولیین لان کلامنهما لا یخلو عن نزاع فی تعیین سنته و لا من الوفاة لما یوقع من الاسف علیه فالحصر فی الهجرة و جعل اول السنة محرم دون ربیع لانه منصرف الناس من الحج انتهی یعنی بقول بعض تاریخ ہجرت کے لئے چار اہم معاملات مدنظر ہو سکتے تھے آپ کی پیدائش اور آپ کی بعثت اور ہجرت اور وفات ابتدا کی دو چیزوں میں تاریخ تعیین کا اختلاف ممکن تھا' اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ وفات کو اس لئے نہیں لیا کہ اس سے ہمیشہ آپ کی وفات پر تاسف ظاہر ہوتا۔ پس واقعہ ہجرت سے تاریخ کا تعین

مناسب ہوا ہجرت کا سنہ محرم میں مقرر کیا گیا تھا' اسی لئے محرم اس کا پہلا مہینہ قرار پایا۔ خلافت فاروقی کے ۱۷ھ میں یہ تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا جس پر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت سے اس کو مقرر کرنے کا مشورہ دیا جس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ اکابر صحابہ نے آیت کریمہ ﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾ (التوبہ : ۱۰۸) سے ہجرت کی تاریخ نکالی کہ یہی وہ دن ہیں جن میں اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا اور امن سے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔ من اول یوم سے اسلامی تاریخ کا اول دن یکم محرم سنہ ہجری قرار پایا۔

۳۹۳۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنِ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَلاَ مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَدُّوا إِلاَّ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ)).

(۳۹۳۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابو حازم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے' ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سال سے ہوا اور نہ آپ کی وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار مدینہ کی ہجرت کے سال سے ہوا۔

تشریح ابن جوزی نے کہا جب دنیا میں آبادی زیادہ ہو گئی تو حضرت آدم کے وقت سے تاریخ کا شمار ہونے لگا اب آدم سے لے کر طوفان نوح تک ایک تاریخ ہے اور طوفان نوح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے تک دوسری اور اس وقت سے حضرت یوسف علیہ السلام تک تیسری۔ وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے روانہ ہونے تک چوتھی۔ وہاں سے حضرت داؤد تک پانچویں۔ وہاں سے حضرت سلیمان علیہ السلام تک چھٹی اور وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ساتویں ہے اور مسلمانوں کی تاریخ آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے شروع ہوتی ہے گو ہجرت ربیع الاول میں ہوئی تھی مگر سال کا آغاز محرم سے رکھا۔ یہودی بیت المقدس کی ویرانی سے اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے اٹھ جانے سے تاریخ کا حساب کرتے ہیں۔

۳۹۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((فُرِضَتِ الصَّلاَةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلاَةُ السَّفَرِ عَلَى الأُوْلَى)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ. [راجع: ۳۵۰]

(۳۹۳۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو وہ فرض رکعات چار رکعات ہو گئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ اس روایت کی متابعت عبدالرزاق نے معمر سے کی ہے۔

روایت میں ہجرت کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔

۴۹- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ)) وَمَرْثِيَتُهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

باب نبی کریم ﷺ کی دعا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت قائم رکھ اور جو مہاجر مکہ میں انتقال کر گئے' ان کے لئے آپ کا اظہار رنج کرنا

۳۹۳۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا

(۳۹۳۶) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد

إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِي إِلاَّ ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لاَ)). قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ، يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَن تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ – قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ – وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلاَّ آجَرَكَ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِيَّ امْرَأَتِكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلاَّ ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً. وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. اللَّهُمَّ أَمْضِ لأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ. يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ)). وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: ((أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ)).

نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عامر بن سعد بن مالک نے اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع ۱۰ھ کے موقع پر میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں' میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ فرمایا کہ سعد! بس ایک تہائی کا کر دو' یہ بھی بہت ہے۔ اگر اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ احمد بن یونس نے بیان کیا' ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ "تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا' اللہ تمہیں اس لقمہ پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو گی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں کو) نقصان ہو گا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آ جائیں) البتہ سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اس میں (اپنی اولاد (ذریت کو چھوڑو' کے بجائے) تم اپنے وارثوں کو چھوڑو یہ الفاظ مروی ہیں۔

تشریح: حجۃ الوداع میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور بیماری شدت پکڑ گئی تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی سے مایوس ہو کر اپنے ترکہ کے بارے میں مسائل معلوم کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسائل سمجھائے اور ساتھ ہی تسلی دلائی کہ ابھی تم عرصہ تک زندہ رہو گے اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت سعدؓ بعد میں چالیس سال زندہ رہے' عراق فتح کیا اور بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے' ان کے بہت سے لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ حدیث پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو تنگ دست مفلس قلاش بننے کی بجائے زیادہ سے زیادہ حلال طور پر کما کر دولت مند بننے کی تعلیم دیتا ہے اور بزور رغبت دلاتا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو غربت تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ کر انتقال نہ کریں یعنی پہلے سے ہی محنت و مشقت کر کے افلاس کا مقابلہ کریں۔ ضرور ایسی ترقی کریں کہ مرنے کے بعد ان کی اولاد تنگ دستی محتاجگی افلاس کی شکار نہ ہو۔ اسی لئے حضرت امام سعید بن مسیب مشہور محدث فرماتے ہیں لا خیر فی من لا یرید جمع المال من حلہ یکف بہ وجھہ عن الناس و یصل بہ رحمہ و یعطی منہ حقہ ایسے شخص میں کوئی خوبی نہیں ہے جو حلال طریقہ سے مال جمع نہ کرے جس کے ذریعہ لوگوں سے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور خویش و اقارب کی خبرگیری کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ حضرت امام سبیعی کا قول ہے کانوا یرون السعۃ عونا علی الدین بزرگان دین خوش حالی کو دین کے لئے مددگار خیال کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں المال فی زماننا ھذا اسلاح المومنین مال ہمارے زمانہ میں مومن کا ہتھیار ہے (از منہاج القاصدین ص: ۱۹۹) قرآن مجید میں زکوٰۃ کا بار بار ذکر ہی یہ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان مال دار ہو جو سالانہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ ادا کر سکے۔ ہاں مال اگر حرام طریقہ سے جمع کیا جائے یا انسان کو اسلام اور ایمان سے غافل کر دے تو ایسا مال خدا کی طرف سے موجب لعنت ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب و یرضی (امین)

٥٠- بَابُ كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ؟

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان کس طرح بھائی چارہ قائم کرایا تھا

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: ((آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ)). وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ: ((آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ)).

اس کا بیان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ (وہب بن عبداللہ) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور ابوالدرداء کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔

تشریح: کہتے ہیں بھائی بھائی بنانا دوبار ہوا تھا ایک بار مکہ میں مہاجرین میں اس دفعہ ابوبکر' عمر کو اور حمزہ' زید بن حارثہ کو اور عثمان' عبدالرحمٰن بن عوف کو اور زبیر' ابن مسعود کو اور عبیدہ' بلال کو اور مصعب بن عمیر' سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ' سالم مولیٰ ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید' طلحہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شکایت کرنے آئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بنایا دوسری بار مدینہ میں ہوا مہاجرین اور انصار میں (وحیدی)

ابتدا میں مؤاخات ترکہ میں میراث تک پہنچ گئی تھی یعنی ایسے منہ بولے بھائیوں کو مرنے والے بھائی کے ترکہ میں حصہ دیا جانے لگا تھا مگر واقعہ بدر کے بعد آیت کریمہ و اولوا الارحام بعضھم اولی بعض نازل ہوئی جس سے ترکہ میں حصہ صرف حقیقی وارثوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مدینہ میں مؤاخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد کرائی گئی تھی۔

٣٩٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ

(۳۹۳۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا' ان سے سفیان

سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((قدم عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعِيْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الأَنْصَارِيِّ. فَعرضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ ومَالَهُ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمنِ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّنِي عَلَى السُّوقِ. فَربح شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وسَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بعْد أيَّام وعلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَهْيَمْ يا عَبْدَ الرَّحْمَنِ؟)) قَالَ: يا رَسُولَ اللهِ، تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصارِ. قَالَ: ((فَمَا سُقْتَ فِيْهَا؟)). فقال: وزْن نواة مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ ولَوْ بشاةٍ)).[راجع: ٢٠٤٩]

بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرایا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے آدھا وہ قبول کر لیں لیکن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے۔ آپ تو مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پنیر اور گھی میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپ نے فرمایا عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں مہر میں تم نے کیا دیا؟ انہوں نے بتایا کہ ایک گٹھلی برابر سونا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔

اس حدیث سے انصار کا ایثار اور مہاجرین کی خود داری روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ کیسے پختہ کار مسلمان تھے۔ اس حدیث سے تجارت کی بھی ترغیب ظاہر ہے۔ اللہ پاک علماء کو خصوصاً توفیق دے کہ وہ اس پر غور کر کے اپنے مستقبل کا فکر کریں۔ اللھم امین

٥١- بَابٌ

باب

٣٩٣٨- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ ((أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إلاَّ نَبِيٌّ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيْلُ آنِفًا)). قَالَ ابْنُ سَلاَمٍ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ. قَالَ: ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ

(٣٩٣٨) مجھ سے حامد بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے' ان سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپ سے چند سوال کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہو گی؟ اہل جنت کی ضیافت سب سے پہلے کس کھانے سے کی جائے گی؟ اور کیا بات ہے کہ بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب ابھی مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ یہ ملائکہ میں یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے

تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ. وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوتِ. وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلاَمِي. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ؟)) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ. فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ. فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ. قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَتَنَقَّصُوهُ. قَالَ: هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللهِ)).

[راجع: ٣٣٢٩]

مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جس کھانے سے سب سے پہلے اہل جنت کی ضیافت ہو گی وہ مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہو گا (جو نہایت لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے) اور بچہ باپ کی صورت پر اس وقت جاتا ہے جب عورت کے پانی پر مرد کا پانی غالب آ جائے اور جب مرد کے پانی پر عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ ماں پر جاتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی بڑے بہتان لگانے والے لوگ ہیں' اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو' ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ چنانچہ چند یہودی آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری قوم میں عبداللہ بن سلام کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں' ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لائیں؟ وہ کہنے لگے اس سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے بدتر آدمی ہیں اور سب سے بدتر باپ کا بیٹا ہے۔ فوراً ہی برائی شروع کر دی' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسی کا مجھے ڈر تھا۔

تشریح: کہ یہودی جب میرے اسلام کا حال سنیں گے تو پہلے ہی سے برا کہیں گے تو آپ نے سن لیا' ان کی بے ایمانی معلوم ہو گئی پہلے تو تعریف کی جب اپنے مطلب کے خلاف ہوا تو لگے برائی کرنے۔ بے ایمانوں کا یہی شیوہ ہے جو شخص ان کے مشرب کے خلاف ہو وہ کتنا بھی عالم فاضل صاحب ہنر اچھا شخص ہو لیکن اس کی برائی کرتے ہیں۔ اب تو ہر جگہ یہ آفت پھیل گئی ہے کہ اگر کوئی عالم فاضل شخص علمائے سوء کا ایک مسئلہ میں اختلاف کرے تو بس اس کے سارے فضائل اور کمالات کو ایک طرف ڈال کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں جو ادبار و تنزل کی نشانی ہے۔ اکثر فقہی متعصب علماء بھی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٣٩٣٩، ٣٩٤٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ

(۳۹۳۹'۴۰) ہم سے علی بن عبداللہ المدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے

اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: ((بَاعَ شَرِيْكٌ لِي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ، أَيَصْلِحُ هَذَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ. فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هَذَا الْبَيْعَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلاَ يَصْلِحُ. وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً)). فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ. وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ، وَقَالَ: ((نَسِيئَةً إِلَى الْمَوسِمِ أَوِ الْحَجِّ)).

[راجع: ٢٠٦٠، ٢٠٦١]

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے ابو منہال (عبدالرحمٰن بن مطعم) سے سنا' عبدالرحمٰن بن مطعم نے بیان کیا کہ میرے ایک ساجھی نے بازار میں چند درہم ادھار فروخت کیے ہیں' میں نے اس سے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم کہ میں نے بازار میں اسے بیچا تو کسی نے بھی قابل اعتراض نہیں سمجھا۔ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو اس طرح خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کی اس صورت میں اگر معاملہ دست بدست (نقد) ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر ادھار پر معاملہ کیا تو پھر یہ صورت جائز نہیں اور حضرت زید بن ارقم سے بھی مل کر اس کے متعلق پوچھ لو کیونکہ وہ ہم میں بڑے سوداگر تھے۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ سفیان نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے یہاں مدینہ تشریف لائے تو ہم (اس طرح کی) خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور بیان کیا کہ ادھار موسم تک کے لئے یا (یوں بیان کیا کہ) حج تک کے لئے۔

یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ بیع صرف میں تقابض اسی مجلس میں ضروری ہے' جیسے کہ کتاب البیوع میں گزر چکا ہے' آخر حدیث میں راوی کو شک ہے کہ موسم کا لفظ کہا یا حج کا مطابقت باب اس سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔

٥٢- بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

باب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان

هَادُوا : صَارُوا يَهُودًا. وَأَمَّا قَوْلُهُ هُدْنَا : تُبْنَا. هَائِدٌ : تَائِبٌ

سورۂ بقرہ میں لفظ ھادوا کے معنی ہیں کہ یہودی ہوئے اور سورۂ اعراف میں ھدنا تبنا کے معنی میں ہے (ہم نے توبہ کی) اسی سے ھائد کے معنی تائب یعنی توبہ کرنے والا۔

٣٩٤١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لآمَنَ بِي الْيَهُودُ)).

(۳۹۴۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دس یہودی (احبار و علماء) مجھ پر ایمان لے آئیں تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ میرے مدینہ میں آنے کے بعد اگر دس یہودی بھی مسلمان ہو جاتے تو دوسرے تمام یہودی بھی ان کی دیکھا دیکھی مسلمان ہو جاتے۔ ہوا یہ کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو صرف عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے باقی دوسرے سردار یہود کے جیسے ابو یاسر اور حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف' رافع بن ابی الحقیق۔ بنی نضیر میں سے اور عبداللہ بن حنیف اور فحاص اور رفاعہ بنی قینقاع میں سے زبیر اور کعب اور شویل بنی قریظہ میں سے یہ سب مخالف رہے۔ کہتے ہیں ابو یاسر آپ کے پاس آیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو سمجھایا' یہ سچے پیغمبر وہی پیغمبر ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے۔ ان کا کہنا مان لو لیکن اس کے بھائی نے مخالفت کی اور قوم کے لوگوں نے بھائی کی مخالفت کی وجہ سے ابو یاسر کا کہنا نہ سنا اور میمون بن یامین ان یہودیوں میں سے مسلمان ہو گیا۔ اس کا بھی حال عبداللہ بن سلام کا سا گزرا۔ پہلے تو یہودیوں نے بڑی تعریف کی جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو گیا تو لگے اس کی برائی کرنے (وحیدی)

٣٩٤٢- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ - أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يُعَظِّمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُومُونَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ)). فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ)). [راجع: ٢٠٠٥]

(٣٩٤٢) مجھ سے احمد یا محمد بن عبید اللہ غدانی نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا کہ انہیں ابو عمیس نے خبر دی' انہیں قیس بن مسلم نے' انہیں طارق بن شہاب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ باب کا مطلب اسی سے نکلا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھے' اسے چاہیے کہ یہودیوں کی مخالفت کے لئے اس میں نویں یا گیارھویں تاریخ کے دن یعنی ایک روزہ اور بھی رکھ لیں۔ اب یہ روزہ رکھنا سنت ہے۔

٣٩٤٣- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ، فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا: هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْفَرَ اللهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيْلَ عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ)). ثُمَّ أَمَرَ

(٣٩٤٣) ہم سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو بشر جعفر نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عنایت فرمائی تھی چنانچہ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہیں اور آپؐ نے اس دن

بِصَوْمِهِ)). [راجع: ٢٠٠٤]

روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

٣٩٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ)).[راجع: ٣٥٥٨]

(٣٩٤٤) ہم سے عبدان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبردی' ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بال کو پیشانی پر لٹکا دیتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بال پیشانی پر لٹکائے رہنے دیتے تھے۔ جن امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (وحی کے ذریعہ) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ نکالنے لگے تھے۔

شاید بعد میں آپ کو اس کا حکم آ گیا ہو گا۔ پیشانی پر بال لٹکانا آپ نے چھوڑ دیا اب یہ نصاریٰ کا طریق رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ صرف اپنے رسول کریم ﷺ کا طور طریق چال چلن اختیار کریں اور دوسروں کی غلط رسموں کو ہرگز اختیار نہ کریں۔

٣٩٤٥- حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّأُوهُ أَجْزَاءً، فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ)).

[طرفاه في : ٤٧٠٥، ٤٧٠٦].

(٣٩٤٥) مجھ سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو بشر (جابر بن ابی وحشیہ) نے خبردی' انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہی تو ہیں جنہوں نے آسمانی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا' بعض باتوں پر ایمان لائے اور بعض باتوں کا انکار کیا۔

تشریح: جیسے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے۔ عینی نے کہا اگلی حدیث میں اہل کتاب کا ذکر ہے' اس مناسبت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بیان کر دیا۔

یہودیوں کی جس بری خصلت کا یہاں ذکر ہوا' یہی سب عام مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے کہ بعض آیتوں پر عمل کرتے ہیں اور عملاً بعض کو جھٹلاتے ہیں بعض سنتوں پر عمل کرتے ہیں بعض کی مخالفت کرتے ہیں۔ عام طور پر مسلمانوں کا یہی حال ہے آنحضرت ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری امت بھی یہودیوں کے قدم بہ قدم چلے گی' وہی حالت آج ہو رہی ہے۔ رحم اللہ علینا۔

٥٣- بَابُ إِسْلاَمِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ

٣٩٤٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ

(٣٩٤٦) مجھ سے حسن بن شقیق نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر نے

شُقَيْقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي ح. وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ: ((عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تداولهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلَى رَبٍّ)).

بیان کیا کہ میرے والد سلیمان بن طرخان نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہا میں نے سنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ ان کو کچھ اوپر دس آدمیوں نے ایک مالک سے بدلا' دوسرے سے مالک سے خریدا۔

٣٩٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوفٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((أَنَا مِنْ رَامَ هُرْمُزَ)).

(٣٩٤٧) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عوف اعرابی نے' ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا' کہا میں نے حضرت سلمان فارسی سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں رام ہرمز (فارس میں ایک مقام ہے) کا رہنے والا ہوں۔

٣٩٤٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: ((فِتْرَةُ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّمِائَةِ سَنَةٍ)).

(٣٩٤٨) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی' انہیں عاصم احول نے' انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا) چھ سو برس کا وقفہ گزرا ہے۔

تشریح: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کرایا تھا۔ فارس کے شہر ہرمز رام کے رہنے والے تھے' دین حق کی طلب میں انہوں نے ترک وطن کیا اور پہلے عیسائی ہوئے۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا پھر قوم عرب نے ان کو گرفتار کر کے یہودیوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا یہاں تک کہ یہ مدینہ میں پہنچ گئے اور پہلی ہی صحبت میں دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے پھر انہوں نے اپنے یہودی مالک سے مکاتبت کر لی جس کی رقم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔ مدینہ آنے تک یہ دس جگہ غلام بنا کر فروخت کئے گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں' جنت ان کے قدموں کی منتظر ہے۔ اڑھائی سو سال کی عمر طویل پائی۔ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے اور صدقہ خیرات بھی کرتے۔ ٣٥ھ میں شہر مدائن میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ (آمین)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزید حالات:

آپ علاقہ اصفہان کے ایک دیہات کے ایک دیہاتی کسان کے اکلوتے فرزند تھے۔ باپ وفور محبت میں لڑکیوں کی طرح گھر ہی میں بند رکھتا تھا۔ آتش کدہ کی دیکھ بھال سپرد تھی۔ مجوسیت کے بڑے پختہ کار پجاری سے یکایک پختہ کار عیسائی بن گئے۔ اس طرح کہ ایک روز اتفاقاً کھیت کو گئے' اثنائے راہ میں عیسائیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر اس طرز عبادت پر والہانہ فریفتہ ہو گئے۔ باپ نے مقید کر دیا مگر آپ کسی طرح بھاگ کر عیسائیوں کے ساتھ شام کے ایک بشپ کی خدمت میں پہنچ گئے جو بہت بد اخلاق تھا اور صدقہ کا تمام روپیہ لے کر خود رکھ لیتا تھا۔ زندگی میں تو کچھ کہہ نہ سکے جب وہ مرا اور عیسائی اسے شان و شوکت کے ساتھ دفن کرنے پر تیار ہوئے تو آپ نے اس کا سارا پول کھول کر رکھ دیا اور تصدیق کے طور پر سات مٹکے سونے چاندی سے لبریز دکھا دیئے اور سزا کے طور پر اس کی لاش صلیب پر آویزاں کر دی گئی۔ دوسرا بشپ بہت متقی و عابد بھی تھا اور آپ سے محبت بھی رکھتا تھا مگر اسے جلد پیام موت آ گیا۔ آپ نے

استفسار پر فرمایا کہ اب تو میرے علم میں کوئی سچا عیسائی نہیں۔ جو تھے مر چکے' دین میں بہت کچھ تحریف ہو چکی' البتہ موصل میں ایک شخص ہے' اس کے پاس چلے جاؤ۔ اس کے پاس پہنچ کر کچھ ہی مدت رہنے پائے تھے کہ اس کا بھی وقت آ گیا اور وہ نصیبا میں ایک پادری کا پتہ بتا گیا' یہ سب سے زیادہ عابد و زاہد تھا۔ عموریہ میں ایک شخص کا پتہ دے کر یہ بھی راہی ملک بقا ہوا لیکن جب اسقف عموریہ بھی جلد ہی بستر مرگ پر دراز ہوا تو آپ افسردہ ہوئے۔ اسقف نے کہا بیٹا اب تو دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ میں تجھے جس کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ عنقریب ریگستان عرب سے پیغمبر آخر الزماں پیدا ہونے والے ہیں' جن کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی اور صدقہ اپنے اوپر حرام سمجھیں گے۔ آخری وصیت یہی ہے کہ ممکن ہو تو ان سے ضرور ملنا' ایک عرصہ تک آپ عموریہ میں ہی رہے' بکریاں چراتے پالتے اور اسی پر اپنا گزارہ کرتے رہے۔ ایک روز عرب تاجروں کے ایک قافلہ کو ادھر سے گزرتا دیکھ کر ان سے کہا کہ اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اس کے صلہ میں اپنی سب بکریاں تمہاری نذر کر دوں گا۔ انہوں نے وادی القریٰ پہنچتے ہی آپ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا لیکن اس غلامی پر جو کسی کے استان ناز تک رسائی کا ذریعہ بن جائے تو ہزاروں آزادیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ الغرض حضور ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سولھواں پارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ! خاص تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں اس (بخاری شریف کے پارہ ١٦) کو شروع کرتا ہوں تو نہایت ہی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ پس تو اپنے فضل سے اس پارے کو بھی خیریت کے ساتھ پورا کرنے والا ہے۔ یااللہ! یہ دعا قبول کر لے۔ آمین۔

١ - باب غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ.

باب غزوہ عشیرہ یا عسیرہ کا بیان

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ ﷺ الأَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

محمد بن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ مقام ابواء کا ہوا' پھر جبل بواط' پھر عشیرہ۔

تشریح غزوہ اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ اپنی ذات سے خود تشریف لے گئے ہوں اور سریہ وہ جس میں آپ ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے۔ جحفہ سے مدینہ کی جانب ایک گاؤں ابواء ہے اور بواط ینبوع کے قریب ایک پہاڑی مقام کا نام ہے۔ عشیرہ بھی ایک مقام ہے یا ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان تینوں جہادوں میں آنحضرت ﷺ بدر کی جنگ سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ کہتے ہیں ابواء میں مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص بناتھ نے اس پر تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا۔ یہ تینوں جہاد ہجرت سے ایک سال بعد کئے گئے۔ لفظ مغازی یہاں پر غزا یغزو کا مصدر ہے یا ظرف ہے۔ لکن کونہ مصدرا متعین

ھٰھنا (قسطلانی) بعض راویوں نے غزوات نبوی کی تعداد ۲۱ بیان کی ہیں جن میں چھوٹے غزوات کو بھی شامل کیا ہے۔

۳۹۴۹- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ : سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ : فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُسَيْرَةُ أَوِ الْعُشَيْرُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ : الْعُشَيْرَةُ.

[طرفاه في : ٤٤٠٤، ٤٤٧١].

(۳۹۴۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابواسحاق نے کہ میں ایک وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے غزوے کئے؟ انہوں نے کہا انیس۔ میں نے پوچھا' آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ میں نے پوچھا' آپ ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیرہ۔ پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیرہ ہے۔ شین معجمہ سے ہی یہ لفظ صحیح ہے۔

آنحضرت ﷺ کفار قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر تشریف لے گئے تھے مگر قافلہ تو نہیں ملا ہاں جنگ بدر اس کے نتیجہ میں وقوع میں آئی۔

۲- باب ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

باب بدر کی لڑائی میں فلاں فلاں مارے جائیں گے۔ اس کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کا بیان

تشریح اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی ہے وہ زیادہ مناسب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا تھا کہ اس جگہ فلاں کافر مارا جائے گا اور اس جگہ فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے لیے بتلائے تھے وہ کافر ان ہی جگہوں پر مارے گئے۔ یہ آپ کا ایک کھلا ہوا معجزہ تھا اور باب کی حدیث میں جو پیشین گوئی ہے وہ جنگ بدر سے بہت پہلے کی ہے۔

۳۹۵۰- حدثني أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ صَدِيقًا لأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ

(۳۹۵۰) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا' ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا' ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا' انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ وہ امیہ بن خلف کے (جاہلیت کے زمانے سے) دوست تھے اور جب بھی امیہ مدینہ سے گزرتا تو ان کے یہاں قیام کرتا تھا۔ اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ سے گزرتے تو امیہ کے یہاں قیام کرتے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ عمرہ

اللّٰہِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا، فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمَيَّةَ انْظُرْ لِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُوجَهْلٍ فَقَالَ : يَا أَبَا صَفْوَانَ مَنْ هَذَا مَعَكَ؟ فَقَالَ هَذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ : أَلاَ أَرَاكَ تَطُوفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِينُونَهُمْ! أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لاَ أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ، وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ : أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هَذَا لأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ، طَرِيقَكَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ : لاَ تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ سَعْدٌ : دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهُمْ قَاتِلُوكَ)) قَالَ : بِمَكَّةَ قَالَ: لا أَدْرِي، فَفَزِعَ لِذَلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ : يَا أُمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ؟ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهُ : بِمَكَّةَ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِي فَقَالَ أُمَيَّةُ : وَاللّٰهِ لاَ أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُو جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ : أَدْرِكُوا عِيرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَى يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ

کے ارادے سے گئے اور امیہ کے پاس قیام کیا۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے لیے کوئی تنہائی کا وقت بتاؤ تاکہ میں بیت اللہ کا طواف کروں۔ چنانچہ امیہ انہیں دوپہر کے وقت ساتھ لے کر نکلا۔ ان سے ابوجہل کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا' ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ امیہ نے بتایا کہ یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابوجہل نے کہا' میں تمہیں مکہ میں امن کے ساتھ طواف کرتا ہوا نہ دیکھوں۔ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس خیال میں ہو کہ تم لوگ ان کی مدد کرو گے۔ خدا کی قسم! اگر اس وقت تم' ابوصفوان! امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر سلامتی سے نہیں جا سکتے تھے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' اس وقت ان کی آواز بلند ہو گئی تھی کہ اللہ کی قسم اگر آج تم نے مجھے طواف سے روکا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا راستہ بند کر دوں گا اور یہ تمہارے لیے بہت سی مشکلات کا باعث بن جائے گا۔ امیہ کہنے لگا' سعد! ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے بلند آواز سے نہ بولو۔ یہ وادی کا سردار ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' امیہ! اس طرح کی گفتگو نہ کرو۔ اللہ کی قسم کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں کہ تو ان کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔ امیہ نے پوچھا۔ کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ یہ سن کر بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر لوٹا تو (اپنی بیوی سے) کہا' ام صفوان! دیکھا نہیں سعد رضی اللہ عنہ میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا' کیا کہہ رہے ہیں؟ امیہ نے کہا کہ وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد ﷺ نے انہیں خبر دی ہے کہ کسی نہ کسی دن وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے پوچھا کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی مجھے خبر نہیں۔ امیہ کہنے لگا خدا کی قسم اب مکہ سے باہر میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لیے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو چلو تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی' لیکن ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا' اے ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ تم

وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي تَخَلَّفُوا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ أَبُو جَهْلٍ حَتَّى قَالَ : أَمَّا إِذْ غَلَبْتَنِي فَوَ اللهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيرٍ بِمَكَّةَ، ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ : يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِينِي فَقَالَتْ لَهُ : يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ! قَالَ : لَا مَا أُرِيدُ أَنْ أَجُوزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيبًا، فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذَلِكَ حَتَّى قَتَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ.

[راجع: ٣٦٣٢]

ہی لڑائی میں نہیں نکلتے ہو تو دوسرے لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ ابو جہل یوں ہی برابر اس کو سمجھاتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر امیہ نے کہا جب نہیں مانتا تو خدا کی قسم (اس لڑائی کے لیے) میں ایسا تیز رفتار اونٹ خریدوں گا جس کا ثانی مکہ میں نہ ہو۔ پھر امیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا' ام صفوان! میرا سامان تیار کردے۔ اس نے کہا' ابو صفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے؟ امیہ بولا' میں بھولا نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی ٹھہرنا ہوتا' یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھے رکھتا۔ وہ برابر ایسا ہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرا دیا۔

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امیہ کے مارے جانے سے پہلے ہی اس کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ کرمانی نے الفاظ انہم قاتلوک کی تفسیر یہ کی ہے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی تجھ کو قتل کرائیں گے۔ امیہ کو اس وجہ سے تعجب ہوا کہ ابو جہل تو میرا دوست ہے وہ مجھ کو کیونکر قتل کرائے گا۔ اس صورت میں قتل کرانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تیرے قتل کا سبب بنے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ امیہ بدر کی لڑائی میں جانے پر راضی نہ تھا' لیکن ابو جہل زبردستی اس کو پکڑ کر لے گیا۔ امیہ جانتا تھا کہ حضرت محمد (ﷺ) جو بات کہہ دیں وہ ہو کر رہے گی۔ اگرچہ اس نے واپس بھاگنے کے لیے تیز رفتار اونٹ ہمراہ لیا مگر وہ اونٹ کچھ کام نہ آیا اور امیہ بھی جنگ بدر میں قتل ہوا۔ خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جسے کسی زمانہ میں یہ سخت سے سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کو اس سے ڈرایا کہ مکہ کے لوگ شام کی تجارت کے لیے براستہ مدینہ جایا کرتے تھے اور ان کی تجارت کا دارومدار شام ہی کی تجارت پر تھا۔ بعض شارحین نے انہم قاتلوک سے مسلمان مراد لیے ہیں اور کرمانی کے قول کو ان کا وہم قرار دیا ہے۔ (قسطلانی) بہرحال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا اللہ نے اسے پورا کیا اور امیہ جنگ بدر میں قتل ہوا۔

٣- باب قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ

باب غزوۂ بدر کا بیان

مدینہ سے کچھ میل کے فاصلے پر بدر نامی ایک گاؤں تھا جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے نام سے آباد تھا یا بدر ایک کنویں کا نام تھا۔ ۲ھ میں رمضان میں مسلمانوں اور کافروں کی یہاں مشہور جنگ بدر ہوئی جس کا کچھ ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ ١٧/ رمضان بروز جمعہ جنگ ہوئی جس میں کفار قریش کے ستر اکابر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ اس جنگ نے کفار کی کمر توڑ دی اور وعدہ الٰہی ان اللہ علی نصرھم لقدیر صحیح ثابت ہوا۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾. ﴿إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا "اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر میں جس وقت کہ تم کمزور تھے۔ تو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اے نبی! وہ وقت یاد کیجئے' جب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے' کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد

يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلاَثَةِ آلاَفٍ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ مُنْزَلِينَ. بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلاَفٍ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ مُسَوِّمِينَ. وَمَا جَعَلَهُ اللهُ إِلاَّ بُشْرَى لَكُمْ، وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ﴾ [آل عمران: ١٢٣-١٢٧].

وَقَالَ وَحْشِيٌّ: قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ﴾ [الأنفال: ٧]

کے لیے تین ہزار فرشتے اتار دے' کیوں نہیں' بشرطیکہ تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اگر وہ تم پر فوراً آپڑیں تو تمہارا پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے کرے گا اور یہ تو اللہ نے اس لیے کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ غالب اور حکمت والے ہی کی طرف سے ہوئی ہے اور یہ نصرت اس غرض سے تھی تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کردے یا انہیں ایسا مغلوب کردے کہ وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ جائیں۔

وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورۂ انفال میں) "اور وہ وقت یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا' دو جماعتوں میں سے ایک کے لیے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی" آخر تک۔

تشریح آیات مذکورہ میں جنگ بدر کی کچھ تفصیلات مذکور ہوئی ہیں۔ اسی لیے حضرت امام نے ان کو یہاں نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حقائق ان آیات میں ذکر کئے ہیں جو اہل اسلام کے لیے ہر زمانہ میں مشعل راہ بنتے رہے ہیں۔ عنوان میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے جنہوں نے اس جنگ میں صحیح یہ ہے کہ عدی بن نوفل بن عبد مناف کو قتل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم نے جو طعیمہ کا بھتیجا تھا اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو حمزہ (رضی اللہ عنہ) کو مار ڈالے تو میں تجھ کو آزاد کردوں گا۔ عنوان میں مذکور ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے طعیمہ مارا گیا جس کے بدلے کے لیے وحشی کو مقرر کیا گیا۔ یہی وحشی ہے جس نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

٣٩٥١- حدثني يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلاَّ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ

(٣٩٥١) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب نے' ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوے کئے' میں غزوہ تبوک کے سوا اور سب میں حاضر رہا۔ البتہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا لیکن جو لوگ اس غزوے میں شریک نہ ہو سکے تھے' ان میں سے کسی پر اللہ نے عتاب نہیں کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے

ﷺ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ.

[راجع: ٢٧٥٧]

قافلے کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تھے۔ (لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے) مگر اللہ تعالیٰ نے ناگہانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

ہر چند حضرت کعب رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے مگر چونکہ بدر میں آنحضرت ﷺ کا قصد جنگ کا نہ تھا اس لیے سب لوگوں پر آپ نے نکلنا واجب نہیں رکھا برخلاف جنگ تبوک کے۔ اس میں سب مسلمانوں کے ساتھ جانے کا حکم تھا جو لوگ نہیں گئے ان پر اس لیے عتاب ہوا۔

٤- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ. وَمَا جَعَلَهُ اللهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ، وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ، إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ. وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ. وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ، وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الأَقْدَامَ، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا، سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ، فَاضْرِبُوا فَوْقَ الأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ يُشَاقِقِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [الأنفال: ٩-١٢].

باب اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

"اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے' پھر اس نے تمہاری فریاد سن لی۔" اور فرمایا کہ تمہیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا اور اللہ نے یہ بس اس لیے کیا کہ تمہیں بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ ہی کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اور وہ وقت بھی یاد کرو جب اللہ نے اپنی طرف سے چین دینے کو تم پر نیند کو بھیج دیا تھا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی اتار رہا تھا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے باعث تمہارے قدم جما دے' (اور اس وقت کو یاد کرو) جب تیرا پروردگار وحی کر رہا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سو ایمان لانے والوں کو جمائے رکھو میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں' سو تم کافروں کی گردنوں پر مارو اور ان کے جوڑوں پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے' سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ : شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ مَشْهَدًا لأَنْ أَكُونَ

(٣٩٥٢) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا' ان سے مخارق بن عبداللہ بجلی نے' ان سے طارق بن شہاب نے' انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری

صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَعْنِي قَوْلَهُ.

زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی' وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ اس وقت مشرکین پر بددعا کر رہے تھے' انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ' تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو' بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں' آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن آنحضرت ﷺ قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر مدینہ سے نکلے تھے۔ وہاں قافلہ تو نکل گیا فوج سے لڑائی ٹھن گئی' جس میں خود کفار مکہ جارح کی حیثیت سے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس نازک مرحلہ پر رسول کریم ﷺ نے جملہ صحابہ سے جنگ کے متعلق نظریہ معلوم فرمایا۔ اس وقت جملہ مہاجرین و انصار نے آپ کو تسلی دی اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ انصار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ اگر برک الغماد نامی دور دراز جگہ تک ہم کو جنگ کے لیے لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلنے اور جان و دل سے لڑنے کو حاضر ہیں۔ اس پر آپؐ بے حد مسرور ہوئے۔ (ﷺ)

٣٩٥٣- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اللَّهُمَّ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ. فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾.

[راجع: ٢٩٢٥]

(٣٩٥٣) مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا' ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے عکرمہ نے' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر فرمایا تھا' اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں' اگر تو چاہے (کہ یہ کافر غالب ہوں تو مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد) تیری عبادت نہ ہو گی۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا' بس کیجئے' یارسول اللہ! اس کے بعد حضورؐ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپؐ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی "جلد ہی کفار کی جماعت کو ہار ہو گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔"

تشریح اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے پہلی بار ایک ہزار فرشتوں سے مدد نازل کی۔ پھر بڑھا کر تین ہزار کر دیئے پھر پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔ اسی لیے آیت کریمہ ﴿ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴾ (الانفال: ٩) سورۂ آل عمران کی آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں پانچ ہزار کا ذکر ہے۔

٥- باب

باب

٣٩٥٤- حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا

(٣٩٥٤) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں ابن جریج نے خبر دی' کہا کہ مجھے عبدالکریم نے خبر دی' انہوں نے عبداللہ بن حارث کے مولیٰ مقسم سے سنا' وہ حضرت ابن

مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء : ٩٥] عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ.

عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (سورۂ نساء کی اس آیت سے) جہاد میں شرکت کرنے والے اور اس میں شریک نہ ہونے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ مراد ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے اور جو اس میں شریک نہیں ہوئے۔

٦- باب عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ

باب جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا شمار

٣٩٥٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

(٣٩٥٥) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (بدر کی لڑائی کے موقع پر) مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو "نابالغ" قرار دے دیا گیا تھا۔

٣٩٥٦- وحدثني مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّينَ وَالأَنْصَارُ نَيِّفًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ.
[راجع: ٣٩٥٥]

(٣٩٥٦) (دوسری سند) امام بخاری فرماتے ہیں اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں مجھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نابالغ قرار دے دیا گیا تھا اور اس لڑائی میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

کل مسلمان تین سو دس اور تین سو انیس کے درمیان تھے۔

تشریح جنگ میں بھرتی کے لیے صرف بالغ جوان لئے جاتے تھے۔ حضرت براء اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کم سنی کی وجہ سے بھرتی میں نہیں لیے گئے۔ ان کی عمریں ۱۳۔۱۴ سالوں کی تھیں۔ جنگ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار یا سات سو پچاس تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی کافی تھے پھر بھی اللہ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔ طالوت اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جس کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے' مقابلہ جالوت نامی کافر سے تھا جس کا لشکر بہت بڑا تھا' مگر اللہ نے طالوت کو فتح عنایت فرمائی۔

٣٩٥٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاَثُمِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ: لاَ وَاللهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلاَّ

(٣٩٥٧) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے جو بدر میں شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی حضرت طالوت علیہ السلام کے ان اصحاب کی تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین کو پار کیا تھا۔ تقریباً تین سو دس۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں' خدا کی قسم! حضرت طالوت کے ساتھ نہر

مُؤْمِن.

فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکے تھے جو مومن تھے۔

بے ایمان سب نہر کا پانی بے صبری سے پی پی کر پیٹ پھلا پھلا کر ہمت ہار چکے تھے۔

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصحاب طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلاَّ مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاَثُمَائَةٍ.

[راجع: ٣٩٥٧]

(٣٩٥٨) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا' ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی' اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی' جنہوں نے آپ کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے یعنی تین سو دس پر اور کئی آدمی۔

٣٩٥٩- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلاَثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلاَّ مُؤْمِنٌ. [راجع:٣٩٥٧]

(٣٩٥٩) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے سفیان ثوری نے' ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' انہیں سفیان نے خبر دی' انہیں ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں اصحاب بدر کی تعداد بھی کچھ اوپر تین سو دس تھی' جتنی ان اصحاب طالوت کی تعداد تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور اسے پار کرنے والے صرف ایمان دار ہی تھی۔

٧- باب دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ : شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيدِ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلاَكِهِمْ

باب کفار قریش' شیبہ' عتبہ' ولید اور ابوجہل بن ہشام کے لیے نبی کریم ﷺ کا بددعا کرنا اور ان کی ہلاکت کا بیان

یہ وہ بدبخت لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک دن جب آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے' ان لوگوں نے آپ کی کمر مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی تھی۔ ان حالات سے مجبور ہو کر رسول کریم ﷺ نے ان کے حق میں بددعا فرمائی۔ جس کا نتیجہ بدر کے دن ظاہر ہو گیا۔ جملہ کفار ہلاک ہو گئے۔ اس سے بحالت مجبوری دشمنوں کے لیے بد دعا کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ مومن باللہ کا یہ آخری ہتھیار ہے جسے وقتاً استعمال کرنے پر اس کا وار خالی نہیں جاتا۔ اسلئے کہا گیا ہے کہ ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا — نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

٣٩٦٠- حدثني عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

(٣٩٦٠) مجھ سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا' انہوں نے ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ہم سے ابواسحاق سبیعی نے بیان کیا' ان

مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا. [راجع: ٢٤٠]

سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کعبہ کی طرف منہ کر کے کفار قریش کے چند لوگوں' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ اور ابو جہل بن ہشام کے حق میں بددعا کی تھی' میں اس کے لیے اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے (بدر کے میدان میں) ان کی لاشیں پڑی ہوئی پائیں۔ سورج نے ان کی لاشوں کو بدبودار کر دیا تھا۔ اس دن بڑی گرمی تھی۔

یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن ان ظالموں نے حضور ﷺ کی کمر مبارک پر بحالت نماز اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی تھی اور خوش ہو ہو کر ہنس رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے مظالم کا بدلہ ان کو دے دیا۔

٨- باب قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ

باب (بدر کے دن) ابو جہل کا قتل ہونا

٣٩٦١- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ.

(٣٩٦١) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ہم کو قیس بن ابو حازم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بدر کی لڑائی میں وہ ابو جہل کے قریب سے گزرے' ابھی اس میں تھوڑی سی جان باقی تھی' اس نے ان سے کہا' اس سے بڑا کوئی اور شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے؟

٣٩٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ: أَ أَنْتَ أَبُوجَهْلٍ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ

(٣٩٦٢) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا' ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا' مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ان سے سلیمان تیمی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو معلوم کرے کہ ابو جہل کا کیا حشر ہوا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حقیقت حال معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما) نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا' کیا تو ہی ابو جہل ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ لی' ابو جہل نے کہا' کیا

رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ؟ قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ.
[طرفاه في:٣٩٦٣-٤٠٢٠].

اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے تم نے آج قتل کر ڈالا ہے؟ یا (اس نے یہ کہا کہ کیا اُس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟) احمد بن یونس نے (اپنی روایت میں) انت ابا جھل کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ پوچھا 'کیا تو ہی ابو جہل ہے۔

٣٩٦٣- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ فَقَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوهُ.
[راجع: ٣٩٦٢]

(٣٩٦٣) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے سلیمان تیمی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا' کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کا کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا' تو ہی ابو جہل ہے؟ اس نے کہا' کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے' یا (اس نے یوں کہا کہ) تم لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے؟

تشریح سلیمان تیمی کی دوسری روایت میں یوں ہے۔ وہ کہنے لگا' کاش! مجھ کو کسانوں نے نہ مارا ہوتا۔ ان سے انصار کو مراد لیا۔ ان کو ذلیل سمجھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا سر کاٹ کر لائے تو آنحضرت ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس مردود کے ہاتھوں مکہ میں سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو مردود کہنے لگا۔ ارے ذلیل بکریاں چرانے والے! تو بڑے سخت مقام پر چڑھ گیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔

حدثني ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

مجھ سے ابن مثنیٰ نے بیان کیا' ہم کو معاذ بن معاذ نے خبر دی' کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی' اسی طرح آگے حدیث بیان کی۔

٣٩٦٤- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَتَبْتُ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ فِي بَدْرٍ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ.
[راجع: ٣١٤١]

(٣٩٦٤) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے یوسف بن ماجشون سے یہ حدیث لکھی' انہوں نے صالح بن ابراہیم سے بیان کیا' انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے صالح کے دادا (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) سے' بدر کے بارے میں عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث مراد لیتے تھے۔

٣٩٦٥- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

(٣٩٦٥) مجھ سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا' ہم سے معتمر نے

الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوا بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ: وَفِيهِمْ أُنْزِلَتْ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ: هُمُ الَّذِينَ تَبَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

[طرفاه في: ۳۹۶۷، ٤٧٤٤].

بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو مجلز نے' ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھگڑا چکانے کے لیے دوزانو ہو کر بیٹھے گا۔ قیس بن عباد نے بیان کیا کہ انہیں حضرات (حمزہ' علی اور عبیدہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں سورۂ حج کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ "یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں لڑائی کی" بیان کیا کہ یہ وہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں لڑنے کے لیے (تنہا تنہا) نکلے تھے' مسلمانوں کی طرف سے حمزہ' علی اور عبیدہ یا ابوعبیدہ بن حارث رضوان اللہ علیہم (اور کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ' عتبہ اور ولید بن عتبہ تھے۔

تشریح ہوا یہ کہ بدر کے دن کافروں کی طرف سے یہ تین شخص میدان میں نکلے تھے اور کہنے لگے اے محمد! ہم سے لڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجو۔ ادھر سے انصار مقابلہ کو گئے تو کہنے لگے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو اپنے برادری والوں سے یعنی قریش والوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے حمزہ! اٹھو' اے علی! اٹھو' اے عبیدہ! اٹھو' حضرت حمزہ شیبہ کے مقابلہ پر اور علی ولید کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ حمزہ نے شیبہ کو' علی نے ولید کو مار لیا اور عبیدہ اور عتبہ دونوں ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر عتبہ کو ختم کیا اور عبیدہ کو اٹھا لائے۔

٣٩٦٦- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ فِي سِتَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ: عَلِيٌّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ.

[أطرافه في: ۳۹٦۸، ۳۹٦۹، ٤٧٤٣].

(۳۹۶۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ابوہاشم نے' ان سے ابو مجلز نے' ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (سورۂ حج کی) آیت کریمہ ﴿ هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ﴾ (الحج: 19) (یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں مقابلہ کیا) قریش کے چھ شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (تین مسلمانوں کی طرف کے یعنی) علی' حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور (تین کفار کی طرف کے یعنی) شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

بدر میں کفار اور مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا تھا جس میں مسلمان کامیاب رہے' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

٣٩٦٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ كَانَ

(۳۹۶۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم صواف نے بیان کیا' ہم سے یوسف بن یعقوب نے بیان کیا' ان کا بنی ضبیعہ کے یہاں آنا جانا تھا اور

يَنْزِلُ فِي بَنِي ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوسٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ [راجع: ٣٩٦٥]

وہ بنی سدوش کے غلام تھے۔ کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا' ان سے ابو مجلز نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِىْ رَبِّهِمْ﴾ (الحج:۱۹)

تشریح قتادہ نے کہا کہ اس آیت سے اہل کتاب اور اہل اسلام مراد ہیں۔ جبکہ وہ دونوں اپنے اپنے لیے اولویت کے مدعی ہوئے۔ مجاہد نے کہا کہ مومن اور کافر مراد ہیں۔ بقول علامہ ابن جریر' آیت سب کو شامل ہے' جو بھی کفر و اسلام کا مقابلہ ہو نتیجہ یہی ہے جو آگے آیت میں مذکور ہے ﴿فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ﴾ (الحج:۱۹) یعنی کافروں کو دوزخ کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور ان کے سروں پر دوزخ کا گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

٣٩٦٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هَؤُلَاءِ الآيَاتُ فِي هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٩٦٦]

(۳۹۶۸) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' ہم کو وکیع نے خبر دی' انہیں سفیان نے' انہیں ابوہاشم نے' انہیں ابو مجلز نے' انہیں قیس بن عباد نے اور انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ قسمیہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیت (جو اوپر گزری) انہیں چھ آدمیوں کے بارے میں' بدر کی لڑائی کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ پہلی حدیث کی طرح راوی نے اسے بھی بیان کیا۔

تشریح ان روایات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی کا نام بار بار آیا ہے۔ یہ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نام جندب اور لقب مسیح الاسلام ہے۔ قبیلہ غفار سے ہیں۔ یہ عہد جاہلیت ہی میں موحد تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لینے کے لیے انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا۔ بعد میں خود گئے اور بڑی مشکلات کے بعد دربار رسالت میں باریابی ہوئی۔ تفصیل سے ان کے حالات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں ۳۱ ھ میں بمقام ربذہ ان کا انتقال ہوا' جہاں یہ تنہا رہا کرتے تھے۔ جب یہ قریب المرگ ہوئے تو ان کی زوجہ محترمہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ ایک صحرا میں اس حالت میں سفر آخرت کر رہے ہیں کہ آپ کے کفن کے لیے یہاں کوئی کپڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا' رونا موقوف کرو اور سنو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں صحرا میں انتقال کروں گا۔ میری موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت صحرا میں میرے پاس پہنچ جائے گی۔ لہٰذا تم راستے پر کھڑی ہو کر اب اس جماعت کا انتظار کرو۔ یہ غیبی امداد حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور آرہی ہو گی۔ چنانچہ ان کی اہلیہ صاحبہ رضی اللہ عنہا گزرگاہ پر کھڑی ہو گئیں۔ تھوڑے ہی انتظار کے بعد دور سے کچھ سوار آتے ہوئے ان کو دکھائی دیئے۔ انہوں نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گئے اور معلوم ہونے پر یہ سب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے جن کو دیکھ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیش گوئی سنائی' پھر وصیت کی کہ اگر میری بیوی کے پاس یا میرے پاس کفن کے لیے کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفنانا اور قسم دلائی کی تم میں جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدیدار بھی ہو وہ مجھ کو نہ کفنائے۔ چنانچہ اس جماعت میں صرف ایک انصاری نوجوان ایسا ہی نکلا اور وہ بولا کہ چچا جان! میرے پاس ایک چادر ہے اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جو خاص میری والدہ کے ہاتھ کے کتے

ہوئے ہیں۔ ان ہی میں میں آپ کو کفناؤں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہاں تم ہی مجھ کو ان ہی کپڑوں میں کفن پہنانا۔ اس وصیت کے بعد ان کی روح پاک عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ اس جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو کفنایا وفنایا۔ کفن اس انصاری نوجوان نے پہنایا اور جنازہ کی نماز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ پھر سب نے مل کر اس صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو سپرد خاک کر دیا۔ رضی اللہ عنہم (مستدرک حاکم' ج: ۳ ص: ۳۴۶)

۳۹۶۹- حدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. [راجع: ۳۹٦٦]

(۳۹۶۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' ہم سے ہشیم نے بیان کیا' ہم کو ابوہاشم نے خبر دی' انہیں ابو مجلز نے' انہیں قیس نے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آیت ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ (الحج:۱۹) ان کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی حمزہ' علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ' شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

۳۹۷۰- حدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ: بَارَزَ وَظَاهَرَ.

(۳۹۷۰) مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا' ہم سے اسحاق بن منصور سلولی نے بیان کیا' ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ یوسف بن اسحاق نے اور ان سے ان کے دادا ابواسحاق سبیعی نے کہ ایک شخص نے حضرت براء سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے تو مبارزت کی تھی اور غالب رہے تھے۔ (تلے اوپر وہ دو زرہیں پہنے ہوئے تھے)

تشریح اس شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کم سنی کی وجہ سے یہ گمان ہوا ہو گا کہ شاید وہ جنگ بدر میں نہ شریک ہوئے ہوں۔ براء نے ان کا غلط گمان رفع کر دیا کہ لڑائی میں نکلنا کیا مقاتلہ کے لیے میدان میں نکلے اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ مبارزت یعنی میدان جنگ میں نکل کر کے دشمن کو للکارنا۔ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا وہ ان کے قسم قسم کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ براء نے جو جواب دیا ہے گویا مخالفین کے منہ پر طمانچہ ہے۔

۳۹۷۱- حدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ

(۳۹۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یوسف بن ماجشون نے بیان کیا' ان سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے' ان سے ان کے والد ابراہیم نے ان کے دادا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف سے (ہجرت کے بعد) میرا عہد نامہ ہو گیا تھا۔ پھر بدر کی

بَدْرٍفَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ فَقَالَ: بِلاَلٌ: لاَ نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ.

[راجع: ٢٣٠١]

لڑائی کے موقع پر انہوں نے اس کے اور اس کے بیٹے (علی) کے قتل کا ذکر کیا' بلال نے (جب اسے دیکھ لیا تو) کہا کہ اگر آج امیہ بچ نکلا تو میں آخرت میں عذاب سے بچ نہیں سکوں گا۔

تشریح (عہد نامہ یہ تھا) کہ امیہ مکہ میں عبدالرحمٰن کی جائیداد محفوظ رکھے۔ اس کے عوض عبدالرحمٰن امیہ کی جائیداد کی مدینہ میں حفاظت کریں گے۔ جنگ بدر میں امیہ کو بچانے کے لیے عبدالرحمٰن ان کے اوپر گر پڑے تھے مگر مسلمانوں نے تلواروں سے اسے چھلنی بنا دیا۔

٣٩٧٢- حدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَسَجَدَ بِهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

[راجع: ١٠٦٧]

(٣٩٧٢) ہم سے عبدان بن عثمان نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں ابواسحاق نے' انہیں اسود نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ مکہ میں) سورۂ والنجم کی تلاوت کی اور سجدہ تلاوت کیا تو جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب سجدہ میں گر گئے۔ سوا ایک بوڑھے کے کہ اس نے ہتھیلی میں مٹی لے کر اپنی پیشانی پر اسے لگالیا اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل ہوا۔

یعنی امیہ بن خلف جسے جنگ بدر میں خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

٣٩٧٣- اخبرني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلاَثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ، إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا، قَالَ: ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ: فِيهِ فَلَّةٌ، فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ: صَدَقْتَ (بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ)، ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ.

(٣٩٧٣) مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے خبر دی' کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہشام نے' ان سے عروہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے تین (گہرے) زخموں کے نشانات تھے' ایک ان کے مونڈھے پر تھا (اور اتنا گہرا تھا کہ) میں بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ ان میں سے دو زخم ان کو بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگ یرموک میں۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو (حجاج ظالم کے ہاتھوں سے) شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا' اے عروہ! کیا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں' پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس کی دھار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا' جو ابھی تک اس میں باقی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے سچ کہا (پھر اس نے

قَالَ هِشَامٌ: فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلَاثَةَ آلَافٍ، وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ.

[راجع: ٣٧٢١]

نابغہ شاعر کا یہ مصرع پڑھا) فوجوں کے ساتھ لڑتے لڑتے ان کی تلواروں کی دھاریں کئی جگہ سے ٹوٹ گئی ہیں۔" پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی' ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس تلوار کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ وہ تلوار ہمارے ایک عزیز (عثمان بن عروہ) نے قیمت دے کر لے لی تھی۔ میری بڑی آرزو تھی کہ کاش! وہ تلوار میرے حصے میں آتی۔

تشریح یرموک ملک شام میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۵ھ میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے سردار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے اور عیسائیوں کا سردار باہان تھا۔ اس جنگ میں عیسائی ستر ہزار مارے گئے۔ چالیس ہزار قید ہوئے۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہوئے۔ اس جنگ میں ایک سو بدری صحابی شریک تھے (فتح الباری)

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ.

(۳۹۷۴) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا' ان سے علی بن مسہر نے' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد عروہ نے بیان کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا کہ (میرے والد) عروہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔

شاید وہی تلوار زبیر رضی اللہ عنہ کی ہو۔

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ: أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ. فَقَالُوا: لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلاً فَأَخَذُوا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ عُرْوَةُ: كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ. قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَكَّلَ

(۳۹۷۵) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا' ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا' انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے یرموک کی جنگ میں کہا' آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ پیچھے رہ جاؤ گے۔ سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن (رومی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا۔ پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور مونڈھے پر دو کاری زخم لگائے' جو زخم بدر کی لڑائی کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں پڑ گیا تھا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے

بِهِ رَجُلاً.

[راجع: ٣٧٢١]

موقع پر عبداللہ بن زبیر بھی ان کے ساتھ گئے تھے' اس وقت ان کی عمر کل دس سال کی تھی۔ اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

٣٩٧٦- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلاً مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبَثٍ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاَثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا : مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلاَّ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلاَنُ بْنَ فُلاَنٍ وَيَافُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ؟ فإنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لاَ أَرْوَاحَ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ)). قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنَقِمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا.

[راجع: ٣٠٦٥]

(٣٩٧٦) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قریش کے چوبیس مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنویں میں پھینک دیئے گئے۔ عادت مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپؐ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا' غالباً آپ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آخر آپ اس کنویں کے کنارے آکر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آپ انہیں آواز دینے لگے کہ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ یارسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔ قتادہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا (اس وقت) تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی بات سنا دیں۔ ان کی توبیخ' ذلت' نامرادی اور حسرت و ندامت کے لیے۔

تشریح جو لوگ اس واقعہ سے سماع موتی ثابت کرتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ سنانا رسول کریم ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ دوسری آیت میں صاف موجود ہے وما انت بمسمع من فی القبور یعنی تم قبر والوں کو سنانے سے قاصر ہو' مرنے کے بعد جملہ تعلقات دنیاوی ٹوٹنے کے ساتھ دنیاوی زندگی کے لوازمات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ سننا بھی اسی میں شامل ہے۔ اگر مردے سنتے ہوں تو ان پر مردگی کا حکم لگانا ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ بہرحال عقل و نقل سے وہی صحیح اور حق ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے جملہ حواس دنیاوی ختم ہو جاتے ہیں۔ نیک مردوں کو اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں کچھ سنا دے یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ اس سے سماع موتی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

٣٩٧٧- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ وَاللهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ. قَالَ عَمْرٌو: هُمْ قُرَيْشٌ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ اللهِ ﴿وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قَالَ : النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ. [طرفه في : ٤٧٠٠].

(٣٩٧٧) ہم سے حمیدی نے بیان کیا' ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' قرآن مجید کی آیت ﴿ الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ﴾ (ابراہیم:٢٨) کے بارے میں آپ نے فرمایا' اللہ کی قسم! یہ کفار قریش تھے۔ عمرو نے کہا کہ اس سے مراد قریش تھے اور رسول اللہ ﷺ اللہ کی نعمت تھے۔ کفار قریش نے اپنی قوم کو جنگ بدر کے دن دارالبوار یعنی دوزخ میں جھونک دیا۔

نعمت سے مراد اسلام اور رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی اقدس ہے۔ قریش نے اس نعمت کی قدر نہ کی جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت کی شکل میں ہوا۔ مدینہ والوں نے اللہ کی اس نعمت کی قدر کی۔ دونوں جہان کی عزت و آبرو سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

٣٩٧٨- حدثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ)) فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الآنَ)). [راجع: ١٢٨٨]

(٣٩٧٨) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ عذاب میت پر اس کی بدعملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔

٣٩٧٩- قالت: وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ إِنَّمَا قَالَ: إِنَّهُمُ الآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ

(٣٩٧٩) وذاک نے کہا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئیں تھیں' ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں' یہ اسے سن رہے ہیں۔ تو آپ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان سے میں جو کچھ کہہ

حقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾. تَقُولُ حِينَ تَبَوَّؤُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ.

[راجع: ١٣٧١]

رہا تھا وہ حق تھا۔ پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی کہ "آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات نہیں سنا سکتے۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے) جو اپنا ٹھکانا اب جہنم میں بنا چکے ہیں۔

٣٩٨٠،٣٩٨١- حدثني عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَلِيبِ بَدْرٍ فَقَالَ: ((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ)) فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ حَتَّى قَرَأَتِ الْآيَةَ. [راجع: ١٣٧٠، ١٣٧١]

(٣٩٨٠-٣٩٨١) مجھ سے عثمان نے بیان کیا' ہم سے عبدہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر فرمایا' کیا جو کچھ تمہارے رب نے تمہارے لیے وعدہ کر رکھا تھا' اسے تم نے سچا پالیا؟ پھر آپ نے فرمایا' جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ اب بھی اسے سن رہے ہیں۔ اس حدیث کا ذکر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے اب جان لیا ہو گا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق تھا۔ اس کے بعد انہوں نے آیت "بے شک آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے" پوری پڑھی۔

تشریح قرآنی آیت صریح دلیل ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یہی حق ہے۔ مقتولین بدر کو سنانا وقتی طور پر خصوصیات رسالت میں سے تھا۔ اس پر دوسرے مردوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں' اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس قدر چاہے مردوں کو سنا سکتا ہے۔ جیسا کہ قبرستان میں السلام علیکم اہل الدیار حدیث کی مسنون دعا سے ظاہر ہے۔ باقی اہل بدعت کا یہ خیال کہ وہ جب بھی مدفون باباؤں کی قبریں پوجنے جائیں وہ بابا ان کی فریاد سنتے اور حاجات پوری کرتے ہیں' سراسر باطل اور کافرانہ و مشرکانہ خیال ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہر دو کے خیالات پر مزید تفصیل کے لیے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

٩- باب فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا

باب بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

٣٩٨٢- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي فَإِنْ يَكُنْ فِي

(٣٩٨٢) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ابھی نو عمر لڑکے تھے' بدر کے دن شہید ہو گئے تھے (پانی پینے کے لیے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا) پھر ان کی والدہ (ربیع بنت النضر' انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ کو معلوم

الْجَنَّةِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا اَصْنَعُ؟ فَقَالَ: ((وَيْحَكِ أَوَ هَبِلْتِ؟ أَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ لَفِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ)).

[راجع: ۲۸۰۸]

ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا' اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' خدا تم پر رحم کرے' کیا دیوانی ہو رہی ہو' کیا وہاں کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔

حدیث سے بدر میں شریک ہونے والوں کی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ سب جنتی ہیں۔ یہ اللہ کا قطعی فیصلہ ہے۔ یہ حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی انصاری بن عدی بن نجار ہیں۔ حارثہ کے باپ سراقہ صحابی رضی اللہ عنہ جنگ حنین میں شہید ہوئے تھے۔ (رضی اللہ عنہ۔)

۳۹۸۳- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرَ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا الْكِتَابَ فَقَالَتْ: مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ

(۳۹۸۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' ہم کو عبداللہ بن ادریس نے خبر دی' کہا کہ میں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا' انہوں نے سعد بن عبیدہ سے' انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے' ابو مرثد رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر بھیجا۔ ہم سب شہسوار تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ سیدھے چلے جاؤ۔ جب روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی' وہ ایک خط لیے ہوئے ہے جسے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے نام بھیجا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے جس جگہ کا پتہ دیا تھا ہم نے وہیں اس عورت کو ایک اونٹ پر جاتے ہوئے پالیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط لا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی تو واقعی ہمیں بھی کوئی خط نہیں ملا۔ لیکن ہم نے کہا کہ حضور ﷺ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ خط نکال ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے ہمارا یہ سخت رویہ دیکھا تو ازار باندھنے کی جگہ کی طرف اپنا ہاتھ لے گئی۔ وہ ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور اس نے خط نکال کر ہم کو دے دیا۔ ہم اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے (یعنی حاطب بن ابی بلتعہ نے) اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دغا کی ہے۔ حضور ﷺ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کی گردن مار دوں

اللهﷺقَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّﷺ: ((مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ ؟)) قَالَ حَاطِبٌ: وَاللهِ مَا بِي أَنْ لاَ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلاَّ لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، فَقَالَ النبي ﷺ: ((صَدَقَ وَلاَ تَقُولُوا لَهُ إِلاَّ خَيْرًا)) فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟)) فَقَالَ: لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

[راجع: ۳۰۰۷]

لیکن حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ حاطب رضی اللہ عنہ بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ (مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں' ان سب کا قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتا دی ہے اور تم لوگوں کو چاہیئے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا کہ اس شخص نے اللہ' اس کے رسول اور مسلمانوں سے دغا کی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ "تم جو چاہو کرو' تمہیں جنت ضرور ملے گی۔" (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور عرض کیا' اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ملکی قانون اور سیاست پر مبنی تھی کہ جو شخص ملک و ملت کے ساتھ بے وفائی کر کے جنگی راز دشمن کو پہنچائے وہ قابل موت مجرم ہے مگر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے ان کی صحیح نیت جان کر اور ان کے بدری ہونے کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ان کے متعلق رائے سے اتفاق نہیں فرمایا بلکہ ان کی اس لغزش کو معاف فرما دیا۔

٣٩٨٤- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ)).

(۳۹۸۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا' ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا' ان سے حمزہ بن ابی اسید اور زبیر بن منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جنگ بدر کے موقع پر ہمیں ہدایت فرمائی تھی کہ جب کفار تمہارے قریب آجائیں تو ان پر تیر چلانا اور (جب تک وہ دور رہیں) اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔

[راجع: ۲۹۰۰]

تشریح: یعنی جلدی جلدی سب تیر نہ چلا دو کہ لگیں یا نہ لگیں یہ تیروں کا ضائع کرنا ہو گا۔ لائق جنرل ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی فوج کا سامان جنگ بہت محتاط طریقہ پر خرچ کراتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس بارے میں بھی بہت بڑے فوجی کمانڈر اور ماہر فنون حربیہ تھے ﷺ۔ اکثبوھم کا معنی اس حدیث میں راوی نے یہ کیا ہے کہ بہت سے آجائیں اور ہجوم کی شکل میں آئیں۔ بعضوں نے کہا کثب کے معنی لغت میں نزدیک ہونے کے آئے ہیں یعنی جب تک وہ ہمارے نزدیک نہ ہوں اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا تاکہ وہ وقت پر کام آئیں' ان کو بیکار ضائع نہ کرنا۔ آج بھی جنگی اصول یہی ہے جو ساری دنیا میں مسلم ہے۔

٣٩٨٥- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ ((إِذَا أَكْثَبُوكُمْ: يَعْنِي كَثَرُوكُمْ فَارْمُوهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ)).

[راجع: ۲۹۰۰]

(٣٩٨٥) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا' ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے' ان سے حمزہ بن ابی اسید اور منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ جب تمہارے قریب کفار آجائیں یعنی حملہ و ہجوم کریں (اتنے کہ تمہارے نشانے کی زد میں آجائیں) تو پھر ان پر تیر برسانے شروع کرنا اور (جب تک وہ تم سے قریب نہ ہوں) اپنے تیر کو محفوظ رکھنا۔

٣٩٨٦- حدثني عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً وَسَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلاً. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. [راجع: ۳۰۳۹]

(٣٩٨٦) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' ہم سے زہیر نے بیان کیا' ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کی لڑائی میں تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا تھا۔ اس لڑائی میں ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابیوں نے بدر کی لڑائی میں ایک سو چالیس مشرکین کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستر ان میں سے قتل کر دیئے گئے اور ستر قیدی بنا کر لائے گئے۔ اس پر ابو سفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی سی ہے۔

تشریح: جنگ احد میں آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احد پہاڑ کے ایک ناکے پر اس شرط کے ساتھ مقرر فرمایا کہ ہم ہاریں یا جیتیں ہمارے حکم بغیر یہ ناکہ ہرگز نہ چھوڑنا۔ شروع میں جب مسلمانوں کی فتح ہونے لگی تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ جنگ احد کی شکست کی صورت میں سامنے آیا۔

٣٩٨٧- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي

(٣٩٨٧) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا' ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید نے' ان سے ان کے دادا نے' ان سے ابو بردہ نے

بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي أَتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [راجع: ٣٦٢٢]

اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے' میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا' خیرو بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا۔

حادثہ احد کے بعد بھی مسلمانوں کے حوصلوں میں فرق نہیں آیا اور وہ دوبارہ خیروبھلائی کے مالک بن گئے۔ اللہ نے بعد میں ان کو فتوحات سے نوازا اور بدر میں اللہ نے جو فتح عنایت کی وہ ان کے خلوص عمل کا ثمرہ تھا۔ مسلمان بہرحال خیروبرکت کا مالک ہوتا ہے اور غازی و شہید ہردو خطاب اس کے لیے صد عزتوں کا مقام رکھتے ہیں۔

٣٩٨٨- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَمِينِي وَعَنْ يَسَارِي فَتَيَانِ حَدِيثَا السِّنِّ فَكَأَنِّي لَمْ آمَنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ: يَا ابْنَ أَخِي وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: عَاهَدْتُ اللهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ، فَقَالَ لِي الآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سَرَّنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ.

[راجع: ٣١٤١]

(٣٩٨٨) مجھ سے یعقوب نے بیان کیا' ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان کے دادا سے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا' بدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے مڑ کے دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے۔ ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کرپایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا تاکہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے' چچا! مجھے ابوجہل کو دکھادو۔ میں نے کہا بھتیجے! تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا' میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو یا اسے قتل کر کے رہوں گا یا پھر خود اپنی جان دے دوں گا۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اشارے سے انہیں ابوجہل کو دکھا دیا۔ جسے دیکھتے ہی وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور فوراً ہی اسے مار گرایا۔ یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

تشریح: بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دونوں معاذ ابن عفراء اور معوذ ابن عفراء بن جموح تھے۔ معاذ اور معوذ کی والدہ کا نام عفراء تھا۔ ان کے باپ کا نام حارث بن رفاعہ تھا۔ ان لڑکوں نے پہلے ہی یہ عہد کیا تھا کہ ابوجہل ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہے ہم اس کو ختم کر کے ہی رہیں گے۔ اللہ نے ان کا عزم پورا کر دکھایا۔ وہ ابوجہل کو معلوم کر کے اس پر ایسے لپکے جیسے شکرہ پرندہ چڑیا پر لپکتا ہے۔

٣٩٨٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أُسَيْدِ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ

(٣٩٨٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' انہیں ابن شہاب نے خبر دی' کہا کہ مجھے عمر بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابوہریرہ

حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ فَقَالُوا: تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَؤُوا إِلَى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُم انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لاَ نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلاَ أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِماً وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهَؤُلاَءِ أُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ

رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں شامل تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا جو عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو بنی ہذیل کے ایک قبیلہ کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلہ کا نام بنی لحیان تھا۔ اس کے سو تیر انداز ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلاش میں نکلے اور ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ آخر اس جگہ پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھجور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یثرب (مدینہ) کی کھجور (کی گٹھلیاں) ہیں۔ اب پھر وہ ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلنے لگے۔ جب حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے آنے کو معلوم کر لیا تو ایک (محفوظ) جگہ پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور ہماری پناہ خود قبول کر لو تو تم سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مسلمانو! میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا۔ پھر انہوں نے دعا کی' اے اللہ! ہمارے حالات کی خبر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی کی اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں ان کے وعدہ پر تین صحابہ اتر آئے۔ یہ حضرات حضرت خبیب' زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی تھے۔ قبیلہ والوں نے جب ان تینوں صحابیوں پر قابو پا لیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا۔ تیسرے صحابی نے کہا' یہ تمہاری پہلی دغابازی ہے میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جا سکتا۔ میرے لیے تو انہیں کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ کا اشارہ ان صحابہ کی طرف تھا جو ابھی شہید کئے جا چکے تھے۔ کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا اور زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا) اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے اور (مکہ میں لے جا کر) انہیں بیچ

وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ عَنْهُ حَتَّى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذَلِكَ؟ قَالَتْ : وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: وَاللهِ لَوْلاَ أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلاَ تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ للهِ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سَرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلاَةَ وَأَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى

دیا۔ یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ انہوں ہی نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک تو وہ ان کے یہاں قید رہے' آخر انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ انہیں دنوں حارث کی کسی لڑکی سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا۔ اس نے دے دیا۔ اس وقت اس کا ایک چھوٹا سا بچہ ان کے پاس (کھیلتا ہوا) اس عورت کی بے خبری میں چلا گیا۔ پھر جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ بچہ ان کی ران پر بیٹھا ہوا ہے اور استرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھتے ہی وہ اس درجہ گھبرا گئی کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا اور بولے' کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ یقین رکھو کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ ان خاتون نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن انگور کے ایک خوشہ سے انگور کھاتے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے لیے بھیجی تھی۔ پھر بنو حارثہ انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا' اللہ کی قسم اگر تمہیں یہ خیال نہ ہونے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے (دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں) تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ اور یہ اشعار پڑھے "جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلاً عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ : ذَكَرُوا مُرَارَةَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا.

[راجع: ۳۰۴۵]

کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا۔" اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل حسنہ سے ہر اس مسلمان کے لیے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے دو رکعت) نماز کی سنت قائم کی ہے۔ ادھر جس دن ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبت آئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی دن اس کی خبر دے دی تھی۔ قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جاسکے۔ کیوں کہ انہوں نے بھی (بدر میں) ان کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بادل کی طرح بھڑوں کی ایک فوج بھیج دی اور انہوں نے آپ کی لاش کو کفار قریش کے ان آدمیوں سے بچالیا اور وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے سامنے لوگوں نے مرارہ بن ربیع عمری رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ (جو غزوہ تبوک میں نہیں جاسکے تھے) کہ وہ صالح صحابیوں میں سے ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

تشریح اس طویل حدیث میں جن دس آدمیوں کا ذکر ہے' ان میں سات کے نام یہ ہیں۔ مرثد غنوی' خالد بن بکیر' خبیب بن عدی' زید بن دثنہ' عبداللہ بن طارق' معتب بن عبید رضی اللہ عنہم ان کے امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ باقی تینوں کے نام مذکور نہیں ہیں۔ راستے میں کفار بنو لحیان ان کے پیچھے لگ گئے۔ آخر ان کو پالیا اور ان میں سے سردار سمیت سات مسلمانوں کو ان کافروں نے شہید کر دیا اور تین مسلمانوں کو گرفتار کر لیا' جن کے نام یہ ہیں۔ خبیب بن عدی' زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم ۔ راستے میں حضرت عبداللہ کو بھی شہید کر دیا اور پچھلے دو کو مکہ میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے خریدا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث مذکور کو قتل کیا تھا۔ اب اس کے بیٹوں نے مفت میں بدلہ لینے کی غرض سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا اور حرمت کے مہینے کو گزار کر ان کو شہید کر ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان ایام میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے کرامات کو ان لوگوں نے دیکھا کہ بے موسم کے پھل اللہ تعالیٰ غیب سے ان کو کھلا رہا ہے جیسے حضرت مریمؑ کو بے موسم کے پھل ملا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں شہادت کی تیاری کے واسطے صفائی ستھرائی حاصل کرنے کے لیے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا مگر جب کہ ان کا ایک شیر خوار بچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کھیلنے لگا تو اس عورت کو خطرہ ہوا کہ شاید خبیب رضی اللہ عنہ اس استرہ سے اس معصوم بچے کو ذبح نہ کر ڈالیں جس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے خود بڑھ کر اس عورت کو اطمینان دلایا کہ ایک سچے مسلمان سے ایسا قتل ناحق ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں دو رکعت نماز کے بعد جب ان کو قتل گاہ میں لایا

گیا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے جن کا یہاں ذکر موجود ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے ان شعروں کا شعروں ہی میں ترجمہ کیا ہے:

جب مسلماں ہو کے دنیا سے چلوں ۔۔۔ مجھ کو کیا غم کون سی کروٹ گروں
میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں ۔۔۔ وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائے گا ۔۔۔ اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

بیہقی نے روایت کی ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت دعا کی تھی کہ یااللہ! ہمارے حال کی خبر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارے حالات کی خبر دے دی۔ روایت کے آخر میں دو بدری صحابیوں کا ذکر ہے جس سے دمیاطی کا رد ہوا۔ جس نے ان ہر دو کے بدری ہونے کا انکار کیا ہے۔ اثبات نفی پر مقدم ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے غزوۂ تبوک میں ذکر کیا ہے۔

۳۹۹۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرِضَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ.

(۳۹۹۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے' ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن ذکر کیا کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما جو بدری صحابی تھے' بیمار ہیں۔ دن چڑھ چکا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اتنے میں جمعہ کا وقت قریب ہو گیا اور وہ جمعہ کی نماز (مجبوراً) نہ پڑھ سکے۔

تشریح: اس حدیث کو بیان کرنے سے یہاں غرض یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما بدر والوں میں تھے۔ گو یہ جنگ میں شریک نہ تھے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو محکمہ جاسوسی سپرد کر دیا تھا۔ ان کی واپسی سے پہلے ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ جب یہ لوٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا' اس وجہ سے یہ بھی بدری ہوئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عم زاد بھائی اور ان کے بہنوئی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی عیادت ضروری سمجھی' وہ مرنے کے قریب ہو رہے تھے' اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کی نماز کو بھی مجبوراً ترک کر دیا۔

۳۹۹۱- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَنْ مَا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ

(۳۹۹۱) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ تم سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے ان کے واقعہ کے متعلق پوچھو کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا تو آپ نے ان کو کیا جواب دیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے میرے والد کو اس کے جواب میں لکھا کہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور وہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّينَ النِّكَاحَ فَإِنَّكِ وَاللهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي. تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ. [طرفه في: ٥٣١٩].

بدر کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہو گئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ حضرت سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہما کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے۔ اس وقت بنو عبدالدار کے ایک صحابی ابو السنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا' میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے یہ زینت کی ہے۔ کیا نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہو سکتیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ابوالسنان نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ اس روایت کی متابعت اصبغ نے ابن وہب سے کی ہے' ان سے یونس نے بیان کیا اور لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' (انہوں نے بیان کیا کہ) ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بنو عامر بن لوئی کے غلام محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے انہیں خبر دی اور ان کے والد ایاس بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

تشریح اس حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اس میں سعد بن خولہ کا بدری ہونا مذکور ہے۔ لیث بن سعد کے اثر کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں پورے طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں اتنی ہی سند پر اکتفا کیا' کیونکہ یہاں اتنا ہی بیان مقصود ہے کہ ایاس رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حاملہ عورت وضع حمل کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔

١١- باب شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا

باب جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا

٣٩٩٢- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

(٣٩٩٢) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' ہم کو جریر نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے' انہیں معاذ بن رفاعہ بن رافع

مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ)).

[طرفه في: ۳۹۹٤].

زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع) سے' جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جرائیلؑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل یا حضور ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ حضرت جرائیلؑ نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

تشریح اگرچہ فرشتے اور جنگوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی۔ گردن پر چوٹ اور پوروں پر آگ کا سا داغ۔ اسحاق کی سند میں ہے جبیر بن مطعم بناٹھ سے کہ بدر کے دن میں نے کافروں کی شکست سے پہلے آسمان سے کالی کالی چیونٹیاں اترتی دیکھیں۔ یہ فرشتے تھے جن کے اترنے کے بعد فوراً کافروں کو شکست ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان بدر کے دن ایک کافر کو مارنے جا رہا تھا اتنے میں آسمان سے ایک کوڑے کی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا اے حیزوم! آگے بڑھ' پھر وہ کافر مر کر گر پڑا۔

۳۹۹۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُولُ لابْنِهِ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ: سَأَلَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

(۳۹۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' ہم سے حماد نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے' ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے' حضرت رفاعہ بناٹھ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور (ان کے والد) حضرت رافع بناٹھ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے تو آپ اپنے بیٹے (رفاعہ) سے کہا کرتے تھے کہ بیعت عقبہ کے برابر بدر کی شرکت سے مجھے زیادہ خوشی نہیں ہے۔ بیان کیا کہ حضرت جبریلؑ نے نبی کریم ﷺ سے اس باب میں پوچھا تھا۔

۳۹۹٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يزيد أخبرنا يَحْيَى يَزِيدُ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ يَزِيدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ يَزِيدُ فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [راجع: ۳۹۹۲]

(۳۹۹٤) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی' کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی اور انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ ایک فرشتے نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ یزید بن ہاد نے انہیں خبر دی کہ جس دن معاذ بن رفاعہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے بیان کیا کہ معاذ نے کہا تھا کہ پوچھنے والے حضرت جرائیلؑ تھے۔

تشریح یعنی بدر والوں کو جیسا کہ اوپر گزرا ہے حضرت رافع بناٹھ بیعت عقبہ میں شریک ہونا بدر میں شریک ہونے سے افضل جانتے تھے۔ کیونکہ بیعت عقبہ ہی آنحضرت ﷺ کی کامیابی اور ہجرت کا باعث بنی تو اسلام کی بنیاد یہی ٹھہری۔

٣٩٩٥- حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ ((هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ)).

[طرفه في: ٤٠٤١].

(٣٩٩٥) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا' یہ ہیں حضرت جبرائیل ؑ اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے اور بھی بہت سے فرشتوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجا ہے۔

تشریح: سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ سرخ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس کی پیشانی کے بال گندھے ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ابوواقد لیثی سے نکالا کہ میں بدر کے دن ایک کافر کو مارنے چلا مگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر خود بخود تن سے جدا ہو کر گر پڑا۔ ابھی میری تلوار اس کے قریب پہنچی بھی نہ تھی۔ بیہقی نے نکالا کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آندھی چلی۔ پہلی آندھی حضرت جبرائیل ؑ کی آمد تھی۔ دوسری حضرت میکائیل ؑ کی آمد پر تھی۔ اگرچہ اللہ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لیے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عادت اور قوت بشری کے موافق کام لے۔

١٢- باب

باب

٣٩٩٦- حدثني خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَاتَ أَبُو زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا.

[راجع: ٣٨١٠]

(٣٩٩٦) مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی' وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

٣٩٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ بْنِ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الأَضْحَى فَقَالَ: مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ، فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ

(٣٩٩٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا' ان سے قاسم بن محمد نے' ان سے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے سامنے لائے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لوں۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے اپنے ایک بھائی کے پاس معلوم کرنے گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے

فَقَالَ : إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الأَضْحَى بَعْدَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ. [طرفه في :٥٥٦٨].

تھے یعنی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں وہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔

روایت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جو بدری تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

٣٩٩٨- حدثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حدَّثَنا أبو أُسامة عنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أبيه قَالَ : قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيد بْن الْعَاصِ مُدَجَّجٌ لا يُرَى مِنْهُ إلاَّ عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أبا ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ: أنا أبُو ذاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ: فَأُخْبِرْتُ أَنّ الزُّبَيْرَ قَالَ: لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عليْه، ثمّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ: فَسَأَلَهُ إيَّاها رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليْه وسلّم أخذها ثُمَّ طَلَبَهَا أبُوبَكْرٍ فَأَعْطاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أبُوبَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ، فَأَعطَاهُ إِيَّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَها عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ.

(٣٩٩٨) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں میری مڈبھیڑ عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہو گئی' اس کا سارا جسم لوہے میں غرق تھا اور صرف آنکھ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ کہنے لگا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے برچھے سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نشانہ بنایا۔ چنانچہ اس زخم سے وہ مر گیا۔ ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ برچھا اس کی آنکھ سے نکال سکا۔ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ کا وہ برچھا طلب فرمایا تو انہوں نے وہ پیش کر دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا۔ انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے اسے لے لیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ برچھا علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس اور اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے لے لیا اور ان کے پاس ہی وہ رہا' یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا۔

باب کا مطلب اس سے نکلا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن کا یہ واقعہ بیان کیا۔ معلوم ہوا وہ بدری تھے۔

٣٩٩٩- حدَّثنا أبُو الْيَمَانِ أخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ

(٣٩٩٩) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا' ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابو ادریس عائذ اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی

عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَايِعُونِي)). [راجع: ١٨]

اور انہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے' وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے بیعت کرو۔

حدیث میں ایک بدری صحابی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مناسبت ہے۔

٤٠٠٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدًا بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [الأحزاب: ٥٠]. [طرفه في: ٥٠٨٨].

(۴۰۰۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' انہیں ابن شہاب زہری نے خبر دی' انہیں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے' انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے' نے سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے شادی کرا دی تھی۔ سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے غلام تھے' جیسے نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیتا تو لوگ اسی کی طرف اسے منسوب کر کے پکارتے اور منہ بولا بیٹا اس کی میراث کا بھی وارث ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ "انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو۔" تو سہلہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پھر تفصیل سے راوی نے حدیث بیان کی۔

تشریح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ ابوداؤد میں مزید یوں ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم تو سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔ اس سے پردہ نہ تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' ایسا کر تو سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار دودھ پلایا' پھر سالم رضی اللہ عنہ ان کا رضاعی بیٹا سمجھا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس حدیث پر تھا۔ مذکورہ ولید بن عتبہ جنگ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ ابو حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ اسی کے بھائی تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔

٤٠٠١- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ

(۴۰۰۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے' ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے' جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجا رہی

يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لاَ تَقُولِي هٰكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ)).

[طرفه في :٥١٤٧].

تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے' انہیں میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ "ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا' یہ نہ پڑھو' بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

تشریح: اس شعر سے آنحضرت ﷺ کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہو رہا تھا حالانکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے اس شعر کے گانے سے منع فرما دیا جو لوگ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ یہ محبت نہیں بلکہ آپ ﷺ سے عداوت رکھنا ہے کہ آپ کی حدیث کو جھٹلایا جائے۔ قرآن کو جھٹلایا جائے۔ حدیث میں شہدائے بدر کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔ حدیث سے نعتیہ اشعار کا سنانا بھی جائز ثابت ہوا بشرطیکہ ان میں مبالغہ نہ ہو۔

٤٠٠٢- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبُ الرَّسُولِ ﷺ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لاَ تَدْخُلُ الْمَلاَئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلاَ صُورَةٌ)) يُرِيدُ التَّمَاثِيلَ الَّتِي فِيهَا الأَرْوَاحُ. [راجع: ٣٢٢٥]

(۴۰۰۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں معمر بن راشد نے' انہیں زہری نے۔ (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے محمد بن ابی عتیق نے' ان سے ابن شہاب (زہری) نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی' وہ حضور ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک تھے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔ ان کی مراد جاندار کی تصویر سے تھی۔

مراد یہ کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے بلکہ وہ گھر عتاب الٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صحابی بدری ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

٤٠٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

(۴۰۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس بن یزید نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم کو احمد بن صالح نے خبر دی' ان سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے بیان کیا' ان سے زہری نے' انہیں علی بن

أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُهُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا: (أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ) فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي

حسین (امام زین العابدین) نے خبر دی' انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی غنیمت میں سے مجھے ایک اور اونٹنی ملی تھی اور اسی جنگ کی غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو "خمس" کے طور پر حصہ مقرر کیا تھا' اس میں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ پھر میرا ارادہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کرا لاؤں۔ اس لیے بنی قینقاع کے ایک سنار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس گھاس کو سناروں کے ہاتھ بیچ دوں گا اور اس کی قیمت ولیمہ کی دعوت میں لگاؤں گا۔ میں ابھی اپنی اونٹنی کے لیے پالان' ٹوکرے اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔ اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے حجرہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جن انتظامات میں تھا جب وہ پورے ہو گئے تو (اونٹنیوں کو لینے آیا) وہاں دیکھا کہ ان کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔ میں نے پوچھا' یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اور وہ ابھی اسی حجرہ میں انصار کے ساتھ شراب نوشی کی ایک مجلس میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ایک گانے والی ہے اور ان کے دوست احباب ہیں۔ گانے والی نے گاتے ہوئے جب یہ مصرع پڑھا "ہاں' اے حمزہ! یہ عمدہ اور فربہ اونٹنیاں ہیں۔" تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کود کر اپنی تلوار تھامی اور ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے غم کو پہلے ہی جان لیا اور فرمایا کہ کیا بات پیش آئی؟ میں بولا' یا رسول اللہ! آج جیسی تکلیف کی بات کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری دونوں اونٹنیوں کو پکڑ کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور

بيْتٍ معهُ شرْبٌ فدعَا النبيُّ ﷺ بِرِدَائِهِ فارْتَدَى ثمّ انْطلق يمْشِي واتّبعْتُهُ أنا وزيْدُ بْنُ حارِثة حتّى جاءَ الْبيْتَ الّذِي فِيهِ حمْزةُ فاسْتأذن عليْهِ فأذِنَ لهُ فطفِقَ النّبِيُّ ﷺ يلُومُ حمْزة فِيمَا فعلَ فإذَا حمْزَةُ ثمِلٌ مُحْمرّةٌ عيْناهُ فنظرَ حمْزَةُ إلى النّبِيّ ﷺ ثُمّ صعّدَ النّظرَ فنظرَ إلى رُكْبتِهِ ثُمّ صعّدَ النّظرَ فنظرَ إلى وَجْهِهِ، ثُمّ قالَ حمْزَةُ: وَهَلْ أنْتُمْ إلاّ عَبِيدٌ لأبِي؟ فعَرَفَ النّبِيُّ ﷺ أنّهُ ثمِلٌ فنكص رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقهْقرَى فخرَجَ وَخرَجْنَا مَعَهُ.

[راجع: ۲۰۸۹]

ان کی کوکھ چیر ڈالی ہے۔ وہ یہیں ایک گھر میں شراب کی مجلس جمائے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک منگوائی اور اسے اوڑھ کر آپ تشریف لے چلے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ساتھ ہو لئے۔ جب اس گھر کے قریب آپ تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر انہیں تنبیہ فرمائی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کے نشے میں مست تھے اور ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف نظر اٹھائی' پھر ذرا اور اوپر اٹھائی اور آپ کے گھٹنوں پر دیکھنے لگے' پھر اور نظر اٹھائی اور آپ کے چہرہ پر دیکھنے لگے۔ پھر کہنے لگے' تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ حضور ﷺ سمجھ گئے کہ وہ اس وقت بے ہوش ہے' اس لیے آپ فوراً الٹے پاؤں اس گھر سے باہر نکل آئے' ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

تشریح اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے حالت مدہوشی میں یہ کام کر دیا اور جو کچھ کہا نشے کی حالت میں کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا نشہ اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اونٹنیوں کی قیمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دلوا دی تھی۔ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بدر کا حصہ ملنے کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔

٤٠٠٤- حدثنى مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ : أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فقَال : إنّهُ شَهِدَ بَدْرًا.

(۴۰۰۴) مجھ سے محمد بن عباد نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی' کہا کہ یہ روایت ہمیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے لکھ کر بھیج دی' انہوں نے عبداللہ بن معقل سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے جنازے پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

تشریح تکبیریں تو سب ہی کے جنازوں پر کہی جاتی ہیں' مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے پر زیادہ تکبیریں کہیں یعنی پانچ یا چھ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ تکبیریں کہنے کی وجہ بیان کی کہ وہ بدری تھے۔ ان کو خاص درجہ حاصل تھا۔ اگرچہ جنازے پر ۵' ۶' ۷ تک تکبیریں کہی جاتی ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا آخری عمل چار تکبیروں کا ہے اس لیے اب ان ہی پر اجماع امت ہے۔

٤٠٠٥- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أنّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أنّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ

(۴۰۰۵) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی

اللهُ عَنْهُ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ : قَدْ بَدَا لِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا. قَالَ عُمَرُ : فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ؟ فَصَمَتَ أَبُوبَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ : نَعَمْ قَالَ : فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ مِمَّا عَرَضْتَ إِلاَّ أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا، فَلَمْ أَكُنْ لأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.

[أطرافه في :٥١٢٢، ٥١٢٩، ٥١٤٥].

رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی' وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا' پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لیے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا' شاید آپ کو میرے اِس طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہو گی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کیا میں اس سے نکاح کر لوں) اور میں آنحضرت ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

٤٠٠٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ)).

(۴۰۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ابان نے' ان سے عبداللہ بن یزید انصاری نے' انہوں نے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو انصاری سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' انسان کا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا

بھی باعث ثواب ہے۔

روایت میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٠٠٧- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي إِمَارَتِهِ أَخَّرَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ فَدَخَلَ أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الأَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا أُمِرْتَ. كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ. [راجع: ٥٢١]

(۴۰۰۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ امیرالمؤمنین عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے ان کے عہد خلافت میں یہ حدیث بیان کی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے امیر تھے' تو انہوں نے ایک دن عصر کی نماز میں دیر کی۔ اس پر زید بن حسن کے نانا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے تھے اور کہا' آپ کو معلوم ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ (نماز کا طریقہ بتانے کے لیے) آئے اور آپ نے نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی' پانچوں وقت کی نمازیں۔ پھر فرمایا کہ اسی طرح مجھے حکم ملا ہے۔ بشیر بن ابی مسعود بھی یہ حدیث اپنے والد سے بیان کرتے تھے۔

تشریح: ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام بشر پہلے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منسوب تھیں۔ بعد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے بطن سے حضرت زید بن حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

٤٠٠٨- حدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ.

(۴۰۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نخعی نے' ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نخعی نے' ان سے علقمہ بن یسعی نے اور ان سے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سورۂ بقرہ کی دو آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) ایسی ہیں کہ جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ پھر میں نے خود ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی' وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی۔

٤٠٠٩- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ

(۴۰۰۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' انہیں محمود بن ربیع نے خبر دی کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے

وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ.
[راجع: ٤٢٤]

صحابی تھے اور وہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور انصار میں سے تھے' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (دوسری سند)

٤٠١٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ. [راجع: ٤٢٤]

(۴۰۱۰) ہم سے احمد نے بیان کیا جو صالح کے بیٹے ہیں' کہا ہم سے عنبسہ ابن خالد نے بیان کیا' ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھے' محمود بن ربیع کی حدیث کے متعلق پوچھا جس کی روایت انہوں نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے کی تھی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کا ایک ٹکڑا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لیے لائے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا بدری ہونا ثابت ہو۔

٤٠١١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

(۴۰۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہمیں شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی' وہ قبیلہ بنی عدی کے سب لوگوں میں بڑے تھے اور ان کے والد عامر بن ربیعہ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا تھا' وہ قدامہ رضی اللہ عنہ بھی بدر کے معرکے میں شریک تھے اور عبداللہ بن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں تھے۔

تشریح: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ گو بنی عدی میں سے نہ تھے مگر ان کے حلیف تھے اس لیے انکو بنی عدی کہہ دیا۔ بعض نسخوں میں بنی عدی کے بدل بنی عامر بن ربیعہ۔ جو صحابی مشہور ہیں' انکے سب بیٹوں میں عبداللہ بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہو چکے تھے۔ عجلی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ حدیث میں بدری بزرگوں کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ جو روایت میں مذکور ہیں عہد فاروقی میں بحرین کے حاکم تھے' مگر بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول فرما کر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنا دیا تھا۔ حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کی یہ شکایت آپ نے سنی تھی کہ وہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہیں۔ یہ جرم ثابت ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد قائم کی اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ سفر حج میں حضرت قدامہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔ ایک شب یہ سو کر عجلت میں اٹھے اور فرمایا کہ فوراً میرے پاس قدامہ کو حاضر کرو۔ میرے پاس خواب میں ابھی ایک آنے والا آیا اور کہہ گیا ہے کہ میں قدامہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لوں۔ آپ اور وہ اسلامی بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح صفائی کر لی اور وہ پہلی غلش دل سے نکال دی۔ (قسطلانی)

۴۰۱۳،۴۰۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ: فَتُكْرِيهَا أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ.

[راجع: ۲۳۳۹]

(۴۰۱۲' ۴۰۱۳) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے' ان سے زہری نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے خبردی' بیان کیا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبردی کہ ان کے دو چچاؤں (ظہیر اور مظہر رافع بن عدی بن زید انصاری کے بیٹوں) جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی' نے انہیں خبردی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ میں نے سالم سے کہا لیکن آپ تو کرایہ پر دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں' حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر زیادتی کی تھی۔

تشریح: کہ انہوں نے زمین کو مطلق کرایہ پر دینا منع سمجھا۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے جس سے منع فرمایا تھا' وہ زمین ہی کی پیداوار پر کرایہ کو دینے سے یعنی مخصوص قطعہ کی بٹائی سے منع فرمایا تھا۔ لیکن نقدی ٹھہراؤ سے آپ نے منع نہیں فرمایا وہ درست ہے۔ اس کی بحث کتاب المزارعہ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں بدری صحابیوں کا ذکر ہے۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں وكانوا يكرون الارض بما ينبت فيها على الاربعاء وهو النهر الصغير اوشئى ليستثنيه صاحب الارض من المزارع لاجله فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذالك لما فيه من الجهل (قسطلانی) یعنی اہل عرب زمین کو بایں طور کرایہ پر دیتے کہ نالیوں کے پاس والی زراعت کو یا خاص خاص قطعات ارضی کو اپنے لیے خاص کر لیتے اس کو رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

۴۰۱۴- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ: رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

(۴۰۱۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو اسماعیل نے پورا نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ رفاعہ نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ دوسرے طریق میں یوں ہے اللہ اکبر کبیراً کہا۔ امام بخاری نے پوری حدیث اس لیے بیان نہیں کی کہ وہ اس باب سے غیر متعلق ہے۔ دوسرے موقوف ہے۔

۴۰۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ

(۴۰۱۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک مروزی نے خبردی' کہا ہم کو معمر اور یونس دونوں نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ بن زبیر نے خبردی' انہیں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے خبردی کہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک

بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلاَءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلاَةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ ثم قَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: ((فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَ اللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُم كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)).

تھے۔ (نے بیان کیا کہ) حضور ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین' وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال ایک لاکھ درہم لے کر آئے۔ جب انصار کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تمام انصار آپ کے سامنے آئے۔ حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا' میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مال لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا' جی ہاں' یارسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا' پھر تمہیں خوش خبری ہو اور جس سے تمہیں خوش ہو گی اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا' مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی' پھر پہلوں کی طرح اس کے لیے تم آپس میں رشک کرو گے اور جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے تمہیں بھی یہ چیز ہلاک کر کے رہے گی۔

یہ حدیث باب الجزیہ میں گزر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ صحابی بدری تھے۔

٤٠١٦- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا.

(۴۰۱۶) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے نافع نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر طرح کے سانپ کو مار ڈالا کرتے تھے۔

[راجع: ٣٢٩٧]

٤٠١٧- حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

(۴۰۱۷) لیکن جب ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ نے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے' ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں نکلنے والے سانپ کے مارنے سے منع فرمایا تھا تو انہوں نے بھی اسے مارنا چھوڑ دیا تھا۔

گھریلو سانپوں کی بعض قسمیں بے ضرر ہوتی ہیں۔ فرمان نبوی سے وہی سانپ مراد ہیں۔ ابولبابہ بدری صحابی کا ذکر مقصود ہے۔

٤٠١٨- حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

(۴۰۱۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فلیح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ قَالَ: ((وَاللهِ لاَ تَذَرُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا)). [راجع: ٢٥٣٧]

نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ معاف کر دیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! ان کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔

تشریح حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا قبول اسلام سے پہلے بدر کی لڑائی میں قید ہو کر آئے تھے' وہ انصار کے بھانجے اس رشتہ سے ہوئے کہ ان کی دادی یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنونجار کے قبیلے میں سے تھیں۔ اسی رشتہ کی بنا پر انصار نے ان کا فدیہ معاف کرنا چاہا۔ مگر بہت سے مصالح کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کا فدیہ پورے طور پر وصول کرو۔ آپ نے ان سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ بھی ادا کریں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو مسلمان ہوں مگر مکہ کے مشرک زبردستی مجھ کو پکڑ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے اگر ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اس نقصان کی تلافی کر دے گا۔ ظاہر میں تو آپ ان مکہ والوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے آئے۔ کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے پکڑا اور زور سے مشکیں کس دیں۔ وہ اس تکلیف سے ہائے ہائے کرتے رہے۔ ان کی آواز سن کر آنحضرت ﷺ کو رات نیند نہیں آئی۔ آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔ تب آپ آرام سے سوئے' صبح کو انصار نے آپ کو مزید خوش کرنے کے لیے ان کا فدیہ بھی معاف کرنا چاہا اور کہا کہ ہم خود اپنے پاس سے ان کا فدیہ ادا کر دیں گے لیکن یہ انصاف کے خلاف تھا اس لیے آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں کئی انصاری آدمیوں کا جنگ بدر میں شریک ہونا مذکور ہے۔ ان کے نام مذکور نہیں ہیں۔

٤٠١٩- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ ح حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ

(۴۰۱۹) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے' ان سے زہری نے' ان سے عطاء بن یزید لیثی نے' ان سے عبیداللہ بن عدی نے اور ان سے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے' ان سے ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے' اپنے چچا (محمد بن مسلم بن شہاب) سے بیان کیا' انہیں عطاء بن یزید لیثی ثم الجندعی نے خبر دی' انہیں عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی اور انہیں مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ نے' وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی

ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لاَذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ. فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تَقْتُلْهُ)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَةَ الَّتِي قَالَ)). [طرفه في :٦٨٦٥].

موقع پر میری کسی کافر سے ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے' پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہنے لگے "میں اللہ پر ایمان لے آیا۔" تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی فرمایا کہ اسے قتل نہ کر' کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہو گا اور تمہارا مقام وہ ہو گا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

تو اس کے قتل کرنے سے پہلے تو جیسے مسلمان معصوم مرحوم تھا ایسے ہی اسلام کا کلمہ پڑھنے سے وہ مسلمان معصوم مرحوم ہو گیا۔ پہلے اس کا مار ڈالنا درست تھا ایسے ہی اب اس کے قصاص میں تیرا مار ڈالنا درست ہو جائے گا۔

٤٠٢٠- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ ((مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ سُلَيْمَانُ : هَكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ ، قَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ سُلَيْمَانُ : أَوْ قَالَ قَتَلَتْهُ قَوْمُهُ. قَالَ : وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ : فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي. [راجع: ٣٩٦٢]

(۴۰۲۰) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا' کہا ہم سے انس بڑاٹھ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا' کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کے ساتھ کیا ہوا؟ عبد اللہ بن مسعود بڑاٹھ اس کے لیے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش ٹھنڈی ہونے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا' ابو جہل تم ہی ہو؟ ابن علیہ نے بیان کیا کہ سلیمان نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے انس بڑاٹھ نے بیان کیا کہ ابن مسعود بڑاٹھ نے پوچھا تھا کہ تو ہی ابو جہل ہے؟ اس پر اس نے کہا' کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا جسے تم نے آج قتل کر دیا ہے؟ سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ یا اس نے یوں کہا' "جسے اس کی قوم نے قتل کر دیا ہے؟ (کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا) کہا کہ ابو مجلز نے بیان کیا کہ ابو جہل نے کہا' کاش! ایک کسان کے سوا کسی اور نے مارا ہوتا۔

تشریح: اس مردود کو یہ رنج ہوا کہ مدینہ کے کاشتکاروں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا؟ کاش! کسی رئیس کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ یہ قومی

اونچ نیچ کا تصور ابوجہل کے دماغ میں آخر وقت تک سمایا رہا جو مسلمان آج ایسی قومی اونچ نیچ کے تصورات میں گرفتار ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ ابوجہل کی خوئے بد میں گرفتار ہیں۔ اسلام ایسے ہی غلط تصورات کو ختم کرنے آیا مگر صد افسوس کہ خود مسلمان بھی ایسے غلط تصورات میں گرفتار ہو گئے۔ اکار کا ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے لفظ کھینے سے کیا ہے۔ گویا ابوجہل نے کاشتکاروں کو لفظ کھینے سے یاد کیا۔

٤٠٢١- حدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ لأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الأَنْصَارِ فَلَقِينَا مِنْهُمْ رَجُلاَنِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ. [راجع: ٢٤٦٢]

(۴۰۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے انصاری بھائیوں کے یہاں چلیں' پھر ہماری ملاقات دو نیک ترین انصاری صحابیوں سے ہوئی جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ عبیداللہ نے کہا' پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں صحابی عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

٤٠٢٢- حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلاَفٍ وَقَالَ عُمَرُ: لأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ.

(۴۰۲۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا' انہوں نے اسماعیل ابن ابی خالد سے' انہوں نے قیس بن ابی حازم سے کہ بدری صحابہ کا (سالانہ) وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں (بدری صحابہ کو) ان صحابیوں پر فضیلت دوں گا جو ان کے بعد ایمان لائے۔

تشریح: معلوم ہوا بدری صحابہ غیربدری سے افضل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کے لیے سال میں دس ہزار اور انصار کے لیے سال میں آٹھ ہزار اور ازواج مطہرات کے لیے سال میں ۲۴ ہزار مقرر کئے تھے۔ یہ صحیح اسلامی خلافت راشدہ کی برکت تھی اور ان کے بیت المال کا صحیح ترین مصرف تھا۔ صد افسوس کہ یہ برکات عروج اسلام کے ساتھ خاص ہو کر رہ گئیں۔ آج دور تنزل میں یہ سب خواب و خیال کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ اسلامی تنظیمیں بیت المال کا نام لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ تنظیمیں اگر صحیح طور پر قائم ہوں بہرحال اچھی ہیں مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔

٤٠٢٣- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ وَذَلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الإِيمَانُ فِي

(۴۰۲۳) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں محمد بن جبیر نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میں نے سنا' آپ مغرب کی نماز میں سورۂ والطور کی تلاوت کر رہے تھے' یہ پہلا موقع تھا جب میرے دل میں ایمان نے قرار

قَلْبِي. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي أُسَارَى بَدْرٍ: ((لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ)). [راجع: ٧٦٥]

پکڑا۔ اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے' ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا' اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا۔

٤٠٢٤- وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ، فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ. [راجع: ٣١٣٩]

(۴۰۲۴) اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا' پھر جب دوسرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا' تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا' پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی۔

تشریح: جب حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بدری قیدیوں میں قید ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے قریب مقید ہوئے تو انہوں نے مغرب کی نماز میں آنحضرت ﷺ سے سورۂ والطور کی قرأت سنی اور وہ بعد میں اس سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔ اسی سے حدیث کی مناسبت باب سے نکل آئی۔ مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ پر کچھ احسان کیا تھا۔ جب آپ طائف سے لوٹے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔ مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کی حفاظت کے لیے اپنے چار بیٹوں کو مسلح کر کے کعبے کے چاروں کونوں پر کھڑا کر دیا تھا۔ قریش یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مطعم کی پناہ نہیں توڑ سکتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مطعم رضی اللہ عنہ نے وہ عہد نامہ ختم کرایا تھا' جو قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں پہلا فساد ہے۔ جو جمعہ کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو برپا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت سعید بن مسیب کا قول بقول علامہ داؤدی صریح غلط ہے اس فساد کے بعد بھی بہت سے بدری صحابہ زندہ تھے۔ بعضوں نے کہا پہلے فساد سے ان کی مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور دوسرے سے حرہ کا فساد' جس میں یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ تیسرے فساد سے ازارقہ کا فساد مراد ہے۔ جو عراق میں ہوا تھا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فساد یعنی قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ یہ صحیح ہے کیوں کہ بدریوں کے آخر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے' وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے ہی گزر چکے تھے۔ تیسرے فساد سے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت مراد لی ہے۔ آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے نے تو صحابہ کا وجود بالکل ختم کر دیا جس کے بعد کوئی صحابی دنیا میں باقی نہیں رہا۔

٤٠٢٥- حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ

(۴۰۲۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زہری سے سنا' کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر' سعید

قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ: بِئْسَ مَا قُلْتِ تَسُبِّينَ رَجُلاً بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيثَ الإِفْكِ. [راجع: ۹۳]

بن مسیب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے متعلق سنا' ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے اس واقعہ کا کوئی حصہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ میں اور ام مسطح باہر قضائے حاجت کو جا رہے تھے کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ کر پھسل پڑیں۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا' مسطح کا برا ہو۔ میں نے کہا' آپ نے اچھی بات نہیں کہی۔ ایک ایسے شخص کو آپ برا کہتی ہیں جو بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے تہمت کا واقعہ بیان کیا۔

مسطح رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک تھے اس سے ترجمہ باب نکلا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو تہمت لگائی تھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

۴۰۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: هَذِهِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ ((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟)). قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللهِ تُنَادِي نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَ ثَمَانُونَ رَجُلاً. وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: قَالَ الزُّبَيْرُ قَسَمْتُ سُهْمَانَهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ. [راجع: ۱۳۷۰]

(۴۰۲۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے موسیٰ بن عقبہ نے اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کا بیان تھا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ جب (بدر کے) کفار مقتولین کنویں میں ڈالے جانے لگے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا' کیا تم نے اس چیز کو پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ موسیٰ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس پر حضور اکرم ﷺ کے چند صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا' جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے اسے خود تم نے بھی ان سے زیادہ بہتر طریقہ پر نہیں سنا ہو گا۔ ابوعبداللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ قریش (صحابہ) کے جتنے لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور جن کا حصہ بھی (اس غنیمت میں) لگا تھا' ان کی تعداد اکیاسی تھی۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے (ان مہاجرین کے حصے) تقسیم کئے تھے اور ان کی تعداد سو تھی اور زیادہ بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

طبرانی اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین کا شمار ۷۷ آدمیوں کا تھا۔

٤٠٢٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِينَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

(۴۰۲۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں ہشام بن عروہ نے' انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کے دن مہاجرین کے سو حصے لگائے گئے تھے۔

١٣- باب تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ.

باب بترتیب حروف تہجی' ان اصحاب کرام کے نام جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی

فِي الْجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَى حُرُوفِ الْمُعْجَمِ النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ، إِيَاسُ بْنُ الْبُكَيْرِ، بِلاَلُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ الْقُرَشِيِّ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ، أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ، خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الأَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، أَبُو لُبَابَةَ الأَنْصَارِيُّ، الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ، أَبُو طَلْحَةَ الأَنْصَارِيُّ، أَبُو زَيْدٍ الأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ، سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ، سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الأَنْصَارِيُّ، ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الأَنْصَارِيُّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبُوبَكْرٍ الْقُرَشِيُّ، عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ، عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ

اور جنہیں ابو عبداللہ (امام بخاری) اپنی اس جامع کتاب میں ذکر کرتے ہیں جس کو انہوں نے مرتب کیا ہے (یعنی یہی صحیح بخاری)

(۱) النبی محمد بن عبداللہ الہاشمی صلی اللہ علیہ و سلم (۲) ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ (۳) ابوبکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ کے غلام بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (۴) حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی رضی اللہ عنہ (۵) قریش کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (۶) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ (۷) حارثہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ' انہوں نے بدر کی جنگ میں شہادت پائی تھی۔ ان کو حارثہ بن سراقہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جنگ بدر کے میدان میں صرف تماشائی کی حیثیت سے آئے تھے (کم عمری کی وجہ سے' لیکن بدر کے میدان میں ہی ان کو ایک تیر کفار کی طرف سے آکر لگا اور اسی سے انہوں نے شہادت پائی) (۸) خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ (۹) خنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ (۱۰) رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۱۱) رفاعہ بن عبدالمنذر ابو لبابہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۲) زبیر بن العوام القرشی رضی اللہ عنہ (۱۳) زید بن سہل ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۴) ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ (۱۵) سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ (۱۶) سعد بن خولہ القرشی رضی اللہ عنہ (۱۷) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی رضی اللہ عنہ (۱۸) سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ (۱۹) ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۲۰) اور ان کے بھائی

الْهُذَلِيُّ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الأَنْصَارِيُّ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ، خَلَّفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ وَضَرَبَهُ لَهُ بِسَهْمِهِ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الأَنْصَارِيُّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنَزِيُّ، عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الأَنْصَارِيُّ، عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الأَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ، قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الأَنْصَارِيُّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ، مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيُّ، مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الأَنْصَارِيُّ، مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، هِلاَلُ بْنُ أُمَيَّةَ الأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (۲۱) ابوبکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ (۲۲) عبداللہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ (۲۳) عتبہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ (۲۴) عبدالرحمٰن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ (۲۵) عبیدہ بن حارث القرشی رضی اللہ عنہ (۲۶) عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ (۲۷) عمر بن خطاب العدوی رضی اللہ عنہ (۲۸) عثمان بن عفان القرشی رضی اللوہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی صاحبزادی (جو ان کے گھر میں تھیں) کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ ہی میں چھوڑا تھا لیکن بدر کی غنیمت میں آپ کا بھی حصہ لگایا تھا۔ (۲۹) علی بن ابی طالب الہاشمی رضی اللہ عنہ (۳۰) بنی عامر بن لوئی کے حلیف عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ (۳۱) عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ (۳۲) عامر بن ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ (۳۳) عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ (۳۴) عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ (۳۵) عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (۳۶) قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ (۳۷) قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ (۳۸) معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ (۳۹) معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ (۴۰) اور ان کے بھائی معاذ رضی اللہ عنہ (۴۱) مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ (۴۲) مرارہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ (۴۳) معن بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ (۴۴) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ (۴۵) مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ۔ بنی زہرہ کے حلیف (۴۶) اور ہلال بن ابی امیہ انصاری رضی اللہ عنہ

تشریح اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کے باب میں یا اس کتاب میں اور کسی مقام پر جن جن صحابہ کو بدری کہا گیا ہے ان کے ناموں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اس باب میں مذکور ہے کیونکہ بہت سے بدری صحابیوں کے نام اس فہرست میں نہیں

ہیں نہ یہ غرض ہے کہ اس کتاب میں جن جن بدری صحابہ سے روایت ہے ان کی فہرست اس باب میں بیان کی گئی ہے کیونکہ ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ بالاتفاق بدری ہیں اور اس کتاب میں ان سے روایتیں بھی ہیں۔ مگر ان کا نام فہرست میں شریک نہیں ہے۔ کیونکہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس کتاب میں کہیں یہ صراحت نہیں آئی ہے کہ وہ بھی بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ اب اس فہرست میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک تو سب سے پہلے بلا رعایت حروف تہجی لکھ دیا ہے۔ باقی نام بہ ترتیب حروف تہجی مذکور ہیں۔ بعض نسخوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ خلفائے اربعہ کے نام بھی شروع میں مذکور ہوئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت یہاں سب ۴۶ آدمی مذکور ہیں۔ حافظ ابوالفتح نے قریش میں سے ۹۴ اور خزرج قبیلے کے ۹۵ اور اوس قبیلے کے ۷۴ کل ۳۶۳ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے ترتیب حروف معجم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی ان کے شرف مراتب کے لحاظ سے لکھ دیئے ہیں بعد میں حروف ہجاء کی ترتیب شروع فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا فی الآخرۃ ۔ مبارک ہیں وہ ایمان والے جو اس پاکیزہ کتاب کا بصد ذوق و شوق مطالعہ فرماتے ہیں۔ حضرت عتبہ بن مسعود ہذلی کا نام بدریوں میں نہیں ہے اور بخاری شریف کے اکثر دوسرے نسخوں میں بھی نہیں ہے لیکن قسطلانی میں ہے جو شاید سہو کاتب ہے۔

١٤- باب حَدِيثُ بَنِي النَّضِيرِ

وَمَخْرَجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا أَرَادُوا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ﴾. وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَأُحُدٍ.

باب بنو نضیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مسلمانوں کی دیت کے سلسلے میں ان کے پاس جانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا دغابازی کرنا۔ زہری نے عروہ سے بیان کیا کہ غزوہ بنونضیر' غزوہ بدر کے چھ مہینے بعد اور غزوہ احد سے پہلے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ ہی وہ ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب سے ان کے گھروں سے اور یہ (جزیرہ عرب سے) ان کی پہلی جلاوطنی ہے" ابن اسحاق کی تحقیق میں یہ غزوہ غزوہ بئر معونہ اور غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔

تشریح قبیلہ بنو نضیر ان کافروں میں سے تھے جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدوپیمان تھا کہ نہ خود آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کو مدد دیں گے۔ ایسا ہوا کہ عامر بن طفیل نے جب قاریوں کو بئر معونہ کے قریب فریب و دغا سے مار ڈالا تھا تو عمرو بن امیہ ضمیری کو جو مسلمان تھے اپنی ماں کی منت میں آزاد کر دیا۔ راستے میں ان کو بنوعامر کے دو شخص ملے انہوں نے سوتے میں ان کو مار ڈالا اور سمجھے میں نے بنوعامر سے جن میں کا ایک عامر بن طفیل تھا بدلہ لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں آکر خبر کی۔ ان کو یہ خبر نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مردوں سے عہدوپیمان ہے۔ آپ نے عمرو سے فرمایا میں ان دو شخصوں کی دیت دوں گا۔ بنونضیر بھی بنوعامر کے ساتھ عہد رکھتے تھے۔ آپ بنی نضیر کے پاس اس دیت میں مدد لینے کو تشریف لے گئے۔ ان بدمعاشوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بٹھایا اور ظاہر میں امداد کا وعدہ کیا لیکن درپردہ یہ صلاح کی کہ آپ دیوار کے تلے بیٹھے تھے دیوار پر سے ایک پتھر آپ پر پھینک کر آپ کو شہید کر دیں۔ اللہ نے جبریل ؑ کے ذریعے سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ آپ وہاں سے ایک دم اٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے اور دیگر صحابی بھی۔ موقع آنے پر آپ نے ان بدمعاشوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا۔ اسی واقعہ کی کچھ تفصیلات یہاں مذکور ہیں۔

یہود کا پہلا اخراج عرب سے شام کے ملک میں ہوا' پھر عہد فاروقی میں دوسرا اخراج خیبر سے شام کے ملک کو ہوا۔ بعضوں نے کہا

دوسرے اخراج سے قیامت کا حشر مراد ہے۔ یہ آیت بنی نضیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

٤٠٢٨- حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيرُ وَقُرَيْظَةُ فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلاَدَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلاَّ بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ فآمنهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ.

(۴۰۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی' انہیں موسیٰ بن عقبہ نے' انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ نے قبیلہ بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا لیکن قبیلہ بنو قریظہ کو جلا وطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا۔ پھر بنو قریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اور ان کی عورتوں' بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے۔ اس لیے آپ نے انہیں پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تھا۔ بنو قینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا' یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

تشریح یہود ایسی غدار بے وفا قوم کا نام ہے جس نے خود اپنے ہی نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بیشتر مواقع پر بے وفائی کی ہے۔ آج کے یہودی جو اسرائیلی حکومت قائم کر کے ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کئے بیٹھے ہیں اپنی فطری غداری و بے وفائی کی زندہ مثال ہیں۔ اسی مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ارض حجاز کو اس غدار قوم سے خالی کرا دیا۔

٤٠٢٩- حدثني الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ: قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ.

[أطرافه في: ٤٦٤٥، ٤٨٨٢، ٤٨٨٣].

(۴۰۲۹) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی' انہیں ابو بشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کہا' "سورۂ حشر" تو انہوں نے کہا کہ اسے "سورہ نضیر" کہو (کیونکہ یہ سورت بنو نضیر ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اس روایت کی متابعت ہشیم نے ابو بشر سے کی ہے۔

٤٠٣٠- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلاَتِ حَتَّى

(۴۰۳۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' ان سے معتمر نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ انصاری صحابہ نبی کریم ﷺ کے لیے کچھ کھجور کے درخت مخصوص رکھتے تھے (تاکہ اس کا پھل آپ کی

افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

خدمت میں بھیج دیا جائے) لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ ان کے پھل واپس فرما دیا کرتے تھے۔

٤٠٣١ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَ - ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ﴾. [راجع: ٢٣٢٦]

(۴۰۳۱) ہم سے آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی نضیر کی کھجوروں کے باغات جلوا دیئے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا۔ یہ باغات مقام بویرہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "جو درخت تم نے کاٹ دیئے ہیں یا جنہیں تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔"

٤٠٣٢ - حدثني إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بني النَّضِيرِ قَالَ: وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ:

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ:

أَدَامَ اللهُ ذَلِكَ مِنْ صَنِيعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ
وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

[راجع: ٢٣٢٦]

(۴۰۳۲) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم کو حبان نے خبر دی' انہیں جویریہ بن اسماء نے' انہیں نافع نے' انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے باغات جلوا دیئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا تھا

(ترجمہ) "بنو لوی (قریش) کے سرداروں نے بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کر لیا۔ مقام بویرہ میں اس آگ کو جو پھیل رہی تھی۔" بیان کیا کہ پھر اس کا جواب ابو سفیان بن حارث نے ان اشعار میں دیا۔ "خدا کرے کہ مدینہ میں ہمیشہ یوں ہی آگ لگتی رہے اور اس کے اطراف میں یوں ہی شعلے اٹھتے رہیں۔ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس مقام بویرہ سے دور ہے اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔"

تشریح بویرہ بنی نضیر کے باغ کو کہتے تھے جو مدینہ کے قریب واقع تھا۔ بنی لوی قریش کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ان میں اور بنی نضیر میں عہد و پیمان تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا مطلب قریش کی ہجو کرنا ہے کہ ان کے دوستوں کے باغ جلتے رہے اور وہ قریش ان کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ جوابی اشعار میں ابو سفیان نے مسلمانوں کو بددعا دی۔ یعنی خدا کرے تمہارے شہر میں ہمیشہ چاروں طرف آگ جلتی رہے۔ ابو سفیان کی بددعا مردود ہو گئی اور الحمد للہ مدینہ منورہ آج بھی جنت کی فضا رکھتا ہے۔ مولانا وحید الزماں نے ان اشعار کا اردو ترجمہ یوں منظوم کیا ہے۔ حضرت حسان کے شعر کا ترجمہ ؎

بنی لوی کے شریفوں پہ ہو گیا آساں
لگی ہو آگ بویرہ میں سب طرف براں

ابو سفیان بن حارث کے اشعار کا ترجمہ:

خدا کرے کہ ہمیشہ رہے وہاں یہ حال
مدینہ کے چاروں طرف رہے آتش سوزاں
یہ جان لو گے تم اب عنقریب کون ہم میں
رہے گا بچا کس کا ملک اٹھائے گا نقصان

یہ ابوسفیان نے مسلمانوں کو اور ان کے شہر مدینہ کو بددعا دی تھی جو مردود ہو گئی۔

٤٠٣٣- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ لَهُ : هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ. فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلاً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ : نَعَمْ. فَلَمَّا دَخَلاَ قَالَ : عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مال بَنِي النَّضِيرِ فاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ قَالُوا : قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ

(۴۰۳۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیرالمؤمنین) کی خدمت میں موجود تھے کہ امیرالمؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیرالمؤمنین نے فرمایا کہ ہاں، انہیں اندر بلا لو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اجازت چاہتے ہیں کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، جب یہ بھی دونوں بزرگ اندر تشریف لے آئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیرالمؤمنین! میرا اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال بنو نضیر سے فے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا اور ایک دوسرے پر تنقید کی تو حاضرین بولے، امیرالمؤمنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تاکہ دونوں میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات

وَعَبَّاسٍ فَقَالَ : أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الأَمْرِ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿قَدِيرٌ﴾ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلاَ اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَقَسَمَها فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ هَذَا الْمَالُ مِنْهُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ فَعَمِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَهُ أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ : تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ عمل فِيهِ كَمَا تَقُولاَنِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ عَزَّ

سے تھی؟ حاضرین بولے کہ جی ہاں' حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا' میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فئے میں سے (جو بنونضیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ "بنونضیر کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ (یعنی جنگ نہیں کی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد "قدیر" تک۔ تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا لیکن خدا کی قسم کہ حضور ﷺ نے تمہیں نظرانداز کر کے اپنے لیے اسے مخصوص نہیں فرمایا تھا نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے تمہیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فئے میں سے یہ جائیداد بچ گئی۔ پس آپ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اسی میں سے نکالتے تھے اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد انہی مصارف میں خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا خلیفہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے انہیں مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں آنحضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا' جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے اور اللہ کی قسم کہ وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے' مخلص' صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھا لیا' اس لیے

وجلَّ أبا بكر، فَقُلْتُ: أنَا وَلِيُّ رَسُولِ الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وأبي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إمَارَتِي أعْمَلُ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأبُو بَكْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أنّي فِيهِ صَادِقٌ، بَارٌّ، رَاشِدٌ، تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي كِلاَكُمَا وكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأمْرُكُمَا جَمِيعٌ فَجِئْتَنِي يَعْنِي عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إنَّ رَسُولَ الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) فَلَمّا بَدَا لِي أنْ أدْفَعَهُ إلَيْكُمَا قُلْتُ إنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إلَيْكُمَا عَلَى أنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلاَنِّ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فيه رَسُولُ الله صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأبُو بَكْرٍ وَ عَمِلْتُ فِيهِ مُذْ وَلِيتُ وَإلا فَلاَ تُكَلِّمَانِي فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهُ إلَيْكُمَا أفَتَلْتَمِسَانِ مِنّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَوَاللهِ الّذِي بِإذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأرْضُ لاَ أقْضِي فِيهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذَلِكَ حَتّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إلَيَّ فَأنَا أكْفِيكُمَاهُ.

[راجع: ۲۹۰٤]

میں نے کہا کہ مجھے رسول کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہیں مصارف میں صرف کرتا ہوں جس میں آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرز عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے۔ آپ کی مراد عباس رضی اللہ عنہ سے تھی۔ تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ رسول کریم ﷺ فرما گئے تھے کہ "ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔" پھر جب وہ جائیداد بطور انتظام میں آپ دونوں کو دے دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے جب سے میں خلیفہ بنا ہوں، اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرز عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم! جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق اس کے انتظام سے) عاجز ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیں۔ میں خود اس کا انتظام کروں گا۔

٤٠٣٤- قَالَ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ

(۴۰۳۴) زہری نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے کہا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم

أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّنْ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلاَ تَتَّقِينَ اللهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَا أَخْبَرْتُهُنَّ قَالَ: فَكَانَتْ هَذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلاَهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلاَنِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَقًّا.

سے صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو فئے اپنے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اس میں سے ان کے حصے دیئے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کہا تم خدا سے نہیں ڈرتی کیا حضور ﷺ نے خود نہیں فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اشارہ اس ارشاد میں خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے تا زندگی (ان کی ضروریات کے لیے) ملتا رہے گا۔ جب میں نے ازواج مطہرات کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔ عروہ نے کہا کہ یہی وہ صدقہ ہے جس کا انتظام پہلے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے انتظام میں شریک نہیں کیا تھا بلکہ خود اس کا انتظام کرتے تھے (اور جس طرح آنحضور ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خرچ کیا تھا' اسی طرح انہیں مصارف میں وہ بھی خرچ کرتے تھے) اس کے بعد وہ صدقہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں آگیا تھا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں رہا۔ پھر جناب علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آگیا تھا اور یہ حق ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

تشریح اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وراثت نبوی کے بارے میں فرمان نبوی پر پورے طور پر عمل کیا کہ اسے تقسیم نہیں ہونے دیا۔ جن مصارف میں آنحضرت ﷺ نے اسے صرف فرمایا یہ حضرات بھی ان ہی مصارف میں اسے صرف فرماتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس بارے میں اختلاف نہ تھا۔ اگر کچھ اختلاف بھی تھا تو صرف اس بارے میں کہ اس صدقہ کی نگرانی کون کرے؟ اس کا متولی کون ہو؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے ان حضرات کو معاملہ سمجھا کر اس ترکہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

٤٠٣٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ

(۴۰۳۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ کی زمین جو

مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. [راجع: ٣٠٩٢]

فدک میں تھی اور جو خیبر میں آپ کو حصہ ملا تھا' اس میں سے اپنے ورثہ کا مطالبہ کیا۔

٤٠٣٦- فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [راجع: ٣٠٩٣]

(۴۰۳۶) اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے خرچ ضرور ملتا رہے گا۔ اور خدا کی قسم! رسول کریم ﷺ کے قرابت داروں کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنا مجھے خود اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن معاملت سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمان رسول اللہ ﷺ کا احترام باقی رکھا تو دوسری طرف حضرات اہل بیت کے بارے میں صاف فرما دیا کہ ان کا احترام' ان کی خدمت' ان کے ساتھ حسن برتاؤ مجھ کو خود اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن برتاؤ سے زیادہ عزیز ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کرنا' ان کا اہم ترین مقصد تھا اور تاحیات آپ نے اس کو عملی جامہ پہنایا اور اس حال میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن فردوس بریں میں جمع کرے گا اور سب ﴿ وَنَزَعْنَا مَافِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ ﴾ (الاعراف: ۴۳) کے مصداق ہوں گے۔

١٥- باب قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ

باب کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ

اس پر تفصیلی نوٹ مقدمۃ البخاری پارہ ۱۲ میں گزر چکا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ بڑا سرمایہ دار یہودی تھا۔ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا اور قریش کے کفار کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا۔ اس کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لیے مجبوراً ماہ ربیع الاول سنہ ۳ھ میں یہ قدم اٹھایا گیا ﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانعام: ۴۵)

٤٠٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ : قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا. وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ

(۴۰۳۷) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا' ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا' پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا' یہ شخص (اشارہ حضور اکرم ﷺ کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا

أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ: وَأَيْضًا وَاللهِ لَتَمِلُّنَّهُ قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ: أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ: نَعَمْ. اِرْهَنُونِي قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ؟ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ؟ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ؟ فَيُقَالُ: أُرْهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلاَحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلاً وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لأَجَابَ قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ

ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا' ابھی آگے دیکھنا' خدا کی قسم! بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کرلی ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے' انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ اور ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی دفعہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دو وسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک وسق یا دو وسق کا بھی ذکر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک یا دو وسق کا ذکر آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا' ہاں' میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا' گروی میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا' اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا' پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا' ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلے پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا' یہ تو بڑی بے غیرتی ہوگی۔ البتہ ہم تمہارے پاس اپنے "لامہ" گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی موجود تھے وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا' وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں

مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو وَأَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو : جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو : قَالَ عِنْدِيْ أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو: فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ. قَالَ: دُونَكُمْ فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے اور عمرو بن دینار کے سوا (راوی نے) ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پھر میں اس کا سر سونگھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا، میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا، سونگھ سکتے ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر انہوں نے کہا، کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

تشریح: کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے گروہ کے سردار حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تو کر لیا مگر کئی دن تک متفکر رہے۔ پھر ابو نائلہ کے پاس آئے جو کعب کا رضاعی بھائی تھا اور عباد بن بشر اور حارث بن

اوس۔ ابوعبس بن جبر کو بھی مشورہ میں شریک کیا اور یہ سب مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم جو مناسب سمجھیں کعب سے ویسی باتیں کریں۔ آپ نے ان کو بطور مصلحت اجازت مرحمت فرمائی اور رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ سے چلے تو آنحضرت ﷺ بقیع تک ان کے ساتھ آئے۔ چاندنی رات تھی۔ آپ نے فرمایا' جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے۔

کعب بن اشرف مدینہ کا بہت بڑا متعصب یہودی تھا اور بڑا مال دار آدمی تھا۔ اسلام سے اسے سخت نفرت اور عداوت تھی۔ قریش کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے ابھارتا رہتا تھا اور ہمیشہ اس ٹوہ میں لگا رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح دھوکے سے آنحضرت ﷺ کو قتل کرا دے۔ فتح الباری میں ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں اس ظالم نے اس غرض فاسد کے تحت آنحضرت ﷺ کو مدعو کیا تھا مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی نیت بد سے آنحضرت ﷺ کو آگاہ کر دیا اور آپ بال بال بچ گئے۔ اس کی ان جملہ حرکات بد کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے اس کو ختم کرنے کے لیے صحابہ کے سامنے اپنا خیال ظاہر فرمایا جس پر محمد بن مسلمہ انصاری بنٹھ نے آمادگی کا اظہار کیا۔ کعب بن اشرف محمد بن مسلمہ کا ماموں بھی ہوتا تھا۔ مگر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ دنیاوی سب رشتوں سے بلند و بالا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو بایں طور ختم کرایا جس سے فتنوں کا دروازہ بند ہو کر امن قائم ہو گیا اور بہت سے لوگ جنگ کی صورت پیش آنے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: روی ابوداود و الترمذی من طریق الزھری عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ ان کعب بن الاشرف کان شاعرا یھجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحرض علیہ کفار قریش وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ واھلھا اخلاط فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استصلاحھم وکان الیھود والمشرکون یوذون المسلمین اشد الاذی فامراللہ رسولہ والمسلمین بالصبر فلما ابی کعب ان ینزع عن اذاہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ ان یبعث رھطا لیقتلوہ وذکر ابن سعد ان قتلہ کان فی ربیع الاول من السنۃ الثالثۃ (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا جو شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا اور کفار قریش کو آپ کے اوپر حملہ کرنے کی ترغیب دلاتا۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے وہاں کے باشندے آپس میں خلط ملط تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلاح و سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ یہودی اور مشرکین آنحضرت ﷺ کو سخت ترین ایذائیں پہنچانے کے درپے رہتے۔ پس اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو صبر کا حکم فرمایا۔ جب کعب بن اشرف کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھنے لگیں اور وہ ایذا رسانی سے باز نہ آیا تب آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ بنٹھ کو حکم فرمایا کہ ایک جماعت کو بھیجیں جو اس کا خاتمہ کرے۔ ابن سعد نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قتل ۳ھ میں ہوا۔

۱۶- باب قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ

باب ابو رافع۔ یہودی عبداللہ بن ابی الحقیق کے قتل کا قصہ

وَيُقَالُ سَلاَّمُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَ وَيُقَالُ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ.

کہتے ہیں اس کا نام سلام بن ابی الحقیق تھا۔ یہ خیبر میں رہتا تھا۔ بعضوں نے کہا ایک قلعہ میں حجاز کے ملک میں واقع تھا۔ زہری نے کہا ابو رافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ (رمضان ۶ھ میں)

۴۰۳۸- حدثني إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ

(۴۰۳۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے' انہوں نے اپنے والد زکریا بن ابی زائدہ سے' ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا' ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلاً وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ. [راجع: ٣٠٢٢]

٤٠٣٩- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلاَلِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ

آنحضرت ﷺ نے وحنہ آدمیوں کو ابو رافع کے پاس بھیجا۔ (منجملہ ان کے) عبداللہ بن عتیک رات کو اس کے گھر میں گھسے' وہ سو رہا تھا۔ اسے قتل کیا۔

(۴۰۳۹) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابو رافع حضور اکرم ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی' اے اللہ! کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا' میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں لے لیا' پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابو رافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں' میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا

مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ لَوْ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لاَ أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ؟ فَقُلْتُ : أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ قَالَ : لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلاً فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لاَ أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ : أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ لِي: ((ابْسُطْ رِجْلَكَ)) فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا

مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سو رہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی' یا ابا رافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا' ابو رافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کیے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور آکر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کرا دیا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو

فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ.

[راجع: ٣٠٢٢]

اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلا۔ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

٤٠٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَتِيكٍ: امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ قَالَ: فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ، قَالَ: فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ فَغَطَّيْتُ رَأْسِي وَرِجْلِي كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ، فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوا حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا هَدَأَتِ الأَصْوَاتُ وَلاَ أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ: وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كَوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ، قَالَ: قُلْتُ إِنْ نَذِرَ بِي الْقَوْمُ

(۴۰۴۰) ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا' ہم سے شریح ابن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے' ان سے ابو اسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عتیک اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہما کو چند صحابہ کے ساتھ ابو رافع (کے قتل) کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب اس کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ پہلے میں جاتا ہوں' دیکھوں صورت حال کیا ہے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قلعہ کے قریب پہنچ کر) میں اندر جانے کے لیے تدابیر کرنے لگا۔ اتفاق سے قلعہ کا ایک گدھا گم تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس گدھے کو تلاش کرنے کے لیے قلعہ والے روشنی لے کر باہر نکلے۔ بیان کیا کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھے کوئی پہچان نہ لے۔ اس لیے میں نے اپنا سر ڈھک لیا' جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہے۔ اس کے بعد دربان نے آواز دی کہ اس سے پہلے کہ میں دروازہ بند کر لوں جسے قلعہ کے اندر داخل ہونا ہے وہ جلدی آجائے۔ میں نے (موقع غنیمت سمجھا اور) اندر داخل ہو گیا اور قلعہ کے دروازے کے پاس ہی جہاں گدھے باندھے جاتے تھے وہیں چھپ گیا۔ قلعہ والوں نے ابو رافع کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسے قصے سناتے رہے۔ آخر کچھ رات گئے وہ سب قلعہ کے اندر ہی اپنے اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ اب سناٹا چھا چکا تھا اور کہیں کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے میں اس طویلہ سے باہر نکلا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ دربان نے کنجی ایک طاق میں رکھی ہے۔ میں نے پہلے کنجی اپنے قبضہ میں لے لی اور پھر سب سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ بیان کیا کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر قلعہ

انطَلَقْتُ عَلَى مَهْلٍ، ثُمَّ عَمَدْتُ إِلَى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ، ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طُفِيءَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ؟ فَقُلْتُ : يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا؟ قَالَ : ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيثُهُ فَقُلْتُ : مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي، فَقَالَ: أَلاَ أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ؟ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيثِ، فَإِذَا مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ أَنْكَفِيءُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ، ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتَّى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ فَقُلْتُ لَهُمْ : انْطَلِقُوا فَبَشِّرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لاَ أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ، قَالَ : فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ، فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ.

والوں کو میرا علم ہو گیا تو میں بڑی آسانی کے ساتھ بھاگ سکوں گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے کمروں کے دروازے کھولنے شروع کئے اور انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ اب میں زینوں سے ابو رافع کے بالا خانوں تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے کمرہ میں اندھیرا تھا۔ اس کا چراغ گل کر دیا گیا تھا۔ میں یہ نہیں اندازہ کر پایا تھا کہ ابو رافع کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی' یا ابا رافع! اس پر وہ بولا کہ کون ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آواز کی طرف میں بڑھا اور میں نے تلوار سے اس پر حملہ کیا۔ وہ چلانے لگا لیکن یہ وار اوچھا پڑا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر دوبارہ میں اس کے قریب پہنچا' گویا میں اس کی مدد کو آیا ہوں۔ میں نے آواز بدل کر پوچھا۔ ابو رافع کیا بات پیش آئی ہے؟ اس نے کہا تیری ماں غارت ہو' ابھی کوئی شخص میرے کمرے میں آ گیا اور تلوار سے مجھ پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس مرتبہ پھر میں نے اس کی آواز کی طرف بڑھ کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں بھی وہ قتل نہ ہو سکا۔ پھر وہ چلانے لگا اور اس کی بیوی بھی اٹھ گئی (اور چلانے لگی) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بظاہر مددگار بن کر پہنچا اور میں نے اپنی آواز بدل لی۔ اس وقت وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے اسے دبایا۔ آخر جب میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سن لی تو میں وہاں سے نکلا' بہت گھبرایا ہوا۔ اب زینہ پر آ چکا تھا۔ میں اترنا چاہتا تھا کہ نیچے گر پڑا۔ جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں نے اس پر پٹی باندھی اور لنگڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ چنانچہ صبح کے وقت موت کا اعلان کرنے والا (قلعہ کی فصیل پر) چڑھا اور اعلان کیا کہ ابو رافع کی موت واقع ہو گئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں چلنے کے لیے اٹھا' مجھے (کامیابی کی خوشی میں) کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس سے پہلے کہ میرے ساتھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں' میں

[راجع: ۳۰۲۲]

نے اپنے ساتھیوں کو پالیا۔ آنحضرت ﷺ کو خوشخبری سنائی۔

تشریح: ابو رافع یہودی خیبر میں رہتا تھا۔ رئیس التجار اور تاجر الحجاز سے مشہور تھا۔ اسلام کا سخت ترین دشمن' ہر وقت رسول کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر عرب کے مشہور قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اس نے ابھارا تھا۔ آخر چند خزرجی صحابیوں کی خواہش پر آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیک انصاری کی قیادت میں پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا۔ ساتھ میں تاکید فرمائی کہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ہوا جو حدیث بالا میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بعض دفعہ قیام امن کے لیے ایسے مفسدوں کا قتل کرنا دنیا کے ہر قانون میں ضروری ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: عن عبداللہ بن کعب بن مالک قال کان مما صنع اللہ لرسولہ ان الاوس والخزرج کانا یتصاولان تصاول الفحلین لا تصنع الاوس شیئا الا قالت الخزرج واللہ لا تذھبون بھذہ فضلا علینا وکذالک الاوس فلما اصابت الاوس کعب بن اشرف تذاکرت الخزرج من رجل لہ من العداوۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان لکعب فذکروا ابن ابی الحقیق وھو بخیبر (فتح الباری) یعنی اوس اور خزرج کا باہمی حال یہ تھا کہ وہ دونوں قبیلے آپس میں اس طرح رشک کرتے رہتے تھے جیسے دو سانڈ آپس میں رشک کرتے ہیں۔ جب قبیلہ اوس کے ہاتھوں کوئی اہم کام انجام پاتا تو خزرج والے کہتے کہ قسم اللہ کی اس کام کو کر کے تم فضیلت میں ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہم اس سے بھی بڑا کوئی کام انجام دیں گے۔ اوس کا بھی یہی خیال رہتا تھا۔ جب قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو ختم کیا تو خزرج نے سوچا کہ ہم کسی اس سے بڑے دشمن کا خاتمہ کریں گے جو رسول کریم ﷺ کی عداوت میں اس سے بڑھ کر ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ابن ابی الحقیق کا انتخاب کیا جو خیبر میں رہتا تھا اور رسول کریم ﷺ کی عداوت میں یہ کعب بن اشرف سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ اوس کے جوانوں نے اس ظالم کا خاتمہ کیا۔ جس کی تفصیل یہاں مذکور ہے۔ روایت میں ابو رافع کی جورو کے جاگنے کا ذکر آیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ وہ جاگ کر چلانے لگی۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار اٹھائی لیکن فوراً مجھ کو فرمان نبوی یاد آگیا اور میں نے اسے نہیں مارا۔ آگے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ہڈی سرک جانے کا ذکر ہے۔ اگلی روایت میں پنڈلی ٹوٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور اس میں جوڑ کھل جانے کا' دونوں باتوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور جوڑ بھی کسی جگہ سے کھل گیا ہو۔

١٧- باب غَزْوَةِ أُحُدٍ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيُمَحِّصَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ

باب غزوۂ احد کا بیان

اور سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور وہ وقت یاد کیجئے' جب آپ صبح کو اپنے گھروں کے پاس سے نکلے' مسلمانوں کو لڑائی کے لیے مناسب ٹھکانوں پر لے جاتے ہوئے اور اللہ بڑا سننے والا ہے' بڑا جاننے والا ہے۔" اور اسی سورت میں اللہ عزوجل کا فرمان "اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے۔ اگر تمہیں کوئی زخم پہنچ جائے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان دنوں کی الٹ پھیر تو لوگوں کے درمیان کرتے ہی رہتے ہیں' تاکہ اللہ ایمان لانے والوں کو جان لے اور تم میں سے کچھ کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور تاکہ اللہ ایمان لانے والوں

الْكَافِرِينَ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ﴾ ﴿بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا﴾ الْآيَةَ.

کو میل کچیل سے صاف کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے' حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے جہاد کیا اور نہ صبر کرنے والوں کو جانا اور تم تو موت کی تمنا کر رہے تھے اس سے پہلے کہ اس کے سامنے آؤ۔ سو اس کو اب تم نے خوب کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا۔" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور یقیناً تم سے اللہ نے سچ کر دکھایا اپنا وعدہ' جب کہ تم انہیں اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے' یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ حکم رسول کے بارے میں اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے دکھا دیا تھا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو ان میں سے پھیر دیا تاکہ تمہاری پوری آزمائش کرے اور اللہ نے تم سے درگزر کی اور اللہ ایمان لانے والوں کے حق میں بڑا فضل والا ہے۔" (اور آیت) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو۔" آخر آیت تک۔

تشریح آیات مذکورہ میں جنگ احد کے کچھ مختلف کوائف پر اشارات ہیں۔ مورخہ ۷/ شوال ۳ ھ میں احد پہاڑ کے قریب یہ جنگ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا لشکر ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا جس میں سے تین سو منافق واپس لوٹ گئے تھے۔ مشرکین کا لشکر تین ہزار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں احد کی ایک گھاٹی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز یہ گھاٹی نہ چھوڑیں۔ ہماری جیت ہو یا ہار تم لوگ یہیں جمے رہو۔ جب شروع میں مسلمانوں کو فتح ہونے لگی تو ان لشکریوں میں سے اکثر نے فتح ہو جانے کے خیال سے درہ خالی چھوڑ دیا جس سے مشرکین نے پلٹ کر مسلمانوں کی پشت سے ان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو وہ نقصان عظیم پہنچا جو تاریخ میں مشہور ہے۔ احادیث ذیل میں جنگ احد سے متعلق کوائف بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: وقال العلماء وكان في قصة احد وما اصيب به المسلمون من الفوائد والحكم الربانية اشياء عظيمة منها تعريف المسلمين سوء عاقبة المعصية وشوم ارتكاب النهي لما وقع من ترك الرماة موقفهم الذين امرهم الرسول ان لا يرجوا منه ومنها ان عادة الرسول ان تبتل وتكون لها العاقبة كما تقدم في قصة هرقل مع ابي سفيان والحكمة في ذالك انهم لو انتصروا دائما دخل في المومنين من ليس منهم ولم يتميز الصادق من غيره ولو انكسروا دائما لم يحصل المقصود من البعثة فاقتضت الحكمة الجمع بين الامرين لتمييز الصادق من الكاذب وذالک ان نفاق المنافقين كان مخفيا عن المسلمين فلما جرت هذه القصة واظهر اهل النفاق مااظهروه من الفعل والقول عاد التلويح تصريحا و عرف المسلمون ان لهم عدو في دورهم فاستعدوا لهم وتحرزوا منهم الخ (فتح الباری) یعنی علماء نے کہا ہے کہ احد کے واقعہ میں بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بڑی عظمت رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ مسلمانوں کو معصیت اور منہیات کے ارتکاب کا نتیجہ بد بدلا دیا جائے تاکہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں۔ کچھ تیر

اندازوں کو رسول کریم ﷺ نے ایک گھاٹی پر مقرر فرما کر سخت تاکید فرمائی تھی کہ ہماری جیت ہو یا ہار ہمارا حکم آئے بغیر تم اس گھاٹی سے مت ہٹنا' مگر انہوں نے نافرمانی کی اور مسلمانوں کی اول مرحلہ پر فتح دیکھ کر وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے گھاٹی کو چھوڑ کر میدان میں آ گئے۔ اس نافرمانی کا جو خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا وہ معلوم ہے۔ اللہ نے بتلا دیا کہ نافرمانی اور معصیت کے ارتکاب کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے اور ان حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے کہ رسولوں کو آزمایا جاتا ہے اور آخر انجام بھی ان ہی کی فتح ہوتی ہے جیسا کہ ہرقل اور ابوسفیان کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اگر ہمیشہ رسولوں کے لیے مدد ہی ہوتی رہے تو مومنوں میں غیر مومن بھی داخل ہو سکتے ہیں اور صادق اور کاذب لوگوں میں تمیز اٹھ سکتی ہے اور اگر وہ ہمیشہ ہارتے ہی رہیں تو بعثت کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ پس حکمت الٰہی کا تقاضا فتح و شکست ہر دور کے درمیان ہوا تاکہ صادق اور کاذب میں فرق ہوتا رہے۔ منافقین کا نفاق پہلے مسلمانوں پر مخفی تھا۔ اس امتحان نے ان کو ظاہر کر دیا اور انہوں نے اپنے قول اور فعل سے کھلے طور پر اپنے نفاق کو ظاہر کر دیا۔ تب مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے گھروں ہی میں ان کے دشمن چھپے ہوئے ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آج کل بھی ایسے نام نہاد مسلمان موجود ہیں جو نماز و روزہ کرتے ہیں مگر وقت آنے پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے۔ نفاق بہت ہی برا مرض ہے۔ جس کی مذمت قرآن مجید میں کئی جگہ بڑے زوردار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لیے دوزخ کا سب سے نیچے والا حصہ "ویل" سزا کے لیے تجویز ہونا بتلایا ہے۔ ہر مسلمان کو پانچوں وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اللھم اعوذبک من النفاق والشقاق وسوء الاخلاق اے اللہ! میں نفاق سے اور آپس کی پھوٹ سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

٤٠٤١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: ((هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ)). [راجع: ٣٩٩٥]

(۴۰۴۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے خالد نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا' یہ حضرت جبریلؑ ہیں' ہتھیار بند' اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے۔

٤٠٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ: عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ : ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّي لأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا

(۴۰۴۲) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم کو زکریا بن عدی نے خبر دی' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں حیوہ نے' انہیں یزید بن حبیب نے' انہیں ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوۂ احد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی' جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' میں تم سے آگے آگے ہوں' میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہو گی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض

وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)). قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[راجع: ١٣٤٤]

(کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے' ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھ کو نصیب ہوا۔

تشریح: احد کی لڑائی ۳ ھ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ ھ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہو گئی۔ اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد صحیح نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں برس جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وداع اس کا معنی یوں کر رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی۔ جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی۔ حافظ صاحب نے کہا گو آنحضرت ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن وہ اخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی سے مشابہت نہیں رکھتی۔ روایت میں حوض کوثر پر شرف دیدار نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔ وہاں ہم سب مسلمان آپ سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔ مسلمانو! کوشش کرو کہ قیامت کے دن ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ جہاں تک ہو سکے آپ کے دین کی مدد کرو۔ قرآن و حدیث پھیلاؤ۔ جو لوگ حدیث شریف اور حدیث والوں سے دشمنی رکھتے ہیں نہ معلوم وہ حوض کوثر پر رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حوض کوثر پر ہمارے رسول ﷺ کی ملاقات نصیب فرمائے' آمین۔

٤٠٤٣ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ وَأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ وَقَالَ: ((لاَ تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلاَ تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلاَ تُعِينُونَا)) فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلاَخِلُهُنَّ فَأَخَذُوا يَقُولُونَ: الْغَنِيمَةَ الْغَنِيمَةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لاَ تَبْرَحُوا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ فَأُصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلاً

(۴۰۴۳) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابن اسحاق (عمرو بن عبیداللہ سبیعی) نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا' اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تم دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے' تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مڈبھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں' پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے' جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے (تیرانداز) ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ

وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: ((لاَ تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ قَالَ: ((لاَ تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلاَءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لأَجَابُوا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ أَبْقَى اللهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيْكَ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أُعْلُ هُبَلْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَنَا الْعُزَّى وَلاَ عُزَّى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ: قَالَ: ((قُولُوا اللهُ مَوْلاَنَا وَلاَ مَوْلَى لَكُمْ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ وَتَجِدُونَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي.

[راجع: ٣٠٣٩]

ہٹنا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کردیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی' کیا تمہارے ساتھ محمد (ﷺ) موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے' پھر انہوں نے پوچھا' کیا تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کے جواب کی بھی ممانعت فرمادی۔ انہوں نے پوچھا' کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کردیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور فرمایا' خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا' ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کہو' اللہ سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان نے کہا' ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ آپ نے فرمایا' اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ کہو' اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا' آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے' میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

بعد میں حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی اس زندگی پر نادم تھے مگر اسلام پہلے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

٤٠٤٤- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ. [راجع: ٢٨١٥]

(۴۰۴۴) مجھے عبداللہ بن محمد نے خبردی' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض صحابہ نے غزوۂ احد کی صبح کو شراب پی (جو ابھی حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

بعد میں شراب حرام ہو گئی' پھر کسی بھی صحابی نے شراب کو منہ نہیں لگایا بلکہ شراب کے برتنوں کو بھی توڑ ڈالا تھا۔

٤٠٤٥- حدّثنا عبْدانُ حدّثنا عبْدُ اللهِ أخْبرنا شُعْبةُ عنْ سعْد بْن إبْراهيم عنْ أبيه إبْراهيم أنّ عبد الرّحْمن بْن عوْف أُتي بطعام وكان صائما فقال: قُتل مُصْعبُ بْنُ عُميْر وهو خيرٌ منّي كُفّن في بُرْدة إنْ غُطّي رأْسُهُ بدتْ رجْلاهُ وإنْ غُطّي رجْلاهُ بدا رأْسُهُ وأُراهُ قال: وقُتل حمْزةُ وهو خيرٌ منّي ثُمّ بُسط لنا من الدُّنْيا ما بُسط. أوْ قال أُعْطينا من الدُّنْيا ما أُعْطينا وقدْ خشينا أنْ تكون حسناتُنا عُجّلتْ لنا ثُمّ جعل يبْكي حتّى ترك الطّعام.

[راجع: ١٢٧٤]

(۴۰۴۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبردی' انہیں سعد بن ابراہیم نے' ان سے ان کے والد ابراہیم نے کہ (ان کے والد) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا۔ ان کا روزہ تھا۔ انہوں نے کہا' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (احد کی جنگ میں) شہید کر دیئے گئے' وہ مجھ سے افضل اور بہتر تھے لیکن انہیں جس چادر کا کفن دیا گیا (وہ اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتا اور اگر پاؤں چھپایا جاتا تو سر کھل جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا اور حمزہ رضی اللہ عنہ بھی (اسی جنگ میں) شہید کئے گئے' وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے پھر جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو' ہمارے لیے دنیا میں کشادگی دی گئی' یا انہوں نے یہ کہا کہ پھر جیسا کہ تم دیکھتے ہو' ہمیں دنیا دی گئی' ہمیں تو اس کا ڈر ہے کہ کہیں یہی ہماری نیکیوں کا بدلہ نہ ہو جو اسی دنیا میں ہمیں دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ اتنا روئے کہ کھانا نہ کھا سکے۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے پھر بھی انہوں نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کسر نفسی کے لیے اپنے سے بہتر بتایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ قریشی نوجوان تھے جو ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں بطور مبلغ کام کر رہے تھے۔ جن کی کوششوں سے مدینہ میں اسلام کو فروغ ہوا۔ صد افسوس کہ شیر اسلام احد میں شہید ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

٤٠٤٦- حدّثنا عبْدُ اللهِ بْنُ مُحمّد حدّثنا سُفْيانُ عنْ عمْرو سمع جابر بْن عبْدِ اللهِ رضي اللهُ عنْهُما قال: قال رجُلٌ للنّبيّ صلّى اللهُ عليْه وسلّم يوْم أُحُدٍ أرأيْت إنْ قُتلْتُ فأيْن أنا؟ قال: ((فِي الْجنّةِ)) فألْقى تمرات في يده ثُمّ قاتل حتّى قُتِل.

(۴۰۴۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ احد کے موقع پر پوچھا' یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں۔ انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

٤٠٤٧- حدّثنا أحْمدُ بْنُ يُونُس حدّثنا زُهيْرٌ حدّثنا الأعْمشُ عنْ شقيقٍ عنْ خبّاب بْن الأرتّ رضي اللهُ عنْهُ قال:

(۴۰۴۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' ان سے اعمش نے بیان کیا' ان سے شقیق بن مسلمہ نے اور ان سے خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے

هاجرنا مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم نبتغي وجه الله فوجب أجرنا على الله ومنا من مضى أو ذهب لم يأكل من أجره شيئ كان منهم مصعب بن عمير قتل يوم أحد لم يترك إلا نمرة كنا إذا غطينا بها رأسه خرجت رجلاه وإذا غطي بها رجلاه خرج رأسه فقال لنا النبيّ صلى الله عليه وسلّم: ((غطوا بها رأسه واجعلوا على رجله الإذخر - أو قال - القوا على رجله من الإذخر)) ومنا من اينعت له ثمرته فهو يهدبها.

[راجع: ١٢٧٦]

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی' ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمے تھا۔ پھر ہم میں سے بعض لوگ تو وہ تھے جو گزر گئے اور کوئی اجر انہوں نے اس دنیا میں نہیں دیکھا' انہیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی تھی۔ ایک دھاری دار چادر کے سوا اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی (اور وہی ان کا کفن بنی) جب ہم اس سے ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سر چادر سے چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ یا حضور ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ القوا علی رجلہ من الاذخر بجائے اجعلوا علی رجلہ الاذخر کے اور ہم میں بعض وہ تھے جنہیں ان کے اس عمل کا بدلہ (اسی دنیا میں) مل رہا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

٤٠٤٨- أخبرنا حسان بن حسان حدثنا محمد بن طلحة حدثنا حميد عن أنس رضي الله عنه أن عمه غاب عن بدر فقال: غبت عن أول قتال النبيّ صلّى الله عليه وسلّم لئن أشهدني الله مع النبيّ صلى الله عليه وسلّم ليرين الله ما أجد فلقي يوم أحد فهزم الناس فقال: اللهم إني أعتذر إليك صنع هؤلاء - يعني المسلمين - وأبرأ إليك مما جاء به المشركون فتقدم بسيفه فلقي سعد بن معاذ فقال: أين يا سعد إني أجد ريح الجنة دون أحد فمضى فقتل فما عرف حتى عرفته أخته بشامة أو ببنانه وبه بضع وثمانون من طعنة وضربة ورمية بسهم.

(۴۰۴۸) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے چچا (انس بن نضر) بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے' پھر انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی ہی لڑائی میں غیر حاضر رہا۔ اگر حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی اور لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کتنی بے جگری سے لڑتا ہوں۔ پھر غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کی جماعت میں افراتفری پیدا ہو گئی تو انہوں نے کہا' اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ پھر وہ اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا' سعد! کہاں جا رہے ہو؟ میں تو احد پہاڑی کے دامن میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاش پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ آخر ان کی بہن نے ایک تل یا ان کی

[راجع: ۲۸۰۵]

انگلیوں کے پور سے ان کی لاش کو پہچانا۔ ان کو اسی (۸۰) پر کئی زخم بھالے اور تلوار اور تیروں کے لگے تھے۔

تشریح: ابن بشکوال نے کہا اس شخص کا نام عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کچھ کھجوریں نکالیں' ان کو کھانے لگا پھر کہنے لگا' ان کھجوروں کے تمام کرنے تک اگر میں جیتا رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہو گی اور لڑائی شروع کی مارا گیا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ عمیر بدر کے دن مارا گیا اور یہ سب انصار میں پہلا شخص تھا جو اللہ کی راہ میں جنگ میں مارا گیا۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ جب کافروں سے جنگ بدر میں بھڑ گیا تو یہ کہنے لگا کہ اللہ کے پاس جاتا ہوں توشہ ووشہ کچھ نہیں البتہ خدا کا ڈر اور آخرت میں کام آنے والا عمل اور جہاد پر صبر ہے۔ بے شک خدا کا ڈر نہایت مضبوط کرنے والا امر ہے۔ انس بن نضر انصاری رضی اللہ عنہ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے جو گھبرائے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے کہا بڑا غضب ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اب ہم تم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تو زندہ ہے۔ اس دین پر لڑ کر مرو جس پر تمہارے پیغمبر لڑے یہ کہہ کر انس بن النضر رضی اللہ عنہ کافروں کی صف میں گھس گئے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں احد کی جنگ میں کافروں کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ نے سنبھالا' اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر عثمان بن ابی طلحہ نے' اس کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے' اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر نافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے' اس کو عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے' اس کو بھی عاصم نے مارا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ نے' اس کو زبیر رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر جلاس بن طلحہ نے' پھر ارطاۃ بن شرحبیل نے' ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مارا۔ پھر شریح بن قارظ نے وہ بھی مارا گیا۔ پھر صواب ایک غلام نے اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا قزمان رضی اللہ عنہ نے مارا۔ اس کے بعد کافر بھاگ نکلے (وحیدی)

اس حدیث کے ذیل حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی ایک اور تقریر درج کی جاتی ہے جو توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! ہمارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تیونس اور اندلس یعنی ہسپانیہ تک اور مشرق میں چین برہما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں ولایات روم و ایران و توران و ہندوستان و عرب و شام و مصر و افریقہ ان کے زیر نگیں تھیں۔ ہماری عیاشی اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی ہے کہ خاص عرب کے سواحل اور بلاد بھی کافروں کے قبضے میں آ رہے ہیں اور ملک تو اب جا چکے ہیں اب جتنا رہ گیا ہے اس کو بنا لو خواب غفلت سے بیدار ہو تو قرآن و حدیث کو مضبوط تھامو۔ وما علینا الا البلاغ (وحیدی)

٤٠٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا، فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

(۴۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ جب ہم قرآن مجید کو لکھنے لگے تو مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تلاوت کرتے بارہا سنا تھا۔ پھر جب ہم نے اس کی تلاش کی تو وہ آیت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیں ملی (آیت یہ تھی) ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ﴾ (الاحزاب: ۲۳) پھر ہم نے اس آیت کو اس کی سورت میں قرآن مجید میں ملا دیا۔

[راجع: ۲۸۰۷]

تشریح: اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ مسلمانوں میں بعض مرد تو ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو قول و قرار کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ اب ان میں بعض تو اپنا کام پورا کر چکے' شہید ہو گئے (جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما) اور بعض انتظار کر رہے ہیں (جیسے عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ) اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر قرآن میں شریک کر دی گئی بلکہ یہ آیت صحابہ کو یاد تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا سن چکے تھے مگر بھولے سے مصحف میں نہیں لکھی گئی تھی۔ جب خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی تو اس کو شریک کر دیا۔

۴۰۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُولُ نُقَاتِلُهُمْ، وَفِرْقَةٌ تَقُولُ: لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا﴾ وَقَالَ ((إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)).

[راجع: ۱۸۸۴]

(۴۰۵۰) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے' میں نے عبداللہ بن یزید سے سنا' وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے لیے نکلے تو کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے (منافقین' بہانہ بنا کر) واپس لوٹ گئے۔ پھر صحابہ کی ان واپس ہونے والے منافقین کے بارے میں دو رائیں ہو گئیں تھی۔ ایک جماعت تو کہتی تھی ہمیں پہلے ان سے جنگ کرنی چاہیے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ان سے ہمیں جنگ نہ کرنی چاہیے۔ اس پر آیت نازل ہوئی "پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئیں ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمال کی وجہ سے انہیں کفر کی طرف لوٹا دیا ہے۔" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ "طیبہ" ہے' سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح: آیت مذکورہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعضوں نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا تھا کہ یہ بدلہ اس شخص سے کون لیتا ہے جس نے میری بیوی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بدنام کر کے مجھے ایذا دی ہے۔

۱۸- بَابٌ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

باب "جب تم میں سے دو جماعتیں ایسا ارادہ کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں' حالانکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا اور

ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"(القرآن)

یہ دو جماعتیں بنو سلمہ اور بنو حارثہ تھے جو لوٹنے کا ارادہ کر رہے تھے مگر اللہ نے ان کو ثابت قدم رکھا۔ آیات میں ان کا بیان ہے۔

٤٠٥١- حدَّثنا مُحمَّدُ بنُ يُوسُف قال: حدَّثنا ابنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عمرو عنْ جابر رضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نزلتْ هذه الآيةُ فينا ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلا﴾ بني سَلِمَةَ وبني حَارِثَةَ وما أُحبُّ أنّها لمْ تنزلْ والله يقول: ﴿وَاللهُ وَلِيُّهُمَا﴾. [طرفه في: ٤٥٥٨].

(۴۰۵۱) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ﴿اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا﴾ (آل عمران: ۱۲۲) یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں۔ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی' جب کہ اللہ آگے فرما رہا ہے کہ "اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا"

تو اللہ کی ولایت یہ کتنا بڑا شرف ہے جو ہم کو حاصل ہوا۔ جنگ احد میں جب عبداللہ بن ابی تین سو ساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی وسوسہ پیدا ہوا۔ مگر اللہ نے ان کو سنبھالا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

٤٠٥٢- حدَّثنا قُتَيْبَةُ حدَّثَنَا سُفيانُ أخبرنا عمْرٌو هُوَ ابنُ دينار عنْ جابر قال: قال لي رسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتَ يا جابرُ؟)) قُلتُ: نعمْ، قال: ((ماذا أبكرا أمْ ثيِّبا؟)) قُلتُ: لا بلْ ثيِّبا قال: ((فهلاّ جارية تُلاعبُك)) قُلتُ يا رسُولَ الله: إنَّ أبي قُتل يوم أُحد وترك تسْع بنات كُنَّ لي تسْع أخوات فكرهْتُ أنْ أجْمعَ إليْهنَّ جارية خرْقاء مثْلهُنَّ ولكنِ امْرأةَ تمْشُطُهنَّ وتقُومُ عليْهنَّ قال: ((أصبْتَ)). [راجع: ٤٤٣]

(۴۰۵۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' جابر! کیا نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کیا؟ جو تمہارے ساتھ کھیلا کرتی۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میرے والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ نو لڑکیاں چھوڑیں۔ پس میری نو بہنیں موجود ہیں۔ اسی لیے میں نے مناسب نہیں خیال کیا کہ انہیں جیسی ناتجربہ کار لڑکی ان کے پاس لا کر بٹھا دوں' بلکہ ایک ایسی عورت لاؤں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی صفائی و ستھرائی کا خیال رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔

تشریح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور احد کی سب جنگوں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ چورانوے سال کی عمر طویل پا کر ۷۴ھ میں وفات پائی' مدینہ میں سب سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے۔ ایک بڑی جماعت نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

٤٠٥٣- حدَّثنا أحْمَدُ بنُ أبي سُريْج

(۴۰۵۳) ہم سے احمد بن ابی شریح نے بیان کیا' کہا ہم کو عبیداللہ بن

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ. فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ)) فَفَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لَكَ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلاَ أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنَّهَا لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. [راجع: ٢١٢٧]

موسیٰ نے خبر دی' ان سے شیبان نے بیان کیا' ان سے فراس نے' ان سے شعبی نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور قرض چھوڑ گئے تھے اور چھ لڑکیاں بھی۔ جب درختوں سے کھجور اتارے جانے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جیسا کہ حضور ﷺ کے علم میں ہے' میرے والد صاحب احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور قرض چھوڑ گئے ہیں' میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور کچھ نرمی برتیں) حضور ﷺ نے فرمایا' جاؤ اور ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا لو۔ میں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور پھر آپ کو بلانے گیا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو جیسے اس وقت مجھ پر اور زیادہ بھڑک اٹھے۔ (کیونکہ وہ یہودی تھے) حضور ﷺ نے جب ان کا یہ طرز عمل دیکھا تو آپ پہلے سب سے بڑے ڈھیر کے چاروں طرف تین مرتبہ گھومے۔ اس کے بعد اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا' اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔ حضور ﷺ برابر انہیں ناپ کے دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی طرف سے ان کی ساری امانت ادا کر دی۔ میں اس پر خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کرا دے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دوسرے ڈھیر بچا دیئے بلکہ اس ڈھیر کو بھی جب دیکھا جس پر حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اس میں سے ایک کھجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا۔

تشریح حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ الٹا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کی جابر رضی اللہ عنہ پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا مال کافی نہ ہو گا تو باقی قرضہ آنحضرت ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول کی دعا قبول کی اور مال میں کافی برکت ہو گئی۔

٤٠٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

(۴۰۵۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے باپ نے' ان کے دادا

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلاَنِ يُقَاتِلاَنِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُ.

[طرفه في : ٥٨٢٦].

سے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' غزوۂ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اور اصحاب (یعنی جبریل اور میکائیل انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

٤٠٥٥- حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: نَثَلَ إِلَى النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ : ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

[راجع: ٣٧٢٥]

(۴۰۵۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم سعدی نے بیان کیا' کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا' خوب تیر برسائے جا۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

تشریح: سعد رضی اللہ عنہ بڑے تیرانداز تھے۔ جنگ احد میں کافر چڑھے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آ سکا۔ کہتے ہیں کہ تیر بھی ختم ہو گئے اور ایک کافر بالکل قریب آن پہنچا تو ایک تیر جس میں نری لکڑی تھی رہ گیا تھا۔ آپ نے سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہی تیر مارو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے مارا اور وہ اس کافر کے جسم میں گھس گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی جو روایت میں مذکور ہے جس میں انتہائی ہمت افزائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

٤٠٥٦- حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

[راجع: ٣٧٢٥]

(۴۰۵۶) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میری ہمت افزائی کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

اس شخص کی قسمت کا کیا ٹھکانا ہے جس کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شاندار الفاظ فرمائیں۔ فی الواقع حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس مبارک دعا کے مستحق تھے۔

٤٠٥٧- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ : قَالَ

(۴۰۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن

سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ: ((فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)) وَهُوَ يُقَاتِلُ.

[راجع: ٣٧٢٥]

المسیب نے' انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر (میری ہمت بڑھانے کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا' ان کی مراد آپؐ کے اس ارشاد سے تھی جو آپؐ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ جنگ کر رہے تھے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

٤٠٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدٍ.

[راجع: ٢٩٠٥]

(۴۰۵۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے سعد نے' ان سے ابن شداد نے بیان کیا' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپؐ اس کے لیے دعا میں ماں باپ دونوں کو بایں طور جمع کر رہے ہوں۔

٤٠٥٩- حَدَّثَنَا يُسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لأَحَدٍ إِلاَّ لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

[راجع: ٢٩٠٥]

(۴۰۵۹) ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد ابن مالک کے سوا میں نے اور کسی کے لیے نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرتے نہیں۔ سنا' میں نے خود سنا کہ احد کے دن آپ فرما رہے تھے' سعد! خوب تیر برساؤ۔ میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں۔

٤٠٦٠، ٤٠٦١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

[راجع: ٣٧٢٢، ٣٧٢٣]

(۴۰۶۰-۴۰۶۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے معتمر نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوعثمان بیان کرتے تھے کہ ان غزوات میں سے جن میں نبی کریم ﷺ نے کفار سے قتال کیا۔ بعض غزوہ (احد) میں ایک موقع پر آپ کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ ابوعثمان نے یہ بات حضرت طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کی تھی۔

٤٠٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ،

(۴۰۶۲) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے محمد بن یوسف نے بیان کیا' ان سے سائب بن یزید نے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ بن عبیداللہ' مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا ہوں

وطَلْحة بْن عُبيْد الله، والْمقْداد، وسَعْدًا رضي الله عنهم، فما سمعتُ أحدا منهُمْ يحدثُ عن النبيِّ ﷺ إلاّ أنّي سمعْتُ طلْحة يحدثُ عنْ يوْمِ أُحُدٍ.

[راجع: ٢٨٢٤]

لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ سے غزوہ احد کے متعلق حدیث سنی تھی۔

تشریح: سائب بن یزید کا بیان ان کی اپنی مصاحبت تک ہے ورنہ کتب احادیث میں ان حضرات سے بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جملہ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ سے احادیث بیان کرنے میں کمال احتیاط برتتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں غلط بیانی کے مرتکب ہو کر زندہ دوزخی نہ بن جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا' جو شخص میرا نام لے کر ایسی حدیث بیان کرے جو میں نے نہ کہی ہو' وہ زندہ دوزخی ہے۔ پس اس سے منکرین حدیث کا استدلال باطل ہے۔ روایت میں غزوۂ احد کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ قرآن مجید کے بعد صحیح مرفوع مستند حدیث کا تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے جو شخص صحیح حدیث کا انکار کرے وہ قرآن ہی کا انکاری ہے اور یہ کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

٤٠٦٣- حدّثنا عَبْدُ الله بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدّثنا وكيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلاَّءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُد. [راجع: ٣٧٢٤]

(۴۰۶۳) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے اسماعیل نے' ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ اس ہاتھ سے انہوں نے غزوہ احد کے دن نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔

٤٠٦٤- حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ حَدّثنا عَبْدُ الْوارث حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيز عَنْ أَنسٍ رضِيَ الله عنْهُ قال: لمّا كانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهزَمَ النّاسُ عن النبيِّ ﷺ وأبو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَي النّبيِّ ﷺ مُجوّبٌ عَلَيْه بحجَفَة لَهُ وكَانَ أَبُو طلْحة رجُلا راميا شَديدَ النَّزْع، كسَرَ يوْمئذ قوْسيْن أوْ ثلاثًا، وكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ معهُ بجعْبَة من النّبْلِ فيَقُولُ ((انْثُرْها لأبي طلْحَة))، قال: ويُشْرفُ النّبيُّ ﷺ ينْظُرُ إلى الْقوْم فيقولُ أبو طلْحة بأبي أنت وأمّي لا تُشْرفْ يُصيبُك سهْمٌ منْ سهَامِ الْقوْمِ نحْري دُون نحْرك ولَقد رأيْتُ عائشة

(۴۰۶۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے منتشر ہو کر پسپا ہو گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی اپنے چمڑے کی ڈھال سے حفاظت کر رہے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیرانداز تھے اور کمان خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ مسلمانوں میں سے کوئی اگر تیر کا ترکش لیے گزرتا تو حضور ﷺ ان سے فرماتے یہ تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہیں رکھتے جاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ مشرکین کو دیکھنے کے لیے سر اٹھا کر جھانکتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' سر مبارک اوپر نہ اٹھایئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر حضور ﷺ کو آ کر لگ جائے۔ میری گردن آپ سے

بنتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ يُرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلاثًا. [راجع: ٢٨٨٠]

پہلے ہے اور میں نے دیکھا کہ جنگ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں اور مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے دوڑ رہی ہیں اور اس کا پانی زخمی مسلمانوں کو پلا رہی ہیں پھر (جب اس کا پانی ختم ہو جاتا ہے) تو واپس آتی ہیں اور مشک بھر کر پھر لے جاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں۔ اس دن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر گر گئی تھی۔

میدان جنگ میں خواتین اسلام کے کارنامے بھی رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے وقت خواتین اسلام کا گھروں سے باہر نکل کر کام کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی پردہ اختیار کئے ہوئے ہوں۔ اس جنگ میں ان کی پنڈلیوں کا نظر آنا یہ بدرجہ مجبوری تھا۔

٤٠٦٥- حدثني عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سعيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عائشةَ رضيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ إبْليسُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ، أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ. فَرَجَعَتْ أُولاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةَ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ، فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي قَالَ: قَالتْ فَوَ اللهِ مَا احْتَجَزوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ : يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ، قَالَ عُرْوَةُ: فَوَ اللهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ. بَصُرْتُ: عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيرَةِ فِي الأَمْرِ، وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ، وَيُقَالُ بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ.

[راجع: ٣٢٩٠]

(۴۰۶۵) مجھ سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع جنگ احد میں پہلے مشرکین شکست کھا گئے تھے لیکن ابلیس' اللہ کی اس پر لعنت ہو' دھوکا دینے کے لیے پکارنے لگا۔ اے عباد اللہ! (مسلمانو!) اپنے پیچھے والوں سے خبردار ہو جاؤ۔ اس پر آگے جو مسلمان تھے وہ لوٹ پڑے اور اپنے پیچھے والوں سے بھڑ گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ انہیں میں ہیں (جنہیں مسلمان اپنا دشمن مشرک سمجھ کر مار رہے تھے) وہ کہنے لگے مسلمانو! یہ تو میرے حضرت والد ہیں۔ میرے والد' عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' پس اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک قتل نہ کر لیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ اللہ مسلمانوں کی غلطی معاف کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ بصرت یعنی میں دل کی آنکھوں سے کام کو سمجھتا ہوں اور ابصرت آنکھوں سے دیکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بصرت اور ابصرت کے ایک ہی معنی ہیں ابصرت

دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ابصرت ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے۔

تشریح ان جملہ مذکورہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے جنگ احد کے حالات بیان کئے گئے ہیں جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ ان کی تفصیلات کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ ہر حدیث کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق مل سکیں گے۔ خدا توفیق مطالعہ عطا کرے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ قرآن و حدیث کے حقیقی مطالعہ سے طبائع دور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسے پرفتن و الحاد پرور دور میں یہ ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں بیٹھا ہوا ہوں کہ قدرداں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں پھر بھی پوری کتاب اگر اشاعت پذیر ہو گئی تو یہ صداقت اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہو گا۔ اللھم آمین۔ یااللہ! بخاری شریف مترجم اردو کی تکمیل کرنا تیرا کام ہے اپنے محبوب بندوں کو اس خدمت میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

۱۹- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾.

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان "بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن واپس لوٹ گئے جس دن کہ دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں تو یہ تو بس اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے بہکا دیا تھا اور بیشک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا' بڑا حلم والا ہے۔"

٤٠٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: مَنِ الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي قَالَ: أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَكَبَّرَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ

(۴۰۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی' ان سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئے۔ اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے)

عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)) اذْهَبْ بِهَذَا الْآنَ مَعَكَ))

[راجع: ۳۱۳۰]

اللہ اکبر کہا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کر دوں گا۔ احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی ہے۔ بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجنا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے۔ (بیعت لیتے ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ اب جا سکتے ہو۔ البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا۔

تشریح (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراضات کرنے والا کوئی خارجی تھا جو واقعات کی ظاہری سطح کو بیان کر کے ان کی برائی کرنا چاہتا تھا مگر جسے اللہ عزت عطا کرے اس کی برائی کرنے والا خود برا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ) غزوۂ احد کے موقع پر عام مسلمانوں میں کفار کے اچانک حملہ کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور دو ایک صحابہ کے ساتھ کفار کے تمام حملوں کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو آواز دی اور پھر تمام صحابہ جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اس غلطی کو معاف کر دیا اور اپنی معافی کا خود قرآن مجید میں اعلان کیا۔ اکثر صحابہ منتشر ہو گئے تھے اور انہیں میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مسلمانوں کو اس غزوہ میں اگرچہ نقصان بہت اٹھانا پڑا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں نے غزوۂ احد میں شکست کھائی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں نے ہتھیار ڈالے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ چھوڑا تھا۔ فوج یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے انتشار پیدا ہو گیا تھا لیکن پھر یہ سب حضرات بھی جلد ہی میدان میں آ گئے۔ یہ بھی نہیں ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا ہو بلکہ غیر متوقع صورت حال سے گھبراہٹ اور صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکارا تو وہ فوراً سنبھل گئے اور پھر آ کر آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور آخر میں کفار کو فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ عظیم نقصانات کے باوجود آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔ احادیث بالا میں یہی مضامین بیان میں آ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوالات کرنے والا مخالفین میں سے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سوالات کو تفصیل

کے ساتھ حل فرما دیا۔ مگر جن لوگوں کو کسی سے ناحق بغض ہو جاتا ہے وہ کسی بھی طور مطمئن نہیں ہو سکتے۔ آج تک ایسے کج فہم لوگ موجود ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ہی اپنے لیے دلیل فضیلت بنائے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین ہمارے ہر احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی بشری لغزشیں سب اللہ کے حوالہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو معاف کر چکا ہے۔ رضی اللہ عنہم ولعن اللہ من عاداھم

٢٠- باب

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان "وہ وقت یاد کرو جب تم چڑھے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے۔ سو اللہ نے تمہیں غم دیا، غم کی پاداش میں' تاکہ تم رنجیدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت سے جو تم پر آپڑی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔"

﴿إِذْ تُصْعِدُونَ وَلاَ تَلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلاَ تَحْزَنُوا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلاَ مَا أَصَابَكُمْ وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

٤٠٦٧- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ.

[راجع: ٣٠٣٩]

(۴۰۶۷) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے (تیراندازوں کے) پیدل دستہ کا امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا لیکن وہ لوگ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ (آیت والرسول یدعوکم فی اخرکم ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔) اور یہ ہزیمت اس وقت پیش آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔

تشریح: بعض مواقع قوموں کی تاریخ میں ایسے آجاتے ہیں کہ چند افراد کی غلطی سے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ چند افراد کی مساعی سے پوری قوم کامیاب ہو جاتی ہے۔ جنگ احد میں بھی ایسا ہی ہوا کہ چند افراد کی غلطی کا خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ اہل اسلام کی آزمائش کے لیے ایسا ہونا بھی ضروری تھا تاکہ آئندہ وہ ہوشیار رہیں اور دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جبل احد کا متعینہ درہ چھوڑ دینا ان کی سخت غلطی تھی حالانکہ آنحضرت ﷺ نے سخت تاکید فرمائی تھی کہ وہ ہمارے حکم بغیر کسی حال میں یہ درہ نہ چھوڑیں۔

٢١- باب

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الأَمْرِ مِنْ

"پھر اس نے اس غم کے بعد تمہارے اوپر راحت یعنی غنودگی نازل کی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی' یہ اللہ کے بارے میں خلاف حق اور جاہلیت کے خیالات قائم کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے

شيْءٌ قلْ: انّ الأمْر كُلّهُ لله يُخْفُونَ في انفُسهِمْ ما لا يُبْدُونَ لكَ يقُولُونَ لوْ كَانَ لنا من الأمْر شيْءٌ ما قُتِلْنا ههُنا قُلْ: لوْ كنتم في بيوتكمْ لبرز الّذين كُتِبَ عليْهِمُ القتل الى مضاجعِهِمْ وليبْتلي الله ما في صدوركمْ وليمحص ما في قُلوبكمْ والله عليمٌ بذات الصُّدُورِ﴾.

تھے کہ کیا ہم کو بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ کا ہے۔ یہ لوگ دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمارا اختیار چلتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا' اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے اور تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے صاف کرے اور اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔"

شہدائے احد پر جو غم مسلمانوں کو ہوا اس کی تسلی کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کے لیے بہت اسباق پوشیدہ ہیں۔ گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

٤٠٦٨- وقالَ لي خَلِيفَةُ حدّثَنا يزيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حدّثنا سعِيدٌ عنْ قتادة عنْ أنس عَنْ أبي طلْحة رَضِيَ الله عَنْهُما قَال: كُنْتُ فِيمَنْ تغشّاهُ النُّعاسُ يوْمَ أُحُدٍ حتّى سقطَ سَيْفِي مِنْ يدِي مِرارًا يسْقُطُ وآخُذُهُ ويَسْقُطُ وآخُذُهُ. [طرفه في: ٤٥٦٢].

(۴۰۶۸) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں غزوۂ احد کے موقع پر اونگھ نے آگھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر' بے اختیار) گر پڑی تھی۔ میں اسے اٹھالیتا' پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھالیتا۔

٢٢- باب

﴿لَيس لكَ مِن الأَمْرِ شَيْءٌ أوْ يَتُوبَ عليْهِمْ أوْ يُعذّبهُمْ فإنّهُمْ ظالِمُونَ﴾

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان "آپ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ خواہ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب کرے' پس بے شک وہ ظالم ہیں"

قالَ حُمَيْدٌ وثابتٌ عَنْ أنسٍ شُجَّ النبيّ ﷺ يوْمَ أُحُدٍ فقال: ((كَيْف يُفْلِحُ قوْمٌ شجُّوا نبيّهُمْ)) فنزلتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الأمْرِ شَيْءٌ﴾. [آل عمران: ١٢٨]

حمید اور ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سر مبارک میں زخم آگئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔ اس پر (آیت) ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

٤٠٦٩- حدّثنا يحْيَى بْنُ عَبْد الله السُّلَمِيُّ أخْبرنا عبْدُ الله أخْبرنا معْمرٌ عن الزُّهْرِيِّ حدّثني سالمٌ عَنْ أبيه أنّهُ سمِعَ

(۴۰۶۹) ہم سے یحییٰ بن عبداللہ سلمی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں سالم نے' اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں رسول اللہ ﷺ

رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الأَخِيرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَ فُلَانًا)) بَعْدَمَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾.

[أطرافه في: ٤٠٧٠، ٤٥٥٩، ٧٣٤٦].

سے سنا' جب آنحضرت ﷺ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ! فلاں' فلاں اور فلاں (یعنی صفوان بن امیہ' سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام) کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔" یہ دعا آپ ﴿ سمع الله لمن حمده. ربنا لک الحمد ﴾ کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ﴾ سے ﴿ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) تک نازل کی۔

٤٠٧٠- وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾. [راجع: ٤٠٦٩]

(۴۰۷۰) اور حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ' سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بددعا کرتے تھے' اس پر یہ آیت ﴿ لیس لک من الامر شئی ﴾ سے ﴿ فانهم ظلمون ﴾ تک نازل ہوئی۔

تشریح: یہ تینوں شخص اس وقت کافر تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق دی اور شاید یہی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ان کے لیے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ کہتے ہیں جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کا نیچے کا دانت توڑا اور نیچے کا ہونٹ زخمی کیا اور عبداللہ بن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کیا اور عبداللہ بن قمیہ نے پتھر مار کر آپ کا رخسار زخمی کیا۔ زرہ کے دو چھلے آپ کے مبارک رخسار میں گھس گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھ کو ذلیل و خوار کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک پہاڑی بکری نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا۔ بعضوں نے کہا یہ آیت قاریوں کے قصے میں اتری جب آپ رعل اور ذکوان اور عصیہ وغیرہ قبائل پر لعنت کرتے تھے لیکن اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ آیت احد کے باب میں اتری ہے۔ (وحیدی)

٢٣- باب ذِكْرِ أُمِّ سَلِيطٍ

باب حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

ام سلیط کا خاوند ابو سلیط ہجرت کے قبل ہی انتقال کر گیا تھا۔ پھر ان سے مالک بن سفیان خدری نے نکاح کر لیا اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

٤٠٧١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ

(۴۰۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کروائیں۔ ایک عمدہ قسم کی چادر باقی بچ گئی تو ایک صاحب نے جو وہیں موجود تھے' عرض کیا'

فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هَذَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي عِنْدَكَ، يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ : أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ مِنْهَا وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ. قَالَ عُمَرُ: وَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ٢٨٨١]

یاامیرالمؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں۔ ان کا اشارہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی طرف تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غزوۂ احد میں وہ ہمارے لیے پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھی۔

ان کے اسی مبارک عمل کو ان کے لیے وجہ فضیلت قرار دیا گیا اور چادر ان ہی کو دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس نظر بصیرت کا یہاں ثبوت دیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٢٤- بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان

٤٠٧٢- حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَدِيٍّ هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ. كَأَنَّهُ حَمِيتٌ قَالَ: فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيرٍ. فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ. مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ

(۴۰۷۲) مجھ سے ابو جعفر محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حجین بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن فضیل نے' ان سے سلیمان بن یسار نے' ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب حمص پہنچے تو مجھ سے عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ کو وحشی (ابن حرب حبشی جس نے غزوۂ احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ہندہ زوجہ ابو سفیان نے ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا) سے تعارف ہے۔ ہم چل کے ان سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ضرور چلو۔ وحشی حمص میں موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے لوگوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ اپنے مکان کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں' جیسے کوئی بڑا سا کپا ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم ان کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے رہے' پھر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ بیان کیا کہ عبیداللہ نے اپنے عمامہ کو جسم پر اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں دیکھ سکتے تھے۔ عبیداللہ نے پوچھا' اے وحشی! کیا تم نے مجھے پہچانا؟

ثُمَّ قَالَ : لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيصِ، فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ. قَالَ : فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ. إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ : إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَأَنْتَ حُرٌّ. قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ؟ قَالَ : فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُورِ أَتُحَادُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ، قَالَ: وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا فِي ثُنَّتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ : فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فَشَا فِيهَا الْإِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے عبید اللہ کو دیکھا اور کہا کہ نہیں' خدا کی قسم! البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا' اسے ام قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا پھر مکہ میں اس کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا اور میں اس کے لیے کسی انا کی تلاش کے لیے گیا تھا۔ پھر میں اس بچے کو اس کی (رضاعی) ماں کے پاس لے گیا اور اس کی والدہ بھی ساتھ تھی۔ غالباً میں نے تمہارے پاؤں دیکھے تھے۔ بیان کیا کہ اس پر عبید اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹالیا اور کہا' ہمیں تم حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات بتا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں' بات یہ ہوئی کہ بدر کی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ میرے آقا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا (طعیمہ) کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ انہوں نے بتایا کہ پھر جب قریش عینین کی جنگ کے لیے نکلے۔ عینین احد کی ایک پہاڑی ہے اور اس کے اور احد کے درمیان ایک وادی حائل ہے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے ہو لیا۔ جب (دونوں فوجیں آمنے سامنے) لڑنے کے لیے صف آراء ہو گئیں تو (قریش کی صف میں سے) سباع بن عبدالعزیٰ نکلا اور اس نے آواز دی' ہے کوئی لڑنے والا؟ بیان کیا کہ (اس کی اس دعوت مبارزت پر) امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نکل کر آئے اور فرمایا' اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی' تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے؟ بیان کیا کہ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا (اور اسے قتل کر دیا) اب وہ واقعہ گزرے ہوئے دن کی طرح ہو چکا تھا۔ وحشی نے بیان کیا کہ ادھر میں ایک چٹان کے نیچے حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا اور جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے' میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا' نیزہ ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا اور ان کی سرین کے پار ہو گیا۔ بیان کیا کہ یہی ان کی شہادت کا سبب بنا' پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آگیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی

وَسَلَّمَ رَسُولاً فَقِيلَ لِي إِنَّهُ لاَ يَهِيجُ الرُّسُلَ. قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: ((أَنْتَ وَحْشِيٌّ))؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ))؟ قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنَ الأَمْرِ مَا قَدْ بَلَغَكَ. قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي))؟ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِىءَ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ: فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ. قَالَ: وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الأَسْوَدُ.

سلطنت کے تحت آگیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے (اس لیے تم مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری پچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا' کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا' جو آنحضرت ﷺ کو اس معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا' کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا۔ پھر حضور ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مسیلمہ کذاب نے خروج کیا۔ اب میں نے سوچا کہ مجھے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ ممکن ہے میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کچھ بدل ہو سکے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اس کے خلاف جنگ کے لیے مسلمانوں کے ساتھ نکلا۔ اس سے جنگ کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ بیان کیا کہ (میدان جنگ میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص (مسیلمہ) ایک دیوار کی دراز سے لگا کھڑا ہے۔ جیسے گندمی رنگ کا کوئی اونٹ ہو۔ سر کے بال پریشان تھے۔ بیان کیا کہ میں نے اس پر بھی اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ اس کے سینے پر لگا اور شانوں کو پار کر گیا۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک صحابی انصاری جھپٹے اور تلوار سے اس کی کھوپڑی پر مارا۔ (عبدالعزیز بن عبداللہ نے) بیان کیا' ان سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا کہ پھر مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ (مسیلمہ کے قتل کے بعد) ایک لڑکی نے چھت پر کھڑی ہو کر اعلان کیا کہ امیر المؤمنین کو ایک کالے غلام (یعنی حضرت وحشی) نے قتل کر

تشریح: عرب میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے' عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض سنتیں عربوں میں باقی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ چونکہ سباع بن عبدالعزیٰ کی ماں' عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی' اس لیے حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی ماں کے پیشے کی عار دلائی۔ وحشی مسلمان ہوگیا اور اسلام لانے کے بعد اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا' اتنی بے دردی سے کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا سینہ چاک کر کے اندر سے دل نکالا اور لاش کو بگاڑ دیا۔ اس لیے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انہیں دیکھ کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی غم انگیز شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آجاتی۔ اس لیے آپ نے اس کو اپنے سے دور رہنے کے لیے فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سیدالشہداء قرار دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلتمس حمزۃ فوجدہ ببطن الوادی قد مثل بہ فقال لولا ان تحزن صفیۃ بنت عبدالمطلب وتکون سنۃ بعدی لترکتہ حتی یحشر من بطون السباع و تواصل الطیر زاد بن ھشام قال وقال لن اصاب بمثلک ابدا و نزل جبرئیل فقال ان حمزۃ مکتوب فی السماء اسد اللہ واسد رسولہ وروی البزار والطبرانی باسناد فیہ ضعف عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما رای حمزۃ قد مثل بہ قال رحمہ اللہ علیک لقد کنت وصولا للرحم فعولا للخیر ولولا حزن من بعدک لسرنی ان ادعک حتی تحشر من اجواف شتی ثم حلف وھو بمکانہ لامثلن بسبعین منھم فنزل القرآن وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم بہ الایۃ الخ' (فتح الباری) یعنی احد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کرنے نکلے تو اس کو ایک وادی میں پایا جس کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کو اسے دیکھ کر اتنا غم ہوا کہ آپ نے فرمایا' اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صفیہ بنت عبدالمطلب کو اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر کس قدر صدمہ ہوگا اور یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد ہر شہید کی لاش کے ساتھ ایسا ہی کرنا سنت سمجھ لیں گے تو میں اس لاش کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا۔ اسے درندے اور پرندے کھا جاتے اور یہ قیامت کے دن ان کے پیٹوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضر ہوتے۔ ابن ہشام نے یہ زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا' اے حمزہ! ایسا برتاؤ جیسا تمہارے ساتھ ان کافروں نے کیا ہے کسی کے ساتھ کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اسی اثناء میں حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں یہ نام لکھ دیا گیا ہے کہ یہ اسد اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور بزار اور طبرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو فرمایا' اے حمزہ! اللہ پاک تم پر رحم کرے۔ تم بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے' بہت ہی نیک کام کرنے والے تھے اور اگر تمہارے بعد یہ غم باقی رہنے کا ڈر نہ ہوتا تو میری خوشی تھی کہ تمہاری لاش اسی حال میں چھوڑ دیتا اور تم کو مختلف جانور کھا جاتے اور تم ان کے پیٹوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضری دیتے۔ پھر آپ نے اسی جگہ قسم کھائی کہ میں کفار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی اور اگر تم دشمنوں کو تکلیف دینا چاہو تو اسی قدر دے سکتے ہو جتنی تم کو ان کی طرف سے دی گئی ہے اور اگر صبر کرو اور کوئی بدلہ نہ لو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یااللہ! میں اب بالکل بدلہ نہ لوں گا بلکہ صبر ہی کروں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٢٥- باب ما أصاب النبيَّ ﷺ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ

باب غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم پہنچے تھے ان کا بیان

٤٠٧٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

(۴۰۷۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'

الله ﷺ: ((اشْتَدَّ غضب الله على قوم فعلوا بنبيّه- يُشيرُ الى رباعيته - اشْتَدَّ غضَبَ الله على رجلٍ يقتُلُهُ رسولُ الله ﷺ في سَبيل الله)).

الله تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا۔ الله تعالیٰ کا غضب اس شخص (ابی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا۔ جسے اس کے نبی ﷺ نے الله کے راستے میں قتل کیا۔

٤٠٧٤- حدثني مخْلدُ بْنُ مالك حدّثنا يَحْيى بْنُ سعيد الأمويُّ حدّثنا ابْنُ جريج عنْ عمْرو بْن دينار عنْ عكْرمة عن ابْن عبّاس رضي الله عنْهما قال. اشْتَدَّ غضبُ الله على منْ قتلهُ النّبيُّ ﷺ في سبيل الله اشْتَدَّ غضبُ الله على قوْمٍ دمّوْا وجْه نبيّ الله ﷺ. [طرفه في: ٤٠٧٦].

(۴۰۷۴) مجھ سے مخلد بن مالک نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جسے اللہ کے نبی ﷺ نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس قوم پر نازل ہوا جنہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک کو (غزوۂ احد کے موقع پر) خون آلود کر دیا تھا۔

باب

باب

٤٠٧٥- حدّثنا قُتَيْبةُ بْنُ سعيد، حدّثنا يعْقوبُ عَنْ أَبِي حازم، أنّه سمع سهْل بْن سعْدٍ وهُو يُسْألُ عنْ جُرْح رسُول الله ﷺ فَقَالَ: والله إنّي لأعْرفُ منْ كانَ يغْسلُ جُرْحَ رسُول الله ﷺ ومنْ كانَ يَسْكُبُ الْماءَ، وبما دُووي. قَال: كَانَتْ فَاطِمَةُ عليْها السّلامُ بنْتُ رسُول الله ﷺ تغْسِلُهُ وَعليٌّ يَسْكُبُ الْماءَ بالْمِجَنِّ فَلَمّا رَأَتْ فاطِمَةُ أنّ الْماءَ لاَ يزيدُ الدّمَ إلاّ كَثْرَةً أخذَتْ قطْعة منْ حصيرٍ فَأَحْرقَتْها وألْصقتْها فاسْتَمْسَكَ الدّمُ وكُسِرَتْ رَبَاعيَتُهُ يوْمئذٍ وَجُرحَ وَجْهُهُ وكُسرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ. [راجع: ٢٤٣]

(۴۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے اور انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے نبی کریم ﷺ کے (غزوۂ احد کے موقع پر ہونے والے) زخموں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زخموں کو کس نے دھویا تھا اور کون ان پر پانی ڈال رہا تھا اور کس دوا سے آپ کا علاج کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی خون کو دھو رہی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ نکلا آ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور پھر اسے زخم پر چپکا دیا جس سے خون کا آنا بند ہو گیا۔ اسی دن آنحضرت ﷺ کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا تھا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔

٤٠٧٦- حدثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ دَمَّى وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [راجع: ٤٠٧٤]

(۴۰۷۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جسے اللہ کے نبی نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جس نے (یعنی عبداللہ بن قمیہ نے لعنۃ اللہ علیہ) رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو خونا خون کیا تھا۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں جنگ احد کا انتہائی خطرناک پہلو دکھلایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت شہید ہوئے جس سے آپ کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ یہ حرکت کرنے والا ایک کافر عبداللہ بن قمیہ تھا جس پر قیامت تک خدا کی لعنت نازل ہوتی رہے۔ اس جنگ میں دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ خود رسول کریم ﷺ کے دست مبارک سے ابی بن خلف مکہ کا مشہور کافر مارا گیا۔ حالانکہ آپ اپنے دست مبارک سے کسی کو مارنا نہیں چاہتے تھے مگر یہ ابی بن خلف کی انتہائی بدبختی کی دلیل ہے کہ وہ خود حضور ﷺ کے ہاتھ سے جہنم رسید ہوا۔

٢٦- باب ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا للهِ وَالرَّسُولِ﴾

باب وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز کو عملاً قبول کیا (یعنی ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کے لیے فوراً تیار ہو گئے)

٤٠٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا للهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ قَالَتْ لِعُرْوَةَ: يَا ابْنَ أُخْتِي كَانَ أَبُوكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ الْمُشْرِكُونَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوا. قَالَ: ((مَنْ يَذْهَبُ فِي أَثَرِهِمْ)) فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلاً قَالَ: كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ.

(۴۰۷۷) ہم سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) "وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا۔" انہوں نے عروہ سے اس آیت کے متعلق کہا' میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور (نانا) ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ تکلیف پہنچنی تھی جب وہ پہنچی اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنحضرت ﷺ کو اس کا خطرہ ہوا کہ کہیں وہ پھر لوٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائیں گے۔ اسی وقت ستر صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔

تشریح: یہ تعاقب جنگ احد کے خاتمہ پر اس لیے کیا گیا کہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ احد کے نقصان نے مسلمانوں کو نڈھال کر دیا

ہے اور اگر ان پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ احد کے عظیم نقصانات کے بعد بھی کفار کے مقابلہ کے لیے ہمہ تن تیار ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں یہی شان رہی ہے کہ حوادث سے مایوس ہو کر میدان سے نہیں ہٹے بلکہ حالات کا استقلال سے مقابلہ کیا اور آخر کامیابی ان ہی کو ملی۔ آج بھی دنیائے اسلام کا یہی حال ہے مگر مایوسی کفر ہے۔

٢٧- باب مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ أُحُدٍ.

باب جن مسلمانوں نے غزوۂ احد میں شہادت پائی ان کا بیان۔

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ

ان ہی میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، ابو حذیفہ الیمان، انس بن نضر اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

٤٠٧٨- حدَّثنا عمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حدَّثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الأَنْصَارِ. قَالَ قَتَادَةُ: وحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ قَالَ: وَكَانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَ يَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

(٤٠٧٨) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ عرب کے تمام قبائل میں کوئی قبیلہ انصار کے مقابلے میں اس عزت کو حاصل نہیں کر سکا کہ اس کے سب سے زیادہ آدمی شہید ہوئے اور وہ قبیلہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عزت کے ساتھ اٹھے گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ غزوۂ احد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بئر معونہ کے حادثہ میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے اور یمامہ کی لڑائی میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ راوی نے بیان کیا کہ بئر معونہ کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پیش آیا تھا اور یمامہ کی جنگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی جو مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

تشریح: بئر معونہ میں ستر وہ آدمی شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے۔ جو محض تبلیغی خدمات کے لیے نکلے تھے مگر دھوکے سے کفار نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ آگے حدیث میں ان کی تفصیل آرہی ہے اور آگے والی احادیث میں بھی کچھ ان کے کوائف مذکور ہیں۔

٤٠٧٩- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهُمْ

(٤٠٧٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن کعب بن مالک نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کو ایک ہی کپڑے میں دو دو کو کفن دیا اور آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا عالم سب سے زیادہ کون ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا جاتا تو لحد میں

أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ))؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا [راجع: ١٣٤٣]

آپ انہیں کو آگے فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ان سب پر گواہ رہوں گا۔ پھر آپ نے تمام شہداء کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمادیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

٤٠٨٠- وَقَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا. قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَنْهَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَبْكِيهِ - أَوْ مَا تَبْكِيهِ - مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)) حَتَّى رُفِعَ. [راجع: ١٢٤٤]

(۴۰۸۰) اور ابوالولید نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے ابن المنکدر نے' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا اور بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا۔ صحابہ مجھے روکتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا۔ (فاطمہ بنت عمر رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ کی بہن بھی رونے لگیں) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ رووَ مت۔ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتبکیه فرمایا' یا ماتبکیه۔ راوی کو شک ہو گیا) فرشتے برابر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اٹھالیا گیا۔

تشریح جنگ احد کے شہیدوں کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا ہے۔ یہ اسلام کے وہ نامور فرزند ہیں جنہوں نے اپنے خون سے شجر اسلام کو پروان چڑھایا۔ اسلامی تاریخ قیامت تک ان پر نازاں رہے گی۔ ان میں سے دو دو کو ملا کر ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا

حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی۔

ان کو بغیر کفن دفن کیا گیا تاکہ قیامت کے دن یہ محبت الٰہی کے کشتگان اسی حالت میں عدالت عالیہ میں حاضر ہوں۔ سچ ہے

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مجھ کو عمر عزیز میں تین مرتبہ ان شہداء کے گنج شہیداں پر دعائے مسنونہ پڑھنے کے لیے حاضری کا موقع ملا۔ ہر حاضری پر واقعات ماضی یاد کر کے دل بھر آیا اور آج بھی جبکہ یہ سطریں لکھ رہا ہوں آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان قطروں کو گناہوں کی نار دوزخ بجھانے کے لیے دریاؤں کا درجہ عطا فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

٤٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

(۴۰۸۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس سے

((رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللهُ عَنِ الْفَتْحِ، وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ)). [راجع: ٣٦٢٢]

اس کی دھار ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر مسلمانوں کی اس نقصان کی شکل میں ظاہر ہوئی جو غزوۂ احد میں اٹھانا پڑا تھا۔ پھر میں نے دوبارہ اس تلوار کو ہلایا' تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ ہو گئی جیسی پہلے تھی' اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح اور مسلمانوں کے پھر از سرنو اجتماع کی صورت میں ظاہر کی۔ میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی تھی (جو ذبح ہو رہی تھی) اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام خیر و برکت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے (جو) احد کی لڑائی میں (شہید ہوئے)

بظاہر جنگ احد کا حادثہ بہت سنگین تھا مگر بفضلہ تعالیٰ بعد میں مسلمان جلد ہی سنبھل گئے اور اسلامی طاقت پھر مجتمع ہو گئی۔ گویا احد کا حادثہ مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لیے نفع بخش ثابت ہوا۔ احد کے علم برداران حضرت خالد اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما جیسے حضرات داخل اسلام ہو گئے۔ سچ ہے ﴿ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (الصف: ٨)

٤٠٨٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نَبْتَغِي وجْهَ اللهِ فوجب أجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مضى أوْ ذهب لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ ولَمْ يَتْرُكْ إِلاَّ نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلاَهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الإِذْخِرَ - أَوْ قَالَ - القوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ١٢٧٦]

(۴۰۸۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' ان سے شقیق نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا مقصد اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثواب دیتا۔ اب بعض لوگ تو وہ تھے جو اللہ سے جا ملے اور (دنیا میں) انہوں نے اپنا کوئی ثواب نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔ غزوۂ احد میں انہوں نے شہادت پائی اور ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی۔ اس چادر سے (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ چادر سے سر چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔ یا آپ نے یوں فرمایا کہ ﴿ القوا علی رجلیه من الاذخر ﴾ (یعنی ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہیں ان کے اس عمل کا پھل (اسی دنیا میں) دے دیا گیا اور وہ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

تشریح: فائدہ اٹھانے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بعد میں اقطار ارض کے وارث ہو کر وہاں کے تاج و تخت کے مالک

ہوئے اور اللہ نے ان کو دنیا میں بھی خوب دیا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے حق دار ہوئے اور جو لوگ پہلے ہی شہید ہو گئے' ان کا سارا ثواب آخرت کے لیے جمع ہوا۔ دنیا میں انہوں نے اسلامی ترقی کا دور نہیں دیکھا۔ ان ہی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے نوجوان اسلام کے سچے فدائی بھی تھے جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ یہ قریشی نوجوان اسلام کے اولین مبلغ تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے ہی مدینہ آکر اشاعت اسلام کا اجر عظیم حاصل فرما رہے تھے۔ ان کے تفصیلی حالات بار بار مطالعہ کے قابل ہیں جو کسی دوسری جگہ تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

٢٨ - باب أُحُدٌ يُحِبُّنَا

باب ارشاد نبوی کہ احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عباس بن سہل نے راوی ابو حمید سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے۔

٤٠٨٣- حدثني نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

(۴۰۸۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' انہیں قرہ بن خالد نے' انہیں قتادہ نے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)). [راجع: ٣٧١]

(۴۰۸۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں مطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو (خیبر سے واپس ہوتے ہوئے) احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا' یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں ان دو پتھریلے میدانوں کے درمیان علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔

رسول کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا ایسا وطن قرار دے لیا تھا کہ اس کی محبت آپ کے ہر رگ و پے میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ وہاں کی ہر چیز سے محبت کا ہونا آپ کا فطری تقاضا بن گیا تھا۔ اسی بناء پر پہاڑ احد سے بھی آپ کو محبت تھی جس کا یہاں اظہار فرمایا۔ ورثہ میں مدینہ منورہ سے الفت و محبت ہر مسلمان کو ملی ہے۔ حدیث سے مدینہ منورہ کا مثل مکہ حرم ہونا بھی ثابت ہوا۔ مگر بعض لوگ حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں اور وہ ایسی احادیث کی مختلف تاویل کر دیتے ہیں' جو صحیح نہیں۔ مدینہ بھی اب ہر مسلمان کے لیے مثل مکہ حرم محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بار بار اس مقدس شہر میں حاضری کی سعادت عطا فرمائے' آمین۔

٤٠٨٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا

(۴۰۸۵) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر

فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)). [راجع: ۱۳۴۴]

تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا کی' جیسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے آگے جاؤں گا' میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا' میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجی عطا فرمائی گئی ہے یا (آپ نے یوں فرمایا) مفاتیح الارض یعنی زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ (دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔

روایات میں کسی نہ کسی طرح سے احد پہاڑ کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مکہ سے آنے کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا دائمی وطن قرار دے لیا تھا اور اس شہر سے آپ کو اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ کو محبوب تھا۔ اسی محبت سے احد پہاڑ سے بھی محبت ایک فطری چیز تھی۔ آج بھی یہ شہر ہر مسلمان کے لیے جتنا پیارا ہے وہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ حدیث سے قبرستان میں جا کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ بعض لوگوں نے اسے آپ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز سے یہاں دعائے مغفرت مراد ہے۔ مگر ظاہر حدیث کے الفاظ ان تاویلات کے خلاف ہیں' واللہ اعلم بالصواب۔

۲۹- باب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ،

باب غزوہ رجیع کا بیان

وَرِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبِئْرِ مَعُونَةَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالْقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ.

اور رعل و ذکوان اور بئر معونہ کے غزوہ کا بیان اور عضل اور قارہ کا قصہ اور عاصم بن ثابت اور خبیب اور ان کے ساتھیوں کا قصہ۔ ابن اسحاق نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ غزوۂ رجیع غزوہ احد کے بعد پیش آیا۔

رجیع ایک مقام کا نام ہے۔ ہذیل کی بستیوں میں سے یہ غزوہ صفر ۴ھ میں جنگ احد کے بعد ہوا تھا۔ بئر معونہ اور عسفان کے درمیان ایک مقام ہے۔ وہاں قاری صحابہ کو رعل اور ذکوان قبائل نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبائل کے نام ہیں۔ ان کا قصہ غزوۂ رجیع میں ہوا۔

٤٠٨٦- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ

(۴۰۸۶) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں معمر بن راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں عمرو بن ابی سفیان ثقفی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جاسوسی کے لیے ایک جماعت (مکہ' قریش کی خبر لانے کے لیے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا' جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو جسے بنو لحیان کہا

لْخطَاب فانْطَلَقُوا حتّٰى إذَا كانَ بَيْنَ عُسْفان ومكّة ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقال لهمْ بنو لحْيان فتبعُوهُمْ بِقَرِيبٍ منْ مائة رام فاقْتصُّوا آثارَهُمْ، حتّٰى أتَوْا منْزلا نزلُوهُ فوجدُوا فِيهِ نَوَى تَمْرٍ تزوّدُوهُ من الْمدِينة، فَقَالُوا: هٰذَا تَمْرُ يَثْربَ فتبعُوا آثارَهُمْ حتّٰى لَحِقُوهُمْ فَلَمَّا انْتهى عاصمٌ وَأصْحابُهُ لَجَؤُوا إلَى فدْفد، وَجاء الْقَوْمُ فَأحَاطُوا بِهِمْ، فقالُوا: لكُمُ الْعهْدُ وَالْمِيثاقُ: إنْ نزلْتُمْ إليْنا أنْ لا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلاً. فَقَالَ عاصمٌ: أمّا أنا فلا أنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كافِرٍ. اللّٰهُمّ أخْبِرْ عنّا نبِيّكَ، فَقَاتَلُوهُمْ حتّٰى قتلُوا عاصما فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنّبْلِ، وَبقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخرُ، فَأعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، فَلَمَّا أعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، نَزَلُوا إلَيْهِمْ فلمّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوا أوْتَارَ قِسِيِّهِم فَرَبَطُوهُمْ بِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ الثّالِثُ الّذِي مَعَهُمَا: هٰذَا أوَّلُ الْغَدْرِ فَأبَى أنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَل فَقَتَلُوهُ وَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتّٰى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بدْرٍ فمكثَ عِنْدَهُمْ أسِيرًا حَتّٰى إذَا أجْمَعُوا قَتْلَهُ اسْتَعارَ مُوسَى مِنْ

جاتا تھا' ان کا علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقریباً سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ وہاں ان کھجوروں کی گٹھلیاں ملیں جو صحابہ مدینہ سے لائے تھے۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور (کی گٹھلی ہے) اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پالیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی اس جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر عاصم رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں اپنے کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے شہید ہو گئے۔ خبیب' زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت و امان کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر جب قبیلہ والوں نے انہیں پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہیں سے باندھ دیا۔ تیسرے صحابی جو خبیب اور زید کے ساتھ تھے' انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لیے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے' پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ وہ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان

بعضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فأعارته قَالَتْ: فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي فَدَرَجَ إِلَيْهِ حتّى أَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الْمُوسَى. فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لأَفْعَلَ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ تعالى. وَكَانَتْ تَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ. لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِن قِطْفِ عِنَبٍ وما بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا كَانَ إِلاَّ رِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ. فَخَرَجُوا به مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ: دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: لَوْ لا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ. ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ:

ما أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي
وذٰلك فِي ذَاتِ الإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ، وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ. فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ.

[راجع: ٣٠٤٥]

سب کا خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہیں دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا اور انہوں نے ان کو استرہ بھی دے دیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا۔ میں نے جو اسے اس حالت میں دیکھا تو بہت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ کو جان لیا' استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا' کیا تمہیں اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے' تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کے حدود سے باہر گئے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لیے بددعا کی' اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے اور یہ اشعار پڑھے "جب کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔" پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے لیے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک بہت بڑے سردار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی

ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پھٹک سکے) کچھ نہ کر سکے۔

٤٠٨٧- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ : الَّذِي قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُو سَرْوَعَةَ.

(۴۰۸۷) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' انہوں نے جابر سے سنا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کو ابو سروعہ (عقبہ بن حارث) نے قتل کیا تھا۔

٤٠٨٨- حدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ رَجُلاً لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا: بِئْرُ مَعُونَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ: وَاللهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُونَ فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَتَلُوهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلاَةِ الْغَدَاةِ وَذَلِكَ بَدْءُ الْقُنُوتِ، وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ أَبَعْدَ الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: لاَ بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

[راجع: ١٠٠١]

(۴۰۸۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کی ایک جماعت تبلیغ اسلام کے لیے بھیجی تھی۔ انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ راستے میں بنو سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان نے ایک کنویں کے قریب ان کے ساتھ مزاحمت کی۔ یہ کنواں "بئر معونہ" کے نام سے مشہور تھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تمہارے خلاف یہاں لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک ضرورت پر مامور کیا گیا ہے لیکن کفار کے ان قبیلوں نے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ان کے لیے ایک مہینہ تک بددعا کرتے رہے۔ اسی دن سے دعاء قنوت کی ابتدا ہوئی' ورنہ اس سے پہلے ہم دعا قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ ایک صاحب (عاصم احول) نے انس رضی اللہ عنہ سے دعا قنوت کے بارے میں پوچھا کہ یہ دعا رکوع کے بعد پڑھی جائے گی یا قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد؟ (رکوع سے پہلے) انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد۔ (رکوع سے پہلے)

تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر قاریوں کو اس لیے بھیجا تھا کہ قبائل رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنو لحیان کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا تھا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں' ہماری مدد کے لیے کچھ مسلمان بھیجئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابو براء عامر بن مالک نامی ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ چند مسلمانوں کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ نجد والے مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں نجد والے ان کو ہلاک نہ کر دیں۔ وہ شخص

کہنے لگا میں ان لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ اس وقت آپ نے یہ ستر صحابی روانہ کئے۔ صرف ایک صحابی کعب بن زید رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر بچ نکلے تھے۔ جنہوں نے مدینہ آکر خبر دی تھی۔

٤٠٨٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ. [راجع: ١٠٠١]

(۴۰۸۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا' کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھی جس میں آپ عرب کے چند قبائل (رعل و ذکوان وغیرہ) کے لیے بددعا کرتے تھے۔

فقہاء کی اصطلاح میں اس قسم کی قنوت کو قنوت نازلہ کہا گیا ہے اور ایسے مواقع پر قنوت نازلہ آج بھی پڑھنا مسنون ہے مگر صد افسوس کہ مسلمان بہت سی پریشانیوں کے باوجود قنوت نازلہ سے غافل ہیں۔

٤٠٩٠- حَدَّثَنِي عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رِعْلاً، ذَكْوَانَ، وعُصَيَّةَ، وَبَنِي لِحْيَانَ، اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ ذَلِكَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وعُصَيَّةَ، وَبَنِي لِحْيَانَ، قَالَ أَنَسٌ : فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي

(۴۰۹۰) مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رعل' ذکوان' عصیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمنوں کے مقابل مدد چاہی' آنحضرت ﷺ نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ ہم ان حضرات کو قاری کہا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں معاش کے لیے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بئر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینے تک بددعا کی۔ عرب کے انہیں چند قبائل رعل' ذکوان' عصیہ اور بنولحیان کے لیے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان صحابہ کے بارے میں قرآن میں (آیت نازل ہوئی اور) ہم اس کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت کا ترجمہ) ہماری طرف سے ہماری قوم (مسلمانوں) کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کے پاس آگئے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہمیں بھی (اپنی نعمتوں سے) اس نے خوش رکھا ہے" اور قتادہ سے روایت ہے ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں' عرب کے چند قبائل یعنی رعل' ذکوان'

لِحْيَانَ. زَادَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أُولَئِكَ السَّبْعِينَ مِنَ الأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا كِتَابًا نَحْوَهُ.

[راجع : ١٠٠١]

عصیہ اور بنولحیان کے لیے بددعا کی تھی۔ خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ نے) یہ اضافہ کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے یہ ستر صحابہ قبیلہ انصار سے تھے اور انہیں بئرمعونہ کے پاس شہید کر دیا گیا تھا۔

اس حدیث میں "نسخ قرآنا" سے مراد کتاب اللہ ہے' جیسا کہ عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے۔ (ان قاریوں کی ایک خاص صفت یہ بیان کی گئی کہ یہ حضرات دن میں رزق حلال کے لیے لکڑیاں فروخت کیا کرتے تھے۔ آج کے قاریوں جیسے نہ تھے جو فن قرأت کو شکم پروری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ قرأت پڑھ پڑھ کر دست سوال دراز کرتے رہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٠٩١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهُ أَخٌ لأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا، وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلاَثِ خِصَالٍ، فَقَالَ: يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فُلاَنٍ فَقَالَ : غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلاَنٍ، ائْتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلاَنٍ قَالَ : كُونَا قَرِيبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ قَرِيبًا، وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ. فَقَالَ: أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ. قَالَ

(۴۰۹۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں' ام سلیم (انس کی والدہ) کے بھائی کو بھی ان ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (شرارت اور تکبر کی راہ سے) تین صورتیں رکھی تھیں۔ اس نے کہا کہ یا تو یہ کیجئے کہ دیہاتی آبادی پر آپ کی حکومت ہو اور شہری آبادی پر میری ہو یا پھر مجھے آپ کا جانشین مقرر کیا جائے ورنہ پھر میں ہزاروں غطفانیوں کو لے کر آپ پر چڑھائی کروں گا۔ (اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی) اور ام فلاں کے گھر میں وہ مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ کہنے لگا کہ اس فلاں کی عورت کے گھر کے جوان اونٹ کی طرح مجھے بھی غدود نکل آیا ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا۔ بہرحال ام سلیم کے بھائی حرام بن ملحان ایک اور صحابی جو لنگڑے تھے اور تیسرے صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا' آگے بڑھے۔ حرام نے (اپنے دونوں ساتھیوں سے بنوعامر تک پہنچ کر پہلے ہی) کہہ دیا کہ تم دونوں میرے قریب ہی کہیں رہنا۔ میں ان کے پاس پہلے جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا تو تم لوگ قریب ہی ہو اور اگر مجھے انہوں نے قتل کر دیا تو آپ حضرات اپنے ساتھیوں کے پاس چلے

هَمَّامٌ : أَحْسِبُهُ حَتَّى انْفَذَهُ بِالرُّمْحِ، قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَلُحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوخِ إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلاَثِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَبَنِي لِحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[راجع: ۱۰۰۱]

جائیں۔ چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر انہوں نے ان سے کہا' کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچادوں؟ پھر وہ حضور ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آکر ان پر نیزہ سے وار کیا۔ ہمام نے بیان کیا' میرا خیال ہے کہ نیزہ آرپار ہو گیا تھا۔ حرام کی زبان سے اس وقت نکلا "اللہ اکبر' کعبہ کے رب کی قسم! میں نے تو اپنی مراد حاصل کر لی۔" اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (جو حرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہیں بھی شہید کر دیا) پھر اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف لنگڑے صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔ ان شہداء کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی' بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت یہ تھی) انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا آنحضرت ﷺ نے ان قبائل رعل' ذکوان' بنولحیان اور عصیہ کے لیے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی۔

ان قبائل کا جرم اتنا سنگین تھا کہ ان کے لیے بدعا کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بددعا قبول کی اور یہ قبائل تباہ ہو گئے۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٠٩٢- حَدَّثَنِي حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ : حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ قَالَ : بِالدَّمِ هَكَذَا، فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

[راجع: ۱۰۰۱]

(۴۰۹۲) مجھ سے حبان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' ان کو معمر نے خبر دی' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان کو جو ان کے ماموں تھے بئر معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو زخم پر سے خون کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے یوں اپنے چہرہ اور سر پر لگا لیا اور کہا "کعبہ کے رب کی قسم! میری مراد حاصل ہو گئی۔"

تشریح ایک حقیقی مومن باللہ کی دلی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنی جان قربان کر سکے۔ یہ جذبہ نہیں تو ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اس حقیقت کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری ہے ﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ (التوبہ : ۱۱۱) "بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے

بدلے جنت کا سودا کر چکا ہے۔"

٤٠٩٣- حدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوجِ حِينَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الأَذَى فَقَالَ لَهُ: أَقِمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ؟ فَكَانَ يَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لأَرْجُو ذَلِكَ)) قَالَتْ: فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ: ((أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ الصُّحْبَةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصُّحْبَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلاَمًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُو عَائِشَةَ لأُمِّهَا وَكَانَتْ لأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ، فَكَانَ يَرُوحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا، ثُمَّ يَسْرَحُ فَلاَ يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّعَاءِ. فَلَمَّا

(۴۰۹۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب مکہ میں مشرک لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیف دینے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی یہیں ٹھہرے رہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی (اللہ تعالیٰ سے) اپنے لیے ہجرت کی اجازت کے امیدوار ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے اس کی امید ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ انتظار کرنے لگے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ظہر کے وقت (ہمارے گھر) تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پکارا اور فرمایا کہ تخلیہ کر لو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف میری دونوں لڑکیاں یہاں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو معلوم ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی سعادت حاصل ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں اور میں نے انہیں ہجرت ہی کی نیت سے تیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اونٹنی جس کا نام الجدعاء تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ دونوں بزرگ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور یہ غار ثور پہاڑی کا تھا اس میں جا کر دونوں پوشیدہ ہو گئے۔ عامر بن فہیرہ جو عبداللہ بن طفیل بن سنجرہ' عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے' ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دودھ دینے والی اونٹنی تھی تو عامر بن فہیرہ صبح و شام (عام مویشیوں کے ساتھ) اسے چرانے لے جاتے اور رات کے آخری حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے۔ (غار ثور میں ان حضرات کی خوراک اسی کا دودھ تھی) اور پھر اسے چرانے کے لیے لے کر روانہ ہو جاتے۔ اس طرح کوئی چرواہا اس پر آگاہ نہ ہو سکا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر روانہ ہوئے تو پیچھے

خَرَجَ خَرَجَ معهما يُعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا الْمَدِينَةَ فَقُتِلَ عامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بئر مَعُونَة. وعَنْ أبي أُسَامَةَ قَالَ : قَالَ لِي هشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أبِي قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَة وأُسِرَ عَمْرُو بْن أمَيَّة الضَّمْرِيّ قَالَ لَه عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْل: مَنْ هَذَا ؟ فَأشَار إلى قَتِيلٍ، فَقَالَ لَه عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ: هَذا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَة فَقَالَ: لَقَدْ رَأيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إلَى السَّمَاءِ حَتَّى إنّي لأنْظُرُ إلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الأَرْضِ، ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ: ((إنَّ أصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا وَإنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ. فَقَالُوا: رَبَّنَا أخْبِرْ عَنَّا إخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ)). وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أسْمَاء بْنِ الصَّلْت، فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بِهِ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا.

[راجع: ٤٧٦]

پیچھے عامر بن فہیرہ بھی پہنچے تھے۔ آخر دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے۔ بئر معونہ کے حادثہ میں عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے تھے۔ ابو اسامہ سے روایت ہے' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ جب بئر معونہ کے حادثہ میں قاری صحابہ شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ قید کئے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے ایک لاش کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہی تھی۔ پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شہداء کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل ؑ نے باذن خدا بتا دیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو بھی ہم سے راضی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعہ) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثہ میں عروہ ابن اسماء بن صلت رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے (پھر زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے جب پیدا ہوئے) تو ان کا نام عروہ' انہیں عروہ ابن اسماء رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ (اور زبیر رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحب زادے کا نام) منذر انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔

تشریح اس حدیث میں ہجرت نبوی کا بیان ہے۔ شروع میں آپ کا غار ثور میں قیام کرنا مصلحت الٰہی کے تحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہاں بھی کامل حفاظت فرمائی اور وہاں رزق بھی پہنچایا۔ اس موقع پر حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے ہر دو بزرگوں کی اہم خدمات انجام دیں کہ غار میں اونٹنی کے تازہ تازہ دودھ سے ہر دو بزرگوں کو سیراب رکھا۔ حقیقی جانثاری اسی کا نام ہے۔ یہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ستر قاریوں کے قافلہ میں شہید کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کا یہ اکرام کیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالی گئی پھر زمین پر رکھ دی گئی۔ شہدائے کرام کے یہ مراتب ہیں جو حقیقی شہداء کو ملتے ہیں۔ سچ ہے ﴿ وَلَا تَقُولُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ

أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۵۴)

٤٠٩٤- حدَّثنَا مُحَمَّدٌ أخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخبرنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ)).

[راجع: ١٠٠١]

(۴۰۹۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو سلیمان تیمی نے خبر دی' انہیں ابو مجلز (لاحق بن حمید) نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی۔ اس دعائے قنوت میں آپ نے رعل اور ذکوان نامی قبائل کے لیے بددعا کی۔ آپ فرماتے تھے کہ قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٤٠٩٥- حدَّثنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا يَعْنِي أَصْحَابَهُ بِبِئْرِ مَعُونَةَ ثَلاَثِينَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَلِحْيَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَلِّغُوا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ.

[راجع: ١٠٠١]

(۴۰۹۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بئر معونہ میں شہید کر دیا تھا' تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ آپ قبائل رعل' بنولحیان اور عصیہ کے لیے ان نمازوں میں بددعا کرتے تھے' جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انہیں اصحاب کے بارے میں جو بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے' قرآن مجید کی آیت نازل کی۔ ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) "ہماری قوم کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔"

٤٠٩٦- حدَّثنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلاَةِ، فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: كَانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ، قُلْتُ: فَإِنَّ فُلاَنًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ

(۴۰۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن احول بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا کہ رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کا نام لے کر مجھے بتایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ حضرت انس

قُلْتَ بَعْدَهُ؟. قَالَ: كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالَ لَهُمْ الْقُرَّاءُ، وَهُمْ سَبْعُونَ رَجُلاً إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ.
[راجع: ١٠٠١]

رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے غلط کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو جو قاریوں کے نام سے مشہور تھی اور جو ستر کی تعداد میں تھے' مشرکین کے بعض قبائل کے یہاں بھیجا تھا۔ مشرکین کے ان قبائل نے حضور اکرم ﷺ کو ان صحابہ کے بارے میں پہلے حفظ و امان کا یقین دلایا تھا لیکن بعد میں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر غالب آگئے (اور غداری کی اور انہیں شہید کر دیا) رسول کریم ﷺ نے اسی موقع پر رکوع کے بعد ایک مہینے تک قنوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لیے بد دعا کی تھی۔

تشریح: اس حادثہ میں ایک شخص عامر بن طفیل کا بڑا ہاتھ تھا۔ پہلے اس نے بنو عامر قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ انہوں نے ان مسلمانوں سے لڑنا منظور نہ کیا' پھر اس مردود نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کو بنو سلیم کے قبیلے میں سے تھے' بہکایا حالانکہ آنحضرت ﷺ سے اور بنو سلیم سے عہد تھا مگر عامر کے کہنے سے ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور قاریوں کو ناحق مار ڈالا۔ بعضوں نے کہا آنحضرت ﷺ اور بنو عامر سے عہد تھا۔ جب عامر بن طفیل نے بنو عامر کو ان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بلایا تو انہوں نے عہد شکنی منظور نہ کی۔ آخر اس نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کے قبیلوں کو بھڑکایا جن سے عہد نہ تھا انہوں نے عامر کے بہکانے سے ان کو قتل کیا۔

٣٠- باب غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ

قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ : كَانَتْ فِي شَوَّالِ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

باب غزوۂ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ غزوۂ خندق شوال ۴ھ میں ہوا تھا۔

تشریح: احزاب حزب کی جمع ہے۔ حزب گروہ کو کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوسفیان عرب کے بہت سے گروہوں کو بہکا کر مسلمانوں پر چڑھا لایا تھا اس لیے اس کا نام جنگ احزاب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ اس کے کھودنے میں آپ بذات خاص بھی شریک رہے۔ کافروں کا لشکر دس ہزار کا تھا اور مسلمان کل تین ہزار تھے۔ بیس دن تک کافر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی' وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان کو ندامت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اب سے کافر ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جنگ خندق ۵ھ میں ہوئی۔ ۴ھ ایک اور حساب سے ہے جن کی تفصیل فتح الباری میں دیکھی جا سکتی ہے۔

٤٠٩٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۴۰۹۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ عمری نے' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو انہوں نے غزوۂ احد کے موقع پر پیش کیا (تاکہ لڑنے والوں

عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

[راجع: ٢٦٦٤]

میں انہیں بھی بھرتی کر لیا جائے) اس وقت وہ چودہ سال کے تھے تو حضور ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جب انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے کو پیش کیا تو حضور ﷺ نے ان کو منظور فرمالیا۔ اس وقت وہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر میں مرد بالغ تصور کیا جاتا ہے اور اس پر شرعی احکام پورے طور پر لاگو ہو جاتے ہیں۔

٤٠٩٨- حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُونَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

(۴۰۹۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور مٹی ہم اپنے کاندھوں پر اٹھا اٹھا کر ڈال رہے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی بس آرام کی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

آپ نے انصار اور مہاجرین کی موجودہ تکالیف کو دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اصل آرام آخرت کا آرام ہے۔ دنیا کی تکالیف پر صبر کرنا مومن کے لیے ضروری ہے۔ جنگ خندق سخت تکلیف کے زمانے میں سامنے آئی تھی۔

٤٠٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو. حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ. فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

فَقَالُوا: مُجِيبِينَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

(۴۰۹۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح سویرے ہی خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ ان کے بجائے وہ اس کام کو انجام دیتے۔ جب حضور ﷺ نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھا تو دعا کی۔

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے جواب میں کہا۔

ہم ہی ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد کرنے کے لیے بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

[راجع: ٢٨٣٤]

٤١٠٠- حدَّثَنا أبُو مَعْمَرٍ حدَّثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنسٍ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُون التُّرَابَ عَلَى مُتونِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الإسْلامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

قَالَ : يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: وَهُوَ يُجِيبُهُمْ :

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لاَخَيْرَ إِلاَّ خَيْرُ الآخِرَهْ
فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

قَالَ: يُؤْتَونَ بِملْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيرِ فَيُصْنَعُ لهم بإهَالَة سَنِخَةٍ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَي الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ، وهِيَ بَشِعَةٌ في الْحَلْقِ وَلَها رِيحٌ مُنْتِنٌ. [راجع: ٢٨٣٤]

(۴۱۰۰) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمر عقدی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ کے گرد مہاجرین و انصار خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے اور مٹی اپنی پیٹھ پر اٹھانے لگے۔ اس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ہم نے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔

اے اللہ! خیر تو صرف آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کو تو برکت عطا فرما۔

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مٹھی جو آتا اور ان صحابہ کیلئے ایسے روغن میں جس کا مزہ بھی بگڑ چکا ہو تا ملا کر پکا دیا جاتا۔ یہی کھانا ان صحابہ کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ صحابہ بھوکے ہوتے۔ یہ ان کے حلق میں چپکتا اور اس میں بدبو ہوتی۔ گویا اس وقت ان کی خوراک کا بھی یہ حال تھا۔

٤١٠١- حدَّثَنا خَلاَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ جابرًا رَضِيَ الله عَنْهُ، فقَالَ: إنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاؤُوا النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: ((أَنَا نَازِلٌ)) ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحجرٍ. وَلَبِثْنَا ثَلاَثَةَ أَيَّام لاَ نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فضَرب فَعاد كَثِيبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ، فَقُلْتُ : رَسُول الله ائْذَنْ لي إِلَى الْبَيْتِ؟ فَقُلْتُ لامْرَأَتي

(۴۱۰۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا' ان سے ان کے والد ایمن حبشی نے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا' اس لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اندر اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لیے نہیں ملا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، مَا كَانَ فِي ذَلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقُلْتُ: طُعَيِّمٌ لِي فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ ((كَمْ هُوَ؟)) فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ: ((كَثِيرٌ طَيِّبٌ)) قَالَ: ((قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ، فَقَالَ: ((قُومُوا)) فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ. قَالَتْ: هَلْ سَأَلَكَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا)) فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ، قَالَ: ((كُلِي هَذَا وَأَهْدِي فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ)).

[راجع: ٣٠٧٠]

طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ (گھر آکر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے حضور اکرم ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ۔ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے۔ پھر گوشت کو ہم نے چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ سے میں نے عرض کیا' گھر کھانے کے لیے مختصر کھانا تیار ہے۔ یارسول اللہ! آپ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ و طیب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تنور سے روٹی نکالیں' میں ابھی آرہا ہوں۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں۔ چنانچہ تمام انصار اور مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا' اب کیا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا' حضور ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ لیکن اژدھام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تنور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے اسے لیا اور صحابہ کے قریب کر دیا۔ پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی۔ اس طرح آپ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس میں ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا کہ اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو' کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔

تشریح روایت میں غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا ذکر ہے مگر اور بھی بہت سے امور بیان میں آگئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے پتھر باندھنے کی تاویل کی ہے۔ کھانے میں برکت کا ہونا رسول کریم ﷺ کا معجزہ تھا جن کا تو آپ سے بارہا ظہور ہوا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے والد کی شہادت کے بعد قرض خواہوں کا قرض چکانے کے لیے رسول کریم ﷺ سے دعاؤں کے طالب ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں جب آپ گھر تشریف لائے اور واپس جانے لگے تو جابر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کے باوجود ان کی بیوی نے درخواست کی تھی کہ یارسول اللہ (ﷺ)! میرے لیے اور میرے خاوند کے لیے دعائے خیر کر جائیے۔ آپ نے دونوں کے لیے دعا کی تھی اور اس عورت نے کہا تھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپ سے دعا کے طالب بھی نہ ہوں۔ (فتح)

٤١٠٢- حدَّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، أَخْبَرَنَا سعيدُ بْنُ مِيناءَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رضي الله عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خَمَصًا شَدِيدًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا. فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: لاَ تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهُ. فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُؤْرًا فَحَيَّ هَلاً بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

(۴۱۰۲) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی' کہا ہم کو سعید بن میناء نے خبر دی' کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی کریم ﷺ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا' کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ انتہائی بھوکے ہیں۔ میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جو تھے۔ گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کو چکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لیے ہیں جو ہمارے پاس تھے۔ اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں حضور اکرم ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا' اے اہل خندق! جابر (رضی اللہ عنہ) نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں آنہ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانی

((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ)) فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتِ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا)) وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

[راجع: ٣٠٧٠]

شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ ادھر حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چولھے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (شکم سیر ہو کر) کھایا اور کھانا بچ بھی گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

٤١٠٣ - حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ﴿إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ﴾ قَالَتْ: كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

(۴۱۰۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) "جب مشرکین تمہارے بالائی علاقہ سے اور تمہارے نشیبی علاقہ سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب مارے ڈر کے آنکھیں چکاچوند ہو گئی تھیں اور دل حلق تک آ گئے تھے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوۂ خندق کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

تشریح: اس جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے پاس نہ کافی راشن تھا نہ سامان جنگ اور سخت سردی کا زمانہ بھی تھا۔ خود مدینہ میں یہودی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ کفار عرب ایک متحدہ محاذ کی شکل میں بڑی تعداد میں چڑھ کر آئے ہوئے تھے مگر اس موقع پر اندرون شہر سے مدافعت کی گئی اور شہر کو خندق کھود کر محفوظ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ کا فضل ہوا اور کفار اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مستقبل کے لیے ان کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔ اس جنگ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بطور جاسوس کفار کی خبر لینے گئے تھے۔ انہوں نے آکر بتلایا کہ آندھی نے کفار کے سارے خیمے الٹ دیئے اور ان کی ہانڈیاں بھی اوندھے منہ ڈال دی ہیں اور وہ سب بھاگ گئے ہیں۔

٤١٠٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا

(۴۱۰۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوْ أَغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُولُ:

وَاللهِ لَوْ لاَ اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ: ((أَبَيْنَا أَبَيْنَا)).

[راجع: ٢٨٣٦]

حجاج نے' ان سے ابو اسحاق سبیعی نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کر سکتے' نہ نماز پڑھتے' پس تو ہمارے دلوں پر سکینت و طمانیت نازل فرما اور اگر ہماری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما۔ جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔

ابینا ابینا (ہم ان کی نہیں مانتے۔ ہم ان کی نہیں مانتے) پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

٤١٠٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)). [راجع: ١٠٣٥]

(۴۱۰۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' کہا مجھ سے حکم بن عتیبہ نے بیان کیا' ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' پروا ہوا کے ذریعے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

٤١٠٦ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ، وَخَنْدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِّي التُّرَابُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ، فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُولُ:

(۴۱۰۶) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا' کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد یوسف نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق سبیعی نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ خندق کھودتے ہوئے اس کے اندر سے آپ بھی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں۔ آپ کے بطن مبارک کی کھال مٹی سے اٹ گئی تھی۔ آپ کے (سینے سے پیٹ تک) گھنے بالوں (کی ایک لکیر) تھی۔ میں نے خود سنا کہ حضور ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجزیہ اشعار مٹی اٹھاتے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

اللهُمَّ لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا
قَالَ : ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا.

"اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا' نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے' پس ہم پر تو اپنی طرف سے سکینت نازل فرما اور اگر ہمارا آمنا سامنا ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ یہ لوگ ہمارے اوپر ظلم سے چڑھ آئے ہیں۔ جب یہ ہم سے کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں سنتے۔" راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ آخری کلمات کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔

[راجع: ٢٨٣٦]

تشریح حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے ان اشعار کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے ؎

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات!
پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

٤١٠٧- حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضيَ اللهُ عنهما قَالَ : أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ.

(۴۱۰۷) مجھ سے عبدہ بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلا غزوہ جس میں میں نے شرکت کی وہ غزوۂ خندق ہے۔

٤١٠٨- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.
قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطِفُ قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتْ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي

(۴۱۰۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر بن راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن طاؤس نے خبر دی' ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ' لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ

احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ، وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ : فَهَلاَّ أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلاَمِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ : حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ. قَالَ مَحْمُودٌ: عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا.

پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمرؓ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنی لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آ گئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے' آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبدالرزاق سے (نسواتہا کے بجائے لفظ) نوساتہا بیان کیا۔ (جس کے چوٹی کے معنی ہیں جو عورتیں سر پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں مراده بذالک ما وقع بین علی و معاویة من القتال فی صفین یوم اجتماع الناس علی الحکومة بینهم فیما اختلفوا فیه فراسلوا بقایا الصحابة من الحرمین وغیرهما و تواعدوا علی الاجتماع ینظروا فی ذالک فشاور ابن عمر اخته فی التوجه الیهم اوعدمه فاشارت علیه باللحاق بهم خشیة ان ینشا من غیبته اختلاف الی استمرار الفتنة فلما تفرق الناس ای بعد ان اختلف الحکمان وهی ابو موسٰی اشعری وکان من قبل علی و عمر و بن عاص وکان من قبل معاویة (فتح)

یعنی مراد وہ حکومت کا جھگڑا ہے جو صفین کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوا۔ اس کے لیے حرمین کے بقایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مراسلت کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے میں کوشش کرنے کے لیے ایک مجلس شوریٰ کو بلایا جس میں شرکت کے لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن سے مشورہ کیا۔ بہن کا مشورہ یہی ہوا کہ تم کو بھی اس مجلس میں ضرور شریک ہونا چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ تمہاری طرف سے لوگوں میں خواہ مخواہ بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی جن کا نتیجہ موجودہ فتنے کے ہمیشہ جاری رہنے کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ اچھا نہ ہو گا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو معاملہ دونوں طرف سے ایک ایک پنچ کے انتخاب پر ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کی طرف سے پیچ قرار پائے۔ بعد میں وہ ہوا جو مشہور و معروف ہے۔

٤١٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةَ أَبَيْنَا يَوْمَ الأَحْزَابِ: ((نَغْزُوهُمْ وَلاَ يَغْزُونَنَا)).

(۴۱۰۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق سبیعی نے' ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے موقع پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہو گیا) فرمایا کہ اب ہم ان سے لڑیں گے۔ آئندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آسکیں گے۔

بخاری میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوڑھے تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کوفہ سے نکلے تھے۔ مگر عین الوردہ کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ یہ ۶۵ ھ کا واقعہ ہے۔ (فتح)

٤١١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ حِينَ أَجْلَى الأَحْزَابُ عَنْهُ: ((الآنَ نَغْزُوهُمْ وَلاَ يَغْزُونَنَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ)).

[راجع: ٤١٠٩]

(۴۱۱۰) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا' انہوں نے ابو اسحاق سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' جب عرب کے قبائل (جو غزوۂ خندق کے موقع پر مدینہ چڑھ کر آئے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم ان سے جنگ کریں گے' وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' ویسا ہی ہوا۔ اس کے دوسرے سال صلح حدیبیہ ہوئی جس میں قریش نے آپ سے معاہدہ کیا پھر خود ہی اسے توڑ ڈالا جس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا واقعہ وجود میں آیا۔ (فتح)

٤١١١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: ((مَلأَ اللهُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلاَةِ الْوُسْطَى)) حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.[راجع: ٢٩٣١]

(۴۱۱۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے' ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر فرمایا۔ جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا' اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

٤١١٢- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

(۴۱۱۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن حسان

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّي حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

[راجع: ٥٩٦]

نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد (لڑ کر) واپس ہوئے۔ وہ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! سورج غروب ہونے کو ہے اور میں عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھ سکا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم! نماز تو میں بھی نہ پڑھ سکا۔ آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی بطحان میں اترے۔ آنحضور ﷺ نے نماز کے لیے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا' پھر عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

٤١١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الأَحْزَابِ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ : أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ)). [راجع: ٢٨٤٧]

(۴۱۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی' ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا' کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مرتبہ بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

٤١١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلاَ شَيْءَ بَعْدَهُ)).

(۴۱۱۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی سعید نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو فتح دی۔ اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (یعنی افواج کفار) کو تنہا بھگا دیا۔ پس اسکے بعد کوئی چیز اسکے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔

تشریح یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو جنگ احزاب کے خاتمہ پر بطور شکر زبان رسالت مآب ﷺ سے ادا ہوئے۔ اس دفعہ کفار عرب متحدہ محاذ بنا کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور مسلمانوں کو ان سے بال بال بچا لیا۔ اب بطور یادگار ان الفاظ کو پڑھنا اور یاد کرنا موجب صد خیروبرکت ہے۔ خاص طور پر حج کے مقامات پر ان کو زبان سے ادا کرنا ہر حاجی کو بہت اجروثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دنیا میں شر سے محفوظ رکھے آمین۔

٤١١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الأَحْزَابِ فَقَالَ: ((اللّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الأَحْزَابَ، اللّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)). [راجع: ٢٩٣٣]

(۴۱۱۵) ہم سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو فزاری اور عبدہ نے خبردی' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب (افواج کفار) کے لیے (غزوۂ خندق کے موقع پر) بددعا کی کہ اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے! کفار کے لشکر کو شکست دے اے اللہ! انہیں شکست دے۔ یااللہ! ان کی طاقت کو متزلزل کردے۔

٤١١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلاَثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُولُ : ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [راجع: ١٧٩٧]

(۴۱۱۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں سالم بن عبداللہ بن عمر اور نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے' حج یا عمرے سے واپس آتے تو سب سے پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر یوں فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہت اسی کے لیے ہے' حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یااللہ!) ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے' عبادت کرتے ہوئے' اپنے رب کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی فوجوں کو اس اکیلے نے شکست دے دی۔

تشریح سچ ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

٣١- باب مَرْجِعِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الأَحْزَابِ وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ

باب غزوۂ احزاب سے نبی کریم ﷺ کا واپس لوٹنا اور بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا اور ان کا محاصرہ کرنا

٤١١٧- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ واغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ. قَالَ: ((فَإِلَى أَيْنَ؟)) قَالَ: هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ [راجع: ٤٦٣]

(۴۱۱۷) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جوں ہی نبی کریم ﷺ جنگ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا' آپ نے ابھی ہتھیار اتار دیئے؟ خدا کی قسم! ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ چلئے ان پر حملہ کیجئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں نے (یہود کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی۔

جنگ خندق کے دنوں میں اس قبیلہ نے اندرون شہر بہت بدامنی پھیلائی تھی اور غداری کا ثبوت دیا تھا۔ اس لیے ان پر حملہ کرنا ضروری ہوا۔

٤١١٨- حدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قال: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ.

(۴۱۱۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے اب بھی وہ گرد و غبار میں دیکھ رہا ہوں جو جبریل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی وجہ سے قبیلہ بنو غنم کی گلی میں اٹھا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے خلاف چڑھ کر گئے تھے۔

٤١١٩- حدَّثنا عبْدُ اللهِ بْنُ مُحمَّدِ بْنِ أسْماء حدَّثنا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أسْماء عنْ نافعٍ عن ابْن عُمر رضي الله عنهما قال: قال النَّبيُّ ﷺ يوْم الأحْزاب: ((لا يُصلِّينَّ أحدٌ الْعصْر إلاّ في بني قُريْظة)) فأدْرك بعْضهُمُ الْعصْرُ في الطَّريق فقال بعْضُهُمْ: لا نُصلِّي حتَّى نأْتيها وقال بعْضُهُمْ: بلْ نُصلِّي لمْ يُرِدْ منَّا ذلك فذُكر ذلك للنَّبيِّ ﷺ فلمْ يُعنِّفْ واحدًا منْهُمْ.

[راجع: ٩٤٦]

(۴۱۱۹) ہم سے محمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (سے فارغ ہو کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں۔ بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ (کیونکہ حضور ﷺ نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے۔) اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ نہیں تھا۔ بعد میں حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر خفگی نہیں فرمائی۔

تشریح جب رسول کریم ﷺ غزوۂ خندق سے کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے تو ظہر کے وقت حضرت جبرئیلؑ تشریف لا کر کہنے لگے

کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کے لیے یہ ہے کہ آپ فوراً بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارنے کے لیے حکم فرمایا کہ من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظة یعنی جو بھی سننے والا فرمانبردار مسلمان ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ عصر کی نماز بنی قریظہ ہی میں پہنچ کر پڑھے۔ وقال ابن القیم فی الھدیٰ ماحصله کل من الفریقین ماجور بقصده الا ان من قتلی حاز الفضیلتین امتثال الامر فی الاسراع وامتثال الامر فی المحافظة علی الوقت ولاسیما ما فی هذه الصلاة بعینها من الحث علی المحافظة علیها و ان من فاته حبط عمله وانما لم یعنف الذین اخروها لقیام عذرهم فی التمسک بظاهر الامر اجتهدوا فاخروا لامتثالهم الامر لکنهم لم یصلوا الی ان یکون اجتهادهم اصوب من اجتهاد الطائفة الاخریٰ الخ وقد استدل به الجمهور علی عدم تاثیم من اجتهد لانه صلی الله علیه وسلم لم یعنف احدا من الطائفتین فلو کان هناک اثم لعنف من اثم (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرایا کہ جو بھی مسلمان سننے والا اور فرمانبرداری کرنے والا ہے اس کا فرض ہے کہ نماز عصر بنو قریظہ ہی میں پہنچ کر ادا کرے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ دونوں فریق اجروثواب کے حقدار ہوئے۔ مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نماز ادا کر لی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا۔ پہلی فضیلت نماز عصر کی' اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اس طرح اس فریق کو اول وقت نماز پڑھنے اور پھر بنو قریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا اور دوسرا فریق جس نے نماز عصر میں تاخیر کی اور ظاہر فرمان رسول پر عمل کیا ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت پر عمل کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے بنو قریظہ ہی میں جا کر ادا کیا۔ ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب رہا۔ اسی سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں ہے۔ (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے۔) اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قسم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی نکتہ چینی نہیں فرمائی۔ اگر ان میں کوئی گنہگار قرار پاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کو تنبیہ فرماتے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس بنا پر یہ اصول قرار پایا کہ المجتهد قد یخطی ویصیب مجتہد سے خطا اور ثواب دونوں ہو سکتے ہیں اور خطا پر بھی وہ گنہگار قرار نہیں دیا جا سکتا مگر جب اس کو قرآن و حدیث سے اپنی اجتہادی غلطی کی اطلاع ہو جائے تو اس کو اجتہاد کا ترک کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مجتہدین امت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے واضح لفظوں میں وصیت کر دی ہے کہ ہمارے اجتہادی فتاویٰ اگر کتاب و سنت سے کسی جگہ ٹکرائیں تو کتاب و سنت کو مقدم رکھو اور ہمارے اجتہادی غلط فتاووں کو چھوڑ دو۔ مگر صد افسوس ہے کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی اس قیمتی وصیت کو پس پشت ڈال کر ان کی تقلید پر ایسا جمود اختیار کیا کہ آج مذاہب اربعہ ایک الگ الگ دین الگ الگ امت نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ

دین حق را چار مذہب ساختند   رخنہ در دین نبی انداختند۔

آج جبکہ یہ چودھویں صدی ختم ہونے جا رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فرضی گروہ بندیوں کو ختم کر کے کلمہ اور قرآن اور قبلہ پر اتحاد امت قائم کریں ورنہ حالات اس قدر نازک ہیں کہ اس افتراق و اشتقاق کے نتیجہ بد میں مسلمان اور بھی زیادہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد لله رب العالمین۔

٤١٢٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

(۴۱۲۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا' کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ .أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ: كَلاَّ وَالَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لاَ يُعْطِيْكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ : وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَكِ كَذَا)) وَتَقُولُ: كَلاَّ وَاللهِ حَتّٰى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: عَشْرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ.

[راجع: ۲٦۳۰]

بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے باغ میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے (تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایا کو واپس کر دیا۔) میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو' تمام کی تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آ گئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں' قطعاً نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس کے بدلے میں اتنے لے لو۔ (اور ان کا مال انہیں واپس کر دو) لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں' خدا کی قسم! یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں' میرا خیال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑا) یا اسی طرح کے الفاظ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کئے۔

۴۱۲۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ، فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ لِلأَنْصَارِ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُم أَوْ خَيْرِكُمْ)) فَقَالَ: ((هَؤُلاَءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) فَقَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ: ((قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ وَرُبَّمَا قَالَ : بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

(۴۱۲۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے' ان سے شعبہ نے' ان سے سعد بن ابراہیم نے' انہوں نے ابو امامہ سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ بنو قریظہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب آئے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے لیے منتخب کر رکھا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ یا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا) اپنے سے بہتر لیڈر کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو قریظہ نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے لوگ ان میں جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو

[راجع: ٤٠٤٣]

٤١٢٢- حدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ ابْنُ الْعَرِقَةِ : رَمَاهُ فِي الأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ، وَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ، وَاللهِ مَا وَضَعْتُهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ. قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي ابِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَئٌ فَأَبْقِنِي لَهُ، حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي

قیدی بنالیا جائے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا یا یہ فرمایا کہ جیسے بادشاہ (یعنی خدا) کا حکم تھا۔

(۴۱۲۲) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص' حسان بن عرفہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خدا کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضور ﷺ بنو قریظہ تک پہنچے (اور انہوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ آنحضور ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں' ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی "اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی اب ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھئے۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان

فِيها فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلاَّ الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ. فَقَالُوا : يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا وَفِي مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ ا للهُ عَنْهُ.

[راجع: ٤٦٣]

سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا' اے ڈیرہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آرہا ہے؟ دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا' ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

تشریح ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے مختلف قبائل اور آس پاس کے دوسرے مشرک عرب قبائل سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یہودی برابر اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔ درپردہ تو ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی برابر ہی ہوتی رہتی تھی لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جو انتہائی فیصلہ کن غزوہ تھا' اس میں خاص طور سے بنو قریظہ نے بہت کھل کر قریش کا ساتھ دیا اور معاہدہ کی خلافت ورزی کی تھی۔ اس لیے غزوۂ خندق کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مدینہ کو ان سے پاک کرنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن پاک کی سورۂ حشر اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ اتفاق سے ایک بکری آئی اور اس نے ان کے سینہ پر اپنا کھر رکھ دیا جس سے ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ جو ان کی وفات کا سبب ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٤١٢٣ - حدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ ا للهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ ((اهْجُهُمْ -أَوْ هَاجِهِمْ- وَجِبْرِيلُ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(۴۱۲۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی' انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کر یا (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بجائے) "هاجهم" فرمایا جبرئیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

٤١٢٤ - وَزَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ا للهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ((اهْجُ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(۴۱۲۴) اور ابراہیم بن طہمان نے شیبانی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبرئیل تمہاری مدد پر ہیں۔

تشریح جملہ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی طرح سے یہودیان بنو قریظہ سے لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی لیے ان کو اس باب کے ذیل لایا گیا۔ یہود اپنی فطرت کے مطابق ہر وقت مسلمانوں کی بیخ کنی کے لیے سوچتے رہتے تھے۔ اسی لیے مدینہ کو ان سے صاف کرنا ضروری ہوا اور یہ جنگ لڑی گئی جس میں اللہ نے مدینہ کو ان شریر الفطرت یہودیوں سے پاک کر دیا۔

٣٢ - باب غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ،

باب غزوہ ذات الرقاع کا بیان

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ. فَنَزَلَ نَخْلاً وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لأَنَّ أَبَا مُوسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ

یہ جنگ محارب قبیلے سے ہوئی تھی جو خصفہ کی اولاد تھے اور یہ خصفہ بنو ثعلبہ کی اولاد میں سے تھا۔ جو غطفان قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس غزوہ میں مقام نخل پر پڑاؤ کیا تھا۔ یہ غزوۂ خیبر کے بعد واقع ہوا کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے بعد حبش سے مدینہ آئے تھے (اور غزوہ ذات الرقاع میں ان کی شرکت روایتوں سے ثابت ہے)

٤١٢٥- وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غزوة ذَاتِ الرِّقَاعِ. قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِي صَلاَةَ الْخَوْفِ بِذِي قَرَدٍ.

[أطرافه في: ٤١٢٦، ٤١٢٧، ٤١٣٠، ٤١٣٧].

(۴۱۲۵) اور عبداللہ بن رجاء نے کہا' انہیں عمران قطان نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن کثیر نے' انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ساتویں (سال یا ساتویں غزوہ) میں پڑھی تھی۔ یعنی غزوہ ذات الرقاع میں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے نماز خوف ذوقرد میں پڑھی تھی۔

٤١٢٦- وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبِ وَثَعْلَبَةَ. [راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۲۶) اور بکر بن سوادہ نے بیان کیا' ان سے زیاد بن نافع نے بیان کیا' ان سے ابو موسیٰ نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ محارب اور بنی ثعلبہ میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی تھی۔

٤١٢٧- وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ، سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ. وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْقَرَدِ.

[راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۲۷) اور ابن اسحاق نے بیان کیا' انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ غزوہ ذات الرقاع کے لیے مقام نخل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ کا قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی اور چونکہ مسلمانوں پر کفار کے (اچانک حملے کا) خطرہ تھا' اس لیے حضور ﷺ نے دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ اور یزید نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذوالقرد میں شریک تھا۔

٤١٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى أَرْجُلِنَا. وَحَدَّثَ أَبُو مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ ثُمَّ كَرِهَ ذَلِكَ قَالَ: مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ.

(۴۱۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو امامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لیے صرف ایک اونٹ تھا' جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ (پیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ میرے بھی پاؤں پھٹ گئے تھے۔ ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لیے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑا' کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث تو بیان کر دی' لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا۔ فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

چونکہ اس جنگ میں پیدل چلنے کی تکلیف سے قدموں پر چیتھڑے لپیٹنے کی نوبت آ گئی تھی۔ اسی لیے اسے غزوہ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا۔

٤١٢٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ، أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

(۴۱۲۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے' ان سے یزید بن رومان نے' ان سے صالح بن خوات نے' ایک ایسے صحابی سے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف پڑھی تھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس وقت دوسری جماعت (مسلمانوں کی) دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی' ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع و سجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ

نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

٤١٣٠- وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلاَةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي صَلاَةِ الْخَوْفِ. تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ.

[راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۳۰) اور معاذ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے بیان کیا' ان سے ابو زبیر نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام نخل میں تھے۔ پھر انہوں نے نماز خوف کا ذکر کیا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ نماز خوف کے سلسلے میں جتنی روایات میں نے سنی ہیں یہ روایت ان سب میں زیادہ بہتر ہے۔ معاذ بن ہشام کے ساتھ اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی ہشام بن سعد مدنی سے' انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کیا اور ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی انمار میں (نماز خوف) پڑھی تھی۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ: يَقُومُ الإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلاَءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

(۴۱۳۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے قاسم بن محمد نے' ان سے صالح بن خوات نے' ان سے سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکے ساتھ نماز میں شریک ہو گی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہو گی۔ انہیں کی طرف منہ کئے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر) یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اسکے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدہ خود کرے گی۔

....- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے' ان سے شعبہ نے' ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے' ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے' ان سے صالح بن خوات نے اور ان سے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

....- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى

سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ.

مجھ سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ابن حازم نے بیان کیا' ان سے یحیٰی نے' انہوں نے قاسم سے سنا' انہیں صالح بن خوات نے خبردی' انہوں نے سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے ان کا قول بیان کیا۔

٤١٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ.

[راجع: ٩٤٢]

(۴۱۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبردی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھے سالم نے خبردی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اطراف نجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ کے لیے گیا تھا۔ وہاں ہم دشمن کے آمنے سامنے ہوئے اور ان کے مقابلے میں صف بندی کی۔

٤١٣٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلاَءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلاَءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

[راجع: ٩٤٢]

(۴۱۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نماز (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت جب اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

٤١٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ. [راجع: ٢٩١٠]

(۴۱۳۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان سے سنان اور ابوسلمہ نے بیان کیا اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں لڑائی کے لیے گئے تھے۔

٤١٣٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ

(۴۱۳۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے محمد بن ابی عتیق نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سنان بن

الدُّؤَلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَفَلَ معهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ، فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ إِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُونَا فَجِئْنَاهُ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتاً فَقَالَ لِي : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللهُ)) فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

[راجع: ٢٩١٠]

ابی سنان دولی نے‘ انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں غزوہ کے لیے گئے تھے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ واپس ہوئے تو وہ بھی واپس ہوئے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا‘ جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہیں اتر گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے کے لیے پوری وادی میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تلوار (مجھی پر) کھینچ لی تھی‘ میں اس وقت سویا ہوا تھا‘ میری آنکھ کھلی تو میری ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا‘ تمہیں میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

(دوسری سند)

٤١٣٦- وقال أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ قَالَ لَهُ: تَخَافُنِي. فَقَالَ: ((لاَ)) قَالَ: ((فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟)) قَالَ: اللهُ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا وصَلَّى بِالطَّائِفَةِ

(۴۱۳۶) اور ابان نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا‘ ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ کا درخت تھا۔ وہ درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں۔ بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا‘ حضور ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا‘ تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اس نے پوچھا‘ آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا دھمکایا اور نماز کی تکبیر کہی گئی۔ تو حضور ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی جب وہ جماعت (آنحضور ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو

الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ، وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ.

[راجع: ٢٩١٠]

بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی۔ لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت اور مسدد نے بیان کیا' ان سے ابوعوانہ نے' ان سے ابوبسر نے کہ اس شخص کا نام (جس نے آپ پر تلوار کھینچی تھی) غورث بن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ میں قبیلہ محارب خصفہ سے جنگ کی تھی۔

٤١٣٧- وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلاَةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْبَرَ.

[راجع: ٤١٢٥]

(۴۱۳۷) اور ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ مقام نخل میں تھے تو آپ نے نماز خوف پڑھائی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ نماز خوف غزوہ نجد میں پڑھی تھی۔ یہ یاد رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (سب سے پہلے) غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔

تشریح: اس حدیث کی شرح میں حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وکذالک اخرجها ابراهيم الحربي في كتاب غريب الحديث عن جابر قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم محارب خفصة بنخل فراوا من المسلمين غرة فجاء رجل منهم يقال له غورث بن الحرث حتى قام على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسيف فذكره وفيه فقال الاعرابي غير انى اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اكون مع قوم يقاتلونک فخلى سبيله فجآء الى اصحابه فقال جئتكم من عند خير الناس وقد ذكر الواقدي في نحو هذه القصة انه اسلم ورجع الى قومه فاهتدى به خلق كثير (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ایک کھجوروں کے علاقہ میں خفصہ نامی قبیلے پر جہاد کیا اور واپسی میں مسلمان ایک جگہ دوپہر میں آرام لینے کے لیے متفرق ہو کر جگہ جگہ درختوں کے نیچے سو گئے۔ اس وقت اس قبیلہ کا ایک آدمی غورث بن حارث نامی ننگی تلوار لے کر رسول کریم ﷺ کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ پس یہ سارا ماجرا ہوا اور اس میں یہ بھی ہے بعد میں جب وہ دیہاتی ناکام ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے ترک جنگ کا معاہدہ کرتا ہوں اور اس بات کا بھی کہ میں آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جو بہترین قسم کا آدمی ہے۔ واقدی نے ایسے ہی قصہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعد میں وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس آیا اور اس کے ذریعہ بہت سی مخلوق نے ہدایت حاصل کی۔

٣٣- باب غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهْيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ

باب غزوہ بنی المصطلق کا بیان جو قبیلہ بنو خزاعہ سے ہوا تھا

اس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے۔

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَذَلِكَ سَنَةَ سِتٍّ، وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، سَنَةَ أَرْبَعٍ. وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ : كَانَ حَدِيثُ الإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ.

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ غزوہ ۶ھ میں ہوا تھا اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ ۴ھ میں اور نعمان بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ واقعہ افک غزوہ مریسیع میں پیش آیا تھا۔

اسی لیے اس کے متعلق حدیث افک کا بیان ہو رہا ہے۔ حافظ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ غزوہ ۵ ھ میں ہوا۔ (وقال موسی بن عقبة سنة اربع) كذاذكره البخاری و كانه سبق فلما اراد ان یکتب سنة خمس فكتب سنة اربع الخ (فتح الباری)

۴۱۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلاَّ وَهِيَ كَائِنَةٌ)).

[راجع: ۲۲۲۹]

(۴۱۳۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی' انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے' انہیں محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے ابو محیریز نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اندر موجود تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عزل کے متعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق کے لیے نکلے۔ اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں بھی تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت رہنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے (اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو) ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہو گا۔ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

عزل کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرے اور جب انزال کا وقت قریب ہو تو آلہ تناسل کو نکال لے تاکہ بچہ پیدا نہ ہو۔ قطع نسل کی یہ بھی ایک صورت تھی جسے آنحضرت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا آج طرح طرح سے قطع نسل کی دنیا کے بیشتر ممالک میں کوشش جاری ہے جو اسلام کی رو سے قطعاً ناجائز ہے۔ وقد ذكر هذه القصة ابن سعد نحوما ذكر ابن اسحاق وان الحرث كان جمع جموعا وارسل عينا تاتيه بخبر المسلمين فظفروا به فقتلوه فلما بلغه ذالک بلغ وتفرق الجمع وانتهى النبى صلى الله عليه وسلم الى الماء وهو المريسيع فصف اصحابه القتال ورموهم بالنبل ثم حملوا عليهم حملة واحدة فما افلت منهم انسان بل قتل منهم عشرة واسر الباقون رجالا ونساء۔ (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ غزوہ بنو مصطلق میں مسلمانوں نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کر لیا۔

۴۱۳۹- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ

(۴۱۳۹) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کے لیے گئے۔ دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ایک جنگل میں پہنچے جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔ آپ نے گھنے

وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّونَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَإِذَا أَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِي فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي مُخْتَرِطٌ سَيْفِي صَلْتًا قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ اللهُ، فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هَذَا)). قَالَ: وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

درخت کے نیچے سایہ کے لیے قیام کیا اور درخت سے اپنی تلوار لٹکا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے پھیل گئے۔ ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔ اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بھی بیدار ہو گیا۔ یہ میری ننگی تلوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو۔ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

٣٤- باب غَزْوَةِ أَنْمَارٍ

باب غزوہ انمار کا بیان

٤١٤٠- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا.

[راجع: ٤٠٠]

(۴۱۴۰) ہم سے آدم ابن ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا' ان سے عثمان بن عبداللہ بن سراقہ نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوۂ انمار میں دیکھا کہ نفل نماز آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

تشریح: ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یہ غزوہ ماہ صفر میں ہوا اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک آدمی حلب سے آیا اور اس نے خبر دی کہ بنو انمار اور بنو ثعلبہ مسلمانوں سے جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں تو آپ صفر کی ۱۰ تاریخ کو نکلے اور ان کی جگہ میں ذات الرقاع کے موقع پر آئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ انمار غزوہ بنی مصطلق کے آخر میں ۷/۲ صفر میں واقع ہوا۔ اس لیے کہ ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ غزوہ بنی مصطلق کے لیے جا رہے تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ اونٹ کے اوپر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیث کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں صلوۃ الخوف کو ادا کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں۔ (فتح الباری)

٣٥- باب حَدِيثِ الإِفْكِ

باب واقعہ افک کا بیان

وَالإِفْكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ، وَالنَّجَسِ يُقَالَ: إِفْكُهُمْ: صَرْفُهُمْ عَنِ الإِيمَانِ وَكَذِبُهُمْ، كَمَا قَالَ ﴿ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ﴾ يُصْرَفُ

لفظ افک۔ نِجْس اور نَجَس کی طرح ہے۔ بولتے ہیں "افکھم" (سورہ احقاف میں) آیا ہے وذالک افکھم وہ بکسر ہمزہ ہے اور یہ بفتح ہمزہ سکون فاء اور افکھم یہ بفتحہ ہمزہ و فاء بھی ہے و کاف پڑھا ہے تو

عَنْهُ مَنْ صُرِفَ.

ترجمہ یوں ہوگا اس نے ان کو ایمان سے پھیر دیا اور چھوٹا بنایا جیسے سورہ والذاریات میں ﴿ یوفک عنه من افک ﴾ ہے یعنی قرآن سے وہی منحرف ہوتا ہے جو اللہ کے علم میں منحرف قرار پا چکا ہے۔

اس باب میں اس جھوٹے الزام کا تفصیلی ذکر ہے جو منافقین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوپر لگایا تھا جس کی برأت کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں تفصیل کے ساتھ آیات کا نزول فرمایا۔

٤١٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا، وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوا: قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي

(۴۱۴۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر' سعید بن مسیب' علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب اہل افک یعنی تہمت لگانے والوں نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (ابن شہاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لیے ہیں) مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کو یہ قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھا اور عمدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو حضور ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم

اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لاَ أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يُرِيبُنِي وَلاَ أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلاَّ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا قَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ كُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهْيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا، بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا، فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ فَقُلْتُ: لَهُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ: وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا،

سے پہلے کی بات ہے' جب بیت الخلاء ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ انہیں کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا' آپ نے بری بات زبان سے نکالی' ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا' پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر' خدا کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے

أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لاَ أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يُرِيبُنِي وَلاَ أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لاَ نَخْرُجُ إِلاَّ لَيْلاً إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا قَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ كُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا قَالَتْ : فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا، فَقَالَتْ : تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا ، بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّينَ رَجُلاً شَهِدَ بَدْرًا، فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ : وَقُلْتُ مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ فَقُلْتُ : لَهُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟ قَالَتْ : وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا،

سے پہلے کی بات ہے، جب بیت الخلاء ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ انہیں کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا، آپ نے بری بات زبان سے نکالی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا، پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، خدا کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے

قَالَتْ : فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ : هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَ اللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلاَّ كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ : فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَوْ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا، قَالَتْ : فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي، قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلُكَ وَلاَ نَعْلَمُ إِلاَّ خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟)) قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي

بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضور اکرم ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرمالیں وہ حقیقت حال بیان کردے گی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نو عمر لڑکی ہیں' آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی اسہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں

عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ مَعِي)) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ : فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلاً صَالِحًا وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ: لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لاَ تَقْتُلُهُ، وَلاَ تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ: فَثَارَ الْحَيَّانِ الأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لاَ يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلاَ أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى إِنِّي لأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي فَبَيْنَا

یارسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آگئی۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو' تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو' ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو' تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تشریف رکھتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو خاموش کرنے کرانے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورے دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جارہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر

أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ : فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لاَ يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لأَبِي : أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فِيمَا قَالَ: فَقَالَ أَبِي وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ: قَالَتْ أُمِّي وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لاَ أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا أَنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ لاَ تُصَدِّقُونِي وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ

تہمت لگائی گئی تھی' آنحضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد حضور ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا "اما بعد" اے عائشہؓ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں' اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک و صاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کرلیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا' خدا کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آنحضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ خدا کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس خدا کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴾ (یوسف: ۱۸) (پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو) پھر میں نے اپنا رخ

وَا للهِ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي فَوَا للهِ لاَ أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلاً إِلاَّ أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَا للهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَا للهِ يَعْلَمُ أَنِّي حِينَئِذٍ بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ ا للهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلَكِنْ وَا للهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ ا للهَ تَعَالَى مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ ا للهُ فِيَّ بِأَمْرٍ، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي ا للهُ بِهَا فَوَا للهِ مَا رَامَ رَسُولُ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلاَ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ الْعَرَقُ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ ا للهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ فَقَدْ بَرَّأَكِ)) قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: لاَ وَا للهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لاَ أَحْمَدُ إِلاَّ ا للهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ وَأَنْزَلَ ا للهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الآيَاتِ ثُمَّ أَنْزَلَ ا للهُ تَعَالَى هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَا للهِ لاَ أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا

دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن خدا کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے' مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کردے گا لیکن خدا کی قسم! ابھی حضور اکرم ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہؓ! اللہ نے تمہاری برأت نازل کردی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کہا کہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا' نہیں خدا کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برأت نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ﴿ إِنَّ الَّذِينَ جَآء وا بالافک ﴾ (جو لوگ تہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں) دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) یہ آیتیں میری برأت کے لیے نازل فرمائیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات' ان سے قرابت اور محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کہا کہ خدا کی قسم! مسطح رضی اللہ عنہ نے جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿ وَلَا يَاتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ ﴾ یعنی اہل فضل اور اہل

أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلاَ يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: بَلَى وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللهِ لاَ أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ لِزَيْنَبَ: ((مَاذَا عَلِمْتِ - أَوْ رَأَيْتِ -؟)) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلاَّ خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هَؤُلاَءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ، لَيَقُولُ سُبْحَانَ اللهِ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللهِ.[راجع: ٢٥٩٣]

ہمت قسم نہ کھائیں) سے غفور رحیم تک (کیونکہ مسطح رضی اللہ عنہ یا دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی) چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کردے اور مسطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے' اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں حضور ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ کے متعلق کیا معلومات ہیں تمہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے پہنچی تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تہمت کو سن کر) کہتے' سبحان اللہ' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

٤١٤٢ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ مِنْ حِفْظِهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ، قُلْتُ: لاَ وَلَكِنْ قَدْ أَخْبَرَنِي رَجُلاَنِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُو سَلَمَةَ

(۴۱۴۲) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا کہ ہشام بن یوسف نے اپنی یاد سے مجھے حدیث لکھوائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے پوچھا' کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں' البتہ تمہاری قوم (قریش) کے دو آدمیوں ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا : كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِي شَأْنِهَا فَرَاجَعُوهُ فَلَمْ يَرْجِعْ، وَقَالَ مُسَلِّمًا : بِلاَ شَكٍّ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَانَ فِي أَصْلِ الْعَتِيقِ كَذَلِكَ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے مجھے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ ان کے معاملے میں خاموش تھے۔ پھر لوگوں نے ہشام بن یوسف (یا زہری) سے دوبارہ پوچھا۔ انہوں نے یہی کہا مسلما اس میں شک نہ کیا مسیئا اس کا لفظ نہیں کہا اور علیہ کا لفظ زیادہ کیا (یعنی زہری نے ولید کو اور کچھ جواب نہیں دیا اور پرانے نسخہ میں مسلما کا لفظ تھا۔)

٤١٤٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الأَجْدَعِ قَالَ : حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَهْيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَتْ: فَعَلَ اللهُ بِفُلاَنٍ وَفَعَلَ بِفُلاَنٍ فَقَالَتْ: أُمُّ رُومَانَ وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : ابْنِي فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيثَ؟ قَالَتْ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ عَائِشَةُ : سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : نَعَمْ، قَالَتْ: وَأَبُو بَكْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلاَّ وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَا شَأْنُ هَذِهِ؟)) قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ أَخَذَتْهَا الْحُمَّى بِنَافِضٍ، قَالَ : ((فَلَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ)) قَالَتْ : نَعَمْ، فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ : وَاللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لاَ تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ قُلْتُ لاَ تَعْذِرُونِي مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ

(۴۱۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے ابو وائل شقیق بن سلمہ نے بیان کیا' ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ اللہ فلاں فلاں کو تباہ کرے۔ ام رومان نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا ہے' جنہوں نے اس طرح کی بات کی ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے؟ اس پر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں نقل کر دیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ باتیں سنیں ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں' انہوں نے بھی۔ یہ سنتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان پر ان کے کپڑے ڈال دیئے اور اچھی طرح ڈھک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! جاڑے کے ساتھ بخار چڑھ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' غالباً اس نے اس طوفان کی بات سن پائی ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھ کر کہا کہ خدا کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر کچھ کہوں تب بھی میرا عذر نہیں سنیں گے۔ میری اور

عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ : وَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللهُ عُذْرَهَا قَالَتْ : بِحَمْدِ اللهِ لاَ بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلاَ بِحَمْدِكَ.

[راجع: ٣٣٨٨]

آپ لوگوں کی یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی کہاوت ہے کہ انہوں نے کہا تھا "واللہ المستعان علی ماتصفون" یعنی اللہ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو' مدد کرنے والا ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر سن کر لوٹ گئے' کچھ جواب نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی تلافی نازل کی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگی بس میں اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں نہ تمہارا نہ کسی اور کا۔

٤١٤٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ ﴿إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ وَتَقُولُ الْوَلْقُ: الْكَذِبُ. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذَلِكَ لأَنَّهُ نَزَلَ فِيهَا.

[طرفه في : ٤٧٥٢].

(۴۱۴۴) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا' ان سے نافع بن عمر نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا (سورہ نور کی آیت میں) قرأت ﴿ تلقونه بالسنتكم ﴾ کرتی تھیں اور (اس کی تفسیر میں) فرماتی تھیں کہ "الولق" جھوٹ کے معنی میں ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان آیتوں کو اوروں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ وہ خاص ان ہی کے باب میں اتری تھیں۔

٤١٤٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَتْ : ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : لاَ تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَتْ عَائِشَةُ : اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ : قال كَيْفَ بِنَسَبِي؟ لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَما تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا.

[راجع: ٣٥٣١]

(۴۱۴۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ہشام نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ انہیں برا نہ کہو' کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین قریش کی ہجو کہنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہو گا؟ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح الگ کر لوں گا جیسے بال گندھے ہوئے آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور محمد بن عقبہ (امام بخاری کے شیخ) نے بیان کیا' ہم سے عثمان بن فرقد نے بیان کیا' کہا میں نے ہشام سے سنا' انہوں نے اپنے والد سے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کیونکہ انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

٤١٤٦- حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا

(۴۱۴۶) مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا' ہم کو محمد بن جعفر نے خبر

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ :

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ قَالَ مَسْرُوقٌ : فَقُلْتُ لَهَا : لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ؟ وَقَدْ قَالَ اللهُ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ فَقَالَتْ : وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى؟ قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

دی‘ انہیں شعبہ نے‘ انہیں سلیمان نے‘ انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی‘ وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا‘ آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے کہ "اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہو گا" اس پر ام المؤمنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہو گا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کیا کرتے تھے۔

[طرفاه في: ٤٧٥٥، ٤٧٥٦].

تشریح یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ معلوم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حسان رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی برے کلمہ کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ حسان رضی اللہ عنہ سے تہمت میں تہمت کی غلطی ضرور ہوئی تھی لیکن جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس میں غلطی سے شرکت کی تھی‘ وہ سب تائب ہو گئے تھے اور ان کی توبہ قبول ہو گئی تھی۔ اور بہرحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل غلطی سے شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے صاف ہو گیا تھا لیکن جب اس طرح کا ذکر آجاتا تو دل کا رنجیدہ ہو جانا ایک قدرتی بات تھی۔ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ایک چبھتے ہوئے جملے غالباً اسی اثر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے متعلق کہہ دیئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی ترجمة الزهری عن حلیة ابی نعیم من طریق بن عیینة عن الزهری کنت عند الولید بن عبدالملک فتلا هذه الایة والذی تولٰی کبره منهم له عذاب عظیم فقال نزلت فی علی بن ابی طالب قال الزهری اصلح الله الامیر لیس الامر کذالک اخبرنی عروه عن عائشة قال وکیف اخبرک قلت اخبرنی عروة عن عائشة انها نزلت فی عبدالله بن ابی ابن سلول ------ وکان بعض من لا خیر فیه من الناصبة تقرب الٰی بنی امیة بهذه الکذبة فحرفوا قول عائشة الٰی غیر وجهه لعلمهم بالحرافهم عن علی فظنوا صحتها حتی بین الزهری للولید ان الحق خلاف ذالک فجزاه الله تعالٰی خیرا وقد جاء عن الزهری ان هشام بن عبدالملک کان یعتقد ذالک ایضًا فاخرج یعقوب بن شیبة فی مسنده عن الحسن بن علی الحلوانی عن الشافعی قال حدثنا عمی قال دخل سلیمان بن یسار علی هشام بن عبدالملک فقال له یاسلیمان الذی تولٰی کبره من هو قال عبدالله بن ابی قال کذبت بل هو علی قال امیر المومنین اعلم بما یقول فدخل الزهری فقال یا ابن شهاب من الذی تولٰی کبره قال ابن ابی قال کذبت هو علی فقال انا کذب لا ابالک والله لو نادی مناد من السماء ان الله احل الکذب ماکذبت قال الکرمانی: واعلم ان براة عائشة قطعیة بنص القرآن ولوشک فیها احد صار کافرا انتهٰی وزاد فی خیر الجاری وهو مذهب

الشيعة الامامية مع بغضهم بها انتهى (فتح الباری)
(خلاصہ یہ ہے کہ آیت والذی تولی کبرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد نہیں ہیں)

٣٦- باب غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ
باب غزوۂ حدیبیہ کا بیان

حدیبیہ مکہ کے قریب ایک کنواں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٦ ھ میں ماہ ذی الحجہ میں وہاں جا کر اترے تھے' وہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے مشہور ہے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ الآيَةَ.

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ فتح میں) ارشاد کہ "بے شک اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب انہوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی"

٤١٤٧- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ: ((قَالَ اللهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللهِ وَبِرِزْقِ اللهِ وَبِفَضْلِ اللهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِي)). [راجع: ٨٤٦]

(۴۱۴۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ایک دن' رات میں بارش ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت فرمایا' معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' صبح ہوئی تو میرے کچھ بندوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کا ایمان مجھ پر تھا اور کچھ نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ میرا انکار کئے ہوئے تھے' تو جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ کے رزق' اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔

٤١٤٨- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلاَّ الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ، عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي

(۴۱۴۸) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے اور سوا اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا' تمام عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں کئے۔ حدیبیہ کا عمرہ بھی آپ ذی قعدہ کے مہینے میں کرنے تشریف لے گئے

الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. [راجع: ۱۷۷۹]

پھر دوسرے سال (اس کی قضا میں) آپ نے ذی قعدہ میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ جعرانہ سے آپ نے کیا تھا' جہاں غزوۂ حنین کی غنیمت آپ نے تقسیم کی تھی۔ یہ بھی ذی قعدہ میں کیا تھا اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا (جو ذی الحجہ میں کیا تھا)

۴۱۴۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ. [راجع: ۱۸۲۱]

(۴۱۴۹) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے' ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام باندھ لیا تھا لیکن میں نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔

۴۱۵۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا.

[راجع: ۳۵۷۷]

(۴۱۵۰) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابواسحاق نے کہ ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا' تم لوگ (سورۂ انا فتحنا میں) فتح سے مراد مکہ کی فتح کہتے ہو۔ فتح مکہ تو بہرحال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوۂ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں۔ اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ نامی ایک کنواں وہاں پر تھا' ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کے نام پر پانی نہ رہا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی (کہ پانی ختم ہو گیا ہے) تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ اس سے آپ نے وضو کیا اور مضمضہ (کلی) کی اور دعا فرمائی۔ پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

۴۱۵۱- حَدَّثَنِي فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُو عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

(۴۱۵۱) مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا' کہا ہم سے حسن بن اعین ابو علی حرانی نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابواسحاق یسعی نے بیان کیا کہ ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ لوگ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی تعداد میں تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک

يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ : ((ائْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا)) فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ : ((دَعُوهَا سَاعَةً)) فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا.
[راجع: ٣٥٧٧]

کنویں پر پڑاؤ ہوا لشکر نے اس کا (سارا) پانی کھینچ لیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ ایک ڈول میں اسی کنویں کا پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا تو آپ نے اس میں کلی کی اور دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ کنویں کو یوں ہی تھوڑی دیر کے لیے رہنے دو۔ اس کے بعد سارا لشکر خود بھی سیراب ہوتا رہا اور اپنی سواریوں کو بھی خوب پلاتا رہا۔ یہاں تک کہ وہاں سے انہوں نے کوچ کیا۔

٤١٥٢- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلاَ نَشْرَبُ إِلاَّ مَا فِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.
[راجع: ٣٥٧٦]

(۴۱۵۲) ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل نے' کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر سارا ہی لشکر پیاسا ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک چھاگل تھا' اس کے پانی سے آپ نے وضو کیا۔ پھر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ صحابہ بولے کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس اب پانی نہیں رہا' نہ وضو کرنے کے لیے اور نہ پینے کے لیے۔ سوا اس پانی کے جو آپ کے برتن میں موجود ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن پر رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹ کر ابلنے لگا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (سالم کہتے ہیں کہ) میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

٤١٥٣- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: بَلَغَنِي أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ يَقُولُ: كَانُوا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِي سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ

(۴۱۵۳) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' ان سے سعید بن ابی عروبہ نے' ان سے قتادہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ (حدیبیہ کی صلح کے موقع پر) صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس پر حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ

كَانُوا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. [راجع: ٣٥٧٦]

نے یہ کہا تھا کہ اس موقع پر پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیبیہ میں بیعت کی تھی۔ ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا' ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور محمد بن بشار نے بھی ابوداؤد طیالسی کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

٤١٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: ((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ)) وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. تَابَعَهُ الأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ. [راجع: ٣٥٧٦]

(۴۱۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا۔ اس روایت کی متابعت اعمش نے کی۔ ان سے سالم نے سنا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ چودہ سو صحابہ غزوہ حدیبیہ میں تھے۔

٤١٥٥- وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَثمِائَةٍ وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِينَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

(۴۱۵۵) اور عبیداللہ بن معاذ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' ان سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ درخت والوں (بیعت رضوان کرنے والوں) کی تعداد تیرہ سو تھی۔ قبیلہ اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔
اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی' ان سے ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا اور ان سے شعبہ نے۔

٤١٥٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الأَسْلَمِيَّ يَقُولُ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ لاَ يَعْبَأُ اللهُ بِهِمْ شَيْئًا. [طرفه في : ٦٤٣٤].

(۴۱۵۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی' انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے' انہیں قیس بن ابی حازم نے اور انہوں نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ اصحاب شجرہ (غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہونے والوں) میں سے تھے' وہ بیان کرتے تھے کہ پہلے صالحین قبض کئے جائیں گے۔ جو زیادہ صالح ہو گا اس کی روح سب سے پہلے اور جو اس کے بعد کے درجے کا ہو گا اس کی اس کے بعد پھر ردی اور بے کار کھجور اور جو کی طرح بے کار لوگ باقی رہ

جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہوگی۔

٤١٥٧، ٤١٥٨ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالاَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنهَا لاَ أُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ، حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لاَ أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيدَ، فَلاَ أَدْرِي يَعْنِي مَوْضِعَ الإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيدِ أَوِ الْحَدِيثَ كُلَّهُ.

[راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

(۴۱۵۷۔ ۴۱۵۸) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے زہری نے' ان سے عروہ نے' ان سے خلیفہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور ان پر نشان لگایا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ میں نہیں شمار کر سکتا کہ میں نے یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے کتنی دفعہ سنی اور ایک مرتبہ یہ بھی سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ مجھے زہری سے نشان لگانے اور قلادہ پہنانے کے متعلق یاد نہیں رہا۔ اس لیے میں نہیں جانتا' اس سے ان کی مراد صرف نشان لگانے اور قلادہ پہننے سے تھی یا پوری حدیث سے تھی۔

اس حدیث میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤١٥٩ - حدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ الْفِدْيَةَ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ.

[راجع: ١٨١٤]

(۴۱۵۹) ہم سے حسن بن خلف نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا' ان سے ابوبشر ورقاء بن عمر نے' ان سے ابن ابی نجیح نے' ان سے مجاہد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں دیکھا کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟ وہ بولے کہ جی ہاں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں سر منڈوانے کا حکم دیا۔ آپ اس وقت حدیبیہ میں تھے (عمرہ کے لیے احرام باندھے ہوئے) اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ عمرہ سے روکے جائیں گے۔ حدیبیہ ہی میں ان کو احرام کھول دینا پڑے گا۔ بلکہ ان کی تو یہ آرزو تھی کہ مکہ میں کسی طرح داخل ہوا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا (یعنی احرام کی حالت میں) سر منڈوانے وغیرہ پر' اس وقت حضور ﷺ نے کعب کو حکم دیا کہ ایک فرق اناج چھ مسکینوں کو کھلا دیں یا ایک بکری قربانی کریں یا تین دن روزے رکھیں۔

٤١٦٠، ٤١٦١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا، وَلاَ لَهُمْ زَرْعٌ وَلاَ ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ. ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا، قَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللهِ إِنِّي لأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ.

(۴۱۶۰-۴۱۶۱) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان عورت نے ملاقات کی اور عرض کی کہ یا امیرالمؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہو گئی ہے اور چند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں۔ خدا کی قسم کہ اب نہ ان کے پاس بکری کے پائے ہیں کہ ان کو پکالیں' نہ کھیتی ہے' نہ دودھ کے جانور ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ فقروفاقہ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ میں خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔ میرے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہو گئے' آگے نہیں بڑھے۔ پھر فرمایا' مرحبا' تمہارا خاندانی تعلق تو بہت قریبی ہے۔ پھر آپ ایک بہت قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے غلے سے بھرے ہوئے رکھ دیئے۔ ان دونوں بوروں کے درمیان روپیہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں اور کپڑے رکھ دیئے اور اس کی نکیل ان کے ہاتھ میں تھما کر فرمایا کہ اسے لے جا' یہ ختم نہ ہو گا اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں پھر اس سے بہتر دے گا۔ ایک صاحب نے اس پر کہا' یا امیرالمؤمنین! آپ نے اسے بہت دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' تیری ماں تجھے روئے' خدا کی قسم! اس عورت کے والد اور اس کے بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعہ کے محاصرے میں وہ شریک رہے' آخر اسے فتح کر لیا۔ پھر ہم صبح کو ان دونوں کا حصہ مال غنیمت سے وصول کر رہے تھے۔

٤١٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُودٌ : ثُمَّ

(۴۱۶۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عمرو شبابہ بن سوار فزاری نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد (مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیا تو میں اسے نہیں پہچان سکا۔ محمود نے بیان کیا کہ پھر بعد میں وہ

أُنْسِيْنَاهَا بَعْدُ. | درخت مجھے یاد نہیں رہا تھا۔

[أطرافه في : ٤١٦٣، ٤١٦٤، ٤١٦٥].

٤١٦٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّونَ، قُلْتُ : مَا هَذَا الْمَسْجِدُ؟ قَالُوا: هَذَا الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ : فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِينَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ.

[راجع: ٤١٦٢]

(۴۱۶۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے طارق بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حج کے ارادہ سے جاتے ہوئے میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہی درخت ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی۔ پھر میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی' انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد مسیب بن حزن نے بیان کیا' وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس درخت کے تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے جب میں دوسرے سال وہاں گیا تو اس درخت کی جگہ کو بھول گیا۔ سعید نے کہا آنحضرت ﷺ کے اصحاب تو اس درخت کو پہچان نہ سکے۔ تم لوگوں نے کیسے پہچان لیا (اس کے تلے مسجد بنالی) تم ان سے زیادہ علم والے ٹھہرے۔

٤١٦٤- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا.

[راجع: ٤١٦٢]

(۴۱۶۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عوانہ نے' کہا ہم سے طارق بن عبدالرحمٰن نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس درخت کے تلے بیعت کی تھی۔ کہتے تھے کہ جب ہم دوسرے سال ادھر گئے تو ہمیں پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کون سا درخت تھا۔

بہرحال بعد میں حضرت عمر بڑاٹھ نے اس درخت کو کٹوا دیا تاکہ وہ پرستش گاہ نہ بن جائے۔

٤١٦٥- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ: ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ شَهِدَهَا. [راجع: ٤١٦٢]

(۴۱۶۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے طارق بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب کی مجلس میں الشجرۃ کا ذکر ہوا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ بھی اس درخت کے تلے بیعت میں شریک تھے۔

٤١٦٦- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،

(۴۱۶۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ، قَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ، فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.[راجع: ١٤٩٧]

بیان کیا' ان سے عمرو بن مرہ نے' انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی صدقہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما۔ چنانچہ میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! آل ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت نازل فرما۔

٤١٦٧- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُونَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: عَلَى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ؟ قِيلَ لَهُ: عَلَى الْمَوْتِ، قَالَ: لاَ أُبَايِعُ عَلَى ذَلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ.[راجع: ٢٩٥٩]

(۴۱۶۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' ان سے ان کے بھائی عبدالحمید نے' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے عمرو بن یحییٰ نے اور ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ "حرہ" کی لڑائی میں لوگ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (یزید کے خلاف) بیعت کر رہے تھے۔ عبداللہ بن زید نے پوچھا کہ ابن حنظلہ سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ ابن زید نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں شریک تھے۔

جہاں آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت لی تھی۔

٤١٦٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ فِيهِ.

(۴۱۶۸) ہم سے یحییٰ بن یعلیٰ محاربی نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے' انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوا تھا کہ ہم اس میں آرام کر سکیں۔

٤١٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.[راجع: ٢٩٦٠]

(۴۱۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

٤١٧٠- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ

(۴۱۷۰) مجھ سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : لَقِيتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ، طُوبَى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فقالَ: يَا ابنَ أَخِي إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ.

نے بیان کیا' ان سے علاء بن مسیب نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' مبارک ہو! آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے شجرہ (درخت) کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا بیٹے! تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا کیا کام کئے ہیں۔

٤١٧١- حدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلاَّمٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ أَنَّ ثَابِتَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

[راجع: ١٣٦٣]

(۴۱۷۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا' وہ سلام کے بیٹے ہیں' ان سے یحییٰ نے' ان سے ابوقلابہ نے اور انہیں ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

٤١٧٢- حدَّثني أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ: قَالَ أَصْحَابُهُ : هَنِيئًا مَرِيئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الأَنْهَارُ﴾ قَالَ شُعْبَةُ : فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ : أَمَّا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ فَعَنْ أَنَسٍ : وَأَمَّا هَنِيئًا مَرِيئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ.

[طرفه في: ٤٨٣٤].

(۴۱۷۲) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (آیت) "بے شک ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح دی" یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کی تمام اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہو گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اس لیے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کی جائیں گی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔" شعبہ نے بیان کیا کہ پھر میں کوفہ آیا اور قتادہ سے پورا واقعہ بیان کیا' پھر میں دوبارہ قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے۔" کی تفسیر تو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن اس کے بعد "ھنیئا مریئا" (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو ہر مرحلہ آسان ہے) یہ تفسیر عکرمہ سے منقول ہے۔

٤١٧٣- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ

(۴۱۷۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعامر عقدی نے بیان کیا' کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا' ان سے مجزاۃ بن زاہر اسلمی نے اور ان سے ان کے والد زاہر ابن

مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ: إِنِّي لأُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُومِ الْحُمُرِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہانڈی میں میں گدھے کا گوشت ابال رہا تھا کہ ایک منادی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں گدھے کے گوشت کے کھانے سے منع فرماتے ہیں۔

٤١٧٤- وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أَهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ، وَكَانَ أَشْتَكَى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

(۴۱۷۴) اور مجزاۃ نے اپنے ہی قبیلہ کے ایک صحابی کے متعلق جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور جن کا نام اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ تھا' نقل کیا کہ ان کے ایک گھٹنے میں تکلیف تھی' اس لیے جب وہ سجدہ کرتے تو اس گھٹنے کے نیچے کوئی نرم تکیہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت زاہر بن اسود رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کو کوفیوں میں گنا گیا ہے۔ ان سے بخاری میں یہی ایک حدیث مروی ہے۔

٤١٧٥- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أُتُوا بِسَوِيقٍ فَلاَكُوهُ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ٢٠٩]

(۴۱۷۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عدی نے' ان سے شعبہ نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے بشیر بن یسار نے اور ان سے سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' وہ بیعت رضوان میں شریک تھے کہ گویا اب بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ستو لایا گیا' جسے ان حضرات نے پیا۔ اس روایت کی متابعت معاذ نے شعبہ سے کی ہے۔

٤١٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ؟ قَالَ : إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلاَ تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ.

(۴۱۷۶) ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا' کہا ہم سے شاذان (اسود بن عامر) نے' ان سے شعبہ نے' ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے کہ کیا وتر کی نماز (ایک رکعت اور پڑھ کر) توڑی جا سکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر شروع رات میں تو نے وتر پڑھ لیا ہو تو آخر رات میں نہ پڑھو۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں یعنی اذا اوتر المرء ثم نام اراد ان یتطوع صلی یصلی رکعة لیصیر الوتر شفعا ثم یتطوع ماشاء ثم یوتر محافظة علی قوله اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا و یصلی تطوعا ماشاء ولا ینقض وتره ویکتفی بالذی تقدم فاجاب باختیار الصفة الثانیة فقال اذا اوترت من اوله فلا توتر من آخره وھذه المسئلة فیها السلف فکان ابن عمر یری نقض الوتر والصحیح عند الشافعیة انه لا ینقض کما فی حدیث الباب وھو قول المالکیة۔ (فتح) یعنی مطلب یہ کہ جب آدمی سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور پھر رات کو اٹھ کر نفل پڑھنا چاہے تو کیا وہ ایک اور رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو شفع (جوڑا) بنا سکتا ہے پھر اس کے بعد جس قدر چاہے نفل پڑھے اور آخر

میں پھر وتر پڑھ لے۔ اس حدیث کی تعمیل کے لیے جس میں ارشاد ہے کہ رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہیے یا دوسری صورت یہ کہ وتر کو شفع بنا کر نہ توڑے بلکہ جس قدر چاہے رات کو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے اور وتر کے لیے پہلے ہی پڑھی ہوئی رکعت کو کافی سمجھے پس دوسری صورت کے اختیار کرنے کا جواب دیا ہے اور کہا کہ جب تم پہلے وتر پڑھ چکے تو اب دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کو دوبارہ توڑ کر پڑھنے کے قائل تھے اور شافعیہ کا قول صحیح یہی ہے کہ اسے نہ توڑا جائے جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ آخر میں بصرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ان سے روایت کرنے والے زیادہ بصری ہیں۔

٤١٧٧- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُف أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أسْفَارِهِ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلاً فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ لاَ يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ : فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ وَخَشِيتُ أنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ وَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ : ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ثُمَّ قَرَأَ : ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾)).

[طرفاه في : ٤٨٣٣، ٥٠١٢].

(۴۱۷۷) مجھ سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی' انہیں زید بن اسلم نے اور انہیں ان کے والد اسلم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر یعنی (سفر حدیبیہ) میں تھے' رات کا وقت تھا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا لیکن (اس وقت آپ وحی میں مشغول تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ تھی) آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا' آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا' انہوں نے پھر پوچھا' آپ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا' عمر! تیری ماں تجھ پر روئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم نے تین مرتبہ سوال کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا' ایک شخص مجھے آواز دے رہا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے' پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ مجھے اس تمام کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے' پھر آپ نے سورۃ ﴿ انا فتحنا لک فتحاً مبینًا ﴾ (بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

تشریح: آنحضرت ﷺ پر سورۂ انا فتحنا کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ ہوا' اس لیے وہ بار بار پوچھتے رہے مگر آنحضرت ﷺ خاموش رہے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خفگی پر محمول کیا۔ بعد میں حقیقت حال کے کھلنے پر صحیح کیفیت معلوم ہوئی۔ سورۂ انا فتحنا کا اس موقع پر نزول اشاعت اسلام کے لیے بڑی بشارت تھی اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس سورت کو ساری کائنات سے عزیز ترین بتلایا۔

٤١٧٨، ٤١٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِينَ حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَثَبَّتَنِي مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالاَ : خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مَا أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ بِغَدِيرِ الأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهُ قَالَ : إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الأَحَابِيشَ. وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوكَ. فَقَالَ: ((أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ؟ فَإِنْ يَأْتُونَا كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِلاَّ تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوبِينَ)) قَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ لاَ تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلاَ حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ : امْضُوا عَلَى

(۴۱۷۸-۴۱۷۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ جب زہری نے یہ حدیث بیان کی (جو آگے مذکور ہوئی ہے) تو اس میں سے کچھ میں نے یاد رکھی اور معمر نے اس کو اچھی طرح یاد دلایا۔ ان سے عروہ بن زبیر نے' ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم نے بیان کیا' ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کچھ بڑھاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر جب ذوالحلیفہ آپ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لیے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا۔ جب آپ غدیر الاشطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آگئے' جنہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بلایا ہے۔ وہ آپ سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا' مجھے مشورہ دو کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہو گا کہ میں ان کفار کی عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دوں جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ عزوجل نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو محفوظ رکھا ہے اور اگر وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آتے تو ہم انہیں ایک ہاری ہوئی قوم جان کر چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو صرف بیت اللہ کے عمرہ کے لیے نکلے ہیں نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا ہے اور نہ کسی سے لڑائی کا۔ اس لیے آپ بیت اللہ تشریف لے چلیں۔ اگر ہمیں پھر

اسمِ اللہ.

[راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

٤١٨٠، ٤١٨١- حدَّثني إسْحَقُ أخْبَرَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنِي ابْنُ أخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيمَا أخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا أنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أنَّهُ قَالَ: لاَ يَأْتِيكَ مِنَّا أحَدٌ وَإنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إلاَّ رَدَدْتَهُ إلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأبَى سُهَيْلٌ أنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ إلا عَلَى ذَلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامَّعَضُوا فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أبَى سُهَيْلٌ أنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ إلا عَلَى ذَلِكَ كَاتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ أبَا جَنْدَلِ بْنِ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إلَى أبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ أحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إلاَّ رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أهْلُهَا يَسْألُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أنْ يَرْجِعَهَا إلَيْهِمْ حَتَّى أنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أنْزَلَ.

بھی کوئی بیت اللہ تک جانے سے روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔

(۴۱۸۰ ـ ۴۱۸۱) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبردی' کہا کہ مجھ سے میرے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے ان کے چچا محمد بن مسلم بن شہاب نے کہا کہ مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبردی اور انہوں نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے سنا' دونوں راویوں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ حدیبیہ کے بارے میں بیان کیا تو عروہ نے مجھے اس میں جو کچھ خبردی تھی' اس میں یہ بھی تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ اور (قریش کا نمائندہ) سہیل بن عمرو حدیبیہ میں ایک مقررہ مدت تک کے لیے صلح کی دستاویز لکھ رہے تھے اور اس میں سہیل نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ ہمارا اگر کوئی آدمی آپکے یہاں پناہ لے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو جائے تو آپ کو اسے ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا تاکہ ہم اسکے ساتھ جو چاہیں کریں۔ سہیل اس شرط پر اڑ گیا اور کہنے لگا کہ حضور اکرم ﷺ اس شرط کو قبول کرلیں اور مسلمان اس شرط پر کسی طرح راضی نہ تھے' مجبوراً انہوں نے اس پر گفتگو کی (کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسلمان کو کافر کے سپرد کر دیں) سہیل نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو صلح بھی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی اور ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ کو ان کے والد سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا (جو اسی وقت مکہ سے فرار ہو کر بیڑی کو گھسیٹتے ہوئے مسلمانوں کے پاس پہنچے تھے) (شرط کے مطابق مدت صلح میں مکہ سے فرار ہو کر) جو بھی آتا حضور ﷺ اسے واپس کر دیتے' خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوتا۔ اس مدت میں بعض مومن عورتیں بھی ہجرت کر کے مکہ سے آئیں' ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بھی ان میں سے ہیں جو اس مدت میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی تھیں' وہ اس وقت نوجوان تھیں' ان کے گھر والے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطالبہ کیا کہ انہیں واپس کر دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں

[راجع: ١٦٩٤، ١٦٩٥]

کے بارے میں وہ آیت نازل کی جو شرط کے مناسب تھی۔

٤١٨٢- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الآيَةِ : ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ : بَلَغَنَا حِينَ أَمَرَ اللهُ رَسُولَهُ ﷺ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ فَذَكَرَهُ بِطُولِهِ.

[راجع: ٢٧١٣]

(۴۱۸۲) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت ﴿ یاایھا النبی اذا جاءک المومنات ﴾ کے نازل ہونے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ و سلم ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کو پہلے آزماتے تھے اور ان کے چچا سے روایت ہے کہ ہمیں وہ حدیث بھی معلوم ہے جب آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے چلی آتی ہیں ان کے شوہروں کو وہ سب کچھ واپس کر دیا جائے جو اپنی ان بیویوں کو وہ دے چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابو بصیر' پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کی۔

چونکہ معاہدہ کی شرط میں عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا' اس لیے جب عورتوں کا مسئلہ سامنے آیا تو خود قرآن مجید میں حکم نازل ہوا کہ عورتوں کو مشرکین کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس سے معاہدہ کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی بشرطیکہ تم کو یقین ہو جائے کہ وہ عورتیں محض ایمان و اسلام کی خاطر پورے ایمان کے ساتھ گھر چھوڑ کر آئی ہیں۔

٤١٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ : إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صنعنا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

[راجع: ١٦٣٩]

(۴۱۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اگر بیت اللہ جانے سے مجھے روک دیا گیا تو میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر صرف عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔

٤١٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ : إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلاَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

(۴۱۸۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے' ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا اور کہا کہ اگر مجھے بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جب آپ کو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روکا تو اس آیت کی تلاوت کی کہ "یقیناً تم لوگوں کے لیے رسول کریم ﷺ کی زندگی

[راجع: ١٦٣٩]

٤١٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ح. وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللهِ قَالَ لَهُ: لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ لاَ تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وقَالَ: أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً، فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَا أَرَى شَأْنَهُمَا إِلاَّ وَاحِدًا أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعْيًا وَاحِدًا حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

[راجع: ١٦٣٩]

بہترین نمونہ ہے۔"

(۴۱۸۵) ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' انہیں نافع نے' ان کو عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے خبردی کہ ان دونوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی لڑکے نے ان سے کہا' اگر اس سال آپ (عمرہ کرنے) نہ جاتے تو بہتر تھا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے تو کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانور وہیں (حدیبیہ میں) ذبح کر دیئے اور سر کے بال منڈوا دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بال چھوٹے کروا لئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر ایک عمرہ واجب کر لیا ہے (اور اسی طرح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی وہ واجب ہو گیا) اس لیے اگر آج مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں بھی طواف کر لوں گا اور اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کروں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر تھوڑی دور چلے اور کہا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج کو بھی ضروری قرار دے لیا ہے اور کہا میری نظر میں تو حج اور عمرہ دونوں ایک ہی جیسے ہیں' پھر انہوں نے ایک طواف کیا اور ایک سعی کی (جس دن مکہ پہنچے) اور آخر دونوں ہی کو پورا کیا۔

٤١٨٦- حَدَّثَنِي شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذَلِكَ وَلَكِنْ عُمَرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ

(۴۱۸۶) مجھ سے شجاع بن ولید نے بیان کیا' انہوں نے نضر بن محمد سے سنا' کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عبداللہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے' حالانکہ یہ غلط ہے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا ایک گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تھا' جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا تاکہ اسی پر سوار ہو کر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی

وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لاَ يَدْرِي بِذَلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ. [راجع: ٣٩١٦]

دوران رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت کی پھر گھوڑا لینے گئے۔ جس وقت وہ اسے لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ جنگ کے لیے اپنی زرہ پہن رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے۔

٤١٨٧- وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّاسَ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، تَفَرَّقُوا فِي ظِلاَلِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُونَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ. [راجع: ٣٩١٦]

(۴۱۸۷) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا' ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' ان سے عمر بن محمد عمری نے بیان کیا' انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' مختلف درختوں کے سائے میں پھیل گئے تھے۔ پھر اچانک بہت سے صحابہ آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹا عبداللہ! دیکھو تو سہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع کیوں ہو گئے ہیں؟ انہوں نے دیکھا تو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے خود بیعت کر لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آکر خبر دی پھر وہ بھی گئے اور بیعت کی۔

یہاں بیعت کرنے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیعت کی جو خاص وجہ سے تھی۔

٤١٨٨- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لاَ يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ. [راجع: ١٦٠٠]

(۴۱۸۸) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعلیٰ بن عبید نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ (قضا) کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے' آنحضور ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے صفا و مروہ کی سعی بھی کی' ہم آپ کی اہل مکہ سے حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ کوئی تکلیف کی بات نہ پیش آجائے۔

٤١٨٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَصِينٍ قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّينَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ: اتَّهِمُوا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلاَّ أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هَذَا الأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلاَّ انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ.

[راجع: ٣١٨١]

(۴۱۸۹) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابو حصین سے سنا' ان سے ابووائل نے بیان کیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی تھی) سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ کے بارے میں تم لوگ اپنی رائے اور فکر پر نازاں مت ہو' میں یوم ابو جندل (صلح حدیبیہ) میں بھی موجود تھا۔ اگر میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننے سے انکار ممکن ہوتا تو میں اس دن ضرور حکم عدولی کرتا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں کہ جب ہم نے کسی مشکل کام کے لیے اپنی تلواروں کو اپنے کاندھوں پر رکھا تو صورت حال آسان ہو گئی اور ہم نے مشکل حل کر لی۔ لیکن اس جنگ کا کچھ عجیب حال ہے' اس میں ہم (فتنے کے) ایک کونے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا کونا کھل جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم کو کیا تدبیر کرنی چاہیے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ حسن بن اسحاق استاد امام بخاری کے متعلق فرماتے ہیں۔ کان من اصحاب ابن المبارک ومات سنة احدیٰ واربعین ومالہ فی البخاری سوی هذا الحدیث (فتح) یعنی یہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۴۱ ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

٤١٩٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ لاَ أَدْرِي بِأَيِّ هَذَا بَدَأَ.

(۴۱۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے مجاہد نے' ان سے ابن ابی لیلیٰ نے' ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ جوئیں جو تمہارے سر سے گر رہی ہیں' تکلیف دے رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر سر منڈوا لو اور تین دن روزہ رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا پھر کوئی قربانی کر ڈالو۔ (سر منڈوانے کا فدیہ ہو گا) ایوب سختیانی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان تینوں امور میں سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی

[راجع: ٤٨١٤]

بات ارشاد فرمائی تھی۔

٤١٩١- حدَّثَني مُحَمَّدُ بْن هِشَام أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ، وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلَى وَجْهِي فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾)). [راجع: ١٨١٤]

(۴۱۹۱) مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ہشام نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' ان سے ابوبشر نے' ان سے مجاہد نے' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ ادھر مشرکین ہمیں بیت اللہ تک جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے سر پر بال بڑے بڑے تھے جن سے جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا' کیا یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی "پس اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ہو تو اسے (بال منڈوا لینے چاہئیں اور) تین دن کے روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا چاہیے۔

ان جملہ روایتوں میں کسی نہ کسی طرح سے واقعہ حدیبیہ سے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر ہے۔ یہی احادیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔ حالت احرام میں ایسی بیماری سے سر منڈوا دینا جائز ہے۔ مگر اس کے فدیہ میں یہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

٣٧- باب قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ

باب قبائل عکل اور عرینہ کا قصہ

٤١٩٢- حدَّثَني عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالإِسْلاَمِ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ

(۴۱۹۲) مجھ سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبائل عکل و عرینہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے' پھر انہوں نے کہا' اے اللہ کے نبی! ہم لوگ مویشی رکھتے تھے' کھیت وغیرہ ہمارے پاس نہیں تھے' (اس لیے ہم صرف دودھ پر بسر اوقات کیا کرتے تھے) اور انہیں مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آئی تو آنحضرت ﷺ نے کچھ اونٹ اور ایک چرواہا ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ انہیں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو تمہیں صحت حاصل ہو جائے گی) وہ لوگ (چراگاہ کی طرف) گئے' لیکن مقام حرہ کے کنارے پہنچتے ہی وہ اسلام سے پھر گئے اور حضور اکرم ﷺ کے

كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ. قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ : قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ. [راجع: ٢٣٣]

چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگنے لگے۔ اس کی خبر جب حضور اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے چند صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا۔ (وہ پکڑ کر مدینہ لائے گئے۔) تو حضور ﷺ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں (کیونکہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا) اور انہیں حرہ کے کنارے چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ اسی حالت میں مر گئے۔ قتادہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد صحابہ کو صدقہ کا حکم دیا اور مثلہ (مقتول کی لاش بگاڑنا یا ایذا دے کر اسے قتل کرنا) سے منع فرمایا اور شعبہ' ابان اور حماد نے قتادہ سے بیان کیا کہ (یہ لوگ) عرینہ کے قبیلے کے تھے (عکل کا نام نہیں لیا) اور یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے بیان کیا' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ آئے۔

تشریح چرواہے کا نام یسار النوبی رضی اللہ عنہ تھا' جب قبیلے والے مرتد ہو کر اونٹ لے کر بھاگنے لگے تو اس چرواہے نے مزاحمت کی۔ اس پر انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی زبان اور آنکھ میں کانٹے گاڑ دیئے جس سے انہوں نے شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ۔ اسی قصاص میں ان ڈاکوؤں کے ساتھ وہ کیا گیا جو روایت میں مذکور ہے۔ یہ ڈاکو ہر دو قبائل عکل اور عرینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حرہ وہ پتھریلا میدان ہے جو مدینہ سے باہر ہے۔ وہ ڈاکو مرض استسقاء کے مریض تھے اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان کے واسطے یہ نسخہ تجویز فرمایا۔

٤١٩٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ. وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ، قَالاَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلاَبَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّأْمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ : مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ الْقَسَامَةِ؟ فَقَالُوا: حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ. قَالَ وَأَبُو قِلاَبَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ. فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ: فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّينَ؟

(۴۱۹۳) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عمر حفص بن عمر الحوضی نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب اور حجاج صواف نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو قلابہ کے مولیٰ ابو رجاء نے بیان کیا' وہ ابو قلابہ کے ساتھ شام میں تھے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا کہ اس "قسامہ" کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ حق ہے۔ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ اور پھر خلفاء راشدین آپ سے پہلے کرتے رہے ہیں۔ ابو رجاء نے بیان کیا کہ اس وقت ابو قلابہ' عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تخت کے پیچھے تھے۔ اتنے میں عنبسہ بن سعید نے کہا کہ پھر قبیلہ عرینہ کے لوگوں کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہاں گئی؟ اس پر ابو قلابہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے خود مجھ

قَالَ: أَبو قِلاَبَةَ : إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ، وَقَالَ أَبو قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ : ذَكَرَ الْقِصَّةَ. [راجع: ٢٣٣]

سے یہ بیان کیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے (اپنی روایت میں) انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے صرف عرینہ کا نام لیا اور ابوقلابہ نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صرف عکل کا نام لیا ہے پھر یہی قصہ بیان کیا۔

تشریح: جب قتل کے گواہ نہ ہوں اور لاش کسی محلہ یا گاؤں میں ملے' ان لوگوں پر قتل کا شبہ ہو تو ان میں سے پچاس آدمی چن کر ان سے حلف لیا جاتا ہے' اس کو قسامہ کہتے ہیں۔ عنبسہ کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان لوگوں کے لیے قسامہ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان سے قصاص لیا۔ عنبسہ کا یہ اعتراض صحیح نہ تھا کیونکہ عرینہ والوں پر تو خون ثابت ہو چکا تھا اور قسامت وہاں ہوتی ہے جہاں ثبوت نہ ہو' صرف اشتباہ ہو۔ حدیث میں قبیلہ عرینہ کا ذکر ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

روایت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی ذکر ہوا ہے جو خلیفہ عادل کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی امامت و اجتہاد معرفت احادیث و آثار پر امت کا اتفاق ہے بلکہ آپ کو اپنے وقت کا مجدد اسلام تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے اسلامی کارناموں میں بڑا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ آپ کو تدوین حدیث اور کتابت حدیث کی منظم کوشش کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے نائب والی مدینہ ابوبکر حزمی کو فرمان بھیجا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو مدون کرو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا احادیث کی مستند کتابیں جمع کر کے مجھ کو بھیجو۔ ابوبکر حزمی نے آپ کے فرمان کی تعمیل میں احادیث کے کئی ذخیرے جمع کرائے مگر وہ ان کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان تک نہ پہنچا سکے۔ ہاں خلیفہ عادل نے حضرت ابن شہاب زہری کو بھی اس خدمت پر مامور فرمایا تھا اور ان کو جمع حدیث کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دفتر کے دفتر جمع کئے اور ان کو خلیفہ وقت تک پہنچایا۔ آپ نے ان کی متعدد نقلیں اپنی قلم رو میں مختلف مقامات پر بھجوائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت راشدہ کا خلیفہ خامس قرار دیا گیا ہے' رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ستارہواں پارہ

٣٨- باب غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ

باب ذات قرد کی لڑائی کا بیان

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلاَثٍ.

یہ وہی غزوہ ہے جس میں مشرکین غطفان غزوۂ خیبر سے تین دن پہلے نبی اکرم ﷺ کی

٢٠ دودھیل اونٹنیوں کو بھگا کر لے جا رہے تھے۔ یہ خیبر کی لڑائی سے تین رات پہلے کا واقعہ ہے۔ ذات القرد یا ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو غطفان قبیلے کے قریب ہے۔

٤١٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ يَقُولُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالأُولَى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلاَمٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ. قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلاَثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ. قَالَ : فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لاَبَتِي الْمَدِينَةَ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوا يَسْتَقُونَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُولُ

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعْ

(۴۱۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' کہا میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غابہ کی طرف نکلا) رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا' کہ راستے میں مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ملے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا' یا صباحاہ! انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جا لیا۔ اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے۔ میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کہتا جاتا تھا "میں ابن الاکوع ہوں' آج

الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعَ

وَأرْتجزُ حتى اسْتَنقَذْتُ اللقَاحَ مِنهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنهُمْ ثَلاثِينَ بُرْدَةً قَالَ: وَجَاءَ النَّبيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبيَّ اللهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إلَيْهِمْ السَّاعَةَ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الأكْوَعِ مَلَكْتَ فَأسْجِحْ)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ. [راجع: ٣٠٤١]

ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے" میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں بلکہ تیس چادریں ان کی میرے قبضے میں آ گئیں۔ سلمہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن الاکوع! جب تو نے کسی پر قابو پا لیا تو پھر نرمی اختیار کیا کر۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' پھر ہم واپس آ گئے اور حضور اکرم ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔

تشریح: مسلمانوں کا یہ ڈاکوؤں سے مقابلہ تھا جو بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیاں اہل اسلام کی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری نے اس میں مسلمانوں کو کامیابی بخشی اور جانور ڈاکوؤں سے حاصل کر لئے گئے۔ ایک روایت میں ان کو فزارہ کے لوگ بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی غطفان قبیلے کی شاخ ہے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلع پہاڑی پر چڑھ گیا اور میں نے ایسے موقع کا لفظ یاصباحاہ اس زور سے نکالا کہ پورے شہر مدینہ میں اس کی خبر ہو گئی۔ چار شنبہ کا دن تھا' آواز پر نبی کریم ﷺ پانچ سات سو آدمیوں سمیت نکل کر باہر آ گئے۔ اس موقع پر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور اکرم ﷺ سو جوان میرے ساتھ کر دیں تو جس قدر بھی ان کے پاس جانور ہیں سب کو چھین کر ان کو گرفتار کر کے لے آتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر کیا زریں ارشاد فرمایا کہ "دشمن قابو میں آجائے تب اس پر نرمی ہی کرنا مناسب ہے۔"

٣٩- بابٌ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

باب غزوۂ خیبر کا بیان

خیبر ایک بستی کا نام ہے' مدینہ سے آٹھ برید پر شام کی طرف۔ یہ لڑائی سنہ ۷ھ میں ہوئی۔ وہاں پر یہود آباد تھے۔ ان کے قلعے بنے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا' آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

٤١٩٥- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ أنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أخْبَرَهُ أنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَهْيَ مِنْ أدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالأزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إلاَّ بِالسَّوِيقِ فَأمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأكَلَ وَأكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى

(۴۱۹۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک رحمہ اللہ نے' ان سے یحییٰ بن سعید نے' ان سے بشیر بن یسار نے اور انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ غزوۂ خیبر کے لیے وہ بھی رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے' (بیان کیا) جب ہم مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے نشیب میں واقع ہے تو آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے توشۂ سفر منگوایا۔ ستو کے سوا اور کوئی چیز آپ کی خدمت میں نہیں لائی گئی۔ وہ ستو آپ کے حکم سے بھگویا گیا اور وہی آپ نے بھی کھایا اور ہم نے بھی کھایا' اس کے بعد مغرب کی نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے (چونکہ وضو پہلے سے موجود تھا) اس لیے

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ٢٠٩]

٤١٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ: يَا عَامِرُ أَلاَ تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللهُمَّ لَوْ لاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللهُ)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْ لاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النِّيرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ:

آنحضرت ﷺ نے بھی صرف کلی کی اور ہم نے بھی' پھر نماز پڑھی اور اس نماز کے لیے نئے سرے سے وضو نہیں کیا۔

(۴۱۹۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا' عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ' عامر شاعر تھا۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے۔ کہا "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا' نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے۔ پس ہماری جلدی مغفرت کر' جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ ہم پر سکینت نازل فرما' ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں' آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا' کاش! ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی' جس دن قلعہ فتح ہونا تھا' اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے' کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ گوشت پکانے کے لیے' آپ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کر لیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کر لو پھر

((عَلَى أيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوا: لَحْمِ حُمُرِ الإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ نُهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)) فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلُهُ)). حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ: نَشَأَ بِهَا. [راجع: ٢٤٧٧]

(دن میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی' اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شہادت اسی میں ہو گئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت ہو گیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے' انہیں تو دوہرا اجر ملے گا پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا' انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا' شاید ہی کوئی عربی ہو' جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' ان سے حاتم نے (بجائے مشی بہا کے) نشابہا نقل کیا یعنی کوئی عرب مدینہ میں عامر رضی اللہ عنہ جیسا پیدا نہیں ہوا۔

تشریح: حدیث میں جنگ خیبر کے کچھ مناظر بیان ہوئے ہیں یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔ عامر رضی اللہ عنہ شہید جن کا ذکر ہوا ہے' رئیس خیبر مرحب نامی کے مقابلہ کے لیے نکلے تھے۔ ان کی تلوار خود ان ہی کے ہاتھ ان کے گھٹنے میں لگی اور وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں کو ان کے متعلق خودکشی کا شبہ ہوا' جس کی اصلاح کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار ضروری ہوا۔

٤١٩٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلاً وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ. فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا

(۴۱۹۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی' انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر رات کے وقت پہنچے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت موقع پر پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے بلکہ صبح ہو جاتی جب کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد' خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' خیبر برباد ہوا' ہم جب کسی

نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)). [راجع: ۳۷۱]

قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

تشریح واقدی نے نقل کیا ہے کہ خیبر والوں کو پہلے ہی مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع تھی۔ وہ ہر رات مسلح ہو کر نکلا کرتے تھے مگر اس رات کو ایسے غافل ہوئے کہ ان کا نہ کوئی جانور حرکت میں آیا نہ مرغ نے بانگ دی' یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت کھیتی کے آلات لے کر نکلے اور اچانک اسلامی فوج پر ان کی نظر پڑی جس سے وہ گھبرا گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے نیک فالی لیتے ہوئے خربت خیبر کے الفاظ استعمال فرمائے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

٤١٩٨ - أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا بَصُرُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ)).

(۴۱۹۸) ہمیں صدقہ بن فضل نے خبر دی' کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر صبح کے وقت پہنچے' یہودی اپنے پھاوڑے وغیرہ لے کر باہر آئے لیکن جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو چلانے لگے محمد! خدا کی قسم محمد (ﷺ) لشکر لے کر آ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے۔ یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جائیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ پھر ہمیں وہاں گدھے کا گوشت ملا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ ناپاک ہے۔

ابھی اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ رات کے وقت اسلامی لشکر خیبر پہنچا تھا ممکن ہے رات کے وقت ہی لشکر وہاں پہنچا ہو' لیکن رات موقع سے کچھ فاصلے پر گزاری ہو پھر جب صبح ہوئی تو لشکر میدان میں آیا ہو اور اس روایت میں صبح کے وقت پہنچنے کا ذکر غالباً اسی وجہ سے ہے۔

٤١٩٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ؟ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ

(۴۱۹۹) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا' ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آنے والے نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ اس پر آپؐ نے خاموشی اختیار کی پھر دوبارہ وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ اس مرتبہ بھی خاموش رہے' پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کیا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک منادی سے

يَنْهيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ)) فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ.

[راجع: ٣٧١]

اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔

٤٢٠٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ قَرِيبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ: ((اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُقَاتِلَةَ، وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ. وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا، فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ آنْتَ قُلْتَ لأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا؟ فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ.

[راجع: ٣٧١]

(۴۲۰۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز خیبر کے قریب پہنچ کر ادا کی' ابھی اندھیرا تھا پھر فرمایا' اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے' خیبر برباد ہوا' یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ پھر یہودی گلیوں میں ڈرتے ہوئے نکلے۔ آخر حضور اکرم ﷺ نے ان کے جنگ کرنے والے لوگوں کو قتل کرا دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ قیدیوں میں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ گئیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے مہر میں انہیں آزاد کر دیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا ابو محمد! کیا تم نے یہ پوچھا تھا کہ حضور ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو مہر میں کیا دیا تھا؟ ثابت رضی اللہ عنہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

٤٢٠١ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ ثَابِتٌ لأَنَسٍ: مَا أَصْدَقَهَا؟ قَالَ: أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا

[راجع: ٣٧١]

(۴۲۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا' ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے قیدیوں میں تھیں لیکن آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور ﷺ نے انہیں مہر کیا دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مہر میں دیا تھا یعنی انہیں آزاد کر دیا تھا۔

تشریح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے یہودیوں میں بڑی خاندانی خاتون تھیں۔ انہوں نے جنگ سے پہلے ہی خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند ان کی گود میں آ گیا ہے۔ جنگ میں صلح کے بعد ان کے خاندانی وقار اور بہت سی خاندانی مصالح کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر کے خود اپنے حرم میں لے لیا۔ اس طرح ان کا خواب پورا ہوا اور ان کا احترام بھی باقی رہا۔ تفصیلی حالات پیچھے بیان

ہو چکے ہیں۔

٤٢٠٢- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ التَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ، وَمَالَ الآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إِلاَّ اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ مَا أَجْزَأَ فُلاَنٌ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ : فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فوضع سَيْفَهُ بالارض فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ

(۴۲۰۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی) یہود خیبر کا مقابلہ کیا' دونوں طرف سے لوگوں نے جنگ کی' پھر جب آپؐ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی آدمی اگر انہیں مل جائے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے۔ کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہو گا لیکن حضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا' بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لئے جہاں وہ ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتے اور جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑنے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب زخمی ہو گئے' انتہائی شدید طور پر اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینہ کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خود کشی کر لی۔ اب دوسرے صحابی (جو ان کی جستجو میں لگے ہوئے تھے) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جن کے متعلق ابھی آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ کا یہ فرمانا بڑا شاق گزرا تھا' میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لیے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقع پر جب وہ شدید زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آجائے اپنی تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینہ کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے

وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[راجع: ٢٩٩٢]

خود اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ اسی موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر جنت والوں کے عمل کرتا ہے' حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا شخص زندگی بھر اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے' حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

تشریح آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس شخص کا انجام معلوم ہو چکا تھا۔ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ وہ شخص خودکشی کر کے حرام موت مرگیا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ اسی لیے انجام کا فکر ضروری ہے کہ فیصلہ انجام ہی کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ اس حدیث میں جنگ خیبر کا ذکر ہے' یہی باب سے مطابقت ہے۔

٤٢٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ انْتَحَرَ فُلاَنٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ: ((قُمْ يَا فُلاَنُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)). تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٢٨٩٨]

(۴۲۰۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کی جنگ میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کے متعلق جو آپ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے فرمایا کہ یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔ پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ صاحب بڑی پامردی سے لڑے اور بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبہ میں پڑ جاتے لیکن ان صاحب کے لیے زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ترکش میں سے تیر نکالا اور اپنے سینہ میں چبھو دیا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمان سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چبھو کر خودکشی کر لی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا' اے فلاں! جا اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔ اس روایت کی متابعت معمر نے زہری سے کی۔

٤٢٠٤- وَقَالَ شَبِيبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ

(۴۲۰۴) اور شبیب نے یونس سے بیان کیا' انہوں نے ابن شہاب زہری سے' انہیں سعید بن مسیب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے خبر دی' ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے اور ابن المبارک

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ نَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسَعِيدٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٠٦٢]

نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے زہری نے' ان سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔ اس روایت کی متابعت صالح نے زہری سے کی اور زبیدی نے بیان کیا' انہیں زہری نے خبر دی' انہیں عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی اور انہیں عبیداللہ بن کعب نے خبر دی کہ مجھے ان صحابی نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے۔ زہری نے بیان کیا اور مجھے عبیداللہ بن عبداللہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی رسول اللہ ﷺ سے۔

تشریح طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا' لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہونا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے' اپنا نفاق چھپاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ جب تک اندرونی حالات کی درستگی نہ ہو۔ اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول جو شبیب عن یونس سے روایت کیا گیا ہے' اصل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے تھے جب جنگ خیبر ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے شبیب اور معمر کی روایت میں جو خیبر کا لفظ ہے اس میں شبہ رہتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے شبیب اور ابن مبارک کی روایتوں سے یہ ثابت کیا کہ ان میں بجائے خیبر کے حنین کا لفظ مذکور ہے۔ صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہاں خیبر کا لفظ مذکور ہے' بعض نے کہا وہی صحیح ہے۔

٤٢٠٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ)). وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ فَقَالَ

(۴۲۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا' ان سے عاصم نے' ان سے ابوعثمان نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ (اللہ سب سے بلند و برتر ہے' اللہ سب سے بلند و برتر ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔) حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں پر رحم کرو' تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو' جو تم سے دور ہو' جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا تو حضور ﷺ نے سن لیا' آپؐ نے فرمایا' عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپ

لِي : ((يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ قَالَ : ((أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟)) قلتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ: ((لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إلاَّ بِاللهِ)).

نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتایئے' یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے' جب اللہ کی مدد شامل حال ہو۔

جنگ خیبر کے لیے اسلامی فوج کی روانگی کا ایک منظر اس روایت میں پیش کیا گیا ہے اور باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی کے لیے چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نام نہاد صوفیوں میں ذکر بالجہر کا ایک وظیفہ مروج ہے' زور زور سے کلمہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ اس قدر چیخ کر کہ سننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے ان کی بھی مذمت ثابت ہوئی۔ جس جگہ شارع علیہ السلام نے جہر کی اجازت دی ہے' وہاں جہر ہی افضل ہے جیسے اذان پنجوقتہ جہر ہی کے ساتھ مطلوب ہے یا جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد مقتدی اور امام ہر دو کے لیے آمین بالجہر کہنا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہے غرض ہر جگہ تعلیمات محمدی کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

٤٢٠٦- حدَّثَنَا الْمَكِيُّ بْنُ إبْراهِيمَ حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ أبي عُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أثَرَ ضرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يا أبَا مُسْلِمٍ مَا هذه الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أصابَتْنِي يوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصيب سلَمةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنفثَ فِيهِ ثَلاثَ نفَثَاتٍ فَما اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعةِ

(۴۲۰۶) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابو مسلم! یہ زخم کیا ہے' انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا' لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا' اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٤٢٠٧- حدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيه عَنْ سَهْلٍ قال: الْتَقَى النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَاقْتَتَلُوا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لاَ يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلاَ فَاذَّةً إلاَّ اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَا أجْزَأَ فُلاَنٌ فَقَالَ : ((إنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالُوا: أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إنْ

(۴۲۰۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن ابی حازم نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک غزوہ (خیبر) میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کہیں مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یارسول اللہ! جتنی بہادری سے آج فلاں شخص لڑا ہے' اتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' اگر یہ بھی

كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَأَتْبَعَنَّهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ۲۸۹۸]

دوزخی ہے تو پھر ہم جیسے لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ موت جلد آجائے۔ اس لیے وہ تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے۔ اس طرح سے اس نے خودکشی کر لی۔ اب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص بظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

تشریح اس لیے تو فرمایا کہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے۔ جنتی لوگوں کا خاتمہ جنت کے اعمال پر اور دوزخیوں کا خاتمہ دوزخ کے اعمال پر ہوتا ہے۔ خودکشی کرنا شریعت میں سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ حرام موت مرنا ہے۔ روایت میں جنگ خیبر کا ذکر ہے۔ یہی روایت اور باب میں مطابقت ہے۔ یہ نوٹ آج شعبان سنہ ۱۳۹۲ھ کو مسجد اہلحدیث ہندوپور میں لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو قائم و دائم رکھے' آمین۔

٤٢٠٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ: كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ

(۴۲۰۸) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا' کہا ہم سے زیاد بن ربیع نے بیان کیا' ان سے ابو عمران نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (بصرہ کی مسجد میں) جمعہ کے دن لوگوں کو دیکھا کہ (ان کے سروں پر) چادریں ہیں جن پر پھول کڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اس وقت خیبر کے یہودیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

تشریح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اکثر چادریں اوڑھتے ہوں گے اور دوسرے لوگ جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ اس قدر کثرت سے چادریں نہ اوڑھتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو یہودیوں سے مشابہت دی۔ اس سے چادر اوڑھنے کی کراہیت نہیں نکلتی۔ بعضوں نے کہا انس رضی اللہ عنہ نے دو رنگ کی چادروں کے اوڑھنے پر انکار کیا مگر طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اپنی چادر اور ازار کو زعفران یا ورس سے رنگتے۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ چادریں اس طرح اوڑھتے تھے جیسے یہودی اوڑھتے ہیں کہ پیٹھ اور مونڈھوں پر ڈال کر دونوں کنارے لٹکے رہنے دیتے ہیں' الٹتے نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو۔

٤٢٠٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

(۴۲۰۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم نے

حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَحِقَ بِهِ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي فُتِحَتْ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا - أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا - رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، يُفْتَحُ عَلَيْهِ)) فَنَحْنُ نَرْجُوهَا فَقِيلَ: هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

[راجع: ٢٩٧٦]

بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جا سکے تھے کیونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ (جب آنحضور ﷺ جا چکے) تو انہوں نے سوچا' اب میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں بھی شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ بھی آ گئے۔ جس دن خیبر فتح ہونا تھا' جب اس کی رات آئی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں (اسلامی) علم اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کہ علم وہ شخص لے گا جسے اللہ اور اس کا رسول عزیز رکھتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گی۔ ہم سب ہی اس سعادت کے امیدوار تھے لیکن کہا گیا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ نے انہیں کو جھنڈا دیا اور انہیں کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

٤٢١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: ((لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)) قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوا أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ: ((فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ)) فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ: ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ

(۴۲۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا' ان سے ابوحازم نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کل میں جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس فکر میں گزر گئی کہ دیکھیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم کسے عطا فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس امید کے ساتھ کہ علم انہیں کو ملے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا' علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہو گئیں جیسے پہلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم سنبھال کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب

بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ وَاخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ فَوَ اللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)). [راجع: ٢٩٤٢]

تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا' یوں ہی چلے جاؤ' ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصود اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصود حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو لڑنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے کہ اللہ پاک فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا' وہ تو عدل و انصاف اور صلح و امن و امان کا چاہنے والا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاتح خیبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جھنڈا سنبھالا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرایا۔ لال اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں۔

٤٢١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي : ((آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ)) فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَتَهُ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ. [راجع: ٣٧١]

(۴۲۱۱) ہم سے عبد الغفار بن داؤد نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے احمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یعقوب بن عبد الرحمٰن زہری نے خبر دی' انہیں مطلب کے مولیٰ عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر آئے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو خیبر کی فتح عنایت فرمائی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی کا کسی نے ذکر کیا' ان کے شوہر قتل ہو گئے تھے اور ان کی شادی ابھی نئی ہوئی تھی۔ اس لیے حضور ﷺ نے انہیں اپنے لیے لے لیا اور انہیں ساتھ لے کر حضور ﷺ روانہ ہوئے۔ آخر جب ہم مقام سد الصہباء میں پہنچے تو ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ خلوت فرمائی پھر آپ نے حیس بنایا۔ (جو کھجور کے ساتھ گھی اور پنیر وغیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے) اور اسے چھوٹے سے ایک دسترخوان پر رکھ کر مجھ کو حکم فرمایا کہ جو لوگ تمہارے قریب ہیں انہیں بلا لو۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ کی طرف سے یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے عبا اونٹ کی کوہان میں باندھ دی تاکہ پیچھے سے وہ اسے پکڑے رہیں اور اپنے

اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا اس پر رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

٤٢١٢- حدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا وَ كَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

[راجع: ٣٧١]

(٤٢١٢) ہم سے اسماعیل بن ابو اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے سلیمان بن بلال نے' ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے' ان سے حمید طویل نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے لیے خیبر کے راستہ میں تین دن تک قیام فرمایا اور آخری دن ان سے خلوت فرمائی اور وہ بھی امہات المؤمنین میں شامل ہو گئیں۔

٤٢١٣- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلاَّ أَنْ أَمَرَ بِلاَلاً بِالأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ قَالُوا : إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ.[راجع: ٣٧١]

(٤٢١٣) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے خبر دی' کہا کہ مجھے حمید نے خبر دی اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (مقام سد الصہباء میں) تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی تھی پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ آپ کے ولیمہ میں نہ روٹی تھی' نہ گوشت تھا صرف اتنا ہوا کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھا دیا گیا' پھر اس پر کھجور' پنیر اور گھی (کا مالیدہ) رکھ دیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردے میں رکھا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی لیکن اگر آپ نے انہیں پردے میں نہیں رکھا تو پھر یہ اس کی علامت ہو گی کہ وہ باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ کیا۔

٤٢١٤- حدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنُ هِلاَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(٤٢١٤) ہم سے ابو الولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ.

نے بیان کیا کہ ہم خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چمڑے کی ایک کپی پھینکی جس میں چربی تھی' میں اسے اٹھانے کے لیے دوڑا لیکن میں نے جو مڑ کر دیکھا تو حضور اکرم ﷺ موجود تھے' میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

٤٢١٥- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ. نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ. هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ وَلُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ٨٥٣]

(4215) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے' ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے لہسن اور پالتو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ لہسن کھانے کی ممانعت کا ذکر صرف نافع سے منقول ہے اور پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت صرف سالم سے منقول ہے۔

٤٢١٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ.

[أطرافه في : ٥١١٥، ٥٥٢٣، ٦٩٦١]

(4216) مجھ سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے عبد اللہ اور حسن نے جو دونوں محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

تشریح اس سے پہلے متعہ کرنا جائز تھا' مگر آج کے دن سے متعہ قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔ روافض متعہ کے قائل ہیں جو سراسر باطل خیال ہے۔ اسلام جیسے بااصول مذہب میں متعہ جیسے ناجائز فعل کی کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق حجۃ الوداع میں متعہ حرام ہوا اور قیامت تک اس کی حرمت قائم رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر اس کی حرمت بیان کی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سکوت کیا تو اس کی حرمت پر اجماع ثابت ہو گیا۔

٤٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ.

[راجع: ٨٥٣]

(4217) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی' ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔

٤٢١٨- حدَّثنا إسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ. [راجع: ٨٥٣]

(۴۲۱۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا' ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

٤٢١٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ.

[طرفاه في : ٥٥٢٠، ٥٥٢٤].

(۴۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے' ان سے عمرو نے' ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گدھے کے گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی بنا پر گھوڑے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔

٤٢٢٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَصَابَنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي، قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((لاَ تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيقُوهَا)). قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ لأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ. [راجع: ٣١٥٥]

(۴۲۲۰) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے عباد نے بیان کیا' ان سے شیبانی نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ غزوۂ خیبر میں ایک موقع پر ہم بہت بھوکے تھے' ادھر ہانڈیوں میں ابال آ رہا تھا (گدھے کا گوشت پکایا جا رہا تھا) اور کچھ پک بھی گئیں تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ گدھے کے گوشت کا ایک ذرہ بھی نہ کھاؤ اور اسے پھینک دو۔ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت اس لیے کی ہے کہ ابھی اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ نے اس کی واقعی ممانعت (ہمیشہ کے لیے) کر دی ہے' کیونکہ یہ گندگی کھاتا ہے۔

٤٢٢١، ٤٢٢٢- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ:

(۴۲۲۱ - ۴۲۲۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی اور انہیں براء اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں

((أَكْفِئُوا الْقُدُورَ)). [أطرافه في : ٤٢٢٣، ٤٢٢٥، ٤٢٢٦، ٥٥٢٥].

انڈیل دو۔

٤٢٢٣، ٤٢٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ ((أَكْفِئُوا الْقُدُورَ)).

[راجع: ٣١٥٣، ٤٢٢١]

(۴۲۲۳۔ ۴۲۲۴) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا' انہوں نے براء بن عازب اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ یہ حضرات نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہانڈیوں کا گوشت پھینک دو' اس وقت ہانڈیاں چولہے پر رکھی جا چکی تھیں۔

٤٢٢٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

[راجع: ٤٢٢١]

(۴۲۲۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے پھر پہلی حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

٤٢٢٦- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمُرَ الأَهْلِيَّةَ نِيئَةً وَنَضِيجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ. [راجع: ٤٢٢١]

(۴۲۲۶) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبر دی' کہا ہم کو عاصم نے خبر دی' انہیں عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پالتو گدھوں کا گوشت ہم پھینک دیں' کچا بھی اور پکا ہوا بھی' پھر ہمیں اس کے کھانے کا کبھی آپ نے حکم نہیں دیا۔

٤٢٢٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لاَ أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ، أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ.

(۴۲۲۷) مجھ سے محمد بن ابی الحسین نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے' ان سے ابو عاصم نے بیان کیا' ان سے عامر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں' یا آپ نے صرف غزوۂ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

٤٢٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا. فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ: إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ. [راجع: ٢٨٦٣]

(۴۲۲۸) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا' ان سے عبیداللہ بن عمر نے' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں (مال غنیمت سے) سواروں کو دو حصے دیئے تھے اور پیدل فوجیوں کو ایک حصہ' اس کی تفسیر نافع نے اس طرح کی ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اسے تین حصے ملتے تھے اور اگر گھوڑا نہ ہوتا تو صرف ایک حصہ ملتا تھا۔

٤٢٢٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ، وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)) قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا. [راجع: ٣١٤٠]

(۴۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے یونس نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے بنو مطلب کو تو خیبر کے خمس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یقیناً بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو (خمس میں سے) کچھ نہیں دیا تھا۔

تشریح کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے' ہاشم' مطلب' عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی اولاد میں آنحضرت ﷺ تھے اور نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ' عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

٤٢٣٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ: بِضْعٌ،

(۴۲۳۰) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ اس لیے ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی' میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے کا ابو رہم۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پچاس

وَإِمَّا قَالَ : فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوْ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لأَهْلِ السَّفِينَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهْيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءَ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ، الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ. قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ: كَلاَّ وَاللهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللهِ لاَ أَطْعَمُ طَعَامًا وَلاَ أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَاللهِ لاَ أَكْذِبُ وَلاَ

یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا باون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لاڈالا- وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہو گئی' جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے- ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا' پھر ہم سب مدینہ ساتھ روانہ ہوئے- یہاں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے- کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں' ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں' ان سے ملاقات کے لیے وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں- عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے- اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں--جب عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس- عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اچھا وہی جو حبشہ سے- بحری سفر کر کے آئی ہیں- اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں- عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں- اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں- اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں' خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہو' تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھلاتے تھے اور جو نا واقف ہوتے اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت و موعظت کیا کرتے تھے- لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے' یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کہہ لوں- ہمیں اذیت دی جاتی تھی' دھمکایا ڈرایا جاتا تھا' میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی- خدا کی قسم کہ نہ

أَزِيغُ وَلاَ أَزِيدُ عَلَيْهِ.

[راجع: ٣١٣٦]

میں جھوٹ بولوں گی' نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔

٤٢٣١- فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((فَمَا قُلْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: ((لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ)) قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالاً يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ أَفْرَحُ وَلاَ أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ، مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۴۲۳۱) چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں۔ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے۔ ان کے لیے دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

٤٢٣٢- قَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ - أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ - قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ)).

(۴۲۳۲) ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں' میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے' یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے' تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کرلو۔

تشریح روایت کے آخر میں ایک اشعری حکیم کا ذکر ہے' حکیم اس کا نام ہے یا وہ حکمت جاننے والا ہے۔ روایت کے آخر میں اس حکیم کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حکیم بڑا بہادر ہے' دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگتا نہیں ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو ہم تم سے لڑنے کے لیے حاضر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ بڑی حکمت اور دانائی

والا ہے۔ دشمنوں کو اس طرح ڈرا کر اپنے تئیں ان سے بچا لیتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلا نہیں ہے' اس کے ساتھی اور آ رہے ہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جب وہ مسلمان سواروں سے ملتا ہے تو کہتا ہے ذرا ٹھہرو یعنی ہمارے ساتھیوں کو جو پیدل ہیں آجانے دو' ہم تم سب مل کر کافروں سے لڑیں گے۔

٤٢٣٣- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

[راجع: ٣١٣٦]

(۴۲۳۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم نے حفص بن غیاث سے سنا' ان سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیبر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مال غنیمت میں) ہمارا بھی حصہ لگایا۔ آپ نے ہمارے سوا کسی بھی ایسے شخص کا حصہ مال غنیمت میں نہیں لگایا جو فتح کے وقت (اسلامی لشکر کے ساتھ) موجود نہ رہا ہو۔

٤٢٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ثَوْرٌ قَالَ : حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلاَ فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالإِبِلَ، وَالْمَتَاعَ، وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى، وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ. فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

((بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)) فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

(۴۲۳۴) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا' ان سے امام مالک بن انس نے بیان کیا' ان سے ثور نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن مطیع کے مولیٰ سالم نے بیان کیا اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے' اونٹ' سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آکر ان کے لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو' شہادت! لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یا دو تسمے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ)).

[طرفه في: ٦٧٠٧].

نے فرمایا کہ یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔

روایت میں فتح خیبر کا ذکر ہے' اسی لیے اسے یہاں درج کیا گیا' اس سے امانت میں خیانت کی بھی انتہائی مذمت ثابت ہوئی۔

٤٢٣٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لاَ أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلاَّ قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ، وَلَكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُونَهَا.

[راجع: ٢٣٣٤]

(۴۲۳۵) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زید نے خبر دی' انہیں ان کے والد نے اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے کہا ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ بعد کی نسلیں بے جائیداد رہ جائیں گی اور ان کے پاس کچھ نہ ہو گا تو جو بھی بستی میرے زمانہ خلافت میں فتح ہوتی' میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کی تھی۔ میں ان مفتوحہ اراضی کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے محفوظ چھوڑے جا رہا ہوں تا کہ وہ اسے تقسیم کرتے رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا وہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان بہت بڑھے اور اطراف عالم میں پھیلے۔ چنانچہ مفتوحہ اراضی کو انہوں نے قواعد شرعیہ کے تحت اسی طرح تقسیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا صحیح ثابت ہوا۔ حدیث میں ببان ----- کا لفظ آیا ہے دو بائے موحدہ سے دوسری باء مشدد ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ لفظ عربی زبان کا نہیں ہے۔ زہری کہتے ہیں یہ یمن کی زبان کا ایک لفظ ہے جو عربوں میں مشہور نہیں ہوا۔ ببان کے معنی یکساں ایک طریق اور ایک روش پر اور بعضوں نے کہا نادار محتاج کے معنی میں ہے۔ (وحیدی)

٤٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ لاَ آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلاَّ قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ. [راجع: ٢٣٣٤]

(۴۲۳۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا' ان سے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے' ان سے زید بن اسلم نے' ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی بھی میرے دور میں فتح ہوتی' میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کر دی تھی۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو آئندہ مسلمان ہوں گے اور وہ محض مفلس ہوں گے تو میں جس قدر ملک فتح ہوتا جاتا وہ سب کا سب مسلمانوں کو جاگیروں کے طور پر بانٹ دیتا اور خالص کچھ نہ رکھتا جس کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے مگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال ہے جو آئندہ مسلمان ہوں گے وہ اگر نادار ہوئے تو ان کی گزر

اوقات کے لیے کچھ نہ رہے گا۔ اس لیے خزانہ میں ملک کی تحصیل جمع رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسے مسلمانوں کے کام آئے۔

٤٢٣٧- حدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ : لاَ تُعْطِهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ، فَقَالَ: وَاعَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلَّى مِنْ قَدُومِ الضَّأْنِ.

[راجع: ٢٨٢٧]

(۴۲۳۷) مجھ سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' کہا کہ میں نے زہری سے سنا اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے سوال کیا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عنبسہ بن سعید نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (خیبر کی غنیمت میں سے) حصہ مانگا۔ سعید بن عاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ یارسول اللہ! انہیں نہ دیجئے۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص تو ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان رضی اللہ عنہ اس پر بولے حیرت ہے اس وبر (بلی سے چھوٹا ایک جانور) پر جو قدوم الضان پہاڑی سے اتر آیا ہے۔

٤٢٣٨- وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لاَ تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ أَبَانُ : وَأَنْتَ بِهَذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَانُ اجْلِسْ)) فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ : الضَّالُ السِّدْرُ.

[راجع: ٢٨٢٧]

(۴۲۳۸) اور زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا' انہیں عنبسہ بن سعید نے خبر دی' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہے تھے کہ ابان رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے کسی سریہ پر مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' خیبر فتح ہو چکا تھا۔ ان لوگوں کے گھوڑے تنگ چھال ہی کے تھے' (یعنی انہوں نے مہم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تھی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! غنیمت میں ان کا حصہ نہ لگائیے۔ اس پر ابان رضی اللہ عنہ بولے اے وبر! تیری حیثیت تو صرف یہ ہے کہ قدوم الضان کی چوٹی سے اتر آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابان! بیٹھ جا! آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا حصہ نہیں لگایا۔

تشریح ابن قوقل رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اسی حالت میں انہوں نے ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا مگر ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کی ذات پر یہ نکتہ چینی کی۔ (غفر اللہ لہم اجمعین)

وبر ایک جانور بلی کے برابر ہوتا ہے۔ ضان اس پہاڑ کا نام ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ملک دوس میں تھا۔ بعض نسخوں میں

لفظ فلم یقسم لھم کے آگے یہ الفاظ اور ہیں قال ابو عبداللہ الضال السدر یعنی امام بخاری نے کہا ضال جنگلی بیری کو کہتے ہیں۔ یہ تفسیر اسی نسخہ کی بناء پر ہے' جن میں بجائے راس ضان کے راس ضال ہے۔

٤٢٣٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ وَقَالَ أَبَانُ لأَبِي هُرَيْرَةَ : وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللهُ بِيَدِي وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ.

[راجع: ٢٨٢٧]

(۴۲۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابان بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یارسول اللہ! یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا حیرت ہے اس وبر پر جو قدوم الضان سے ابھی اترا ہے اور مجھ پر عیب لگاتا ہے ایک ایسے شخص پر کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں (ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو) عزت دی اور ایسا نہ ہونے دیا کہ ان کے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرتا۔

تشریح حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں نے ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو اگر شہید کیا تو وہ میرے کفر کا زمانہ تھا اور شہادت سے اللہ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے جو میرے ہاتھوں انہیں حاصل ہوئی۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہوا کہ کفر کی حالت میں ان کے ہاتھ سے مجھے قتل نہیں کروایا جو میری اخروی ذلت کا سبب بنتا اور اب میں مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ لہٰذا اب ایسی باتوں کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے اس بیان کو سن کر خاموش ہو گئے۔

٤٢٤٠، ٤٢٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ))، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ

(۴۲۴۰-۴۲۴۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے' ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا آنحضور ﷺ کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے' البتہ آل محمد ﷺ اسی مال سے کھاتی رہے گی اور میں خدا کی قسم جو صدقہ حضور اکرم ﷺ چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا' جس حال میں وہ آنحضور ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں'

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُوبَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلاً وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ : لَا وَاللهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَمَا عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي وَاللهِ لَآتِيَنَّهُمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ : إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللهُ إِلَيْكَ وَلَكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبًا حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوبَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ

میں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو آنحضور ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض ابو بکر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آویں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جانا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے خدا کو گواہ کیا' اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے' سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو

أصِلَ مِنْ قَرَابَتِي وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الأَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلاَّ صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لأَبِي بَكْرٍ: مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِي بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بكرٍ، وَلاَ إِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللهُ بِهِ وَلَكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هَذَا الأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا حِينَ رَاجَعَ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ.
[راجع: ٣٠٩٢، ٣٠٩٣]

اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے حضور اکرم ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملۂ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

تشریح: مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ کے بعد اٹھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کرتے ہی سب بنوہاشم نے بیعت کر لی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ اب جو ان کی خلافت کو صحیح نہ سمجھے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور وہ اس آیت کی وعید شدید میں داخل ہے۔ ﴿ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى ﴾ (نساء : ۱۱۵) ابن حبان نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شروع ہی میں بیعت کر لی تھی۔ بیہقی نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے تو اب مکرر بیعت تاکید کے لیے ہو گی۔

٤٢٤٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

(۴۲۴۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے حرمی نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھے عمارہ نے خبر دی' انہیں عکرمہ نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب کھجوروں سے ہمارا جی بھر جائے گا۔

کھجوروں کی پیداوار کے لیے خیبر مشہور تھا۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوشی ہوئی کہ فتح خیبر کی وجہ سے مدینہ میں کھجوریں بکثرت آنے لگیں گی۔

٤٢٤٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حُبَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهما قَالَ : مَا شَبِعْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ.

(۴۲۴۳) ہم سے حسن نے بیان کیا' کہا ہم سے قرہ بن حبیب نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن دینار نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب تک خیبر فتح نہیں ہوا تھا ہم تنگی میں تھے۔

فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کو کشادگی نصیب ہوئی وہاں سے بکثرت کھجوریں آنے لگیں۔ خیبر کی زمین کھجوروں کی پیداوار کے لیے مشہور تھی۔

٤٠- باب اسْتِعْمَالِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ

باب نبی کریم ﷺ کا خیبر والوں پر تحصیل دار مقرر فرمانا

٤٢٤٤، ٤٢٤٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟)) فَقَالَ لاَ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثَةِ فَقَالَ ((لاَ تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا)).

[راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

(۴۲۴۴'۴۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے عبدالمجید بن سہیل نے' ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی (سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ) کو خیبر کا عامل مقرر کیا۔ وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ! ہم اس طرح کی ایک صاع کھجور (اس سے خراب) دو یا تین صاع کھجور کے بدلے میں ان سے لے لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو' بلکہ (اگر اچھی کھجور لانی ہو تو) ساری کھجور پہلے درہم کے بدلے بیچ ڈالا کرو' پھر ان دراہم سے اچھی کھجور خرید لیا کرو۔

٤٢٤٦، ٤٢٤٧- وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٢٠١، ٢٢٠٢]

(۴۲۴۶ ـ ۴۲۴۷) اور عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا' ان سے عبدالمجید نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے خاندان بنی عدی کے بھائی کو خیبر بھیجا اور انہیں وہاں کا عامل مقرر کیا اور عبدالمجید سے روایت ہے کہ ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

خیبر کے پہلے عامل حضرت سواد بن غزیہ نامی انصاری رضی اللہ عنہ مقرر کئے گئے تھے۔ یہی وہاں کی کھجوریں بطور تحفہ لائے تھے جس پر

آنحضرت ﷺ نے ان کو مذکورہ بالا ہدایت فرمائی۔

۴۱- باب مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ

باب خیبر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا

۴۲۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا. [راجع: ۲۲۸۵]

(۴۲۴۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر (کی زمین و باغات وہاں کے) یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں اور بوئیں جوتیں اور انھیں ان کی پیداوار کا آدھا حصہ ملے گا۔

آدھوں آدھ پر معاملہ کرنا اس حدیث سے درست قرار پایا۔

۴۲- باب الشَّاةِ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو خیبر میں زہر دیا گیا تھا۔ اس کو عروہ نے عائشہ ؓ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۴۲۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ.

[راجع: ۳۱۶۹]

(۴۲۴۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان سے سعید نے بیان کیا' ان سے ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ خیبر کی فتح کے بعد نبی کریم ﷺ کو (ایک یہودی عورت کی طرف سے) بکری کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔

تشریح: زہر بھیجنے والی زینب بنت حارث سلام بن مشکم یہودی کی عورت تھی۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند ہے۔ اس نے اسی میں خوب زہر ملایا۔ آپ نے ایک نوالہ چکھ کر تھوک دیا۔ بشر بن براء ؓ کھا گئے وہ مر گئے' دوسرے صحابہ ؓ کو آپ نے منع فرمایا اور بتلا دیا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔ وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لیے کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو اللہ آپ کو خبر کر دے گا اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کا مرنا بہتر ہے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے جب بشر بن براء ؓ زہر کے اثر سے مر گئے تو آپ نے اس عورت کو بشر ؓ کے وارثوں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ زہر دے کر مار ڈالنا بھی قتل عمد ہے اور اس میں قصاص لازم آتا ہے اور حنفیہ کا رد ہوا جو اسے قتل بالسبب کہتے ہیں اور قصاص کو اس میں ساقط کرتے ہیں۔ (وحیدی)

۴۳- باب غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

باب غزوۂ زید بن حارثہ کا بیان

تشریح: حضرت زید بن حارثہ ؓ کو آپ نے کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا۔ سلمہ نے کہا کہ ہم نے سات لڑائیاں ان کے ساتھ کیں۔ پہلے نجد کی طرف' پھر بنو سلیم کی طرف' پھر قریش کے قافلوں کی طرف جس میں ابو العاص بن ربیع ؓ آنحضرت

ﷺ کے داماد قید ہو کر آئے تھے۔ پھر بنو ثعلبہ کی طرف' پھر حسمی کی طرف' پھر وادی القریٰ کی طرف' پھر بنی فزارہ کی طرف۔ حافظ نے کہا امام بخاری کی مراد یہاں یہی آخری غزوہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے مہاجرین اور انصار شریک تھے۔ جیسے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' ابوعبیدہ' سعد' سعید اور قتادہ وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

٤٢٥٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهما قَالَ: أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ فَطَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ: ((إِنْ طَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَايْمُ اللهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيقًا لِلإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لِمَنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

[راجع: ٣٧٣]

(۴۲۵۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک جماعت کا امیر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کی امارت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج تم کو اس کی امارت پر اعتراض ہے تم ہی کچھ دن پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ امارت کے مستحق اور اہل تھے۔ اس کے علاوہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے جس طرح یہ اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

تشریح: ان طعنہ کرنے والوں کا سردار عیاش بن ابی ربیعہ تھا وہ کہنے لگا آنحضرت ﷺ نے ایک لڑکے کو مہاجرین کا افسر بنا دیا ہے۔ اس پر دوسرے لوگ بھی گفتگو کرنے لگے۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا اور آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ بہت خفا ہوئے اور یہ خطبہ مذکورہ سنایا۔ اسی کو جیش اسامہ کہتے ہیں۔ مرض الموت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ اسامہ کا لشکر روانہ کر دینا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے سردار مقرر کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کے والد ان کافروں کے ہاتھوں سے مارے گئے تھے۔ اسامہ کی دلجوئی کے علاوہ یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنے والد کی شہادت یاد کر کے ان کافروں سے دل کھول کر لڑیں گے۔ (اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی سرداری جائز ہے۔ کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یقیناً اسامہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔

٤٤ - باب عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

باب عمرہ قضا کا بیان

تشریح: اس کو عمرہ قضا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضا یعنی فیصلے کے مطابق کیا گیا تھا جو آپ نے قریش کے کفاروں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگلے عمرے کی قضا کا عمرہ تھا کیونکہ اگلا عمرہ بھی آپ کا پورا ہو گیا تھا گو کافروں کی مزاحمت کی وجہ سے اس کے ارکان بجا نہیں لا سکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت کو عبدالرزاق اور ابن حبان نے وصل کیا ہے۔ اس عمرہ میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ تم آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا عمر اس کو شعر پڑھنے دو یہ کافروں پر تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ وہ اشعار یہ تھے ؂

خلوا بنی الکفار عن سبیله
قد انزل الرحمٰن فی تنزیله
بان خیر القتل فی سبیله
نحن قتلناکم علی تاویله

کما قتلناکم علی تنزیله
و تذهل الخلیل من خلیله
یا رب! انی مومن بقیله

ترجمہ: اے کافروں کی اولاد! آنحضرت ﷺ کا راستہ چھوڑ دو۔ اللہ نے ان پر اپنا پاک کلام اتارا ہے اور ہم تم کو اس پاک کلام کے موافق قتل کرتے ہیں۔ یہ قتل اللہ کی راہ میں بہت ہی عمدہ قتل ہے۔ اب اس قتل کی وجہ سے ایک دوست اپنے دوست سے جدا ہو جائے گا۔ یااللہ! میں نبی کریم ﷺ کے فرمودہ پر ایمان لایا ہوں۔

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے۔

٤٢٥١- حدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ قَالُوا: لاَ نُقِرُّ بِهَذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ))، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ ((امْحُ رَسُولَ اللهِ)) قَالَ عَلِيٌّ: لاَ وَاللهِ لاَ أَمْحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ ((هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لاَ يَدْخُلُ مَكَّةَ السِّلاَحَ إِلاَّ السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لاَ يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ وَأَنْ لاَ يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا))، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا : قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا

(۴۲۵۱) مجھ سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا۔ مکہ والے آپ کے مکہ میں داخل ہونے سے مانع آئے۔ آخر معاہدہ اس پر ہوا کہ (آئندہ سال) مکہ میں تین دن آپ قیام کر سکتے ہیں' معاہدہ یوں لکھا جانے لگا "یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا' کفار قریش کہنے لگے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکتے ہی کیوں' آپ تو بس محمد بن عبداللہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں' پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (رسول اللہ کا لفظ مٹا دو) انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ تحریر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے اس کے الفاظ اس طرح کر دیئے "یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے کیا کہ وہ ہتھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے۔ البتہ ایسی تلوار جو نیام میں ہو ساتھ لا سکتے ہیں اور یہ کہ اگر مکہ والوں میں سے کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے گا تو وہ اسے نہ روکیں گے" پھر جب (آئندہ سال) آپ اس معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے (اور تین دن کی) مدت پوری ہو گئی تو مکہ والے علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ اب یہاں سے

فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ: هِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)) وَقَالَ لِعَلِيٍّ ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ : ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)). [راجع: ١٧٨١]

چلے جائیں' کیونکہ مدت پوری ہو گئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ مکہ سے نکلے تو آپ کے پیچھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا کہتی ہوئی آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو میں اسے لیتا آیا ہوں۔ علی' زید' جعفر کا اختلاف ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا (جو جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) اور فرمایا خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں' جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت و شکل اور عادات و اخلاق دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو آپ اپنے نکاح میں لے لیں لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

تشریح: حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی اور حقیقی چچا تھے' اس لیے وہ آپ کے لیے حلال نہ تھی۔ روایت میں عمرۂ قضا کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

امام ابوالولید باجی نے اس حدیث کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ گو آپ لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے معجزہ کے طور پر اس وقت لکھ دیا۔ قسطلانی نے کہا کہ حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ کہاں ہے' انہوں نے بتلا دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے میٹ دیا پھر وہ کاغذ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا' انہوں نے پھر پورا صلح نامہ لکھا اس تقریر پر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ خصائل اور سیرت میں آپ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت تامہ رکھتے تھے۔ یہ لڑکی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہی' جب وہ شہید ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان ہی کے پاس جوان ہوئی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لیے کہا تو آپ نے یہ فرمایا جو روایت میں موجود ہے۔

٤٢٥٢- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

(۴۲۵۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا' کہا ہم سے سریج نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے ابن

عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلاَ يَحْمِلَ سِلاَحًا عَلَيْهِمْ إِلاَّ سُيُوفًا وَلاَ يُقِيمَ بِهَا إِلاَّ مَا أَحَبُّوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلاَثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ.

عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادے سے نکلے' لیکن کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے آپ کو روکا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈوایا اور ان سے معاہدہ کیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں لیکن (نیام میں تلواروں کے سوا اور) کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لا سکتے اور جتنے دنوں مکہ والے چاہیں گے' اس سے زیادہ آپ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے۔ تین دن وہاں مقیم رہے۔ پھر قریش نے آپ سے جانے کے لیے کہا اور آپ مکہ سے چلے آئے۔

تشریح ایفائے عہد کا تقاضا بھی یہی تھا جو آنحضرت ﷺ نے پورے طور پر ادا فرمایا اور آپ صرف تین دن قیام فرما کر اپنے پیارے اقدس شہر مکہ کو چھوڑ کر واپس آگئے۔ کاش! آج بھی مسلمان اپنے وعدوں کی ایسی ہی پابندی کریں تو دنیا میں ان کی قدر و منزلت بہت بڑھ سکتی ہے۔

٤٢٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ: كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. [راجع: ١٧٧٥]

(۴۲۵۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' کہا ان سے منصور ابن معتمر نے' ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے عمرے کئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار۔ اور ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔

٤٢٥٤- ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَلاَ تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ؟ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً إِلاَّ وَهُوَ شَاهِدٌ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ. [راجع: ١٧٧٦]

(۴۲۵۴) پھر ہم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (اپنے گھر میں) مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے ان سے پوچھا' اے ایمان والوں کی ماں! آپ نے سنا ہے یا نہیں' ابو عبدالرحمن (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

تشریح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کا صحیح ہونا

ثابت ہوا۔ (قسطلانی)

٤٢٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ : لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ.
[راجع: ١٦٠٠]

(۴۲۵۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم آپ پر آڑ کئے ہوئے مشرکین کے لڑکوں اور مشرکین سے آپ کی حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ وہ آپ کو کوئی ایذا نہ دے سکیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد یہ عمرہ دوسرے سال کیا گیا تھا' کفار مکہ کے قلوب اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے صاف نہیں تھے' مسلمانوں کو خطرات برابر لاحق تھے۔ خاص طور پر حضور ﷺ کی حفاظت مسلمانوں کے لیے ضروری تھی۔ روایت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ حدیث غزوۂ حدیبیہ میں بھی گزر چکی ہے۔

٤٢٥٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ الثَّلاَثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا مَابَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا، إِلاَّ الإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ. وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ: ((اُرْمُلُوا)) لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُمْ، وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ. [راجع: ١٦٠٢]

(۴۲۵۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (عمرہ کے لیے مکہ) تشریف لائے تو مشرکین نے کہا کہ تمہارے یہاں وہ لوگ آرہے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلا جائے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان حسب معمول چلیں۔ تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم آپ نے اس لیے نہیں دیا کہ کہیں یہ (امت پر) دشوار نہ ہو جائے اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس حدیث کو روایت کرکے یہ اضافہ کیا ہے۔ ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اس سال عمرہ کرنے آئے جس میں مشرکین نے آپ کو امن دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اکڑ کر چلو تاکہ مشرکین تمہاری قوت کو دیکھیں۔ مشرکین جبل قعیقعان کی طرف کھڑے دیکھ رہے تھے۔

قعیقعان ایک پہاڑ ہے وہاں سے شامی دونوں رکن عقبہ کے نظر پڑتے ہیں یمانی رکن نظر نہیں آتے۔

٤٢٥٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ

(۴۲۵۷) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا' ان سے سفیان بن عیینہ

عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ. [راجع: ١٤٤٩]

نے‘ ان سے عمرو بن دینار نے‘ ان سے عطاء ابن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑ‘ مشرکین کے سامنے اپنی طاقت دکھانے کے لیے کی تھی۔

مونڈھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلنا اس کو رمل کہتے ہیں جو اب بھی مسنون ہے۔

٤٢٥٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهما قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ. [راجع: ١٨٣٧]

(۴۲۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا‘ کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا‘ کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا‘ ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی مقام سرف میں ہوا۔

٤٢٥٩ - وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. [راجع: ١٨٣٧]

(۴۲۵۹) امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن اسحاق نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مجھ سے ابن ابی نجیح ----- اور ابان بن صالح نے بیان کیا‘ ان سے عطاء اور مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضاء میں نکاح کیا تھا۔

تشریح: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں جن کی بہن ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہی میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کیا۔ سرف مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ سنہ ۵۱ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ انتقال فرمایا۔ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے عمرہ قضا کا ذکر ہوا ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رمل وغیرہ وقتی اعمال تھے مگر بعد میں ان کو بطور سنت برقرار رکھا گیا تاکہ اس (وقت کے حالات مسلمانوں کے ذہن میں تازہ رہیں اور اسلام کے غالب آنے پر وہ خدا کا شکر ادا کرتے رہیں۔ عمرہ قضا کا بیان پیچھے مفصل گزر چکا ہے۔

٤٥ - باب غَزْوَةِ مُوتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ

باب غزوۂ موتہ کا بیان جو سرزمین شام میں سنہ ۸ھ میں ہوا تھا

موتہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر بلقاء کے قریب ایک جگہ کا نام تھا۔ یہاں شام میں شرحبیل ابن عمرو غسانی قیصر کے حاکم نے رسول کریم ﷺ کے ایک قاصد حرث بن عمیر رضی اللہ عنہ نامی کو قتل کر دیا تھا۔ یہ سنہ ۸ھ ماہ جمادی الاول کا واقعہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس پر چڑھائی کے لیے فوج روانہ کی جو تین ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ (فتح الباری)

٤٢٦٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

(۴۲۶۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا‘ کہا ہم سے عبداللہ بن

عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ قَتِيلٌ فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِينَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ.

[طرفه في: ٤٢٦١].

وہب نے بیان کیا' ان سے عمرو بن حارث انصاری نے' ان سے سعید بن ابی ہلال نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اس غزوہ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی لاش پر کھڑے ہو کر میں نے شمار کیا تو نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم ان کے جسم پر تھے لیکن پیچھے یعنی پیٹھ پر ایک زخم بھی نہیں تھا۔

تشریح: حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اسلام کے ان بہادروں میں سے ہیں جن پر امت مسلمہ ہمیشہ نازاں رہے گی۔ پشت پر کسی زخم کا نہ ہونا اس کا مطلب یہ کہ جنگ میں وہ آخر تک سینہ سپر رہے' بھاگ کر پیٹھ دکھلانے کا دل میں خیال تک بھی نہیں آیا۔ آپ ابوطالب کے بیٹے ہیں' شہادت کے بعد اللہ نے ان کو جنت میں دو بازو عطا کئے جن سے یہ جنت میں آزادی کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اس لیے ان کا لقب طیار ہوا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام تھا۔

٤٢٦١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: أَمَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُوتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ)) قَالَ عَبْدُ اللهِ : كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ.

[راجع: ٤٢٦٠]

(۴۲۶۱) ہمیں احمد بن ابی بکر نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن سعد نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے غزوہ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں' میں بھی شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں شہداء میں ملی اور ان کے جسم پر کچھ اوپر نوے زخم نیزوں اور تیروں کے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول کریم ﷺ اگر غیب داں ہوتے تو ہرگز یہ نقصان نہ ہونے دیتے اور پہلے ہی شہداء کرام کو امیر بننے سے روک دیتے مگر غیب داں صرف اللہ ہی ہے۔

٤٢٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

(۴۲۶۲) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ، فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ.

[راجع: ١٢٤٦]

زید' جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ اب زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں' اب وہ شہید کر دیئے گئے' اب جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا' وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا' وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

تشریح: آنحضرت ﷺ اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے رہے تھے اور آپ کو بذریعہ وحی یہ سارے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب داں نہیں تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں دائیں ہاتھ میں جھنڈا تھامے ہوئے تھے۔ دشمنوں نے وہ ہاتھ کاٹ ڈالا تو انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ دشمنوں نے اس کو بھی کاٹ ڈالا' وہ شہید ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو پرندے کی طرح کے بخش دیئے ہیں' وہ ان سے جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ لفظ طیار کے معنی اڑنے والے کے ہیں۔ اسی سے آپ کو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عبداللہ اور محمد نامی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان پر بڑی شفقت فرمائی۔ موسیٰ ابن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ یعلیٰ بن امیہ اہل موتہ کی خبر لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو موتہ والوں کا حال مجھ کو سناؤ ورنہ میں خود ہی تم کو ان کا پورا حال سنا دیتا ہوں۔ (جو اللہ نے تمہارے آنے سے پہلے مجھ کو وحی کے ذریعہ بتلا دیا ہے) چنانچہ خود آپ نے ان کا پورا حال بیان فرما دیا جسے سن کر یعلیٰ بن امیہ کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ آپ نے اہل موتہ کے حالات سنانے میں ایک حرف کی بھی کمی نہیں چھوڑی ہے۔ آپ کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے۔ (قسطلانی)

٤٢٦٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ نِسَاءَ

(۴۲۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا' کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا' کہا کہ مجھے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی' کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا' انہوں نے بیان کیا زید بن حارثہ' جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تھی' آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے چہرے سے غم ظاہر ہو رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں دروازے کی دراڑ سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں چلا کر رو رہی ہیں۔ آنحضور ﷺ نے حکم

جَعْفَرٍ قَالَ: وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ: فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ فَوَاللهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنَ الْعِنَاءِ. [راجع: ١٢٩٩]

دیا کہ انہیں روک دو۔ بیان کیا کہ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ کر کہا کہ میں نے انہیں روکا اور یہ بھی کہہ دیا کہ انہوں نے اس کی بات نہیں مانی' پھر اس نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے پھر منع کرنے کے لیے فرمایا۔ وہ صاحب پھر جا کر واپس آئے اور کہا قسم خدا کی وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' میں نے کہا' اللہ تیری ناک غبار آلود کرے نہ تو تو عورتوں کو روک سکا نہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا ہی چھوڑا۔ (نوحہ کرنے کی انتہائی برائی اس حدیث سے ثابت ہوئی)

٤٢٦٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ. [راجع: ٣٧٠٩]

(۴۲۶۴) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ان سے عامر شعبی نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے سلام بھیجتے تو السلام علیک یا ابن ذی الجناحین کہتے۔

اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو جیو' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔

تشریح: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فالمراد بالجناحين صفة ملكية وقوة روحانية اعطيها جعفر یعنی سہیلی نے کہا کہ جناحین سے مراد وہ صفات ملکی و قوت روحانی ہے جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ مگر واذا لم يثبت خبر في بيان كيفيتها فنومن بها من غير بحث عن حقيقتها (فتح الباری) یعنی جب ان پروں کی کیفیت کے بارے میں کوئی خبر ثابت نہیں تو ہم ان کی حقیقت کی بحث میں نہیں پڑتے بلکہ جیسا حدیث میں وارد ہوا' اس پر ایمان لاتے ہیں۔

٤٢٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُوتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلاَّ صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ.

[طرفه في : ٤٢٦٦].

(۴۲۶۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ صرف ایک یمن کا بنا ہوا چوڑے پھل کا تیغہ باقی رہ گیا تھا۔

٤٢٦٦- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ،

(۴۲۶۶) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا' ان سے

قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ : لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُوتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ.
[راجع: ٤٢٦٥]

قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں' صرف ایک یمنی تیغہ میرے ہاتھ میں باقی رہ گیا تھا۔

یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کمال بہادری دلیری اور جرأت کی دلیل ہے۔

٤٢٦٧- حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهما قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَاجَبَلاَهُ وَا كَذَا وَا كَذَا، تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلاَّ قِيلَ لِي آنْتَ كَذَلِكَ. [طرفه في :٤٢٦٨].

(۴۲۶۷) مجھ سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا' ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے' ان سے عامر شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر نے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر (ایک مرتبہ کسی مرض میں) بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن عمرہ والدہ نعمان بن بشیر یہ سمجھ کر کہ کوئی حادثہ پیش آ گیا' عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لیے پکار کر رونے لگیں۔ ہائے میرے بھائی ہائے' میرے ایسے اور ویسے۔ ان کے محاسن اس طرح ایک ایک کر کے گنانے لگیں لیکن جب عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انہوں نے کہا کہ تم جب میری کسی خوبی کا بیان کرتی تھیں تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم واقعی ایسے ہی تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ فرشتے لوہے کا گرز اٹھاتے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا تو ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض بیماریوں میں مرنے سے پہلے ہی فرشتے نظر پڑ جایا کرتے ہیں گو آدمی نہ مرے۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بیماری سے اچھے ہو گئے تھے یہی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

٤٢٦٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.
[راجع: ٤٢٦٧]

(۴۲۶۸) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبثر بن قاسم نے بیان کیا' ان سے حصین نے' ان سے شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی ہو گئی تھی' پھر اوپر کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ چنانچہ جب (غزوہ موتہ) میں وہ شہید ہوئے تو ان کی بہن ان پر نہیں روئیں۔

ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ میت پر نوحہ کرنا خود میت کے لیے باعث عذاب ہے۔ اس لیے انہوں نے اس حرکت سے پرہیز اختیار کیا' خالی آنسو اگر جاری ہوں تو یہ منع نہیں ہے' چلا کر رونا اور میت کے اوصاف بیان کرنا منع ہے۔

٤٦- باب بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حرقات کے

زَيْدٍ إِلَى الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ — مقابلہ پر بھیجنا

لفظ حرقات حرقۃ کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام جہیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ تھا' اس نے ایک لڑائی میں ایک قوم کو آگ میں جلا دیا تھا۔ اس لیے حرقۃ نام سے موسوم ہوا۔

٤٢٦٩ – حدّثني عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلاً مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ فَكَفَّ الأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ؟)) قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

[طرفه في :٦٨٧٢].

(۴۲۶۹) مجھ سے عمرو بن محمد بغدادی نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا' انہیں حصین نے خبر دی' انہیں ابو ظبیان حصین بن جندب نے' کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی' پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرداس بن عمرو نامی) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پالیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو آنحضرت ﷺ کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کیا اس کے لا الہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے بچنا چاہتے تھے (اس نے یہ کلمہ دل سے نہیں پڑھا تھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

تشریح: کلمہ پڑھنے کے باوجود اسے قتل کرنا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا کام تھا جس پر آنحضرت ﷺ کو انتہائی رنج ہوا اور آپ نے بار بار یہ جملہ دہرا کر خفگی کا اظہار فرمایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی اور آج جب اسلام لاتا تو میرے پچھلے سارے گناہ معاف ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کرا دیتا ہے۔ اسی لیے کسی کلمہ گو کی تکفیر کرنا وہ بدترین حرکت ہے جس نے مسلمانوں کی ملی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ مزید افسوس ان علماء پر ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر تیر تکفیر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے علماء کو بھی سوچنا چاہیے کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بنا بنا کر خدا کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ ہاں اگر کوئی کلمہ گو افعال کفر کا ارتکاب کرے اور توبہ نہ کرے تو ان افعال کفریہ میں اس کی طرف لفظ کفر کی نسبت کی جا سکتی ہے۔ جو کفر دون کفر کے تحت ہے۔ بہرحال افراط تفریط سے بچنا لازم ہے۔ لانکفر اہل القبلۃ جملہ مسالک اہل سنت کا متفقہ اصول ہے۔

٤٢٧٠ – حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ يَقُولُ: غَزَوْتُ

(۴۲۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ.

[أطرافه في: ٤٢٧١، ٤٢٧٢، ٤٢٧٣].

ﷺ کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے۔ (مگر آپ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

٤٢٧١- وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ : غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُوبَكْرٍ وَمَرَّةً أُسَامَةُ. [راجع: ٤٢٧٠]

(۴۲۷۱) اور عمر بن حفص بن غیاث نے (جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں) بیان کیا کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی لڑائیوں میں گیا ہوں جن کو خود حضور اکرم ﷺ نے بھیجا تھا۔ کبھی ہمارے امیر ابوبکر ہوتے اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہما ہوتے۔

تشریح راوی کا مقصد یہ ہے کہ جملہ غزوات میں رسول کریم ﷺ نے کبھی امیر لشکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے اکابر کو بنایا اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے نوجوانوں کو' مگر ہم لوگوں نے کبھی اس بارے میں امیر لشکر کے بڑے چھوٹے ہونے کا خیال نہیں کیا بلکہ فرمان رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے بار بار فرما دیا تھا کہ اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔

٤٢٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

[راجع: ٤٢٧٠]

(۴۲۷۲) ہم سے ابو عاصم الضحاک بن مخلد نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا' ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن حارثہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی غزوہ کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنایا تھا۔

تشریح یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں آنحضرتؐ کے ساتھ نو جہاد مذکور ہیں۔ شاید سلمہ نے وادی القریٰ اور عمرہ قضا کا سفر بھی جہاد سمجھ لیا اس طرح نو ہو گئے۔ قسطلانی نے کہا یہ حدیث امام بخاری کی پندرھویں ثلاثی حدیث ہے۔ حارثہ حضرت اسامہ کے دادا کا نام ہے۔ (وحیدی)

٤٢٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ،

(۴۲۷۳) ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن مسعدہ نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوے کئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے غزوۂ خیبر' غزوۂ حدیبیہ' غزوۂ حنین اور غزوۂ ذات القرد کا ذکر کیا۔ یزید نے کہا کہ باقی غزووں کے نام

قَالَ يَزِيدُ: وَنَسِيتُ بَقِيَّتَهُمْ.

میں بھول گیا۔

[راجع: ٤٢٧٠]

ان جملہ غزوات کا بیان اسی پارے میں جگہ جگہ مذکور ہوا ہے۔ ذات القرد کا واقعہ پارے کے شروع میں ملاحظہ کیا جائے۔ یہ ان ڈاکوؤں کے خلاف غزوہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیوں کو بھگا کر لے جا رہے تھے۔ جنگ خیبر سے چند روز بیشتر یہ حادثہ پیش آیا تھا۔ مزید جن غزوات کے نام بھول گئے' ان سے مراد غزوۂ فتح مکہ' غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک ہیں۔ (فتح)

٤٧- باب غَزْوَةِ الْفَتْحِ

باب غزوۂ فتح مکہ کا بیان

اس کا سبب یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ فریقین کے حلیف قبائل بھی باہم جنگ نہ کریں گے۔ بنوبکر قریش کے حلیف تھے اور بنوخزاعہ رسول کریم ﷺ کے مگر بنوبکر نے اچانک بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اپنے حلیف بنوبکر کا ساتھ دیا۔ اس پر بنوخزاعہ نے دربار رسالت میں جاکر فریاد کی۔ اس کے نتیجہ میں غزوۂ فتح مکہ وجود میں آیا۔ کان سبب ذالک ان قریشا نقضوا العھد الذی وقع بالحدیبیة ففھم ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغزاھم (فتح)

وَمَا بَعَثَ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ ﷺ

اور جو خط حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کے غزوہ کے ارادہ سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجا تھا اس کا بھی بیان۔

٤٢٧٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ : مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ

(۴۲۷۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا' انہیں حسن بن محمد بن علی نے خبر دی اور انہوں نے عبیداللہ بن رافع سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بنائلہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ مجھے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم مقام روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں سوار ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط لیے ہوئے ہے' تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ جب ہم روضہ خاخ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہمیں ایک عورت ہودج میں سوار ملی (جس کا نام سارا یا کنود ہے) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرا کپڑا اتار کر (تلاشی لیں گے) تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ

بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ يَقُولُ: كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلاَ رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَمَا ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا؟ قَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ السُّورَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ - إلى قوله - فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾)).

[راجع: ٣٠٠٧]

لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام (صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابو جہل) پھر انہوں نے اس میں مشرکین کو حضور اکرم ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر بھی دی تھی۔ (آپ فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا' اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں' میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دوسرے مہاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں' صرف ان کا حلیف بن کر ان سے جڑ گیا ہوں اور دوسرے مہاجرین کے وہاں عزیز و اقرباء ہیں جو ان کے گھر بار مال اسباب کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ خیر جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبہ والوں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے تمہارے سامنے سچی بات کہہ دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ غزوۂ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ جو غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے کام سے واقف ہے ---- سورۂ ممتحنہ میں اس نے ان کے متعلق خود فرما دیا ہے کہ "جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو۔ آیت "فقد ضل سوآء السبیل تک۔

تشریح: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو لکھا تھا کہ رسول کریم ﷺ مکہ پر فوج لے کر آنا چاہتے ہیں' تم اپنا انتظام کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا وہ ظاہری قانونی سیاست کے مطابق تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ان کی سچائی وحی سے معلوم ہو گئی۔ لہٰذا آپ نے ان کی غلطی سے درگزر فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض امور میں محض ظاہری وجوہ کی بناء پر فتویٰ ٹھوک دینا

درست نہیں ہے۔ مفتی کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کے جملہ امور و حالات پر خوب غور و خوض کر کے فتویٰ نویسی کرے۔ روایت میں غزوۂ فتح مکہ کے عزم کا ذکر ہے' یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

فتح الباری میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کے یہ الفاظ منقول ہوئے ہیں: یامعشر قریش فان رسول الله صلی الله علیه وسلم جاء کم بجیش کاللیل یسیر کالسیل فوالله لوجاء کم وحده لنصره الله وانجز له وعده فانظر والانفسکم والسلام۔ واقدی نے یہ لفظ نقل کئے ہیں۔ ان حاطب کتب الی سهیل بن عمرو وصفوان بن اسد وعکرمه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذن فی الناس بالغزو ولا اراده یرید غیر کم وقد اجببت ان یکون لی عند کم ید. ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر جرا لے کر تمہارے اوپر چڑھائی کرنے والے ہیں تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ احسان کرنے کے لیے ایسا لکھا ہے۔

٤٨- باب غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

باب غزوۂ فتح مکہ کا بیان جو رمضان سنہ ۸ھ میں ہوا تھا

٤٢٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: مِثْلَ ذَلِكَ. وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن مسعود نے' کہا کہ مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ رمضان میں کیا تھا۔ زہری نے ابن سعد سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ وہ بھی اسی طرح بیان کرتے تھے۔ زہری نے عبیداللہ سے روایت کیا' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (غزوۂ فتح کے سفر میں جاتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے' جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا۔

تشریح: روزے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ جو خاص طور سے جہاد کے لیے نقصان دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزے نہیں رکھے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور عام سفر کے لیے بھی یہی حکم قرار پایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر ﴾ یعنی جو مریض ہو وہ صحت کے بعد اور جو مسافر ہو وہ واپسی کے بعد روزہ رکھ لے۔

٤٢٧٦- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلافٍ وَذَلِكَ عَلَى

(۴۲۷۶) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' کہا مجھے زہری نے خبر دی' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے لیے) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ (دس یا بارہ ہزار کا) لشکر تھا۔ اس وقت آپ کو مدینہ میں تشریف لا کر

رَأْسِ ثَمَانِ سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الآخِرُ فَالآخِرُ.
[راجع: ١٩٤٤]

ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے والے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی' لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ زہری نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے سب سے آخری عمل پر ہی عمل کیا جائے گا۔

قرآن مجید میں بھی مسافر کے لیے خاص اجازت ہے کہ مسافر نہ چاہے تو روزہ سفر میں نہ رکھے یا سفر پورا کر کے چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کر لے۔

٤٢٧٧ – حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ او على راحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّامِ: أَفْطِرُوا.
[راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۷) مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا' ان سے خالد نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں بعض حضرات تو روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا لیکن جب حضور ﷺ اپنی سواری پر پوری طرح بیٹھ گئے تو آپ نے برتن میں دودھ یا پانی طلب فرمایا اور اسے اپنی اونٹنی پر' یا اپنی ہتھیلی پر رکھا (اور پھر پی لیا) پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا' انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑ لو۔

٤٢٧٨ – وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهما خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ. وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۸) اور عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ایوب نے' انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے نقل کیا۔ اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے نقل کیا۔

تشریح مشہور روایتوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوۂ حنین کے لیے شوال میں فتح مکہ کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان ہی میں غزوۂ حنین کا سفر کیا تھا۔ سو تطبیق یہ ہے کہ سفر مبارک رمضان میں شروع ہوا۔ شوال میں اس کی تکمیل ہوئی۔ غزوہ حنین کا وقوع شوال ہی میں صحیح ہے۔ (قسطلانی)

٤٢٧٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ. قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. [راجع: ١٩٤٤]

(۴۲۷۹) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے مجاہد نے' ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں (فتح مکہ کا) سفر شروع کیا۔ آپ روزے سے تھے لیکن جب مقام عسفان پر پہنچے تو پانی طلب فرمایا۔ دن کا وقت تھا اور آپ نے وہ پانی پیا تاکہ لوگوں کو دکھلا سکیں پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں (بعض اوقات) روزہ بھی رکھا تھا اور بعض اوقات روزہ نہیں بھی رکھا۔ اس لیے (سفر میں) جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (روایت میں فتح مکہ کے لیے سفر کرنے کا ذکر ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔)

تشریح قریش کی بدعہدی پر مجبوراً مسلمانوں کو سنہ ۸ھ میں بماہ رمضان مکہ شریف پر لشکر کشی کرنی پڑی۔ قریش نے سنہ ۶ھ کے معاہدہ کو توڑ کر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اور جن پر حملہ نہ کرنے کا عہد و پیمان تھا مگر قریش نے اس عہد کو اس بری طرح توڑا کہ سارے بنی خزاعہ کا صفایا کر دیا۔ ان بیچاروں نے بھاگ کر کعبہ شریف میں پناہ مانگی اور الٰھک الٰھک کہہ کر پناہ مانگتے تھے کہ اپنے اللہ کے واسطے ہم کو قتل نہ کرو۔ مشرکین ان کو جواب دیتے لا الہ الیوم آج اللہ کوئی چیز نہیں۔ ان مظلوموں کے بچے ہوئے چالیس آدمیوں نے دربار رسالت میں جا کر اپنی بربادی کی ساری داستان سنائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاہدے کی پابندی' فریق مظلوم کی دادرسی' دوستدار قبائل کی آئندہ حفاظت کی غرض سے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بجانب مکہ عازم سفر ہوئے۔ دو منزلہ سفر ہوا تھا کہ راستے میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ ملاقی ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عجب جوش و نشاط کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

لعمرک انی حین احمل رایه
لتغلب خیل الات خیل محمد
لکا المد لج الحیران اظلم لیلة
فھذا اوانی حین ھدی فاھتدی
ھد انی ھاد غیر نفسی و دلنی
الی الله من طرد ته کل مطرد

ترجمہ "قسم ہے کہ میں جن دنوں لڑائی کا جھنڈا اس ناپاک خیال سے اٹھایا کرتا تھا کہ لات بت کے پوجنے والوں کی فوج حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فوج پر غالب آجائے۔ ان دنوں میں اس خار پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے (اسلام پر) گامزن ہو جاؤں۔ مجھے سچے ہادی برحق نے ہدایت فرما دی ہے (نہ کہ میرے نفس نے) اور اللہ

کا راستہ مجھے اس ہادی برحق نے دکھلا دیا ہے جسے میں نے (اپنی غلطی سے) ہمیشہ دھتکار رکھا تھا۔"

آخر ۲۰/ رمضان سنہ ۸ھ کو آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور جملہ دشمنان اسلام کو عام معافی کا اعلان کرا دیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے یہ خطبہ پیش فرمایا۔

یامعشر! قریش ان الله قد اذهب منکم نخوة الجاهلیة وتعظمها بالاباء۔ الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم تلا رسول الله صلی الله علیه وسلم یاایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندالله اتقاکم۔ اذهبوا فانتم الطلقاء لاتثریب علیکم الیوم (طبری)

اے خاندان قریش والو! خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور باپ دادوں پر اترانے کا غرور آج ختم کر دیا' سن لو! سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا' اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت اور قبیلے سب تمہاری آپس کی پہچان کے لیے بنا دیئے ہیں اور خدا کے ہاں تو صرف تقویٰ والے کی عزت ہے۔ پھر فرمایا (اے قریشیو!) جاؤ آج تم سب آزاد ہو تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس جنگ کے جستہ جستہ حالات حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل ابواب میں بیان فرمائے ہیں۔

٤٩- باب أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ؟

٤٢٨٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذَلِكَ قُرَيْشًا، خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ، يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيرَانٍ كَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا هَذِهِ؟ لَكَأَنَّهَا نِيرَانُ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ: نِيرَانُ بَنِي عَمْرٍو، فَقَالَ: أَبُو سُفْيَانَ: عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ، فَرَآهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَدْرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ، فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ: ((احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ

باب فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے جھنڈا کہاں گاڑا تھا؟

(۴۲۸۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام بن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش کو اس کی خبر مل گئی تھی۔ چنانچہ ابو سفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نبی کریم ﷺ کے بارے میں معلومات کے لیے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقام مرالظہران پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام عرفات کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ یہ تو عرفات کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (یعنی قباء کے قبیلے) کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے' پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد جب آنحضرت ﷺ آگے (مکہ کی طرف) بڑھے تو عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ایسی جگہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کا جاتے وقت ہجوم ہو تاکہ وہ

حَطْمِ الْخَيْلِ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ)) فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَمُرُّ كَتِيبَةً كَتِيبَةً، عَلَى أَبِي سُفْيَانَ فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ قَالَ: يَا عَبَّاسُ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَذِهِ غِفَارٌ قَالَ: مَا لِي وَلِغِفَارَ؟ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ، قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَمَرَّتْ سُلَيْمٌ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ : هَؤُلَاءِ الأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ : يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمَ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ : ((مَا قَالَ؟)) قَالَ: قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: ((كَذَبَ سَعْدٌ وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الْكَعْبَةُ)) قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُونِ. قَالَ عُرْوَةُ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ هَهُنَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ، قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ

مسلمانوں کی فوجی قوت کو دیکھ لیں۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے سے گزرنے لگے۔ ایک دستہ گزرا تو انہوں نے پوچھا' عباس! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے غفار سے کیا سروکار' پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا' قبیلہ سلیم گزرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔ آخر ایک دستہ سامنے آیا۔ اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہو گیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار کا دستہ ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں (انصار کا علم ہے) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوسفیان! آج کا دن قتل عام کا ہے۔ آج کعبہ میں بھی لڑنا درست کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس پر بولے اے عباس! (قریش کی ہلاکت و بربادی کا دن اچھا آ لگا ہے۔ پھر ایک اور دستہ آیا یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ آنحضرت ﷺ کا علم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ یہ کہہ گئے ہیں کہ آپ قریش کا کام تمام کر دیں گے۔ (سب کو قتل کر ڈالیں گے۔) حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا ہے بلکہ آج کا دن وہ ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کر دے گا۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ عروہ نے بیان کیا پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کا علم مقام حجون میں گاڑ دیا جائے۔ عروہ نے بیان کیا اور مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی' کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا (فتح مکہ کے بعد) کہ حضور ﷺ نے ان کو یہیں جھنڈا گاڑنے کے لیے حکم فرمایا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس دن حضور ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو

مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدًى فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الأَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ.

حکم دیا تھا کہ مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوں اور خود حضور اکرم ﷺ کداء کے (نشیبی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے دستہ کے دو صحابی' حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تھے۔

تشریح: روایت میں مرالظہران ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک منزل پر۔ اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں۔ عرفات میں حاجیوں کی عادت تھی کہ ہر ایک آگ سلگاتا۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو الگ الگ آگ جلانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ہزاروں جگہ آگ روشن کی گئی۔ روایت کے آخر میں لفظ حبذ ایوم الذمار کا ترجمہ بعضوں نے یوں کیا ہے۔ "وہ دن اچھا ہے جب تم کو مجھے بچانا چاہیے۔" کہتے ہیں آنحضرت ﷺ سامنے سے گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں آج تو رحمت اور کرم کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا اور سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کی بجائے قیس کو دیا۔ فتح مکہ کے دن علم نبوی مقام حجون میں گاڑا گیا تھا۔ کدا بالمد اور کداء بالقصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے کچھ آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ کافر ۱۲۔ ۱۳ مارے گئے اور مسلمان دو شہید ہوئے۔

روایت میں مذکور شدہ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول کریم ﷺ کے چچیرے بھائی ہوتے ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے اور ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی ہجو میں انہوں نے ایک قصیدہ کہا تھا۔ جس کا جواب حسان رضی اللہ عنہ نے بڑے شاندار شعروں میں دیا تھا۔ فتح کے دن اسلام لانے کا ارادہ کر رہے تھے مگر پچھلے حالات یاد کر کے شرم کے مارے سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک کی طرف منہ کر کے وہ الفاظ کہہ دیجئے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے خطاکار بھائیوں نے کہے تھے۔ ﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴾ (یوسف: ۹۱) یعنی اللہ کی قسم! آپ کو اللہ نے ہمارے اوپر بڑی فضیلت بخشی اور ہم بلاشک خطاکار ہیں۔ آپ یہ الفاظ کہیں گے تو رسول کریم ﷺ کے الفاظ بھی جواب میں وہی ہوں گے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے تھے۔ ﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ (یوسف: ۹۲) اے بھائیو! آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تم کو بخشے وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آخر مسلمان ہوئے اور اچھا پر خلوص اسلام لائے۔ آخر عمر میں حج کر رہے تھے جب حجام نے سر مونڈا تو سر میں ایک رسولی تھی اسے بھی کاٹ دیا' یہی ان کی موت کا سبب ہوا۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

٤٢٨١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُولُ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ، وَقَالَ: لَوْ لاَ أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ.

(۴۲۸۱) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا' انہوں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے

[أطرافه في :٤٨٣٥، ٥٠٣٤، ٥٠٤٧، ٧٥٤٠].

دکھاتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

٤٢٨٢- حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ : يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ نَنْزِلُ غَدًا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ؟)).
[راجع: ١٥٨٨]

(۴۲۸۲) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' کہا ہم سے سعدان بن یحییٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی حفصہ نے بیان کیا' کہا ان سے زہری نے' ان سے زین العابدین علی بن حسین نے' ان سے عمرو بن عثمان نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سفر میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! کل (مکہ میں) آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے عقیل نے کوئی گھر ہی کہاں چھوڑا ہے۔

٤٢٨٣- ثُمَّ قَالَ : ((لاَ يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلاَيَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ)). قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ؟ قَالَ: وَرِثَهُ عُقِيلٌ، وَطَالِبٌ. قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ : أَيْنَ نَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ؟ وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ حَجَّتِهِ وَلاَ زَمَنَ الْفَتْحِ.

(۴۲۸۳) پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن' کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہو سکتا ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ پھر ابوطالب کی وراثت کسے ملی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے (اسامہ رضی اللہ عنہ کا سوال یوں نقل کیا ہے کہ) آپ اپنے حج کے دوران کہاں قیام فرمائیں گے؟ اور یونس نے (اپنی روایت میں) نہ حج کا ذکر کیا ہے اور نہ فتح مکہ کا۔

عقیل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس لیے ابوطالب کے وہ وارث ہوئے اور علی اور جعفر رضی اللہ عنہما کو کچھ ترکہ نہیں ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔

٤٢٨٤- حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ١٥٨٩]

(۴۲۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ ہماری قیام گاہ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تو خیف بنی کنانہ میں ہو گی۔ جہاں قریش نے کفر کی حمایت کے لیے قسم کھائی تھی۔

تشریح خیف اس جگہ کو کہتے ہیں جو معمولی زمین سے اونچی اور پہاڑ سے کچھ اور نیچی ہو۔ مسجد خیف اسی جگہ واقع ہے۔ کسی وقت کفار مکہ نے اسلام دشمنی پر یہیں قسم کھائی تھی۔ اللہ نے ان کا غرور خاک میں ملایا اور اسلام کو عظمت عطا فرمائی۔ قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو آپ کے پورے خاندان بنوہاشم اور بنومطلب کو مکہ سے نکال کر ہی دم لیں گے آخر وہ

دن آیا کہ وہ خود ہی نیست و نابود ہو گئے اور اسلام کا جھنڈا مکہ پر لہرایا۔ سچ ہے' ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ (بنی اسرائیل:۸۱) مسلمان اگر آج بھی سچے مسلمان بن جائیں تو نصرت خداوندی ان کی مدد کے لیے حاضر ہے۔

٤٢٨٥- حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا: ((مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ١٥٨٩]

(۴۲۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی' انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہو گا جہاں قریش نے کفر کے لیے قسم کھائی تھی۔

تشریح: یہاں آپ اس لیے اترے کہ اللہ کا احسان ظاہر ہو کہ ایک دن تو وہ تھا کہ بنوہاشم قریش کے کافروں سے ایسے مغلوب اور مرعوب تھے یا ایک دن اللہ نے وہ دن دکھلایا کہ سارے قریش کے کافر مغلوب ہو گئے اور اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اس سے اہم ترین تاریخی مقامات کو یاد رکھنا بھی ثابت ہوا۔

٤٢٨٦- حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلْهُ)) قَالَ مَالِكٌ : وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا. [راجع: ١٨٤٦]

(۴۲۸۶) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھی۔ آپ نے اسے اتارا ہی تھا کہ ایک صحابی نے آکر عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ سے چمٹا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے (وہیں) قتل کر دو۔ امام رحمہ اللہ نے کہا جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے' نبی کریم ﷺ اس دن احرام باندھے ہوئے نہیں تھے۔

تشریح: ابن خطل اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا تھا۔ ایک آدمی کا قاتل بھی تھا اور رسول کریم ﷺ کی ہجو کے گیت گایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر وہ کعبہ کے پردوں سے باہر نکالا گیا اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ آنحضرت ﷺ نے آئندہ کے لیے اس طرح کرنے سے منع فرما دیا کہ اب قریش کا آدمی اس طرح بے بس کر کے نہ مارا جائے۔ خود لوہے کا کن ٹوپ جسے جنگ میں سر کی حفاظت کے لیے اوڑھ لیا جاتا تھا۔

٤٢٨٧- حدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ

(۴۲۸۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم کو سلیمان بن عیینہ نے خبر دی' انہیں ابن ابی نجیح نے' انہیں مجاہد نے' انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف

سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ)). [راجع: ٢٤٧٨]

تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک چھڑی سے جو دست مبارک میں تھی' مارتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے کہ "حق قائم ہو گیا اور باطل مغلوب ہو گیا' حق قائم ہو گیا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو سکا ہے نہ آئندہ کچھ ہو سکتا ہے۔

تشریح پہلی آیت سورۂ بنی اسرائیل میں اور دوسری آیت سورۂ سبا میں ہے۔ حق سے مراد دین اسلام اور باطل سے بت اور شیطان مراد ہے۔ باطل کا آغاز اور انجام سب خراب ہی خراب ہے۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ، وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الأَزْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَاتَلَهُمُ اللهُ، لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ)) ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٣٩٨]

(۴۲۸۸) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے والد عبدالوارث نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ آئے تو آپ بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بت موجود رہے بلکہ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ انہیں میں ایک تصویر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی بھی تھی اور ان کے ہاتھوں میں (پانسہ) کے تیر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکین کا ناس کرے' انہیں خوب معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانسہ نہیں پھینکا۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اندر چاروں طرف تکبیر کہی پھر باہر تشریف لائے' آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی تھی۔ عبدالصمد کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی ایوب سے روایت کیا اور وہیب بن خالد نے یوں کہا' ہم سے ایوب نے بیان کیا' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

٥٠- باب دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

باب نبی کریم ﷺ کا شہر کے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا

٤٢٨٩- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ

(۴۲۸۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور کعبہ کے حاجب عثمان

بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلاَلٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلاً ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلاَلاً وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا، فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ : فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ.

[راجع: ۳۹۷]

بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آخر اپنے اونٹ کو آپ نے مسجد (کے قریب باہر) بٹھایا اور بیت اللہ کی کنجی لانے کا حکم دیا پھر آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید' زید' بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ اندر کافی دیر تک ٹھہرے' جب باہر تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آگے بڑھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے اندر جانے والوں میں تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کے پیچھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے وہ جگہ بتلائی جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ پوچھنا بھول گیا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما باہر ہوں ان کو آپ کے نماز پڑھنے کا علم نہ ہوا ہو' آپ نے فراغت کے بعد کعبے کی کنجی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دی اور فرمایا کہ یہ ہمیشہ تیرے ہی خاندان میں رہے گی۔ یہ میں نے تجھ کو نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور جو کوئی ظالم ہو گا وہ یہ کنجی تجھ سے چھینے گا۔ آج تک یہ کنجی اسی خاندان شیبی کے اندر محفوظ ہے اور کعبہ شریف جب بھی کھولا جاتا ہے' وہی لوگ آکر کھولتے ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ سنہ ۱۹۵۲ء کے حج میں میں کعبہ شریف میں داخل ہوا تھا اور دروازہ پر شیبی خاندان کے بزرگ کو میں نے دیکھا تھا جو بہت ہی سفید ریش بزرگ تھے' غفراللہ لہ۔

٤٢٩٠- حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَ وُهَيْبٌ فِي كَدَاءِ. [راجع: ۱۵۷۷]

(۴۲۹۰) ہم سے ہیثم بن خارجہ نے بیان کیا' کہا ہم سے حفص بن میسرہ نے بیان کیا' ان سے ہشام ابن عروہ نے' ان سے ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ اور وہیب نے کداء کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔

تشریح کدآء بالمد اور کداء بالقصر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں اور یہ روایت ان صحیح روایتوں کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کداء یعنی بالائی جانب سے داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کداء یعنی نشیبی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپاہ گراں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے ذرا سا مقابلہ کیا۔ کفار کو صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرہ مارے گئے' باقی سب بھاگ نکلے' یہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

٤٢٩١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ. [راجع: ١٥٧٧]

(۴۲۹۱) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔

٥١- باب مَنْزِلِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان

٤٢٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، قَالَتْ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلاَةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ. [راجع: ١١٠٣]

(۴۲۹۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عمرو نے' ان سے ابن ابی لیلیٰ نے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے چاشت کی نماز پڑھی' انہیں نے کہا کہ جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ان کے گھر غسل کیا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے اتنی ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر بھی اس میں آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے تھے۔

تشریح ہلکی پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں آپ نے قرأت بہت مختصر کی تھی حدیث سے مقصد یہاں یہ ثابت کرنا ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت ﷺ کا قیام ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ نے جو نماز ادا فرمائی اس بابت حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب زادالمعاد میں لکھتے ہیں: ثم دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم دار ام هانی بنت ابی طالب فاغتسل وصلی ثمان رکعات فی بیتها وکان ضحی فظنها من ظنها صلٰوة الضحٰی وانما هذه صلٰوة الفتح وکان امراء الاسلام اذا فتحوا حصنًا او بلداً صلوا عقیب الفتح هذه الصلٰوة اقتداء برسول الله صلی الله علیه وسلم وفی القصة مایدل علی انها بسبب الفتح شکر الله علیه فان ام هانی قالت ما رایته صلاها قبلها ولا بعدها (زاد المعاد) یعنی پھر رسول کریم ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے وہاں غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز ان کے گھر میں ادا کی اور یہ ضحیٰ کا وقت تھا۔ پس جس نے گمان کیا اس نے کہا کہ یہ ضحیٰ کی نماز تھی حالانکہ یہ فتح کے شکرانہ کی نماز تھی۔ بعد میں امراء اسلام کا بھی یہی قاعدہ رہا کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے جب بھی کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتے اس نماز کو ادا کرتے تھے اور قصہ میں ایسی دلیل بھی موجود ہے جو اسے نماز شکرانہ ہی ثابت کرتی ہے۔ وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی پہلے یا پیچھے اس نماز کو پڑھا ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا یہ فتح کی خوشی میں شکرانہ کی نماز تھی۔

٥٢- باب

باب

٤٢٩٣- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي

(۴۲۹۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے

الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)).

[راجع: ٧٩٤]

ابوالضحیٰ نے' ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے (دعا یہ ہے)

سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی

تشریح: یعنی تو پاک ہے اے خدا! ہمارے مالک تیری تعریف کرتے ہیں ہم یااللہ مجھ کو بخش دے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رکوع یا سجدے میں دعا کرنا منع نہیں ہے۔ اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ جب آپ پر سورۂ اذا جآء نصرالله نازل ہوئی یعنی فتح مکہ کے بعد تو آپ ہر نماز میں رکوع اور سجدے میں یوں ہی فرمانے لگے۔ اس سورت میں اللہ نے یہ حکم دیا ﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ﴾ (النصر: ۳) پس سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی اسی کی تعلیم ہے۔ آنحضرت ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ رکوع اور سجدے میں بکثرت اس کو پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا اور دعاؤں پر اس کو فوقیت حاصل ہے۔ ضمنی طور پر اس میں بھی فتح مکہ کا ذکر ہے اور حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

٤٢٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهما قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ، لِمَ تُدْخِلُ هَذَا الْفَتَى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ، قَالَ: فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ: وَمَا أُرِيتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلاَّ لِيُرِيَهُمْ مِنِّي، فَقَالَ مَا تَقُولُونَ: فِي ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ الله وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ الله وَنَسْتَغْفِرَهُ، إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نَدْرِي وَلَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُولُ؟ قُلْتُ: لاَ، فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ الله

(۴۲۹۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' ان سے ابوبشر نے' ان سے سعید بن جبیر نے' ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض لوگ کہنے لگے اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں؟ اس کے جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان بزرگ صحابیوں کو ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ بیان کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ نے اس لیے بلایا تھا تاکہ آپ میرا علم بتا سکیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا اذا جآء نصرالله والفتح ورایت الناس یدخلون' ختم سورت تک' کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح عنایت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا' ابن

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللهُ لَهُ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ، وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلاَّ مَا تَعْلَمُ.

[راجع: ٣٦٢٧]

عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا، پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح حاصل ہو گئی۔ یعنی فتح مکہ تو یہ آپ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کریں اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین کی ایک بات پوچھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت بوڑھوں پر ظاہر کر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم دے کر بڑی بڑی عمر والے فرشتوں پر ان کی فضیلت ثابت کر دی اور ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ حدیث میں وفات نبوی پر اشارہ ہے۔ اس کا یہاں اندراج کا یہی مقصد ہے۔ سورۂ شریفہ میں اشارہ تھا کہ ہر کمالے را زوالے۔ ہر زوالے را کمالے۔ اس حدیث کے ذیل مولانا وحید الزماں کی تقریر دل پذیر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس پر تھا بزرگی بعقل است نہ بہ سال۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کے بڑے عالم تھے اور عالم گو جوان ہو مگر علم کی فضیلت سے وہ بوڑھوں کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پیشوا خلفائے راشدین اور دوسرے شاہان اسلام نے علم کی ایسی قدر دانی کی ہے جب مسلمان علم حاصل کرنے میں کوشش کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان بادشاہ ایسے نالائق ہیں جن کے ایک بھی عالم، فاضل یا حکیم فیلسوف نہیں ہوتا نہ ان کو دینی علوم کی قدر ہے نہ دنیاوی علوم کی بلکہ سچ پوچھو تو علم و لیاقت کے دشمن ہیں۔ ان کے ملک میں کوئی شاذونادر دین کا عالم پیدا ہو گیا تو اس کو ستانے، بے عزت کرنے اور نکالنے کے فکر میں رہتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگر یہی لیل و نہار رہے تو ایسے بادشاہوں کی حکومت کو بھی چراغ سحری سمجھنا چاہیے۔ (وحیدی) یہ پرانی باتیں ہیں اب تو گیا دور سرمایہ داری گیا۔ دکھا کر تماشہ مداری گیا۔

٤٢٩٥ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ مَكَّةَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لاَ يَحِلُّ لاِمْرِئٍ يُؤْمِنُ

(۴۲۹۵) ہم سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے مقبری نے کہ ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے (مدینہ کے امیر) عمرو بن سعید سے کہا جبکہ عمرو بن سعید (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف) مکہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے کہ اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی۔ اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا، میرے قلب نے اس کو یاد رکھا اور جب حضور اکرم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ حضور اکرم رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا، بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا شہر قرار دیا ہے، کسی انسان

بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيلَ لأَبِي شُرَيْحٍ مَاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

[راجع: ١٠٤]

نے اسے اپنی طرف سے حرمت والا قرار نہیں دیا۔ اس لیے کسی شخص کے لیے بھی جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو' جائز نہیں کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ کوئی اس سرزمین کا کوئی درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے (فتح مکہ کے موقع پر) جنگ سے اپنے لیے بھی رخصت نکالے تو تم اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو (تھوڑی دیر کے لیے) اس کی اجازت دی تھی۔ تمہارے لیے بالکل اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے ملی تھی اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل یہ شہر حرمت والا تھا۔ پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ (ان کو میرا کلام) پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو پھر جواب کیا دیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس نے کہا کہ میں یہ مسائل تم سے زیادہ جانتا ہوں' حرم کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا' نہ کسی کا خون کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے' مفسد کو بھی پناہ نہیں دیتا۔

تشریح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس لیے یزید نے ان کو زیر کرنے کے لیے گورنر مدینہ عمرو بن سعید کو مامور کیا تھا جس پر ابو شریح نے ان کو یہ حدیث سنائی اور مکہ پر حملہ آور ہونے سے روکا مگر عمرو بن سعید طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ اس نے حدیث نبوی کو نہیں سنا اور مکہ پر چڑھائی کر دی اور ساتھ ہی یہ بہانے بنائے جو یہاں مذکور ہیں۔ اس طرح تاریخ میں ہمیشہ کے لیے بدنامی کو اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کا بوجھ اپنی گردن پر رکھا اور حدیث میں فتح مکہ و حرمت مکہ پر اشارہ ہے' یہی مقصود باب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اسدی قریشی ہیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔ مدینہ میں مہاجرین میں یہ پہلے بچے ہیں جو سنہ اھ میں پیدا ہوئے۔ محترم نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کانوں میں اذان کہی' ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔ مقام قبا میں ان کو جناب آنحضرت ﷺ نے چھوہارہ چبا کر اپنے لعاب دہن کے ساتھ ان کے منہ میں ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ بہت ہی بارعب صاف چہرے والے موٹے تازے بڑے قوی بہادر تھے۔ ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آٹھ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے بیعت کی اور انہوں نے آٹھ حج کئے اور حجاج بن یوسف نے ان کو مکہ میں منگل کے دن ۱۷/ جمادی الثانی سنہ ۷۳ھ کو شہید کر ڈالا۔ ایسی ہی ظالمانہ حرکتوں سے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف بڑی ذلت کی موت مرا۔ اس نے جس بزرگ کو آخر میں ظلم سے قتل کیا' وہ حضرت سعید بن جبیر ہیں۔ جب بھی حجاج بن یوسف سوتا حضرت سعید خواب میں آ کر اس کا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتے اور اپنے خون ناحق کی یاد دلاتے۔ ﴿ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴾ (آل عمران: ۱۳)

٤٢٩٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

(۴۲۹۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث نے بیان کیا' ان

يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: ((إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ)). [راجع: ٢٢٣٦]

سے یزید بن ابی حبیب نے' ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے۔

تشریح: یعنی اللہ نے جیسے شراب پینا حرام کیا ہے ویسے ہی شراب کی تجارت بھی حرام کر دی ہے۔ جو لوگ مسلمان کہلانے کے باوجود یہ دھندا کرتے ہیں وہ عنداللہ سخت ترین مجرم ہیں۔

٥٣- باب مَقَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

باب فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ کا مکہ میں قیام کرنا

٤٢٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح. ٠٠٠٠- وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ. [راجع: ١٠٨١]

(۴۲۹۷) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مکہ میں) دس دن ٹھہرے تھے اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے تھے۔

یہاں راوی نے صرف قیام مکہ کے دن شمار کئے ورنہ صحیح یہی ہے کہ آپ نے ۱۹ دن قیام کیا تھا اور منیٰ و عرفات کے دن چھوڑ دیئے ہیں۔

٤٢٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٠٨٠]

(۴۲۹۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' کہا ہم کو عاصم نے خبر دی' انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا تھا اور اس مدت میں صرف نماز دو رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

تشریح: روایت میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بحالت سفر انیس دن کے قیام میں نماز قصر ادا کی تھی' اہلحدیث کا یہی مسلک ہے۔ فتح مکہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم ﷺ نے امن عام کا اعلان فرما دیا مگر نو آدمی ایسے تھے جن کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے' عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' عکرمہ بن ابی جہل' عبدالعزیٰ بن خطل' حارث بن نفیل' مقیس بن صابہ' ہبار بن اسود اور ابن خطل کی دو لونڈیاں جو رسول کریم ﷺ کی ہجو کے گیت گایا کرتی تھیں اور سارہ نامی ایک (بعض کے نزدیک) بنی عبدالمطلب کی لونڈی۔ قیام امن کے لیے ان فسادیوں کا خاتمہ ضروری تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ خبر سنی تو عکرمہ بن ابی جہل سنتے ہی فرار ہو گیا مگر اس کی عورت نے اس کے لیے امن طلب کیا اور آپؐ نے امن دے دیا' وہ مسلمان ہو گیا' بعد میں ان کا اسلام بہت بہتر ثابت ہوا۔ جنگ یرموک میں سنہ

۳۱ھ میں بعمر ۶۲ سال شہید ہوئے۔ باقی ان میں صرف ابن خطل' حارث' مقیس اور حارث کی وہ دو لونڈیاں قتل کی گئیں' باقی اسلام قبول کر کے بچ گئے۔ ان ہی ایام فتح مکہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزیٰ بت کا خاتمہ کیا تھا جس میں ایک عورت (چڑیل قسم کی) نکلی اور اسے بھی قتل کیا۔ عزیٰ قریش اور بنوکنانہ کا سب سے بڑا بت تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سواع نامی بت کو ختم کیا اور سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں منات بت کو ختم کرایا گیا۔ اس میں سے بھی ایک چڑیل نکلی تھی جو قتل کر دی گئی۔ (مختصر زادالمعاد)

٤٢٩٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهما قَالَ : أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ، نَقْصُرُ الصَّلاَةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

(۴۲۹۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو شہاب نے بیان کیا' ان سے عاصم نے' ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں (فتح مکہ کے بعد) انیس دن تک مقیم رہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم (سفر میں) انیس دن تک تو نماز قصر پڑھتے تھے' لیکن جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری نماز پڑھتے تھے۔

[راجع: ١٠٨٠]

تشریح: اسی حدیث کی بنا پر سفر میں نماز انیس دن تک قصر کی جا سکتی ہے' یہ آخری مدت ہے۔ اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ جماعت اہلحدیث کا عمل یہی ہے۔

٥٤- باب

باب

٤٣٠٠- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ. [طرفه في :٦٢٥٦].

(۴۳۰۰) اور لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' کہا مجھ کو عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے چہرے پر (شفقت کی راہ سے) ہاتھ پھیرا تھا۔

امام بخاری نے اختصار کے لیے اصل حدیث بیان نہیں کی۔ صرف اسی جملہ پر اکتفا کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

٤٣٠١- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسى. أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ، وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

(۴۳۰۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی' انہیں معمر نے اور انہیں زہری نے' انہیں سفیان نے' انہیں ابو جمیلہ نے' زہری نے بیان کیا کہ جب ہم سے ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی تو ہم سعید بن مسیب کے ساتھ تھے۔ بیان کیا کہ ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور وہ آپ کے ساتھ غزوہ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

ابن مندہ اور ابو نعیم اور ابن عبدالبر نے بھی ان ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حجۃ الوداع میں یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

۴۳۰۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ : قَالَ لِي أَبُو قِلاَبَةَ أَلاَ تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ، قَالَ: فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ، مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُونَ : يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللهُ بِكَذَا، فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلاَمَ، وَكَأَنَّمَا يُغْرَى فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلاَمِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُولُونَ : اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلاَمِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلاَمِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللهِ مِنْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ: ((صَلُّوا صَلاَةَ كَذَا، فِي حِينَ كَذَا وَصَلُّوا كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا)) فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ، فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ : أَلاَ تُغَطُّوا عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ.

(۴۳۰۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے' ایوب نے کہا کہ مجھ سے ابوقلابہ نے کہا' عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھتے؟ ابوقلابہ نے کہا کہ پھر میں ان کی خدمت میں گیا اور ان سے سوال کیا' انہوں نے کہا کہ جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمہ پر تھا جہاں عام راستہ تھا۔ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم ان سے پوچھتے' لوگوں کا کیا خیال ہے' اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتا تھا۔) لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے' یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے (وہ قرآن کی کوئی آیت سناتے) میں وہ فوراً یاد کر لیتا' اس کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کیے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو نمٹنے دو' اگر وہ ان پر غالب آگئے تو پھر واقعی وہ سچے نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی میری قوم کے اسلام میں جلدی کی۔ پھر جب وہ (مدینہ) سے واپس آئے تو کہا کہ میں خدا کی قسم ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرے جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو۔ لوگوں نے اندازہ کیا کہ کسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہے تو کوئی شخص (ان کے قبیلے میں) مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا۔ کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا۔ اس لیے مجھے لوگوں نے امام بنایا۔ حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال کی تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی' جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا تو اوپر ہو جاتی (اور پیچھے کی جگہ) کھل جاتی۔ اس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا' تم اپنے قاری کا چوتڑ تو پہلے

چھپا دو۔ آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیص بنائی' میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

تشریح اس سے اہلحدیث اور شافعیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکے کی امامت درست ہے اور جب وہ تمیزدار ہو فرائض اور نوافل سب میں اور اس میں حنفیہ نے خلاف کیا ہے۔ فرائض میں امامت جائز نہیں رکھی (وحیدی) روایت میں لفظ فکنت احفظ ذلک الکلام وکانما یغری فی صدری۔ پس میں اس کلام قرآن کو یاد کر لیتا جیسے کوئی میرے سینے میں اتار دیتا۔ بعض لوگ ترجمہ یوں کرتے ہیں جیسے کوئی میرے سینے میں چپکا دیتا یا کوٹ کر بھر دیتا۔ یہ کئی ترجمے اس بنا پر ہیں کہ بعض نسخوں میں یغزی فی صدری ہے بعض میں یقر فی صدری ہے' بعضوں میں یقرا فی صدری ہے۔ عربوں کی قمیص ساتھ ہی تہ بند کا کام بھی دے دیتی ہے۔ اسی لیے کہ روایت میں صرف قمیص بنانے کا ذکر ہے۔ یعنی وہ ٹخنوں تک لمبی ہوتی ہے جس کے بعد تہ بند نہ ہو تب بھی جسم چھپ جاتا ہے۔

٤٣٠٣- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، وَقَالَ عُتْبَةُ : إِنَّهُ ابْنِي، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: هَذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ. قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَخِي هَذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ)) مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ

(۴۳۰۳) مجھ سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا' کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' نبی کریم ﷺ سے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے' انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت زمانہ جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ بن قیس کی باندی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ میرا لڑکا ہو گا۔ چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس بچے کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ بھائی نے وصیت کی تھی کہ اسی کا لڑکا ہے۔ لیکن عبد بن زمعہ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ میرا بھائی ہے (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انہیں کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کی شکل پر تھا لیکن حضور ﷺ نے (قانون شریعت کے مطابق) فیصلہ یہ کیا کہ اے عبد بن زمعہ! تمہیں اس بچے کو رکھو' یہ تمہارا بھائی ہے' کیونکہ یہ تمہارے

وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصِيحُ بِذَلِكَ.

[راجع: ۲۰۵۳]

والد کے فراش پر (اس کی باندی کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے جو زمعہ کی بیٹی تھیں فرمایا سودہ! اس لڑکے سے پردہ کیا کرنا کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شباہت پائی تھی۔ ابن شہاب نے کہا ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' لڑکا اس کا ہوتا ہے جس کی جورو یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور زنا کرنے والے کے حصے میں سنگ ہی ہیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو پکار پکار کر بیان کیا کرتے تھے۔

تشریح: حدیث میں ایک موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں مکہ میں داخلہ کا ذکر ہے۔ باب سے مطابقت یہی ہے کہ حدیث سے ایک اسلامی قانون کا بھی اثبات ہوا کہ بچہ جس بستر پر پیدا ہو بستر والے کا مانا جائے گا' زانی کے لیے سنگ ساری ہے اور بچہ بستر والے کا ہے۔ اس قانون کی وسعت پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اس سے کتنی برائیوں کا سدباب ہو گیا ہے۔ بستر کا مطلب یہ بھی ہے کہ جس کی بیوی یا لونڈی کے بطن سے وہ بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس کا مانا جائے گا۔ حضرت سودہ نامی خاتون بنت زمعہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ اپنے چچا کے بیٹے سکران بن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے انتقال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے ہوا۔ ماہ شوال سنہ ۵۴ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہا

٤٣٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟)) قَالَ أُسَامَةُ : اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا

(۴۳۰۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں یونس نے خبر دی' انہیں زہری نے' کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ غزوۂ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چوری کر لی تھی۔ اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کر دیں (کہ اس کا ہاتھ چوری کے جرم میں نہ کاٹا جائے) عروہ نے بیان کیا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا! تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے' یارسول اللہ!۔ پھر دوپہر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا' اللہ تعالیٰ کی اس کے شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا' امابعد! تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو

سرق فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذَلِكَ، وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. [راجع: ٢٦٤٨]

گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا بھی چوری کر لے تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس عورت کے لیے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس عورت نے صدق دل سے توبہ کر لی اور شادی بھی کر لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعد میں وہ میرے یہاں آتی تھیں۔ ان کو اور کوئی ضرورت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی۔

تشریح امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے خود آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ حضورؐ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا آج تو تو ایسی ہے جیسے اس دن تھی جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ حدود اسلامی کا پس منظر ہی یہ ہے ان کے قائم ہونے کے بعد مجرم گناہ سے بالکل پاک صاف ہو کر مقبول الٰہی ہو جاتا ہے اور حدود کے قائم ہونے سے جرائم کا سدباب بھی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مملکت سعودیہ ایدھا اللہ بنصرہ میں موجود ہے' جہاں حدود شرعی قائم ہوتے ہیں۔ اس لیے جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں۔ آیت شریفہ ﴿فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (البقرة:١٧٩) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ روایت میں جس عورت کا مقدمہ مذکور ہے اس کا نام فاطمہ مخزومیہ تھا' بعد میں بنو سلیم کے ایک شخص سے اس نے شادی بھی کر لی تھی۔

٤٣٠٥، ٤٣٠٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا)) فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ؟ قَالَ: ((أُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلاَمِ، وَالإِيمَانِ وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

[راجع: ٢٩٦٢، ٢٩٦٣]

(۴۳۰۵-۴۳۰۶) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (مجالد) کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اسے اس لیے لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہجرت کرنے والے اس کی فضیلت و ثواب کو حاصل کر چکے (یعنی اب ہجرت کرنے کا زمانہ تو گزر چکا) میں نے عرض کیا' پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا' ایمان' اسلام اور جہاد پر۔ ابی عثمان نہدی نے کہا کہ پھر میں (مجاشع کے بھائی) ابو سعید مجالد سے ملا وہ دونوں بھائیوں سے بڑے تھے' میں نے ان سے بھی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے حدیث ٹھیک طرح بیان کی ہے۔

تشریح معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین کے پاک زمانوں میں احادیث نبوی کے مذاکرات مسلمانوں میں جاری رہا کرتے تھے اور وہ اپنے اکابر سے احادیث کی تصدیق کرایا بھی کرتے تھے۔ اس طرح سے احادیث نبوی کا ذخیرہ صحیح حالت میں قیامت تک کے واسطے محفوظ ہو گیا جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اور یہ صداقت محمدی کا ایک بڑا ثبوت ہے۔ جو لوگ احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں' درحقیقت اسلام کے نادان دوست ہیں اور وہ اس طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے پاکیزہ حالات زندگی کو مٹا دینا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ ناپاک کوشش کبھی کامیاب نہ ہو گی۔ اسلام اور قرآن کے ساتھ احادیث محمدی کا پاک ذخیرہ بھی ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اسی طرح بخاری شریف کے ساتھ خادم کا یہ عام فہم ترجمہ بھی کتنے پاک نفوس کے لیے ذریعہ ہدایت بنتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

٤٣٠٧، ٤٣٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ: ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلاَمِ، وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ : صَدَقَ مُجَاشِعٌ. وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ : إِنَّهُ جَاءَ بِأَخِيهِ مُجَالِدٍ.

[راجع: ٢٩٦٢، ٢٩٦٣]

(۴۳۰۷-۴۳۰۸) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا' کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا' کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا' ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں اپنے بھائی (ابو معبد رضی اللہ عنہ) کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت کا ثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا۔ البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع رضی اللہ عنہ نے ٹھیک بیان کیا اور خالد حذاء نے بھی ابو عثمان سے بیان کیا' ان سے مجاشع رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے بھائی مجالد رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے تھے' (پھر حدیث کو آخر تک بیان کیا۔ اس کو اسماعیل نے وصل کیا ہے)

٤٣٠٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لاِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّأْمِ، قَالَ: لاَ هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ، فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلاَّ رَجَعْتَ.

[راجع: ٣٨٩٩]

(۴۳۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوبشر نے اور ان سے مجاہد نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ملک شام کو ہجرت کر جاؤں۔ فرمایا' اب ہجرت باقی نہیں رہی' جہاد ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے جاؤ اور خود کو پیش کرو۔ اگر تم نے کچھ پالیا تو بہتر ورنہ واپس آجانا۔

٤٣١٠- وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ مُجَاهِدًا،

(۴۳۱۰) نضر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی' انہیں ابوبشر نے خبر دی' انہوں نے مجاہد سے سنا کہ جب میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَقَالَ: لاَ هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۸۹۹]

سے عرض کیا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی یا (فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد پھر ہجرت کہاں رہی۔ (اگلی روایت کی طرح بیان کیا)

۴۳۱۱- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ : لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ. [راجع: ۳۸۹۹]

(۴۳۱۱) مجھ سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا' ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے' ان سے مجاہد بن جبر مکی نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔

تشریح: یہ حکم مدنی ہجرت کی بابت ہے۔ اگر اہل اسلام کیلئے کسی بھی علاقہ میں مکہ جیسے حالات پیدا ہو جائیں تو دارالامان کی طرف وہ اب بھی ہجرت کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کو یقیناً ہجرت کا ثواب مل سکتا ہے مگر انما الاعمال بالنیات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔

۴۳۱۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ : لاَ هِجْرَةَ الْيَوْمَ، كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللهُ الإِسْلاَمَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

[راجع: ۳۰۸۰]

(۴۳۱۲) ہم سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا' ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبید نے ان سے ہجرت کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی' پہلے مسلمان اپنا دین بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پناہ لینے کے لیے آتے تھے' اس خوف سے کہ کہیں دین کی وجہ سے فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا تو مسلمان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ اب تو صرف جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

یہ سوال فتح مکہ کے بعد مدینہ شریف ہی کی طرف ہجرت کرنے سے متعلق تھا جس کا جواب وہ دیا گیا جو روایت میں مذکور ہے' باقی عام حیثیت سے حالات کے تحت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے حالات پائے جو اس کیلئے ضروری ہیں۔ روایات بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے فتح مکہ کا ذکر ہوا ہے' اسی لیے ان کو اس باب کے تحت لایا گیا ہے۔

۴۳۱۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ

(۴۳۱۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' کہا مجھ کو حسن بن

مُسْلِمِ عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ : ((إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي وَلاَ تَحِلُّ لأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي إِلاَّ سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ، لاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلاَ يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهَا، وَلاَ تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلاَّ لِمُنْشِدٍ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلاَّ الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوتِ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ : ((إِلاَّ الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلاَلٌ)). وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا. رَوَاهُ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[راجع: ١٣٤٩]

مسلم نے خبر دی اور انہیں مجاہد نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا' اسی دن اس نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دے دیا تھا۔ پس یہ شہر اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لیے حرمت والا رہے گا۔ جو مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی صرف ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔ یہاں حدود حرم میں شکار کے قابل جانور نہ چھیڑے جائیں۔ یہاں کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے اور یہاں پر گری پڑی چیز اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لیے اٹھانی جائز نہیں۔ اس پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ سناروں کے لیے اور مکانات (کی تعمیر وغیرہ) کے لیے یہ ضروری ہے۔ آپ خاموش ہو گئے پھر فرمایا اذخر اس حکم سے الگ ہے۔ اس کا (کاٹنا) حلال ہے۔ دوسری روایت ابن جریج سے (اسی سند سے) ایسی ہی ہے۔ انہوں نے عبدالکریم بن مالک سے' انہوں نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

تشریح: مجاہد تابعی ہیں تو یہ حدیث مرسل ہوئی مگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کتاب الحدود کتاب الجہاد میں وصل کیا ہے۔ مجاہد سے' انہوں نے طاؤس سے' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ صداقت محمدی اس سے ظاہر ہے کہ مکۃ المکرمہ آج تک بھی حرم ہے اور قیامت تک حرمت والا رہے گا۔ آج تک کسی غیر مسلم حکومت کا وہاں قیام نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ حکومت سعودیہ نے بھی اس مقدس شہر کی حرمت و عزت کا بہت کچھ تحفظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ آمین۔

حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فتح مکہ کو فتح اعظم سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے فصل فی الفتح الاعظم الذی اعز اللہ بہ دینہ ورسولہ وجندہ وحرمہ الامین واستنقذ بہ بلدہ وبیتہ الذی جعلہ ھدی للعالمین من ایدی الکفار والمشرکین وھو الفتح الذی استبشر بہ اھل السماء وضربت اطناب عزۃ علی مناکب الجوزاء ودخل الناس بہ فی دین اللہ افواج واشرق بہ وجہ الارض ضیاء وابتھا جًا (زادالمعاد) یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح مکہ سے اپنے دین کو اپنے رسول کو اپنی فوج کو اپنے امن والے شہر کو بہت بہت عزت عطا فرمائی اور شہر مکہ اور خانہ کعبہ کو جو سارے جہانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اس کو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں سے آزادی نصیب کی۔ یہ وہ فتح ہے جس کی خوشی آسمانی مخلوق نے منائی اور جس کی عزت کے جھنڈے جوزاء ستارے پر لہرائے اور لوگ جوق در جوق جس کی وجہ سے اللہ کے دین میں داخل ہو گئے جس کی برکت سے ساری زمین منور ہو کر روشنی اور مسرت سے بھرپور ہو گئی۔ غزوۂ فتح

مکہ کا ذکر مزید تفصیل کے ساتھ یوں ہے۔ غزوات نبوی کے سلسلے میں فتح مکہ کا کارنامہ (گو صحیح معنی میں غزوہ وہ بھی نہیں) کہنا چاہیے کہ سب سے بڑا کارنامہ ہے اور لڑائیاں چھوٹی بڑی جتنی بھی ہوئی سب کا مرکزی نقطہ یہی تھا۔ صلح حدیبیہ کا زمانہ فتح مکہ سے کوئی دو سال قبل کا ہے۔ قرآن مجید نے پیش خبری اسی وقت تعین کے ساتھ کر دی تھی (انا فتحنا لک فتحا مبینا) (الفتح ع-۱) "ہم نے اے پیغمبر! آپ کو ایک فتح دے دی کھلی ہوئی" فتح آیت میں گو اشارہ قریب صلح حدیبیہ کی جانب ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ اشارہ بعید فتح مکہ کی جانب ہے۔ عرب اب جوق در جوق ایمان لا رہے تھے اور قبیلے پر قبیلے اسلام میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ فتح مکہ چیز ہی ایسی تھی۔ قرآن مجید نے اس کی اپنی زبان بلیغ میں یوں نقشہ کشی کی ہے۔ ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴾ (النصر: ۱۔ ۲) جب آگئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ اور آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ فوج کی فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور خیریہ صورت تو فتح مکہ کے بعد واقع ہوئی خود فتح اس طرح حاصل ہوئی کہ گو آنحضور ﷺ کے ہمراہ دس ہزار صحابیوں کا لشکر تھا اور عرب کے بڑے بڑے پرقوت قبیلے اپنے الگ الگ جیش بناتے ہوئے اور اپنے اپنے پرچم اڑاتے ہوئے جلو میں تھے لیکن خونریزی دشمن کے اس شہر بلکہ دارالحکومت میں برائے نام ہی ہونے پائی اور شہر پر قبضہ بغیر خون کی ندیاں بہے گویا چپ چپاتے ہو گیا۔ ﴿ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الفتح: ۲۴) وہ اللہ وہی ہے جس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے شہر مکہ میں بعد اس کے کہ تم کو اس نے ان پر فتح مند کر دیا تھا۔ اس آیت میں اشارہ جہاں بقول شارحین کے حدیبیہ کی طرف ہے وہیں یہ قول بعض دوسرے شارحین کے غیر خون پر فتح مکہ کی جانب ہے۔ فتح مکہ کا یہ عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ کے لیے نادر اور یادگار واقعہ رمضان سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۳۰ عیسوی میں پیش آیا۔ (قرآنی سیرت نبوی)

۵۵- باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

باب جنگ حنین کا بیان

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ، فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

سورۂ توبہ میں ہے کہ یاد کرو تم کو اپنی کثرت تعداد پر گھمنڈ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی' پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے' اس کے بعد اللہ نے تم پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی" غفور رحیم تک۔

تشریح: حنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے بیچ میں واقع ہے' وہاں آپ فتح کے بعد چھٹی شوال کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مالک بن عوف نے کئی قبیلے کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جمع کئے ہیں جیسے ہوازن اور ثقیف وغیرہ۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی چار ہزار تھی۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر کچھ غرور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غرور کو توڑنے کے لیے پہلے مسلمانوں کے اندر کافروں کا خوف و ہراس پیدا کر دیا بعد میں آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔

٤٣١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى ضَرْبَةً قَالَ: ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قُلْتُ : شَهِدْتَ حُنَيْنًا؟

(۴۳۱۴) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا۔ میں نے کہا'

قَالَ: ذَلِكَ.

آپ حنین میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی پہلے میں کئی غزوات میں شریک ہو چکا ہوں۔

٤٣١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءِ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ اتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلَكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ. وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُولُ :

أَنَا النَّبِيُّ لَاَ كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

[راجع: ٢٨٦٤]

(۴۳۱۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا' ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ! کیا تم نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیرلی تھی؟ انہوں نے کہا' میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے' انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا' پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے "میں نبی ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں' میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔

تشریح حافظ صاحب فرماتے ہیں وابو سفيان بن الحارث ابن عبدالمطلب بن هاشم وهو ابن عم النبی صلی الله علیه وسلم وكان اسلامه قبل فتح مكة لانه خرج الى النبی صلی الله علیه وسلم فلقيه فی الطريق وهو سائر الى فتح مكة فاسلم وحسن اسلامه وخرج الى غزوة حنين فكان فيمن ثبت (فتح) یعنی حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے۔ یہ مکہ فتح ہونے سے پہلے ہی سے نکل کر راستے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملے اور اسلام قبول کر لیا اور یہ غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔

٤٣١٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قِيلَ لِلْبَرَاءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَلاَ، كَانُوا رُمَاةً فَقَالَ:

أَنَا النَّبِيُّ لَاَ كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

[راجع: ٢٨٦٤]

(۴۳۱۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' میں سن رہا تھا کہ تم لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں پیٹھ پھیرلی تھی؟ انہوں نے کہا جہاں تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے تو آپ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ہوازن والے بڑے تیرانداز تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں' میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔

تشریح آپ نے اس نازک موقع پر دعا فرمائی یااللہ! اپنی مدد اتار۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر پر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری فرمایا شاهت الوجوه کوئی کافر باقی نہ رہا' جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر شکست پا کر سب بھاگ نکلے۔ شاهت الوجوه کا معنی ان کے منہ برے ہوئے۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ کا ایک بڑا

معجزہ ہے۔ چار ہزار کافروں کی آنکھوں پر ایک مٹھی خاک کا ایسا اثر پڑنا بالکل عادت کے خلاف ہے۔ (مولانا وحید الزماں) مترجم کہتا ہے آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور بہادری کو اس معنی سے دریافت کر لینا چاہیے کہ سارے ساتھی بھاگ نکلے' تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور آپ خچر پر میدان میں جمے ہوئے ہیں۔ ایسے موقعوں پر بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ اگر آپ کا ہم کوئی معجزہ نہ دیکھیں صرف آپ کے صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ پر غور کر لیں تب بھی آپ کی پیغمبری میں کوئی شک نہیں رہتا۔ شجاعت' ایسی سخاوت ایسی کہ کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ لاکھ روپیہ آیا تو سب کا سب اسی وقت بانٹ دیا۔ ایک روپیہ بھی اپنے لیے نہیں رکھا۔ ایک دفعہ گھر میں ذرا سا سونا رہ گیا تھا تو نماز کا سلام پھیرتے ہی تشریف لے گئے اس کو بانٹ دیا پھر سنتیں پڑھیں۔ قوت اور طاقت ایسی کہ نو بیویوں سے ایک ہی رات میں صحبت کر آئے۔ صبر اور تحمل ایسا کہ ایک گنوار نے تلوار کھینچ لی مار ڈالنا چاہا مگر آپ نے اس پر قابو پا کر اسے معاف کر دیا۔ ایک یہودی عورت نے زہر دے دیا مگر اس کو سزا نہ دی' عفت اور پاک دامنی ایسی کہ کسی غیر عورت پر آنکھ تک نہ اٹھائی۔ کیا یہ صفات کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جو مؤید من اللہ اور پیغمبر اور ولی نہ ہو اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر پھر آپ کی نبوت میں شک کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایک جاہل ناتربیت یافتہ قوم میں ایسے جامع کمالات اور مہذب اور صاحب علم و معرفت کا وجود بغیر تائید الٰہی اور تعلیم خداوندی کے ناممکن ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام تو پیغمبر ہوں اور حضرت محمد ﷺ پیغمبر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو انصاف اور سمجھ دے۔ (وحیدی)

٤٣١٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: لَكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ. قَالَ إِسْرَائِيلُ وَزُهَيْرٌ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَغْلَتِهِ.

[راجع: ٢٨٦٤]

(۴۳۱۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے' انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی کریم ﷺ کو غزوۂ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے' جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہو گئے پھر ہم لوگ مال غنیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے' میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں۔ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ بعد میں حضور ﷺ اپنے خچر سے اتر گئے۔

تشریح میدان جنگ میں آنحضرت ﷺ ثابت قدم رہے اور چار آدمی آپ کے ساتھ جمے رہے۔ تین بنو ہاشم کے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ آپ کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے دوسری طرف تھے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی (۸۰) آدمی مہاجرین اور انصار میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم کی روایت میں

ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری' کوئی کافر باقی نہ رہا جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر میں کافر ہار کر سب بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا شاھت الوجوہ یعنی ان کے منہ کالے ہوں۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے۔

٤٣١٨، ٤٣١٩- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ : وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يُرَدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ وَسَبْيُهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ))، وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلاَّ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ

(۴۳۱۸۔ ۴۳۱۹) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن شہاب نے) بیان کیا کہ محمد بن شہاب نے کہا کہ ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہیں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ رخصت دینے کھڑے ہوئے' انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کا مال اور ان کے (قبیلے کے قیدی) انہیں واپس دے دیئے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو' میرے ساتھ کتنے اور لوگ بھی ہیں اور دیکھو سچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے تم لوگ ایک ہی چیز پسند کر لو یا تو اپنے قیدی لے لو یا مال لے لو۔ میں نے تم ہی لوگوں کے خیال سے (قیدیوں کی تقسیم میں) تاخیر کی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے طائف سے واپس ہو کر تقریباً دس دن ان کا انتظار کیا تھا۔ آخر جب ان پر واضح ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم اپنے (قبیلے کے) قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا' اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کرنے کے بعد فرمایا امابعد! تمہارے بھائی (قبیلہ ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں' مسلمان ہو کر اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اس لیے جو شخص (بلا کسی دنیاوی صلہ کے) اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے یہ بہتر ہے اور جو لوگ اپنا حصہ نہ چھوڑنا چاہتے ہوں' ان کا حق قائم رہے گا۔ وہ یوں کر لیں کہ

عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّا لاَ نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ، مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا. هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

[راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

اس کے بعد جو سب سے پہلے غنیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے ہم انہیں اس کے بدلہ میں دے دیں گے تو وہ ان کے قیدی واپس کردیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یارسول اللہ! ہم خوشی سے (بلاکسی بدلہ کے) واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح ہمیں اس کا علم نہیں ہوا کہ کس نے اپنی خوشی سے واپس کیا ہے اور کس نے نہیں' اس لیے سب لوگ جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب واپس آگئے اور ان کے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سب نے خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہی ہے وہ حدیث جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی ہے۔

تشریح ہوازن کے وفد میں ۲۴ آدمی آئے تھے جن میں ابوبرقان سعدی بھی تھا' اس نے کہا یارسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کے دودھ کے رشتہ سے آپ کی کئی مائیں اور خالہ ہیں اور دودھ کی بہنیں بھی ہیں۔ آپ ہم پر کرم فرمائیں اور ان سب کو آزاد فرمادیں۔ آپ پر اللہ بہت کرم کرے گا۔ آپ نے جو جواب دیا وہ روایت میں یہاں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ آپ نے سارے قیدیوں کو آزاد فرما دیا۔

٤٣٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافًا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَفَائِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۴۳۲۰) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! (دوسری سند) اور مجھ سے محمد ابن مقاتل نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہیں معمر نے خبردی' انہیں ایوب نے' انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم غزوۂ حنین سے واپس ہو رہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی ایک نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کی مانی تھی اور آنحضور ﷺ نے انہیں اسے پوری کرنے کا حکم دیا اور بعض (احمد بن عبدہ ضبی) نے حماد سے بیان کیا' ان سے ایوب نے' ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔ اور اس روایت کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے بیان کیا' ان سے نافع نے' ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے' نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تشریح حضرت نافع بن سرجلیس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے فن میں سند اور حجت ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی نافع سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سن لیتا ہوں تو پھر کسی اور راوی سے سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔ سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

٤٣٢١- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلاَ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ))، فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلَهُ قَالَ : ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ : مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ فَقَالَ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : لاَهَا اللهِ إِذًا لاَ يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ

(۴۳۲۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن سعید نے' انہیں عمرو بن کثیر بن افلح نے' انہیں قتادہ کے مولیٰ ابو محمد نے اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے لیے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب جنگ ہوئی تو مسلمان ذرا ڈگمگا گئے (یعنی آگے پیچھے ہو گئے) میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے' میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور مجھے اتنی زور سے بھینچا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی' آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا' یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے پھر مسلمان پلٹے اور (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے کوئی گواہ بھی رکھتا ہو تو اس کا تمام سامان و ہتھیار اسے ہی ملے گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا فرمان دہرایا تو میں اس مرتبہ کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ فرمایا کیا بات ہے اے ابو قتادہ! میں نے آپ کو بتایا تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سامان مجھ سے نہ لیں) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر' جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتا ہے پھر

النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ فَأَعْطِهِ)) فَأَعْطَانِيهِ. فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ.

[راجع: ۲۱۰۰]

۴۳۲۲- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا، ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَتَلْتُهُ، وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ، قَالَ: أَمْرُ اللهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ، فَلَهُ سَلَبُهُ))، فَقُمْتُ لأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي، فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سِلاَحُ هَذَا الْقَتِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَلاَّ، لاَ يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ

حضور ﷺ اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سچ کہا' تم سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ انہوں نے سامان مجھے دے دیا۔ میں نے اس سامان سے قبیلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا۔ اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا۔ جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

(۴۳۲۲) اور لیث بن سعد نے بیان کیا' مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن افلح نے' ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو محمد نے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' غزوۂ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور ایک دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا' پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا' اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایا تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچا کہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا' لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے' پھر لوگ آنحضور ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔ میں اپنے مقتول پر گواہ کے لیے اٹھا لیکن مجھے کوئی گواہ دکھائی نہیں دیا۔ آخر میں بیٹھ گیا پھر میرے سامنے ایک صورت آئی۔ میں نے اپنے معاملے کی اطلاع حضور اکرم ﷺ کو دی۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ان کے مقتول کا ہتھیار میرے پاس ہے' آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں' اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ کر جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے جنگ کرتا ہے' اس کا حق قریش کے ایک بزدل کو آنحضرت ﷺ نہیں دے سکتے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ حضور

اللہ ﷺ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا، فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلَامِ.

[راجع: ۲۱۰۰]

ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان عطا فرمایا۔ میں نے اس سے ایک باغ خریدا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جسے میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کیا تھا۔

تشریح: غزوۂ حنین کے بارے میں مزید معلومات درج ذیل ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد دوسرا غزوہ جس کا تذکرہ اشارۃ نہیں بلکہ نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے وہ غزوۂ حنین ہے۔ حنین ایک وادی کا نام ہے جو شہر طائف سے ۳۰۔۴۰ میل شمال و مشرق میں جبل اوطاس میں واقع ہے۔ یہ عرب کے مشہور جنگجو و جنگ باز قبیلہ ہوازن کا مسکن تھا اور اس قبیلہ کے ملکۂ تیر اندازی کی شہرت دور دور تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کی خبر پا کر دل میں کہا کہ جب قریش مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے تو اب ہماری بھی خیر نہیں اور خود ہی جنگ و قتال کا سامان شروع کر دیا اور چاہا کہ مسلمانوں پر جو ابھی مکہ ہی میں یکجا تھا' یک بیک آپڑیں اور اسی منصوبہ میں ایک دوسرا پر قوت اور جنگجو قبیلہ بنی ثقیف بھی ان کا شریک ہو گیا اور ہوازن اور ثقیف کے اتحاد نے دشمن کی جنگی قوت کو بہت ہی بڑھا دیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کی معتبر خبر مل گئی تو ایک اچھے جنرل کی طرح آپ خود ہی پیش قدمی کر کے باہر نکل آئے اور مقام حنین پر غنیم کے سامنے صف آرائی کر لی۔ آپ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں دس ہزار تو وہی فدائی جو مدینہ سے ہم رکاب آئے تھے۔ دو ہزار آدمی مکہ کے بھی شامل ہو گئے مگر ان میں سب مسلمان نہ تھے کچھ تو ابھی بہ دستور مشرک ہی تھے اور کچھ نو مسلم کی بجائے' نیم مسلم تھے۔ بہرحال مجاہدین کی اس جمعیت کثیر پر مسلمانوں کو ناز ہو چلا کہ جب ہم تعداد قلیل میں رہ کر برابر فتح پاتے آئے تو اب کی تو تعداد اتنی بڑی ہے' اب فتح میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو اس کے بعض دور اسلامی لشکر پر بہت ہی سخت گزرے اور مسلمانوں کا اپنی کثرت تعداد پر فخر کرنا ذرا بھی ان کے کام نہ آیا۔ ایک موقع ایسا بھی پیش آیا کہ اسلامی فوج کو ایک تنگ نشیبی وادی میں اترنا پڑا اور دشمن نے کمین گاہ سے یک بیک ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ خیر پھر غیبی امداد کا نزول ہوا اور آخری فتح مسلمانوں ہی کے حصہ میں رہی۔ قرآن مجید نے اس سارے نشیب و فراز کی نقشہ کشی اپنے الفاظ میں کر دی ہے۔ ﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (التوبہ: ۲۵) اللہ نے یقیناً بہت سے موقعوں پر تمہاری نصرت کی ہے اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنی کثرت تعداد پر غرور ہو گیا تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور اس نے ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہ سکے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں پکڑا۔ یہی بدلہ ہے کافروں کے لیے۔ غزوۂ حنین کا زمانہ شوال سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۶۳ء کا ہے۔ (قرآنی سیرت نبوی) حدیث ہذا---- کے ذیل علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ قال الحافظ ابوعبداللہ الحمیدی الاندلسی سمعت بعض اهل العلم یقول بعد ذکر هذا الحدیث لو لم یکن من فضیلة الصدیق رضی اللہ عنه الا هذا فانه بثاقب عمله وشدة ضرامنه وقوة انصافه وصحة توفیقه وصدق تحقیقه بادر الی القول الحق فزجروا فتی وحکم وامضی واخبرنی الشریعة عنه صلی اللہ علیه وسلم بحضرته وبین یدیه بما صدقه فیه واجراه علی قوته وهذا من خصائصه الکبری الی مالا یحصی من فضائله الاخری (قسطلانی) یعنی حافظ ابو عبداللہ حمیدی اندلسی نے کہا کہ میں نے اس حدیث کے ذکر میں بعض اہل علم سے سنا کہ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اور کوئی حدیث نہ ہوتی صرف یہی ایک ہوتی تو بھی ان کے فضائل کے لیے یہی کافی تھی جس سے ان کا علم ان کی پختگی قوت انصاف اور عمدہ توفیق اور تحقیق حق وغیرہ اوصاف حمیدہ ظاہر ہیں۔ انہوں نے حق بات کہنے میں کس قدر دلیری سے کام لیا اور فتویٰ دینے کے ساتھ غلط گو کو ڈانٹا اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے دربار عالی

میں آواز حق کو بلند کیا' جس کی آنحضرت ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی اور ہو بہو اسے جاری فرما دیا۔ یہ امور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روح پر بے شمار سلام اور رحمت نازل فرمائے۔ آمین (راز)

٥٦- باب غَزَاةِ أَوْطَاسٍ

باب غزوۂ اوطاس کا بیان

تشریح: اوطاس قبیلہ ہوازن کے ملک میں ایک وادی کا نام ہے۔ یہ جنگ حنین کے بعد ہوئی کیونکہ ہوازن کے کچھ لوگ بھاگ کر اوطاس کی طرف چلے گئے کچھ طائف کی طرف تو اوطاس پر آپ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو سردار کر کے لشکر بھیجا اور طائف کی طرف بذات خاص تشریف لے گئے۔ اوطاس میں درید بن صمہ سردار اوطاس کو ربیعہ بن رفیع یا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

٤٣٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ، فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بسهم فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى، فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلاَ تَسْتَحِي أَلاَ تَثْبُتُ. فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ، قَالَ فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(٤٣٢٣) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ نے' ان سے ابوبردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جعشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا' تجھے شرم نہیں آتی' تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے' میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! حضور اکرم ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں

فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَرَ رِمَالُ السَّرِيرِ فِي ظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)) فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلاً كَرِيمًا)). قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لأَبِي عَامِرٍ وَالأُخْرَى لأَبِي مُوسَى.

[راجع: ٢٨٨٤]

واپس ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے' آنحضرت ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی' اے اللہ! عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر حضور ﷺ نے دعا کی' اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامر رضی اللہ عنہ کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ ابن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔ ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

تشریح حدیث میں ایک جگہ لفظ وعلیہ فروش آیا ہے۔ یہاں (ما) نافیہ راوی کی بھول سے رہ گیا ہے۔ اسی لیے ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ جس چارپائی پر آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا۔ اس حدیث میں دعا کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس میں ان لوگوں کے قول کی تردید ہے جو دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف دعائے استسقاء کے ساتھ خاص کرتے ہیں (قسطلانی)

٥٧- باب غَزْوَةِ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ: مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ:

باب غزوۂ طائف کا بیان جو شوال سنہ ۸ھ میں ہوا۔ یہ موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے

تشریح طائف مکہ سے تیس میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔ اس کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ طوفان نوح میں پانی کے اوپر تیرتی رہی تھی یا حضرت جبرئیلؑ نے اسے ملک شام سے لا کر کعبہ کے گرد طواف کرایا۔ بعضوں نے کہا اس کے گرد ایک دیوار بنائی گئی تھی اس لیے اس کا نام طائف ہوا۔ یہ دیوار قبیلہ صدف کے ایک شخص نے بنوائی تھی جو حضر موت سے خون کر کے یہاں چلا آیا تھا۔ بڑی زرخیز جگہ ہے یہاں کی زمین میں جملہ اقسام کے میوے پھل' غلے پیدا ہوتے ہیں۔ موسم بھی بہت خوشگوار معتدل رہتا ہے۔ گرما میں رؤسائے مکہ بیشتر طائف چلے جاتے ہیں۔

٤٣٢٤- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي

(۴۳۲۴) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم نے سفیان بن عیینہ سے سنا' ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے

سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ، دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعَهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُمَيَّةَ: يَا عَبْدَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلاَنَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لاَ يَدْخُلَنَّ هَؤُلاَءِ عَلَيْكُنَّ)) قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ.

[طرفاه في :٥٢٣٥، ٥٨٨٧].

٠٠٠٠- حدَّثَنَا محمود حَدَّثَنَا أبو أسامة عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا وزاد وَهُوَ محاصر الطائف يومئذٍ.

٤٣٢٥- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الأَعْمَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللهُ)) فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: نَذْهَبُ وَلاَ نَفْتَحُهُ، وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ: ((اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ)) فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ)) فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَتَبَسَّمَ قَالَ: قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ.

[طرفاه في :٦٠٨٦، ٧٤٨٠].

ان کے والد نے' ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے اور ان سے ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! دیکھو اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمہیں عنایت فرمائی تو غیلان بن سلمہ کی بیٹی (بادیہ نامی) کو لے لینا وہ جب سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں (یعنی بہت موٹی تازہ عورت ہے) اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اب تمہارے گھر میں نہ آیا کرے۔ ابن عیینہ نے بیان کیا کہ ابن جریج نے کہا' اس مخنث کا نام ہیت تھا۔ ہم سے محمود نے کہا' ان سے ابواسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

(۴۳۲۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو ابن دینار نے' ان سے ابوالعباس نابینا شاعر نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے' انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے لیے ناکام لوٹنا بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا کہ واہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے) ایک مرتبہ (نذهب) کے بجائے' (نقفل) کا لفظ استعمال کیا یعنی ہم ---- لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لیے آجاؤ۔ صحابہ صبح سویرے ہی آگئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ اب پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔ صحابہ نے اسے بہت پسند کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنس پڑے۔ اور سفیان رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ بیان کیا کہ حمیدی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے یہ پوری خبر بیان کی۔

تشریح: اس جنگ میں الٹا مسلمانوں ہی کا نقصان ہوا کیونکہ طائف والے قلعہ کے اندر تھے اور ایک برس کا ذخیرہ انہوں نے اس کے اندر رکھ لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ اٹھارہ دن یا پچیس دن یا اور کم و بیش اس کا محاصرہ کیے رہے۔ کافر قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تیر برساتے رہے' لوہے کے ٹکڑے گرم کر کر کے پھینکتے جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ آپ نے نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا' انہوں نے کہا یہ لوگ لومڑی کی طرح ہیں جو اپنے بل میں گھس گئی ہے۔ اگر آپ یہاں ٹھہرے رہیں گے تو لومڑی پکڑ پائیں گے اگر چھوڑ دیں گے تو لومڑی آپ کا کچھ نقصان نہیں کر سکتی۔ (وحیدی)

٤٣٢٦، ٤٣٢٧- حدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثنَا غُنْدَرٌ حدَّثنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالاَ: سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)). وَقَالَ هِشَامٌ : وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ: قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلاَنِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ: أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَمَّا الآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلاَثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ.

[طرفه في :٦٧٦٧].

(٤٣٢٦-٤٣٢٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا' انہوں نے ابو عثمان نہدی سے سنا' کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا' جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے راستے میں تیر چلایا تھا اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے جو طائف کے قلعہ پر چند مسلمانوں کے ساتھ چڑھے تھے اور اس طرح نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دونوں صحابیوں نے بیان کیا کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔ اور ہشام نے بیان کیا اور انہیں معمر نے خبر دی' انہیں عاصم نے' انہیں ابو العالیہ یا ابو عثمان نہدی نے' کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عاصم نے بیان کیا کہ میں نے (ابو العالیہ یا ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ) سے کہا آپ سے یہ روایت ایسے دو اصحاب (سعد اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما) نے بیان کی ہے کہ یقین کے لیے ان کے نام کافی ہیں۔ انہوں نے کہا یقیناً ان میں سے ایک (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلایا تھا اور دوسرے (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) وہ ہیں جو تیسویں آدمی تھے ان لوگوں میں جو طائف کے قلعہ سے اتر کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تھے۔

تشریح: حافظ نے کہا یہ ہشام کی تعلیق مجھے موصولاً نہیں ملی اور اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ اگلی روایت کی تفصیل ہو جائے' اس میں مجملاً یہ مذکور تھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قلعہ پر چڑھے تھے' اس میں بیان ہے کہ وہ تیس آدمی تھے۔

٤٣٢٨- حدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثنَا

(٤٣٢٨) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ: ((أَبْشِرْ)). فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ. فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ: ((رَدَّ الْبُشْرَى فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا)). قَالاَ: قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا)) فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلاَ فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلاَ لأُمِّكُمَا فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

[راجع: ۱۸۸]

بیان کیا' ان سے برید بن عبداللہ نے' ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے' جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ بدوی بولا بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک ابو موسیٰ اور بلال کی طرف پھیرا' کیا پھر آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کر دی اب تم دونوں اسے قبول کر لو۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ ہر دو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردہ کے پیچھے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ' چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان ہر دو نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

تشریح اس حدیث کی باب سے مناسبت اس فقرے سے نکلتی ہے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے کیونکہ جعرانہ میں آپ غزوہ طائف میں ٹھہرے تھے۔

بدوی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید کچھ روپے پیسے یا مال غنیمت دینے کا وعدہ فرمایا ہو گا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے جنت تجھ کو مبارک ہو لیکن بدقسمتی سے وہ بے ادب' گنوار اس بشارت پر خوش نہ ہوا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ نعمت سرفراز فرمائی سچ ہے ؎

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل که خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را۔

جعرانہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان کہنا راوی کی بھول ہے۔ جعرانہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ سنہ ۷۰ء کے حج میں جعرانہ جانے اور اس تاریخی جگہ کو دیکھنے کا شرف مجھ کو بھی حاصل ہے۔ (راز)

٤٣٢٩- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ

(۴۳۲۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' کہا مجھ

أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ : لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ مَعَهُ فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِالطِّيبِ؟ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ : ((أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا))؟ فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ، فَقَالَ : ((أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)).

[راجع: ١٥٣٦]

کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی' انہیں صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ یعلیٰ نے کہا کاش میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھ سکتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے لیے ایک کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ موجود تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آئے وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے' خوشبو میں بسا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جو اپنے جبہ میں خوشبو لگانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھے؟ فوراً ہی عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کو آنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یعلیٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے اور اپنا سر (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لیے) اندر کیا (نزول وحی کی کیفیت سے) آنحضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی پھر ختم ہو گئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ابھی عمرہ کے متعلق جس نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ انہیں تلاش کر کے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو تم نے لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لو اور جبہ اتار دو اور پھر عمرہ میں وہی کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔

تشریح: اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ قسطلانی نے کہا حجۃ الوداع کی حدیث اس کی ناسخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ حجۃ الوداع کی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام باندھتے وقت آنحضرت ﷺ کے خوشبو لگائی تھی۔ لہٰذا خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

٤٣٣٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا

(۴۳۳۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا' ان سے عمرو بن یحییٰ نے' ان سے عباد بن تمیم نے' ان سے عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں

فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلاَّلاً فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟)) قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ: ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ لَوْ لاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الأَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[طرفه في :٧٢٤٥].

نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نااتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔ آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟ بیان کیا کہ حضور ﷺ کے ہر اشارہ پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابرہ۔ تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔

تشریح اس حدیث کی سند میں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم زمانی کا ذکر ہے جو مشہور صحابی ہیں۔ کہتے ہیں مسیلمہ کذاب کو انہوں نے ہی مارا تھا۔ یہ واقعہ حرہ سنہ ۶۳ھ میں یزید کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روایت میں آنحضرت ﷺ کے مال تقسیم کرنے کا ذکر ہے۔ آپ نے یہ مال قریش کے ان لوگوں کو دیا تھا جو نو مسلم تھے، ابھی ان کا اسلام مضبوط نہیں ہوا تھا، جیسے ابوسفیان، سہیل، حویطب، حکیم بن حزام، ابوالسنابل، صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن یربوع وغیرہ۔ شعار سے مراد یا استر میں سے نیچے کا کپڑا اور دثار سے ابرہ یعنی اوپر کا کپڑا مراد ہے۔ انصار کے لیے آپ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو ہر وقت اپنے جسم مبارک سے لگا ہوا کپڑا کی مثال قرار دیا۔ فی الواقع قیامت تک کے لیے یہ شرف انصار مدینہ کو حاصل ہے کہ آپ ان کے شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔ (ﷺ)۔

٤٣٣١- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ نَاسٌ مِنَ الأَنْصَارِ حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي رِجَالاً الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ . فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَقَالَ فُقَهَاءُ الأَنْصَارِ: أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالاً حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ، أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ فَوَ اللهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ)) قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ رَضِينَا، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَتَجِدُونَ أُثْرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ)). قَالَ أَنَسٌ : فَلَمْ يَصْبِرُوا.

[راجع: ٣١٤٦]

(۴۳۳۱) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی' ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی' بیان کیا کہ جب قبیلہ ہوازن کے مال میں سے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جو دینا تھا وہ دیا تو انصار کے کچھ لوگوں کو رنج ہوا کیونکہ آنحضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دے دیئے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی مغفرت کرے' قریش کو تو آپ عنایت فرما رہے ہیں اور ہم کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی یہ بات حضور اکرم ﷺ کے کان میں آئی تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور چمڑے کے ایک خیمے میں انہیں جمع کیا' ان کے ساتھ ان کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بلایا تھا' جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا تمہاری جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار کے جو سمجھدار لوگ تھے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے معزز اور سردار ہیں' انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔ البتہ ہمارے کچھ لوگ جو ابھی نو عمر ہیں' انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت کرے' قریش کو آپ دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں۔ جو ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں' اس طرح میں ان کی دل جوئی کرتا ہوں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو مال و دولت ساتھ لے جائیں اور تم نبی ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔ خدا کی قسم کہ جو چیز تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس وقت صبر کرنا' یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آملو۔ میں حوض کوثر پر ملوں گا۔ انس

رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن انصار نے نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اشارہ غالباً سردار انصار حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف ہے' جنہوں نے وفات نبوی کے بعد منا امیر ومنکم امیر کی آواز اٹھائی تھی مگر جمہور انصار نے اس سے موافقت نہیں کی اور خلفائے قریش کو تسلیم کرلیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

تشریح: سند میں حضرت ہشام بن عروہ کا نام آیا ہے۔ یہ مدینہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں جن کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ سنہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۴۶ھ میں بمقام بغداد انتقال ہوا۔ امام زہری بھی مدینہ کے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں کنیت ابوبکر نام محمد بن عبداللہ بن شہاب ہے' وقت کے بہت بڑے عالم باللہ تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

٤٣٣٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟)) قَالُوا بَلَى قَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)).

[راجع: ٣١٤٦]

(۴۳۳۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے قریش میں (حنین کی) غنیمت کی تقسیم کردی۔ انصار رضی اللہ عنہم اس سے اور رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم اس پر خوش ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ دوسرے کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

تشریح: حضرت سلیمان بن حرب بصری مکہ کے قاضی ہیں۔ تقریباً دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ بغداد میں ان کی مجلس درس میں شرکاء درس کی تعداد چالیس ہزار ہوتی تھی۔ سنہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۸ھ تک طلب حدیث میں سرگرداں رہے۔ انیس سال حماد بن زید نامی استاد کی خدمت میں گزارے۔ سنہ ۲۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے بزرگ ترین استاذ ہیں' رحمہم اللہ اجمعین۔

٤٣٣٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ازْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلاَفٍ وَالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ

(۴۳۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے ازہر بن سعد سمان نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ ابن عون نے' انہیں ہشام بن زید بن انس نے خبردی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیٹھ پھیرلی۔ حضور ﷺ نے پکارا' اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں' یارسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہم حاضر

النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوا: فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبًا، لاَخْتَرْتُ شِعْبَ الأَنْصَارِ)).

[راجع: ٣١٤٦]

ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ پھر حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرکین کو ہار ہو گئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد چھوڑ دیا تھا اور مہاجرین کو آنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس پر انصار رضی اللہ عنہم نے اپنے غم کا اظہار کیا تو آپ نے انہیں بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا پھر فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

روایت میں طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن چھوڑ دیا (احساناً) ان کے پہلے جرائم پر ان سے کوئی گرفت نہیں کی جیسے ابوسفیان' ان کے بیٹے معاویہ' حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ ان لوگوں کو عام معافی دے دی گئی اور ان کو بہت نوازا بھی گیا۔ بعد میں یہ حضرات اسلام کے سچے جانثار مددگار ثابت ہوئے اور کانہ ولی حمیم کا نمونہ بن گئے۔ انصار کے لیے آپ نے جو شرف عطا فرمایا دنیا کا مال و دولت اس کے مقابلہ پر ایک بال برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ انصار نے بھی اس کو سمجھا اور اس شرف کی قدر کی اور اول سے آخر تک آپ کے ساتھ پوری وفاداری سے برتاؤ کیا' رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وفات نبوی کے بعد جملہ انصار نے بخوشی و رغبت خلفائے قریش کی اطاعت کو قبول کیا اور اپنے لیے کوئی منصب نہیں چاہا۔ صدقوا ماعاهدوا الله عليه' جنگ حنین میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔

٤٣٣٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ: ((إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ - أَوْ شِعْبَ الأَنْصَارِ)).

(۴۳۳۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش کے کفر کا اور ان کی بربادیوں کا زمانہ قریب کا ہے۔ میرا مقصد صرف ان کی دلجوئی اور تالیف قلب تھا کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر اپنے ساتھ جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ سب انصاری بولے' کیوں نہیں (ہم اسی پر راضی ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

[راجع: ٣١٤٦]

٤٣٣٥- حدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللهِ؟ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

[راجع: ٣١٥٠]

(۴۳۳۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' ان سے اعمش نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کر رہے تھے تو انصار کے ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی خوشنودی کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس بدگو کی اطلاع دی تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے' انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ پہنچایا گیا تھا' پس انہوں نے صبر کیا۔

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شرم اور حیا بہت تھی۔ وہ چھپ کر تنہائی میں نہایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کو یہ شگوفہ ہاتھ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے خصیے بڑھ گئے ہیں۔ کسی نے کہا' ان کو برص ہو گیا ہے۔ اس قسم کے بہتان لگانے شروع کئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی اور بے عیبی ظاہر کر دی۔ یہ قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى ﴾ (الاحزاب: ۶۹) آخر تک۔ روایت میں جس منافق کا ذکر مذکور ہے۔ اس کم بخت نے اتنا غور نہیں کیا کہ دنیا کا مال و دولت اسباب سب پروردگار کی ملک ہیں جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر دنیا میں بھیج دیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اسی طرح دنیا کا مال تقسیم کرے۔ اللہ کی رضامندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہو گا' اس کا عشر عشیر بھی اوروں کو نہیں ہو سکتا۔ بدباطن قسم کے لوگوں کا شیوہ ہی یہ رہا ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں پر الزام بازی کرتے رہتے ہیں اور اپنے عیوب پر کبھی ان کی نظر نہیں جاتی۔ سند میں حضرت سفیان ثوری کا نام آیا ہے۔ یہ کوفی ہیں اپنے زمانہ میں فقہ اور اجتہاد کے جامع تھے۔ خصوصاً علم حدیث میں مرجع تھے۔ ان کا ثقہ اور زاہد عابد ہونا مسلم ہے۔ ان کو اسلام کا قطب کہا گیا ہے۔ ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہے۔ سنہ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی' حشرنا اللہ معھم' آمین۔

٤٣٣٦- حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا أَعْطَى الأَقْرَعَ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُرِيدَ بِهَذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللهِ. فَقُلْتُ لأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ

(۴۳۳۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے ابووائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو بہت بہت جانور دیئے۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو جن کا دل بہلانا منظور تھا' سو اونٹ دیئے۔ عیینہ بن حصن فزاری کو بھی اتنے ہی دیئے اور اسی طرح دوسرے اشراف عرب کو دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے کہا کہ میں اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کروں

بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).
[راجع: ٣١٥٠]

گا۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ سنا تو فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا تھا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

صبر عجیب نعمت ہے پیغمبروں کی خصلت ہے۔ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا' آخر میں اس کا دشمن ذلیل و خوار ہوا۔ اللہ کا لاکھ بار شکر ہے کہ مجھ ناچیز کو بھی اپنی زندگی میں بہت سے خبیث النفس دشمنوں سے پالا پڑا۔ مگر صبر سے کام لیا' آخر وہ دشمن ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ خدمت بخاری کے دوران بھی بہت سے حاسدین کی ہفوات پر صبر کیا۔ آخر اللہ کا لاکھوں لاکھ شکر جس نے اس خدمت کے لیے مجھ کو ہمت عطا فرمائی' والحمد للہ علی ذلک۔

٤٣٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلاَفٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ)) قَالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ)). قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَسَكَتُوا فَقَالَ:

(۴۳۳۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے' ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے' جنہیں آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا' پھر ان سب نے پیٹھ پھیر لی اور حضور اکرم ﷺ تنہا رہ گئے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو مرتبہ پکارا دونوں پکار ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں' آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا' اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو' ہم آپکے ساتھ ہیں' لڑنے کو تیار ہیں۔ پھر آپ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصاریو! انہوں نے ادھر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یارسول اللہ! بشارت ہو' ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے پھر آپ اتر گئے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنہیں فتح مکہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو اس میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی

((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟)) قَالُوا: بَلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبًا لأَخَذْتُ شِعْبَ الأَنْصَارِ)) فَقَالَ هِشَامٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ : وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ؟

[راجع: ٣١٤٦]

تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔ انصاریوں نے عرض کیا ہم اسی پر خوش ہیں۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔ اس پر ہشام نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا۔

تشریح: مسلم کی روایت میں ہے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا شجرہ رضوان والوں کو آواز دو۔ ان کی آواز بلند تھی۔ انہوں نے پکارا اے شجرہ رضوان والو! تم کہاں چلے گئے ہو' ان کی پکار سنتے ہی یہ لوگ ایسے لپکے جیسے گائیں شفقت سے اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہیں۔ سب کہنے لگے ہم حاضر ہیں' ہم حاضر ہیں۔

٥٨- باب السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ.

باب نجد کی طرف جو لشکر آنحضرت ﷺ نے روانہ کیا تھا' اس کا بیان

تشریح: حضرت امام بخاری نے اس کو جنگ طائف کے بعد ذکر کیا ہے لیکن اہل مغازی نے کہا ہے کہ یہ لشکر فتح مکہ کو جانے سے پہلے آپ نے روانہ کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ آٹھویں سنہ ہجری کے ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ بعضوں نے کہا ماہ رمضان میں یہ لشکر روانہ کیا تھا۔ اس کے سردار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس میں صرف پچیس آدمی تھے' جنہوں نے غطفان سے مقابلہ میں دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں حاصل کیں۔

٤٣٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلاَثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا.[راجع: ٣١٣٤]

(۴۳۳۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا' میں بھی اس میں شریک تھا۔ اس میں ہمارا حصہ (مال غنیمت میں) بارہ بارہ اونٹ پڑے اور ایک ایک اونٹ ہمیں اور فالتو دیا گیا۔ اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹ ساتھ لے کر واپس آئے۔

٥٩- باب بَعْثِ النَّبِيِّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

باب نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ قبیلے کی طرف بھیجنا

تشریح: یہ بعد فتح مکہ کے تھا باتفاق مغازی آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس آدمی ساتھ دے کر اس لیے روانہ کیا تھا کہ

بنو جذیمہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔

٤٣٣٩ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح.

٠٠٠٠ - وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ: وَاللهِ لاَ أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلاَ يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)). مَرَّتَيْنِ. [طرفه في : ٧١٨٩].

(۴۳۳۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' انہیں معمر نے خبر دی۔

(دوسری سند) اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں معمر نے' انہیں زہری نے' انہیں سالم نے اور ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہیں "اسلمنا" (ہم اسلام لائے) کہنا نہیں آتا تھا' اس کے بجائے وہ "صبانا' صبانا" (ہم بے دین ہو گئے' یعنی اپنے آبائی دین سے ہٹ گئے) کہنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی حفاظت کے لیے دے دیا پھر جب ایک دن خالد رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا آخر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کا بیان کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ! میں اس فعل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں' جو خالد نے کیا' دو مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

تشریح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے سردار تھے مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حکم میں ان کی اطاعت نہیں کی کیونکہ ان کا یہ حکم شرع کے خلاف تھا۔ جب بنی جذیمہ کے لوگوں نے لفظ صبانا سے مسلمان ہونا مراد لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کرنے سے رک جانا ضروری تھا اور یہی وجہ کہ آنحضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے اپنی برائت ظاہر فرمائی۔ ان کی خطا اجتہادی تھی۔ وہ صبانا کا معنی اسلمنا نہ سمجھے اور انہوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں' ان سے لڑو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ولید قریشی کے بیٹے ہیں جو مخزومی ہیں۔ ان کی والدہ لبابۃ الصغریٰ نامی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ یہ اشراف قریش سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ سنہ ۲۱ھ میں وفات پائی' رضی اللہ عنہ۔

اس سریہ کے کچھ حالات علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یہ ہیں: قال ابن سعد ومما رجع خالد بن الولید من ھدم العزیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم بمکۃ بعثہ الٰی بنی جذیمۃ داعیًا الی الاسلام ولم یبعثہ مقاتلاً فخرج فی ثلاث مائۃ وخمسین رجلا من المھاجرین والانصار وبنی سلیم فانتھٰی الیھم فقال ما انتم قالوا مسلمون قد صلینا وصدقنا بمحمد وبنینا المساجد فی ساحتنا واذنا فیھا قال فما بال السلاح علیکم قالوا ان بیننا وبین قوم من العرب عداوۃ فخفنا ان تکونوا ھم وقد قیل انھم قالوا صبانا صبانا ولم یحسنوا ان

یقولوا اسلمنا قال فضعوا السلاح فوضعوه فقال لهم استاسروا فاستاسر القوم فامر بعضهم فكتف بعضا وفرقهم فی اصحابه فلما كان فی السحر نادی خالد بن الولید كان معهم اسیر فلیضرب عنقه فاما بنو سلیم فقتلوا من كان فی ایدیهم واما المهاجرون والانصار فارسلوا اسرا هم فبلغ النبی صلی الله علیه وسلم ماصنع خالد فقال اللهم انی ابرا الیک مما صنع خالد وبعث علیا یودی لهم قتلاهم وما ذهب منهم (زاد المعاد) یعنی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عزیٰ کو ختم کر کے لوٹے اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ نے ان کو بنی جذیمہ کی طرف تبلیغ کی غرض سے بھیجا اور لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو مہاجر اور انصار صحابیوں کے ساتھ نکلے۔ کچھ بنو سلیم کے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ بنو جذیمہ کے ہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ بولے ہم مسلمان ہیں' نمازی ہیں' ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے اپنے دالانوں میں مساجد بھی بنا رکھی ہیں اور ہم وہاں اذان بھی دیتے ہیں' وہ سب ہتھیار بند تھے۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ تمہارے جسموں پر یہ ہتھیار کیوں ہیں؟ وہ بولے کہ ایک عرب قوم کے اور ہمارے درمیان عداوت چل رہی ہے۔ ہمارا گمان ہوا کہ شاید تم وہی لوگ ہو۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان لوگوں نے بجائے اسلمنا کے صبانا صبانا کہا کہ ہم اپنے پرانے دین سے ہٹ گئے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ ہتھیار اتار دو۔ انہوں نے ہتھیار اتار دیئے اور خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان سب کو قید کر لیا اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے ساتھیوں میں حفاظت کے لیے تقسیم کر دیا۔ صبح کے وقت انہوں نے پکارا کہ جن کے پاس جس قدر بھی قیدی ہوں وہ ان کو قتل کر دیں۔ بنو سلیم نے تو اپنے قیدی قتل کر دیئے مگر انصار اور مہاجرین نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو نہیں مانا اور ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے اظہار بیزاری فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا تاکہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کا فدیہ ادا کیا جائے اور ان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

٦٠- باب سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلَجِيِّ وَيُقَالُ: إِنَّهَا سَرِيَّةُ الأَنْصَارِ

٤٣٤٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنِي قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ: فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوا فَقَالَ: أَوْقِدُوا

باب عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کی ایک لشکر میں روانگی جسے انصار کا لشکر کہا جاتا تھا

(۴۳۴۰) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن اسلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں پھر امیر کسی وجہ سے غصہ ہو گئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا پھر تم سب لکڑیاں

نَارًا فَأَوْقَدُوهَا فَقَالَ: ادْخُلُوهَا فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُولُونَ فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)).

[طرفاه في : ٧١٤٥، ٧٢٥٧].

جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگا دی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ۔ فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہیں میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں! ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے۔ اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے۔

تشریح: امام خلیفہ پیر مرشد کی اطاعت صرف قرآن و حدیث کے مطابق احکام کے اندر ہے۔ اگر وہ خلاف بات کہیں تو پھر ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ایسے موقع پر میرے فتویٰ کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کرنا۔ حضرت امام کی وصیت کے باوجود کتنے لوگ ہیں جو قول امام کے آگے صحیح احادیث کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مرحوم ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں کیا جواب دے سکیں گے۔ مروجہ تقلید شخصی کے خلاف یہ حدیث ایک مشعل ہدایت ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کھول کر اس سے روشنی حاصل کی جائے۔ ائمہ کرام کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ ان کے ناموں پر الگ الگ مذاہب بنائے جائیں کہ وہ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں۔ صدق اللہ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیئی وامرھم الی اللہ

٦١ - باب بَعْثِ أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ کا حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا

٤٣٤١، ٤٣٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ : وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلاَفٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلاَفَانِ ثُمَّ قَالَ: ((يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا))، فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ، وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ

(۴۳۴۱-۴۳۴۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا' ان سے ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا دیکھو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا' دشواریاں نہ پیدا کرنا' انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا' دین سے نفرت نہ دلانا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے کاموں پر روانہ ہو گئے۔ دونوں میں سے جب کوئی اپنے

فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ : يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهِ؟ قَالَ: لاَ أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ : إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذَلِكَ، فَانْزِلْ، قَالَ: مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ: أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللهُ لِي فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي.

[طرفه في : ٤٣٤٥].

علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے دوسرے ساتھی کے قریب پہنچ جاتا تو ان سے تازی (ملاقات) کے لیے آتا اور سلام کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ میں اپنے صاحب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے اور اپنے خچر پر ان سے ملاقات کے لیے چلے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا واقعہ ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں اپنی سواری سے نہیں اتروں گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قتل کرنے ہی کے لیے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ آپ اتر جائیں لیکن انہوں نے اب بھی یہی کہا کہ جب تک اسے قتل نہ کیا جائے گا میں نہ اتروں گا۔ آخر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ تب وہ اپنی سواری سے اترے اور پوچھا' عبداللہ! آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں پھر انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ معاذ! آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رات کے شروع میں سوتا ہوں پھر اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر کے میں اٹھ بیٹھتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر کر رکھا ہے اس میں قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس طرح بیداری میں جس ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں سونے کی حالت کے ثواب کا بھی اس سے اسی طرح امیدوار رہتا ہوں۔

تشریح: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ کمال جوش ایمان تھا کہ مرتد کو دیکھ کر فوراً ان کو وہ حدیث یاد آگئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب تک شریعت کی حد جاری نہ ہوئی' اس وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اترنا اور ٹھہرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ یمن کے بلند حصے پر معاذ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا گیا تھا اور نشیبی علاقہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک یمن کی بہت تعریف فرمائی۔ جس کی برکت ہے کہ وہاں بڑے بڑے عالم فاضل محدث پیدا ہوئے۔ حضرت علامہ شوکانی یمنی مشہور اہلحدیث عالم یمنی ہیں جن کی حدیث کی شرح کی کتاب نیل الاوطار مشہور ہے۔ یااللہ! میں ان بزرگوں سے خاص عقیدت محبت رکھتا ہوں' ان کے ساتھ مجھ کو جمع فرمائیو' آمین۔ یارب العالمین۔ (راز)

٤٣٤٣- حَدَّثَنِي إِسْحَقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لأَبِي بُرْدَةَ: مَا الْبِتْعُ؟ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ، فَقَالَ ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) رَوَاهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

[راجع: ٢٢٦١]

(۴۳۴۳) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد نے' ان سے شیبانی نے' ان سے سعید بن ابی بردہ نے' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان شربتوں کا مسئلہ پوچھا جو یمن میں بنائے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "البتع" اور "المزر" (سعید بن ابی بردہ نے کہا کہ) میں نے ابو بردہ (اپنے والد) سے پوچھا البتع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شہد سے تیاری کی ہوئی شراب اور المزر جو سے تیار کی ہوئی شراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ ہر نشہ آور پینا حرام ہے۔ اس کی روایت جریر اور عبدالواحد نے شیبانی سے کی ہے اور انہوں نے ابو بردہ سے کی ہے۔

جو چیزیں کھانے کی ہوں یا پینے کی نشہ آور ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ افیون مدک چنڈو شراب وغیرہ یہ سب اسی میں داخل ہیں۔

٤٣٤٤، ٤٣٤٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا، إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لأَبِي مُوسَى: كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَعَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي، وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلاَ يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ أَبُو مُوسَى: يَهُودِيٌّ

(۴۳۴۴-۴۳۴۵) ہم سے مسلم نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا' ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا' دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔ اس پر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے۔ جس کا نام "المزر" ہے اور شہد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو "البتع" کہلاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ پھر دونوں بزرگ روانہ ہوئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ کھڑے ہو کر بھی' بیٹھ کر بھی اور اپنی سواری پر بھی اور میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد پڑھتا ہی رہتا ہوں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میرا معمول یہ ہے کہ شروع رات میں' میں سو جاتا ہوں اور پھر بیدار ہو جاتا ہوں۔ اس طرح میں اپنی نیند پر

أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ. تَابَعَهُ الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ: وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

[راجع: ٢٢٦١، ٤٣٤٢]

بھی ثواب کا امیدوار ہوں جس طرح بیدار ہو کر (عبادت کرنے پر) ثواب کی مجھے امید ہے اور انہوں نے ایک خیمہ لگا لیا اور ایک دوسرے سے ملاقات برابر ہوتی رہتی۔ ایک مرتبہ معاذ رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے آئے' دیکھا ایک شخص بندھا ہوا ہے۔ پوچھا یہ کیا بات ہے؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ ایک یہودی ہے' پہلے خود اسلام لایا اور اب یہ مرتد ہو گیا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے قتل کیے بغیر ہرگز نہ رہوں گا۔ مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس حدیث کو عبدالملک بن عمرو عقدی اور وہب بن جریر نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس کو شعبہ سے' انہوں نے اپنے باپ بردہ سے' انہوں نے سعید کے دادا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور جریر بن عبدالحمید نے اس کو شیبانی سے روایت کیا' انہوں نے ابوبردہ سے۔

تشریح عقدی کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں اور وہب کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے وصل کیا ہے۔ وکیع کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے جہاد میں اور ابوداؤد طیالسی کی روایت کو امام نسائی نے اور نضر کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں وصل کیا ہے۔ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصولاً روایت کیا اور مسلم بن ابراہیم اور عقدی اور وہب بن جریر نے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں مبلغین کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ لوگوں کو نفرت نہ دلائیں' دشوار باتیں ان کے سامنے نہ رکھیں' آپس میں مل جل کر کام کریں۔ اللہ یہی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین مگر آج کل ایسے مبلغین بہت کم ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

٤٣٤٦ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِذٍ، حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُنِيخٌ بِالأَبْطَحِ فَقَالَ: ((أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ)) قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ:

(۴۳۴۶) مجھ سے عباس بن ولید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' ان سے ایوب بن عائذ نے' ان سے قیس بن مسلم نے بیان کیا' کہا میں نے طارق بن شہاب سے سنا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری قوم کے وطن (یمن) میں بھیجا۔ پھر میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ کی) وادی ابطح میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا' عبداللہ بن قیس! تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے دریافت فرمایا کلمات احرام کس طرح کہے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا (کہ یوں کلمات ادا کیے ہیں) "اے اللہ

((کیف قُلْتَ؟)) قَالَ قُلْتُ لَبَّیْكَ إِهْلَالاً كَإِهْلَالِكَ، قَالَ : ((فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا؟)) قُلْتُ: لَمْ أَسُقْ، قَالَ: ((فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حِلَّ)) فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ وَمَكُثْنَا بِذَلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

[راجع: ١٥٥٩]

میں حاضر ہوں' اور جس طرح آپؐ نے احرام باندھا ہے' میں نے بھی اسی طرح باندھا ہے۔" فرمایا تم اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لائے ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی جانور تو میں اپنے ساتھ نہیں لایا۔ فرمایا تم پھر پہلے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر لو۔ ان رکنوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جانا۔ میں نے اسی طرح کیا اور بنو قیس کی خاتون نے میرے سر میں کنگھا کیا اور اسی قاعدے پر ہم اس وقت تک چلتے رہے جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ (اسی کو حج تمتع کہتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے)

٤٣٤٧- حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، ابْنِ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ : ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ، طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ. [راجع: ١٣٩٥]

(٤٣٤٧) مجھ سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی' انہیں زکریا بن اسحاق نے' انہیں یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نے' انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نافذ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجتے وقت انہیں) ہدایت فرمائی تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو اہل کتاب یہودی نصرانی وغیرہ میں سے ہیں' اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس میں وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں' جب یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے' جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور انہیں کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب یہ بھی مان جائیں تو (پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت) ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ ابو عبداللہ امام بخاری نے کہا کہ سورۂ مائدہ میں جو طوعت کا لفظ آیا ہے اس کا وہی معنی ہے جو طاعت اور اطاعت کا ہے جیسے کہتے ہیں طعت طعت اطعت سب کا معنی ایک ہی ہے۔

تشریح حدیث میں اطاعوا یا طاعوا کا لفظ آیا تھا۔ حضرت امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق قرآن کے لفظ طوعت کی تفسیر کر دی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے اور غرض یہ ہے کہ اس میں تین لغت آئے ہیں طوع طاع اطاع معنی ایک ہی ہیں یعنی راضی ہوا' مان لیا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا اس کا مطلب یہ کہ کسی کو نہ ستاؤ کہ وہ مظلوم بن کر بددعا کر بیٹھے۔

٤٣٤٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّ مُعَاذًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ، زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِي صَلاَةِ الصُّبْحِ سُورَةَ النِّسَاءِ، فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً﴾ [النساء: ١٢٥] قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ.

(۴۳۴۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا' ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وہ یمن پہنچے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز میں آیت ﴿ واتخذ الله ابراهيم خليلا ﴾ کی قرأت کی تو ان میں سے ایک صاحب (نماز ہی میں) بولے کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی ہو گی۔ معاذ بن معاذ بغوی نے شعبہ سے' انہوں نے حبیب سے' انہوں نے سعید سے' انہوں نے عمرو بن میمون سے اس حدیث میں صرف اتنا بڑھایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا وہاں انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ﴿ واتخذالله ابراهيم خليلا ﴾ تو ایک صاحب جو ان میں کھڑے ہوئے تھے کہا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی ہو گی۔

یعنی ان کو تو بڑی خوشی اور مبارک بادی ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا خلیل ہوا۔ اس شخص نے مسئلہ نہ جان کر نماز میں بات کر لی ایسی نادانی کی حالت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

٦٢- باب بَعْثَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب حجۃ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا

٤٣٤٩- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنُ إِسْحَاقَ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ:

(۴۳۴۹) مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا' کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا' کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا' بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے انہیں

ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ : مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ، فَكُنْتُ لِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

ہدایت کی کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

تشریح: اسماعیل کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھر یمن کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمدان سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط سنایا۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔ آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا ہمدان سلامت رہے۔

٤٣٥٠- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلاَ تَرَى إِلَى هَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : ((لاَ تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)).

(۴۳۵۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا' کہا ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم دیکھتے ہو علی رضی اللہ عنہ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں' فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ امام احمد کی روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی مت رکھ' وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے شکایت کی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا میں جس کا ولی ہوں علی بھی اس کا ولی ہے' رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی جو سب قیدیوں میں عمدہ تھی اور اس سے صحبت کی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس وجہ سے ان کو برا سمجھا۔ حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خمس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تقسیم کے لیے اختیار بھی دیا ہو گا۔ اب استبراء سے قبل لونڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لونڈی باکرہ ہو گی اور باکرہ کے لیے

بعضوں کے نزدیک استبراء لازم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس دن حیض سے پاک ہو گئی ہو۔ (وحیدی) بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ اللھم انی احب علیا کما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٤٣٥١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ : فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلاَءِ قَالَ : فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَلاَ تَأْمَنُونِي، وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الإِزَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ اتَّقِ اللهَ قَالَ: ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ : ((لاَ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) فَقَالَ خَالِدٌ : وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي

(۴۳۵۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' ان سے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یمن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے۔ ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید بن خیل اور چوتھے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ تھے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس کی جو آسمان پر ہے وحی میرے پاس صبح و شام آتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں' دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے' پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی' گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا' تہبند اٹھائے ہوئے تھا' کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' افسوس تجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن مار دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا

لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَلاَ أَشُقَّ بُطُونَهُمْ)) قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ: ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُم يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ - وَأَظُنُّهُ قَالَ - لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ)). [راجع: ٣٣٤٤]

حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی نے کہا پھر آنحضرت ﷺ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا' اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ثمود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر ڈالوں گا۔

تشریح: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ یہ پیش گوئی آپ کی پوری ہوئی۔ خارجی جن کے یہی اطوار تھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کو خوب قتل کیا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ان خارجیوں کے پیرو موجود ہیں۔ سر منڈے' داڑھی نیچی' ازار اونچی' ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار غریب مسلمانوں خصوصاً اہلحدیث کو لامذہب اور وہابی قرار دے کر ان پر حملے کرتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکوں سے برابر کا میل جول رکھتے ہیں۔ ان سے کچھ متعرض نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس مسلمانوں کو کیا خبط ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کو تو ایک ایک مسئلہ پر ستائیں اور غیر مسلموں سے دوستی رکھیں۔ ایسے مسلمان قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کو منہ کیا دکھلائیں گے۔ حدیث کے آخری لفظوں کا مطلب یہ کہ ان کے دلوں پر قرآن کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہو گا۔ ہمارے زمانے میں یہی حال ہے۔ قرآن پڑھنے کو تو سینکڑوں آدمی پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی اور مطلب میں غور کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور بعض شیاطین کا تو یہ حال ہے کہ وہ قرآن حدیث کا ترجمہ پڑھنے پڑھانے ہی سے منع کرتے ہیں۔ ﴿ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ﴾ (محمد: ۲۳)

٤٣٥٢- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ بنعَلَى إِحْرَامِهِ، زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهِ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟)) قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ)). قَالَ: وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا. [راجع: ١٥٥٧]

(۴۳۵۲) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے کہ عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (جب وہ یمن سے مکہ آئے) فرمایا تھا کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہیں۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے اتنا بڑھایا کہ ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ولایت (یمن) سے آئے تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا' علی! تم نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کیا کہ جس طرح احرام آپؐ نے باندھا ہو۔ فرمایا پھر قربانی کا جانور بھیج دو اور جس طرح احرام باندھا ہے' اسی کے مطابق عمل کرو۔ بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

٤٣٥٣، ٤٣٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ:

(۴۳۵۳۔ ۴۳۵۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)) وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ؟)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا)).

سے بشر بن مفضل نے بیان کیا' ان سے حمید طویل نے' کہا ہم سے بکر بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تھا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کر لے (اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا' پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح آپؐ نے باندھا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے احرام پر قائم رہو' کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پہلو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یمن جانا مذکور ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے اور اسی لیے ان روایات کو یہاں لایا گیا ہے۔ باقی حج کے دیگر مسائل بھی ان سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الحج میں گزر چکا ہے۔

٦٣- باب غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ

باب غزوۂ ذوالخلصہ کا بیان

تشریح: یہ ایک بت خانہ تھا جو یمن میں مشرکوں نے تیار کیا تھا۔ اس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ بھی کہ اس کا دروازہ ملک شام کے مقابل میں بنایا گیا تھا۔

٤٣٥٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ، وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ، وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ. [راجع: ٣٠٢٠]

(۴۳۵۵) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے بیان کیا' ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا' ان سے قیس نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جاہلیت میں ایک بت خانہ ذوالخلصہ نامی تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ذوالخلصہ کی تکلیف سے مجھے کیوں نہیں نجات دلاتے؟ چنانچہ میں نے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ سفر کیا' پھر ہم نے اس کو مسمار کر دیا اور اس میں ہم نے جس کو بھی پایا قتل کر دیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکو اسکی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلۂ احمس کے لیے بہت دعا فرمائی۔

تشریح: ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور منہ اور سینے پر زیرناف تک پھیر دیا پھر سر پر ہاتھ رکھا اور پیٹھ پر سیرین تک پھیرا یا سینے پر خاص طور سے ہاتھ پھیرا۔ ان پاکیزہ دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک بہترین شہسوار بن کر اس مہم پر روانہ ہوئے اور کامیابی سے واپس آئے۔ آپ نے اس بت خانے کے بارے میں جو فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کفار و مشرکین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے' رسول کریم ﷺ کی ایذا رسانی کی تدابیر سوچتے اور کعبہ مقدس کی تنقیص کرتے اور ہر طرح سے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے' لہٰذا قیام امن کے لیے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ حالت امن میں کسی قوم و مذہب کی عبادت گاہ کو اسلام نے مسمار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ذمی یہود اور نصاریٰ کے گرجاؤں کو محفوظ رکھا اور ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے اس ملک کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی اور ان کے لیے جاگیریں وقف کی ہیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔

٤٣٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ : قَالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمٍ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ: ((فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا)) خَمْسَ مَرَّاتٍ.

[راجع: ٣٠٢٠]

(٤٣٥٦) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' کہا ہم سے اسماعیل ابن ابی خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا' کہا مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے ذوالخلصہ سے کیوں نہیں بے فکر کرتے؟ یہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ احمس کے سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے۔ مگر میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کرپاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے میں پایا' پھر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دے اور اسے راستہ بتلانے والا اور خود راستہ پایا ہوا بنا دے' پھر وہ اس بت خانے کی طرف روانہ ہوئے اور اسے ڈھا کر اس میں آگ لگادی پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ جریر کے ایلچی نے آکر عرض کیا' اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا' میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح جل کر (سیاہ) نہیں ہوگیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

خارش زدہ اونٹ پر ڈامر وغیرہ ملتے ہیں تو اس پر کالے کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جل بھن کر' بالکل یہی حال ذی الخلصہ کا ہوگیا۔ ذی الخلصہ والے اسلام کے حریف بن کر ہر وقت مخالفانہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔

٤٣٥٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) فَقُلْتُ : بَلَى، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) قَالَ: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ، قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمٍ وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نُصُبٌ يُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ: الْكَعْبَةُ، قَالَ : فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا، قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالأَزْلاَمِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَهُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ، فَقَالَ : لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ أَوْ لأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ، قَالَ: فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلاً مِنْ أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ

(۴۳۵۷) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو خبر دی ابو اسامہ نے' انہیں اسماعیل بن خالد نے' انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ذوالخلصہ سے مجھے کیوں نہیں بے فکری دلاتے! میں نے عرض کیا میں حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ قبیلہء احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر میں روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے' لیکن میں سواری اچھی طرح نہیں کرپاتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا جس کا اثر میں نے اپنے سینہ میں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے اچھا سوار بنادے اور اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا بنادے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد میں کبھی کسی گھوڑے سے نہیں گرا۔ راوی نے بیان کیا کہ ذوالخلصہ ایک (بت خانہ) تھا' یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا' اس میں بت تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی اور اسے کعبہ بھی کہتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر جریر وہاں پہنچے اور اسے آگ لگادی اور منہدم کردیا۔ بیان کیا کہ جب جریر رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی یہاں آگئے ہیں۔ اگر انہوں نے تمہیں پالیا تو تمہاری گردن ماردیں گے۔ بیان کیا کہ ابھی وہ فال نکال ہی رہے تھے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ابھی یہ فال کے پتر توڑ کر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس شخص نے تیر وغیرہ توڑ ڈالے اور کلمہ ایمان کی گواہی دی۔ اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ نے قبیلہء احمس کے ایک صحابی ابو ارطاط رضی اللہ عنہ نامی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کو خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا۔ جب وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اس وقت تک نہیں چلا جب تک اس بت کدہ کو

فقَالَ : فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٣٠٢٠]

خارش زدہ اونٹ کی طرح جلا کر سیاہ نہیں کر دیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبیلۂ احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

تشریح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی الحدیث مشروعیة ازالة مایفتتن به الناس من بناء وغیرہ سواء کان انسانا او حیوانا اوجمادا وفیه استعمالة نفوس القوم بتامیر من هو منهم والاستجابة بالدعاء والثناء والبشارة فی الفتوح وفضل رکوب الخیل فی الحرب وقبول خبر الواحد والمبالغة فی نکایة العدو و مناقب لجریر و لقومه وبرکة ید النبی صلی الله علیه وسلم ودعائه وانه کان یدعوا وترا و قد یجاوز الثلاث الخ (فتح الباری) یعنی حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنیں وہ مکان ہوں یا کوئی انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی جمادات سے ہو' شرعی طور پر ان کا زائل کر دینا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی قوم کی دلجوئی کے لیے امیر قوم خود ان ہی میں سے بنانا بہتر ہے اور فتوحات کے نتیجہ میں دعا کرنا' بشارت دینا اور مجاہدین کی تعریف کرنا بھی جائز ہے اور جنگ میں گھوڑے کی سواری کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور خبر واحد کا قبول کرنا بھی ثابت ہوا اور دشمن کو سزا دینے میں مبالغہ بھی ثابت ہوا اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ اور ان کی قومی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور رسول کریم ﷺ کے دست مبارک اور آپ کی دعاؤں کی برکت بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ آپ دعاؤں میں بھی وتر کا خیال رکھتے اور کبھی تین سے زیادہ بار بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

٦٤- باب غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ

وَهْيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامَ قَالَهُ : إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَالِدٍ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلاَدُ بَلِيٍّ، وَعُذْرَةَ، وَبَنِي الْقَيْنِ.

باب غزوہ ذات السلاسل کا بیان

یہ وہ غزوہ ہے جو قبائل لخم و جذام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ابن اسحاق نے یزید سے اور انہوں نے عروہ سے کہ ذات السلاسل' قبائل بلی' عذرہ اور بنی القین کو کہتے ہیں۔

تشریح یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں بماہ جمادی الآخر بمقام وادی القریٰ میں ہوا تھا یہ جگہ مدینہ سے پرے دس دن کی راہ پر ہے۔ اس کو ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ کافروں نے اس میں جم کر لڑنے کے لیے اپنے جسموں کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سلسل وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا۔ لخم اور جذام دونوں قبیلوں کے نام ہیں یہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔

٤٣٥٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ ((عَائِشَةُ)) قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ((عُمَرُ))، فَعَدَّ رِجَالاً فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ.

(۴۳۵۸) ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا' کہا ہم کو خالد بن عبداللہ نے خبر دی' انہیں خالد حذاء نے' انہیں ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل کے لیے امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ سے واپس آ کر) میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون شخص ہے؟ فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا' میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے والد' میں نے پوچھا' اس کے بعد کون؟ فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے بس میں خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ مجھے

[راجع: ٣٦٦٢] سب سے بعد میں نہ کردیں۔

تشریح: اس لڑائی میں تین سو مہاجرین اور انصار مع تیس گھوڑے آپ نے بھیجے تھے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار بنایا تھا۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور مزید فوج طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے دو سو آدمی اور بھیجے۔ ان میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جب عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے' سردار تو میں ہی رہوں گا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس معقول بات کو مان لیا اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ امامت کرتے رہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لشکر میں انگار روشن کرنے سے منع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا چپ رہو' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمرو رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فن سے خوب واقف کار ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ اسی لیے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' جس کا روایت میں تذکرہ ہے۔ جس کو سن کر ان کو حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مفضول کی امامت بھی افضل کے لیے جائز ہے کیونکہ حضرات شیخین اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔

٦٥- باب ذَهَاب جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ

٤٣٥٩- حدّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ : كُنْتُ بِالْبَحْرِ فَلَقِيتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كِلاَعٍ، وَذَا عَمْرٍو، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو عَمْرٍو: لَئِنْ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلاَثٍ، وَأَقْبَلاَ مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ، فَقَالُوا : قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتُخْلِفَ أَبُوبَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُونَ، فَقَالاَ : أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُودُ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيثِهِمْ قَالَ : أَفَلاَ جِئْتَ بِهِمْ؟ فَلَمَّا

باب حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا

(۴۳۵۹) مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ عبسی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (یمن سے واپسی پر مدینہ آنے کے لیے) میں دریا کے راستے سے سفر کر رہا تھا۔ اس وقت یمن کے دو آدمیوں ذوکلاع اور ذوعمرو سے میری ملاقات ہوئی میں ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنے لگا اس پر ذوعمرو نے کہا اگر تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) وہی ہیں جن کا ذکر تم کر رہے ہو تو ان کی وفات کو بھی تین دن گزر چکے۔ یہ دونوں میرے ساتھ ہی (مدینہ) کی طرف چل رہے تھے۔ راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیئے' ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی سب خیریت سے ہیں۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ ہم آئے تھے اور ان شاء اللہ پھر مدینہ آئیں گے یہ کہہ کر دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی باتوں کی اطلاع دی تو آپ نے

كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي ذُو عَمْرٍو : يَا جَرِيرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوا مُلُوكًا يَغْضَبُونَ غَضَبَ الْمُلُوكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوكِ.

فرمایا کہ پھر انہیں اپنے ساتھ لائے کیوں نہیں؟ بہت دنوں بعد خلافت عمری میں ذوعمرو نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ جریر! تمہارا مجھ پر احسان ہے اور تمہیں میں ایک بات بتاؤں گا کہ تم اہل عرب اس وقت تک خیروبھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمہارا طرز عمل یہ ہو گا کہ جب تمہارا کوئی امیروفات پا جائے گا تو تم اپنا کوئی دوسرا امیر منتخب کرلیا کرو گے۔ لیکن جب (امارت کے لیے) تلوار تک بات پہنچ جائے تو تمہارے امیر بادشاہ بن جائیں گے۔ بادشاہوں کی طرح غصہ ہوا کریں گے اور انہیں کی طرح خوش ہوا کریں گے۔

تشریح: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا یہ سفریمن میں دعوت اسلام کے لیے تھا۔ ذوالخلصہ کے ڈھانے کا سفردوسرا ہے۔ راستہ میں ذوعمر آپکو ملا اور اس نے وفات نبوی کی خبر سنائی جس پر تین دن گزر چکے تھے۔ ذوعمرو کو یہ خبر کسی ذریعہ سے مل چکی ہو گی۔

دیوبندی ترجمہ بخاری میں یہاں وفات نبوی پر تین سال گزرنے کا ذکر لکھا گیا ہے۔ جو عقلاً بھی بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ تین سال تو خلافت صدیقی کی مدت بھی نہیں ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے تین دن کا ترجمہ کیا ہے' وہی ہم نے نقل کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ذوعمرو کی آخری نصیحت جو یہاں مذکور ہے وہ بالکل ٹھیک ثابت ہوئی۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک خلافت مسلمانوں کے مشورے اور صلاح سے ہوتی رہی۔ اس دور کے بعد کسریٰ اور قیصر کی طرح لوگ طاقت کے بل پر بادشاہ بننے لگے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ حضرت امیرمعاویہ رضی اللہ عنہ نے جب خلافت یزید کا اعلان کیا تو کئی بابصیرت مسلمانوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اب کسریٰ اور قیصر کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں۔ بہرحال اسلامی خلافت کی بنیاد امرھم شوریٰ بینھم پر ہے جس کو ترقی دے کر آج کی جمہوریت لائی گئی ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں' تاہم شوریٰ کی ایک ادنیٰ جھلک ہے۔

٦٦- باب غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ

باب غزوہ سیف البحر کا بیان

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ

یہ دستہ قریش کے قافلہ تجارت کی گھات میں تھا۔ اس کے سردار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔

تشریح: اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ رجب سنہ ۸ھ کا ہے مگر ان دنوں قریش سے صلح تھی۔ اس لیے بعضوں نے کہا کہ یہ غزوہ جہینہ کی قوم سے ہوا تھا جو سمندر کے متصل رہتی تھی۔ یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

٤٣٦٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا

(۴۳۶۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا' ان سے وہب بن کیسان نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ابوعبیدہ بن

قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ، حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُم تَمْرَةٌ، فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ، ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

[راجع: ٢٤٨٣]

جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی شریک تھے۔ خیر ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ راشن ختم ہو گیا' جو کچھ بچ رہا تھا وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا گیا تو دو تھیلے کھجوروں کے جمع ہو گئے۔ اب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے کھانے کو دیتے رہے۔ آخر جب یہ بھی ختم کے قریب پر پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک ایک کھجور آتی تھی۔ وہب نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا رہا ہو گا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ایک کھجور ہی غنیمت تھی۔ جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی تھی' آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی نکل کر پڑی ہے۔ اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ کسا گیا وہ ان کے تلے سے نکل گیا اور ہڈیوں کو بالکل نہیں لگا۔

اللہ نے اس طرح اپنے پیارے مجاہدین بندوں کے رزق کا سامان مہیا فرمایا۔ سچ ہے ﴿ ویرزقه من حیث لا یحتسب ﴾

٤٣٦١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ، أَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذَلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا: الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ، فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ قَالَ سُفْيَانُ

(۴۳۶۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے جو یاد کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا' یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گزارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا' اس کا نام عنبر تھا' ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا۔ اس سے ہمارے بدن کی طاقت و قوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک

مَرَّةً : ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَحْلاً وَبَعِيرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ. وَكَانَ عَمْرٌو يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لأَبِيهِ: كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوا، قَالَ: انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ : ثُمَّ جَاعُوا قَالَ: انْحَرْ قَالَ: نَحَرْتُ، قَالَ : ثُمَّ جَاعُوا، قَالَ: انْحَرْ، قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيتُ.

[راجع: ٢٤٨٣]

پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے' انہیں اس کے نیچے سے گزارا۔ سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا کہ ایک پسلی نکال کر کھڑی کر دی اور ایک شخص کو اونٹ پر سوار کرایا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پہلے تین اونٹ ذبح کئے' پھر تین اونٹ ذبح کئے اور جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر کیسے ہوتا اور عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ ہم کو ابو صالح ذکوان نے خبر دی کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آکر) اپنے والد (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میں بھی لشکر میں تھا جب لوگوں کو بھوک لگی تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو' قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ذبح کر دیا کہا کہ پھر بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو' میں نے ذبح کیا' بیان کیا کہ جب پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو' میں نے ذبح کیا' پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو' پھر قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس مرتبہ مجھے امیر لشکر کی طرف سے منع کر دیا گیا۔

بعد میں یہ سوچا گیا کہ اگر اونٹ سارے اس طرح ذبح کر دیئے گئے تو پھر سفر کیسے ہو گا۔ لہٰذا اونٹوں کا ذبح بند کر دیا گیا مگر اللہ نے مچھلی کے ذریعہ لشکر کی خوراک کا انتظام کر دیا۔ ﴿ ذلک فضل الله یوتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم ﴾

٤٣٦٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ، وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ، يُقَالُ لَهُ : الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ، فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كُلُوا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ

(۴۳۶۲) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا' ان سے ابن جریج نے بیان کیا' انہیں عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ہم پتوں کی فوج میں شریک تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے۔ پھر ہمیں شدت سے بھوک لگی' آخر سمندر نے ایک ایسی مردہ مچھلی باہر پھینکی کہ ہم نے ویسی مچھلی پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اسے عنبر کہتے تھے۔ وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈی کھڑی کروا دی تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (ابن جریج نے بیان کیا کہ) پھر مجھے ابوالزبیر نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ابو عبیدہ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللهُ أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ)) فَآتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ.

[راجع: ٢٤٨٣]

رضی اللہ عنہ نے کہا اس مچھلی کو کھاؤ' پھر جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' آپ نے فرمایا کہ وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجی ہے۔ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ۔ چنانچہ ایک آدمی نے اس کا گوشت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ سمندر کی مردہ مچھلی کا کھانا درست ہے اور حنفیہ نے جو تاویل کی ہے کہ لشکر والے مضطر تھے ان کے لیے درست تھی وہ تاویل اس روایت سے غلط ٹھہرتی ہے چونکہ یہاں اس مچھلی کا گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کھانا مذکور ہے جو یقیناً مضطر نہیں تھے۔

٦٧- باب حَجِّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ

باب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کے ساتھ سنہ ۹ھ میں حج کرنا

٤٣٦٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ ((لاَ يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلاَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ)).

[أطرافه في : ٤٦٠٥، ٤٦٥٤، ٦٧٤٤].

(۴۳۶۳) ہم سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا' کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا کہ ان سے زہری نے' ان سے حمید بن عبد الرحمٰن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا' اس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کئی آدمیوں کے ساتھ قربانی کے دن (منیٰ) میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک (بیت اللہ) کا حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔

تشریح: یہ واقعہ سنہ ۹ھ کا ہے۔ سنہ ۱۰ھ میں تو حجۃ الوداع ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ماہ ذی القعدہ سنہ ۹ھ میں مدینہ سے نکلے تھے۔ ان کے ساتھ تین سو اصحاب تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس اونٹ ان کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس حج میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سرکاری اعلان فرمایا جو روایت میں مذکور ہے کہ آئندہ سال سے کعبہ مشرکین سے بالکل پاک ہو گیا اور ننگ دھڑنگ ہو کر حج کرنے کی باطل رسم بھی ختم ہو گئی' جو عرصہ سے جاری تھی۔

٤٣٦٤- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً بَرَاءَةٌ وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ

(۴۳۶۴) مجھ سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا' ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے آخری سورہ جو پوری اتری وہ سورۂ برأت (توبہ) تھی اور آخری آیت جو اتری وہ

خَاتِمَةُ سُورَةِ النِّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء : ۱۷۶].

سورۂ نساء کی یہ آیت ہے۔ ﴿ ويستفتونک قل الله يفتيكم فى الكلالة ﴾

مسائل میراث سے متعلق آخری آیت مراد ہے ورنہ حضور ﷺ کی وفات سے چند دن قبل آخری آیت نازل ہوئی وہ آیت ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ﴾ (البقرة: ۲۸۱) والی ہے۔

٦٨- باب وَفْد بَنِي تَمِيمٍ

باب بنی تمیم کے وفد کا بیان

تشریح: یہ سنہ ۸ھ کے آخر میں آئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ جعرانہ سے واپس لوٹ کر آئے تھے۔ ان ایلچیوں میں عطارد' اقرع' زبرقان' عمرو' خباب' نعیم' قیس اور عیینہ بن حصن تھے۔

٤٣٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُئِيَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ. [راجع: ٣١٩٠]

(۴۳۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا' ان سے ابو صخرہ نے' ان سے صفوان ابن محرز مازنی نے اور ان سے عمران بن حصین نے بیان کیا کہ بنو تمیم کے چند لوگوں کا (ایک وفد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت تو آپ ہمیں دے چکے' کچھ مال بھی دیجئے۔ ان کے اس جواب پر حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا' پھر یمن کے چند لوگوں کا ایک (وفد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی' تم قبول کر لو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو بشارت قبول ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت کو قبول نہ کیا اور دنیائے دنی کے طالب ہوئے۔ حالانکہ وہ اگر بشارت نبوی کو قبول کر لیتے تو کچھ نہ کچھ دنیا بھی مل ہی جاتی مگر خسر الدنیا والاخرة کے مصداق ہوئے' یمن کی خوش قسمتی ہے کہ وہاں والوں نے بشارت نبوی کو قبول کیا۔ اس سے یمن کی فضیلت بھی ثابت ہوئی' مگر آج کل کی خانہ جنگی نے یمن کو داغدار کر دیا ہے۔ اللهم الف بين قلوب المسلمين' آمين۔ بنو تمیم سارے ہی ایسے نہ تھے یہ چند لوگ تھے جن سے یہ غلطی ہوئی باقی بنو تمیم کے فضائل بھی ہیں جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔

٦٩- باب قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةِ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَأَغَارَ وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبَى مِنْهُمْ نِسَاءً.

باب محمد بن اسحاق نے کہا کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو رسول اللہ ﷺ نے بنی تمیم کی شاخ بنو العنبر کی طرف بھیجا تھا' اس نے ان کو لوٹا اور کئی آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی کئی عورتوں کو قید کیا

تشریح اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ بنی عنبر نے خزاعہ کی قوم پر زیادتی کی۔ آپؐ نے عیینہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ ان پر بھیجا۔ کوئی انصاری یا مہاجر اس لڑائی میں شریک نہ تھا۔ کہتے ہیں عیینہ نے اس تھوڑی سی فوج سے بنی عنبر کی گیارہ عورتوں کو اور گیارہ مردوں کو اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا۔

٤٣٦٦- حدَّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : لاَ أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلاَثٍ، سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ)) وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((اعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ)). وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ : ((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِي)).

[راجع: ٢٥٤٣]

(۴۳۶۶) مجھ سے زہیر بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے عمارہ ابن قعقاع نے' ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس وقت سے ہمیشہ بنو تمیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان کی تین خوبیاں میں نے سنی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ بنو تمیم دجال کے حق میں میری امت کے سب سے زیادہ سخت لوگ ثابت ہوں گے اور بنو تمیم کی ایک قیدی خاتون عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے اور ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی یا (یہ فرمایا کہ) یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔

کیونکہ بنو تمیم الیاس بن مضر میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔

٤٣٦٧- حدَّثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمِّرِ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : مَا أَرَدْتَ إِلاَّ خِلاَفِي قَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلاَفَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَتْ ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ﴾ [الحجرات : ١]. حَتَّى انْقَضَتْ

(۴۳۶۷) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا' انہیں ابن جریج نے خبر دی' انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ بنو تمیم کے چند سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر منتخب فرما دیجئے۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے۔ دونوں اتنا جھگڑے کہ آواز بلند ہو گئی۔ اسی پر سورۂ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿یآ یھا الذین آمنوا لا تقدموا﴾ آخر آیت تک۔

[أطرافه في : ٤٨٤٥، ٤٨٤٧، ٧٣٠٢].

تشریح **ایک خطرناک غلطی:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب میں کہا ما اردت خلافک میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے صرف بطور مشورہ و مصلحت یہ میں نے عرض کیا ہے۔ اس کا ترجمہ' صاحب تفہیم البخاری نے یوں کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میرا مقصد صرف تمہاری رائے سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ یہ ایسا خطرناک ترجمہ ہے کہ حضرات شیخین کی شان اقدس میں اس سے بڑا دھبہ لگتا ہے جبکہ حضرات شیخین میں باہمی طور پر بہت ہی خلوص تھا۔ اگر کبھی کوئی موقع باہمی اختلافات کا آبھی گیا تو وہ اس کو فوراً رفع دفع کر لیا کرتے تھے۔ خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔

٧٠- باب وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ

باب وفد عبدالقیس کا بیان

عبدالقیس ایک مشہور قبیلہ تھا جو بحرین میں رہتا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے بعد ایک گاؤں میں وہیں جمعہ کی نماز قائم کی گئی جس گاؤں کا نام جواثی تھا۔ مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

٤٣٦٨- حدَّثني إسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ: إنَّ لِي جَرَّةً يُنْتَبَذُ لِي فيهَا نَبيذًا فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِي جَرٍّ إنْ أكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوسَ خَشِيتُ أَنْ أفْتَضِحَ فَقَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ النَّدَامَى)) فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ إنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ وَإنَّا لاَ نَصِلُ إلَيْكَ إلاَّ فِي أشْهُرِ الْحُرُمِ، حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الأَمْرِ إنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مِنْ وَرَاءَنَا، قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الإِيْمَانِ بِاللهِ هَلْ تَدْرُونَ مَا الإِيْمَانُ بِاللهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إلَهَ إلاَّ اللهُ، وَإقَامُ الصَّلاَةِ، وَإيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ، وَأَنْهَاكُمْ

(٤٣٦٨) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا' کہا ہم کو ابو عامر عقدی نے خبر دی' کہا ہم سے قرہ ابن خالد نے بیان کیا' ان سے ابو جمرہ نے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں میرے لیے نبیذ یعنی کھجور کا شربت بنایا جاتا ہے۔ میں وہ میٹھے رہنے تک پیا کرتا ہوں۔ بعض وقت بہت پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھا رہتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں فضیحت نہ ہو۔ (لوگ کہنے لگیں کہ یہ نشہ باز ہے) اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اچھے آئے نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے نہ ہوتے تو ذلت اور شرمندگی حاصل ہوتی۔) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپکے درمیان میں مشرکین کے قبائل پڑتے ہیں۔ اسلئے ہم آپکی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ احکام وہدایات سنادیں کہ اگر ہم ان پر عمل کرتے رہیں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی وہ ہدایات پہنچادیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا' تمہیں معلوم ہے اللہ پر ایمان لانا کسے کہتے ہیں؟ اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی

عَنْ أَرْبَعٍ : مَا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، او الْمُزَفَّتِ)).
[راجع: ٥٣]

معبود نہیں' نماز قائم کرنے کا' زکوٰۃ دینے' رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں یعنی کدو کے تونبے میں اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں اور سبز لاکھی برتن میں اور روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع کرتا ہوں۔

تشریح: یہ ایلچی دوبار آئے تھے۔ پہلی بار بارہ تیرہ آدمی تھے اور دوسری بار میں چالیس تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پہنچنے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے آنے کی خوشخبری بذریعہ وحی سنا دی تھی۔ ان برتنوں سے اس لیے منع فرمایا کہ ان میں نبیذ کو ڈالا جاتا اور وہ جلد سڑ کر شراب بن جایا کرتی تھی۔ اس سے شراب کی انتہائی برائی ثابت ہوئی کہ اس کے برتن بھی گھروں میں نہ رکھے جائیں۔ افسوس ان مسلمانوں پر جو شراب پیتے بلکہ اس کا دھندا کرتے ہیں۔ اللہ ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

٤٣٦٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلاَّ فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الإِيمَانِ بِاللهِ، شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَعَقَدَ وَاحِدَةً، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا للهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ)).
[راجع: ٥٣]

(۴۳۶۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا' ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپؐ چند ایسی باتیں بتلا دیجئے کہ ہم بھی ان پر عمل کریں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں' انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' پھر آپؐ نے (اپنی انگلی سے) ایک اشارہ کیا' اور نماز قائم کرنے کا' زکوٰۃ دینے کا اور اس کا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرتے رہنا اور میں تمہیں دباء' نقیر' مزفت اور حنتم کے برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔

٤٣٧٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، وَقَالَ

(۴۳۷۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا' کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے' کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی اور بکر بن مضر نے یوں

بَكْرُ ابْنُ مُضَرَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا : اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا، قَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُومِي إِلَى جَنْبِهِ فَقُولِي تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ؟ إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ)).

بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے عمرو بن حارث سے روایت کیا' ان سے بکیر نے اور ان سے کریب' (ابن عباس ؓ کے غلام) نے بیان کیا کہ ابن عباس' عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ام المؤمنین سے ہمارا سب کا سلام کہنا اور عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق ان سے پوچھنا اور یہ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھنے سے روکا تھا۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ میں ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کے دور خلافت میں) لوگوں کو مارا کرتا تھا۔ کریب نے بیان کیا کہ پھر میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اسکے متعلق ام سلمہ ؓ سے پوچھو' میں نے ان حضرات کو آکر اس کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھ کو ام سلمہ ؓ کی خدمت میں بھیجا' وہ باتیں پوچھنے کے لیے جو عائشہ ؓ سے انہوں نے پچھوائی تھیں۔ ام سلمہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ آپ ؐ نے عصر کی نماز پڑھی' پھر میرے یہاں تشریف لائے' میرے پاس اس وقت قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ دیکھ کر میں نے خادمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا کہ ام سلمہ ؓ نے پوچھا ہے یا رسول اللہ! میں نے تو آپ سے ہی سنا تھا اور آپ نے عصر کے بعد ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع کیا تھا لیکن آج میں خود آپکو دو رکعت پڑھتے دیکھ رہی ہوں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو پھر پیچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے میری ہدایت کے مطابق کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی! عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق تم نے سوال کیا ہے' وجہ یہ ہوئی تھی کہ قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے یہاں اپنی قوم کا اسلام لے

[راجع: ۱۲۳۳] کر آئے تھے اور ان کی وجہ سے ظہر کے بعد کی دو رکعتیں میں نہیں پڑھ سکا تھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

تشریح ترجمۃ الباب اس سے نکلتا ہے کہ آخر حدیث میں وفد عبدالقیس کے آنے کا ذکر ہے جس دوگانہ کا ذکر ہے یہ عصر کا دوگانہ نہ تھا بلکہ ظہر کا دوگانہ تھا۔ طحاوی کی روایت میں یہی ہے کہ میرے پاس زکوۃ کے اونٹ آئے تھے' میں ان کو دیکھنے میں یہ دوگانہ پڑھنا بھول گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا تو گھر آکر ہمارے پاس ان کو پڑھ لیا۔ ابو امیہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔

٤٣٧١- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثِي يَعْنِي قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ. [راجع: ٨٩٢]

(۴۳۷۱) مجھ سے عبداللہ بن محمد الجعفی نے بیان کیا' بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عبدالملک نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' (یہ طہمان کے بیٹے ہیں۔) ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی مسجد یعنی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جواثی کی مسجد عبدالقیس میں قائم ہوا۔ جواثی بحرین کا ایک گاؤں تھا۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یہاں صرف وفد عبدالقیس کے تعارف کے سلسلہ میں لائے ہیں اور بتلایا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گاؤں جواثی نامی میں جمعہ قائم کیا تھا۔ یہ دوسرا جمعہ ہے جو مسجد نبوی کے بعد دنیائے اسلام میں قائم کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گاؤں میں بھی قیام جماعت کے ساتھ قیام جمعہ جائز ہے۔ مگر صد افسوس کہ غالی علمائے احناف نے اقامت جمعہ فی القریٰ کی شدید مخالفت کی ہے۔ میرے سامنے تجلی بابت اپریل سنہ ۱۹۵۷ء کا پرچہ رکھا ہوا ہے جس کے ص ۱۹ پر حضرت مولانا سیف اللہ صاحب مبلغ دیوبند کا ذکر خیر لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دیہات میں جو جمعہ پڑھتے ہیں مجھ سے لکھا لو وہ دوزخی ہیں۔ یہ حضرت مولانا سیف اللہ صاحب ہی کا خیال نہیں بلکہ بیشتر اکابر دیوبند ایسا ہی کہتے چلے آرہے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ہم کتاب الجمعہ میں کافی لکھ چکے ہیں۔ مزید ضرورت نہیں ہے۔ ہاں ایک بڑے زبردست حنفی عالم مترجم و شارح بخاری شریف کی تقریر یہاں نقل کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ احناف کی عائد کردہ شرائط جمعہ کا وزن کیا ہے اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا ناجائز۔ انصاف کے لیے یہ تقریر دل پذیر کافی وافی ہے۔

ایک معتبر حنفی عالم کی تقریر: جواثی بحرین کے متعلقات سے ایک گاؤں ہے۔ نماز جمعہ مثل اور نمازوں فریضہ کے ہے جو شروط اور نمازوں کے واسطے مثل طہارت بدن و جامہ اور سوائے اس کے مقرر ہیں وہی اس کے واسطے ہیں' سوائے مشروعیت دو خطبہ کے اور کوئی دلیل قابل استدلال ایسی ثابت نہیں ہوئی جس سے اور نمازوں سے اس کی مخالفت پائی جائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز کے واسطے شروط ثابت کرنے کے واسطے مثل امام اعظم اور مصر جامع اور عدد مخصوص کی سند صحیح پائی نہیں جاتی بلکہ ان سے ثابت بھی نہیں ہوتا اگر دو شخص نماز جمعہ کی بھی پڑھ لیں تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اکیلے آدمی کا جمعہ پڑھنا ابوداؤد کی اس روایت کے خلاف ہے۔ الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة اور نہ آنحضرت ﷺ نے سوائے جماعت کے جمعہ پڑھا ہے اور عدد مخصوص کی بابت شوکانی نے نیل الاوطار میں' لکھا ہے جیسا کہ ایک شخص کے اکیلا نماز پڑھنے کے واسطے کوئی دلیل نہیں پائی ہے۔

ایسا ہی اسی یا تیس یا بیس یا نو یا سات آدمیوں کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں پائی گئی اور جس نے کم آدمیوں کی شرط قرار دی ہے دلیل اس کی یہ ہے' اجماع اور حدیث سے وجوب کا عدد ثابت ہے اور عدم ثبوت دلیل کا واسطے اشتراط عدد مخصوص کے اور صحت نماز دو آدمیوں کے باقی نمازوں میں اور عدم فرق درمیان جمعہ اور جماعت کے شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ عدد جمعہ کی بابت کوئی دلیل ثابت نہیں اور ایسا ہی سیوطی نے کہا ہے اور جو روایتیں جن سے عدد مخصوص ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف قابل استدلال کے ان سے کوئی نہیں اور شرط امام اعظم یعنی سلطان کی جو فقط حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے دلیل ان کی یہ ہے اربعة الی السلطان وفی روایة الی الائمة الجمعة والحدود والزکوٰة والفیٔ اخرجه ابن ابی شیبة لیکن یہ روایت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ یہ چند تابعیوں کا قول ہے ان میں سے حسن بصری ہیں اور عبداللہ بن محریز اور عمر بن عبدالعزیز اور عطاء اور مسلم بن یسار' پس اس سے حجت خصم ثابت نہیں ہو سکتی اور یہ روایت جو بزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے' طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں سے ان الله افترض علیکم الجمعة فی شهرکم هذا فمن ترکها وله امام عادل اوجابر' الحدیث نکالی ہے اضعف ہے بلکہ موضوع اور ابن ماجہ سے جو روایت میں وله امام عادل اور جابر کا لفظ نہیں اور یہی لفظ محل حجت کے ہے۔ بزار کی روایت میں عبداللہ بن محمد سہمی ہے' وکیع نے کہا ہے کہ وہ وضاع ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا ہے اس سے حجت پکڑنی درست نہیں اور بیہقی کی روایت زکریا سے ہے اس کو صالح اور ابن عدی اور مغنی نے کذب اور وضع سے متہم کیا ہے۔ (فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری ترجمہ مولانا فضل احمد شائع کردہ شرف الدین و فخر الدین حنفی المذہب لاہور در سنہ ۱۸۸۶ عیسوی پارہ نمبر ۳' ص ۳۰۱)

٧١ - باب وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

باب وفد بنو حنیفہ اور ثمامہ بن اثال کے واقعات کا بیان

تشریح: بنو حنیفہ یمامہ کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ وفد سنہ ۹ھ میں آیا تھا۔ جس میں بروایت واقدی سترہ آدمی تھے اور ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ میں سے ہیں' ان کا قصہ بنی حنیفہ کے قاصدوں کے آنے سے پہلے کا ہے۔

٤٣٧٢- حدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ : ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ

(٤٣٧٢) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا' انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) انہوں نے کہا محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خونی ہے' اس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے

تُنعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ إِن تُنعِمْ تُنعِمْ عَلَى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ، حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) قَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ: فَقَالَ: ((أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ)) فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ وَاللهِ مَاكَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلاَدِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ قَائِلٌ : صَبَوْتَ قَالَ: لاَ وَلَكِنْ، أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ، وَاللهِ لاَ يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ٤٦٢]

شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے' دوسرے دن آپ نے پھر پوچھا ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے؟ انہوں نے کہا' وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں' کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پھر چلے گئے' تیسرے دن پھر آپ نے ان سے پوچھا اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ" اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور خدا کی قسم! اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دے دیں' (رضی اللہ عنہ)۔

تشریح مکہ کے کافروں نے ثمامہ سے پوچھا تو نے اپنا دین بدل دیا؟ تو ثمامہ نے یہ جواب دیا' میں نے دین نہیں بدلا بلکہ اللہ کا تابعدار بن گیا ہوں۔ کہتے ہیں ثمامہ نے یمامہ جا کر یہ حکم دیا کہ مکہ کے کافروں کو غلہ نہ بھیجا جائے۔ آخر مکہ والوں نے مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ کو لکھ بھیجا کہ آپ اقرباء کی پرورش کرتے ہیں' صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں' ثمامہ نے ہمارا غلہ کیوں روک دیا

ہے۔ اسی وقت آپ نے ثمامہ کو اجازت دی کہ بکہ غلہ بھیجنا ہو تو ضرور بھیجو۔ وان تقتل تقتل ذا دم کا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو ایک ایسے شخص کو ماریں گے جس کا خون بے کار نہ جائے گا یعنی میری قوم والے میرا بدلہ لے لیں گے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی قصة ثمامة من الفوائد ربط الکافر فی المسجد والمن علی الاسیر الکافر وتعظیم امر العفو عن المسئی لان ثمامة اقسم ان بغضه انقلب حبا فی ساعة واحدة لما اسواه النبی صلی الله علیه وسلم الیه من العفو وا لمن بغیر مقابل وفیه الاغتسال عند الاسلام وان الاحسان یزیل البغض ویثبت الحب وان الکافر اذا اراد عمل خیر ثم اسلم شرع له ان یستمر فی عمل ذالک الخیر وفیه الملاطفة بمن یرجٰی علٰی اسلامه العدد الکثیر من قومه وفیه بعث السرایا الٰی بلاد الکفار واسر من وجد منهم والتخییر بعد ذالک فی قتله او الا بقاء علیه (فتح الباری) یعنی ثمامہ کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں اس سے کافر کا مسجد میں قید کرنا بھی ثابت ہوا (تاکہ وہ مسلمانوں کی نماز وغیرہ دیکھ کر اسلام کی رغبت کر سکے) اور کافر قیدی پر احسان کرنا بھی ثابت ہوا اور برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا ایک بڑی نیکی کے طور پر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ ثمامہ نے نبی کریم ﷺ کے احسان و کرم کو دیکھ کر کہا تھا کہ ایک ہی گھڑی میں اس کے دل کا بغض جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے اس کے دل میں تھا' وہ محبت سے بدل گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ احسان بغض کو زائل کر دیتا اور محبت کو قائم کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر اگر کوئی نیک کام کرتا ہوا مسلمان ہو جائے تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسے وہ نیک عمل جاری رکھنا چاہیے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قیدی سے اسلام لانے کی امید ہو اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا مناسب ہے۔ خاص طور پر ایسا آدمی جس کے اسلام سے اس کی قوم کے بہت سے لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید ہو' اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا ضروری ہے۔ جیسا ثمامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا اور اس سے بلاد کفار کی طرف بوقت ضرورت لشکر بھیجنا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جو ان میں پائے جائیں وہ قید کر لیے جائیں بعد میں حسب مصلحت ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

٤٣٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَقُولُ : إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لأَرَاكَ

(۴۳۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے' کہا ہم کو نافع بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا' اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمدؐ مجھے اپنے بعد (اپنا نائب و خلیفہ) بنا دیں تو میں ان کی اتباع کرلوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنوحنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ حضور ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جہاں مسیلمہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا' آپ وہیں جاکر ٹھہر گئے اور آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی مانگے گا تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو وہی ہے جو

الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ.
[راجع: ٣٦٢٠]

مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ دیں گے، پھر آپؐ واپس تشریف لائے۔

٤٣٧٤- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ((إِنَّكَ أَرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ)) فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ)). [راجع: ٣٦٢١]

(۴۳۷۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ "میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا" تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے' مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ چنانچہ میں نے ان میں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب' جن ہر دو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کر دیا۔

تشریح اسود عنسی تو آنحضرت ﷺ ہی کے زمانہ میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ختم ہوا۔ سچ آخر سچ ہوتا ہے اور جھوٹ چند روز چلتا ہے پھر مٹ جاتا ہے۔ آج اسود اور مسیلمہ کا ایک ماننے والا باقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ کے تابعدار قیامت تک باقی رہیں گے۔ عیسائی مشنریاں کس قدر جانفشانی سے کام کر رہی ہیں پھر وہ ناکام ہیں اسلام اپنی برکتوں کے نتیجے میں خود بخود پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ سچ ہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

٤٣٧٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفَّيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ)). [راجع: ٣٦٢١]

(۴۳۷۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے' ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ یہ مجھ پر بڑا شاق گزرا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں' میں ہوں یعنی صاحب صنعاء (اسود عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب)

چنانچہ ہر دو پھونک کی طرح اڑ گئے۔

٤٣٧٦- حدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ، يَقُولُ: كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الآخَرَ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ، فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ، قُلْنَا مُنَصِّلُ الأَسِنَّةِ فَلاَ نَدَعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيدَةٌ وَلاَ سَهْمًا فِيهِ حَدِيدَةٌ إِلاَّ نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبَ.

(۴۳۷۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے مہدی بن میمون سے سنا کہ میں نے ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ ہم پہلے پتھر کی پوجا کرتے تھے اور اگر کوئی پتھر ہمیں اس سے اچھا مل جاتا تو اسے پھینک دیتے اور اس دوسرے کی پوجا شروع کر دیتے۔ اگر ہمیں پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ٹیلہ بنا لیتے اور بکری لا کر اس پر دوہتے اور اس کے گرد طواف کرتے۔ جب رجب کا مہینہ آجاتا تو ہم کہتے کہ یہ مہینہ نیزوں کو دور رکھنے کا ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس لوہے سے بنے ہوئے جتنے بھی نیزے یا تیر ہوتے ہم رجب کے مہینے میں انہیں اپنے سے دور رکھتے اور انہیں کسی طرف پھینک دیتے۔

٤٣٧٧- وَسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ يَقُولُ: كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ، غُلاَمًا أَرْعَى الإِبِلَ عَلَى أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

(۴۳۷۷) اور میں نے ابو رجاء سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں ابھی کم عمر تھا اور اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا پھر جب ہم نے آپکی فتح (مکہ کی خبر سنی) تو ہم آپکو چھوڑ کر دوزخ میں چلے گئے' یعنی مسیلمہ کذاب کے تابعدار بن گئے۔

حضرت ابو رجاء پہلے مسیلمہ کذاب کے تابعدار بن گئے تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام کی توفیق دی' مگر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔

٧٢- باب قِصَّةِ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ

باب اسود عنسی کا قصہ

٤٣٧٨- حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ، وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللهِ بْنُ عَامِرٍ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَهُوَ

(۴۳۷۸) ہم سے سعید بن محمد جرمی نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا مجھ سے ان کے والد ابراہیم بن سعد نے' ان سے صالح بن کیسان نے' ان سے ابن عبیدہ نشیط نے' دوسرے موقع پر (ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ) کے نام کی تصریح ہے یعنی عبداللہ اور ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تو بنت حارث کے گھر اس نے قیام کیا' کیونکہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی۔ یہی عبداللہ بن عبداللہ بن عامر کی بھی ماں ہے' پھر حضور اکرم ﷺ اس کے یہاں تشریف لائے (تبلیغ کے لیے) آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ثابت رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے خطیب کے نام سے

الَّذِي يُقَالُ لَهُ خَطِيبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَضِيبٌ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ : إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ .فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذَا الْقَضِيبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّي لأُرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ وَهَذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيبُكَ عَنِّي)) فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ٣٦٢٠]

مشہور تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس آکر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی' اسلام کی دعوت دی۔ مسیلمہ نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھ کو حکومت ملے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دے سکتا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں اور میری طرف سے تمہاری باتوں کا یہی جواب دیں گے' پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے۔

٤٣٧٩- قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ)) فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ. [راجع: ٣٦٢١]

(۴۳۷۹) عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور اکرم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جس کا ذکر آپؐ نے فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا' مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں اس سے بہت گھبرایا اور ان کنگنوں سے مجھے تشویش ہوئی' پھر مجھے حکم ہوا اور میں نے انہیں پھونک دیا تو دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو خروج کرنے والے ہیں۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عنسی تھا' جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔

تشریح: مسیلمہ کذاب کی جورو کا نام کیسہ بنت حارث بن کریز تھا۔ مسیلمہ کے قتل کے بعد عبداللہ بن عامر نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے عبداللہ بن عبداللہ بن عامر پیدا ہوئے۔ راوی نے غلطی سے ایک عبداللہ کا لفظ چھوڑ دیا لیکن ہم نے ترجمہ میں بڑھا دیا۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ وہ عبداللہ بن عامر کی اولاد کی ماں تھی۔ مسیلمہ کذاب کو وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسود عنسی کو یمن میں فیروز نے مار ڈالا۔ اسود کے قتل کی خبر وحی سے آنحضرت ﷺ کو وفات سے ایک رات دن پہلے ہو گئی تھی جو آپؐ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دی تھی۔ بعد میں اس کے آدمیوں کے ذریعہ سے یہ خبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آئی۔ یہ اسود صنعاء میں ظاہر ہوا تھا اور نبوت کا دعویٰ کر کے آنحضرت ﷺ کے عامل مہاجر بن امیہ پر غالب آگیا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے باذان وہاں کا عامل تھا تو اسود نے اس کی جورو مرزبانہ سے نکاح کر لیا اور یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ آخر فیروز ایک روز رات میں نقب لگا کر اس کے گھر میں گھس گئے۔ دروازے پر ایک ہزار چوکیداروں کا پہرہ تھا۔ اس لیے نقب لگایا گیا۔ آخر فیروز نے اس کا سر کاٹ لیا اور باذان کی عورت کو مال و اسباب سمیت نکال لائے۔ اسی رات کو باذان کی عورت نے اس کو خوب شراب پلائی تھی اور

وہ نشہ میں مدہوش تھا۔ اللہ نے اس طرح سے اسود عنسی کے فتنے کو ختم کرایا ﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانعام: ۴۵) یہ ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں۔ غزوہ احد اور بعد کے سب غزوات میں شریک ہوئے۔ انصار کے بڑے علماء میں سے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۱۲ھ میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

۷۳- باب قِصَّة أَهْلِ نَجْرَانَ

باب نجران کے نصاریٰ کا قصہ

نجران ایک بڑا شہر تھا مکہ سے سات منزل وہاں نصاریٰ بہت آباد تھے۔

٤٣٨٠- حدّثني عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ يُلاَعِنَاهُ قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لاَ تَفْعَلْ، فَوَ اللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلاَعَنَّا لاَ نُفْلِحُ نَحْنُ وَلاَ عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَالاَ: إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً أَمِينًا، وَلاَ تَبْعَثْ مَعَنَا إِلاَّ أَمِينًا، فَقَالَ: ((لأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)) فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ)) فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الأُمَّةِ)).

[راجع: ٣٧٤٥]

(۴۳۸۰) مجھ سے عباس بن حسین نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' ان سے اسرائیل نے' ان سے ابو اسحاق نے' ان سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لیے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ خدا کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم پنپ نہیں سکتے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں رہ سکیں گی' پھر ان دونوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین بھیج دیجئے' جو بھی آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہو بلکہ پورا پورا امانت دار ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے' آپؐ نے فرمایا ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو' جب وہ کھڑے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس امت کے امین ہیں۔

تشریح: حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی قصة اهل نجران من الفوائد ان اقرار الكافر بالنبوة فلا يدخل فی الاسلام حتى يلتزم احكام الاسلام وفيها جواز مجادلة اهل الكتاب وقد تجب اذا تعينت مصلحة وفيها مشروعية مباهلة المخالف اذا اصر بعد ظهور الحجة وقد دعا ابن عباس الى ذلک ثم الاوزاعی ووقع ذلک لجماعة من العلٰی او مما عرف بالتجربة ان من باهل وكان مبطلا رد تمضی عليه سنة من يوم المباهلة ووقع لی ذلک مع شخص لبعض الملاحدة فلم يقم بعدها غير شهرين وفيها مصالحة اهل الذمة علٰی مایراه الامام من اصناف المال وفيها بعث الامام الرجل العالم الامين الى اهل الذمة فی مصلحة الاسلام وفيها منقبة ظاهرة لابی عبيدة بن الجراح رضی الله عنه وقد ذكر ابن اسحاق ان النبی صلی الله عليه وسلم بعث عليا الٰی اهل نجران لياتيه بصدقاتهم وجزيتهم وهذه القصة غير قصة ابی عبيدة لان ابا عبيده توجه معهم فقبض مال الصلح ورجع وعلی ارسله النبی صلی الله عليه وسلم بعد ذلک يقبض منهم ما استحق عليهم من الجزية وياخذ ممن اسلم منهم ماوجب عليه من الصدقة والله اعلم (فتح الباری)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل نجران کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں۔ جن میں یہ کہ کافر اگر نبوت کا اقرار کرے تو یہ اس کو اسلام میں داخل نہیں کرے گا جب تک جملہ احکام اسلام کا التزام نہ کرے اور یہ کہ اہل کتاب سے مذہبی امور میں مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض دفعہ واجب' جب اس میں کوئی مصلحت مد نظر ہو اور یہ کہ مخالف سے مباہلہ کرنا بھی مشروع ہے جب وہ دلائل کے ظہور کے بعد بھی مباہلہ کا قصد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے ایک حریف کو مباہلہ کی دعوت دی تھی اور امام اوزاعی کو بھی ایک جماعت علماء کے ساتھ مباہلہ کا موقع پیش آیا تھا اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ مباہلہ کرنے والا باطل فریق ایک سال کے اندر اندر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور میرے (علامہ ابن حجر کے) ساتھ بھی ایک ملحد نے مباہلہ کیا وہ دو ماہ کے اندر ہی ہلاک ہو گیا اور یہ کہ اس سے امام کے لیے مصلحتاً اختیار ثابت ہوا' وہ ذمی لوگوں کے اوپر مال کی قسموں میں سے حسب مصلحت جزیہ لگائے اور یہ کہ امام ذمیوں کے پاس جس آدمی کو بطور تحصیلدار مقرر کرے وہ عالم اور امانت دار ہو اور اس میں حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران والوں کے ہاں تحصیل زکوٰۃ اور اموال جزیہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ یہ موقع دوسرا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ صرف صلح نامہ کے وقت طے شدہ رقم کی وصولی کے لیے بھیجا تھا' بعد میں علی رضی اللہ عنہ کو ان سے مقررہ جزیہ سالانہ وصول کرنے اور جو مسلمان ہو گئے تھے' ان سے اموال زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

یہی نجرانی تھے جن کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کا آدھا حصہ ان کی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے لیے خالی فرما دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل مذاہب کے ساتھ یہ رواداری ہمیشہ سنہری حرفوں سے لکھی جاتی رہے گی' (صلی اللہ علیہ وسلم۔) صد افسوس کہ آج خود اسلامی فرقوں میں یہ رواداری مفقود ہے۔ ایک سنی شیعہ مسجد میں اجنبی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک وہابی کو دیکھ کر ایک بریلوی کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

٤٣٨١ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ابْعَثْ لَنَا رَجُلاً أَمِينًا فَقَالَ: ((لأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)) فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.
[راجع: ٣٧٤٥]

(۴۳۸۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابواسحاق سے سنا' انہوں نے صلہ بن زفر سے اور ان سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانت دار ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے' آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

تشریح حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ فہری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اس امت کے امین کہلاتے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی۔ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ جنگ احد میں انہوں نے خود کی ان دو کڑیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں گھس گئی تھیں کھینچا تھا جن کی وجہ سے آپ کے آگے کے دو دانت شہید ہو گئے تھے۔ یہ لمبے قد والے خوبصورت چہرے والے' ہلکی داڑھی والے تھے۔ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں بمقام اردن انتقال ہوا اور بیسان میں دفن ہوئے۔ عمر اٹھاون سال کی تھی۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فہر بن مالک پر مل جاتا ہے' رضی اللہ عنہ وارضاہ' آمین۔

٤٣٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الأُمَّةِ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). [راجع: ٦٧٤٤]

(۴۳۸۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے خالد نے' ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہر امت میں امین (امانتدار) ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی' سنایا پھر انہوں نے نہیں مانا آخر آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم مباہلہ کر لیں یعنی دونوں فریق مل کر اللہ سے دعا کریں کہ یااللہ! جو ہم میں سے ناحق پر ہو اس پر اپنا عذاب نازل کر۔ وہ مباہلہ کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے بلکہ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ ہزار جوڑے کپڑے رجب میں اور ہزار جوڑے صفر میں دیا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی دیں گے۔ قرآن کی آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٧٤- باب قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ

باب عمان اور بحرین کا قصہ

عمان اور بحرین دو شہروں کے نام ہیں۔

٤٣٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلاَثًا)). فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلاَثًا)) قَالَ: فَأَعْطَانِي قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُعْطِنِي فَقُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا

(۴۳۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ انہوں نے محمد بن المنکدر سے سنا' انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا جب میرے پاس بحرین سے روپیہ آئے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا' لیکن بحرین سے جس وقت روپیہ آیا تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ روپیہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہوں نے اعلان کروا دیا کہ اگر کسی کا حضور اکرم ﷺ پر قرض یا کسی سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان کے یہاں آ گیا اور انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے میرے پاس روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا لیکن انہوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے یہاں گیا اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میں تیسری مرتبہ گیا' اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے یہاں ایک مرتبہ آیا۔ آپ نے نہیں دیا' پھر آیا اور آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ

انْ تَبْخَلَ عَنِّي، فَقَالَ: أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلاَثًا، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيدُ انْ أُعْطِيَكَ. وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: جِئْتُهُ فَقَالَ لِي ابُو بَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ فَقَالَ: خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٢٢٩٦]

بھی نہیں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجئے ورنہ صاف کہہ دیجئے کہ میرا دل دینے کو نہیں چاہتا' میں بخیل ہوں۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کہا ہے کہ میرے معاملہ میں بخل کرلو بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا اور کہا میں نے تمہیں جب بھی ٹالا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ بہرحال تمہیں دینا ہے۔ اور اسی سند سے عمرو بن دینار سے روایت ہے' ان سے محمد بن علی باقر نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا کہ اسے گن لو۔ میں نے گنا تو پانچ سو تھا۔ فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا یہ مطلب تھا کہ میں اپنے حصے یعنی خمس میں سے دینا چاہتا ہوں۔ خمس خاص خلیفہ اسلام کو ملتا ہے پھر وہ مختار ہیں جسے چاہیں دیں۔

٧٥- باب قُدُومِ الأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

باب قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد کا بیان

وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

(یہ لوگ بصورت وفد ۷ ھ میں خیبر کے فتح ہونے پر حاضر خدمت ہوئے تھے) اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اشعری لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

٤٣٨٤- حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نُرَى ابْنُ مَسْعُودٍ وَأُمَّهُ إِلاَّ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُولِهِمْ وَلُزُومِهِمْ لَهُ. [راجع: ٣٧٦٣]

(۴۳۸۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابواسحاق عمرو بن عبداللہ نے' ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ میں اور میرے بھائی ابورہم یا ابوبردہ یمن سے آئے تو ہم (ابتداء میں) بہت دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ام عبداللہ رضی اللہ عنہا دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رات دن بہت آیا جایا کرتے تھے اور ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دوسرے یمن والوں کے ساتھ پہلے حبش پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر خدمت نبوی میں تشریف لائے۔

٤٣٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوسَى أَكْرَمَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ وَإِنَّا لَجُلُوسٌ عِنْدَهُ، وَهُوَ يَتَغَدَّى دَجَاجًا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَاءِ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَقَالَ: هَلُمَّ فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُهُ فَقَالَ: إِنِّي حَلَفْتُ لاَ آكُلُهُ، فَقَالَ : هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَمِينِكَ، إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لاَ يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَمِينَهُ لاَ نُفْلِحُ بَعْدَهَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لاَ تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا فَقَالَ: ((أَجَلْ وَلَكِنْ لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلاَّ أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا)). [راجع: ٣١٣٣]

(۴۳۸۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے عبد السلام بن حرب نے بیان کیا' ان سے ایوب سختیانی نے' ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے زہدم نے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ (کوفہ کے امیر بن کر عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) آئے تو اس قبیلہ جرم کا انہوں نے بہت اعزاز کیا۔ زہدم کہتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغ کا ناشتہ کر رہے تھے۔ حاضرین میں ایک اور صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی کھانے پر بلایا تو ان صاحب نے کہا کہ جب سے میں نے مرغیوں کو کچھ (گندی) چیزیں کھاتے دیکھا ہے' اسی وقت سے مجھے اس کے گوشت سے گھن آنے لگی ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ بھئی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ ان صاحب نے کہا لیکن میں نے اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے کہا تم آتو جاؤ میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں بھی علاج بتاؤں گا۔ ہم قبیلہ اشعر کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (غزوۂ تبوک کے لیے) جانور مانگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سواری نہیں ہے۔ ہم نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے اس مرتبہ قسم کھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے۔ لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور آنحضور ﷺ نے ان میں سے پانچ اونٹ ہم کو دلائے۔ جب ہم نے انہیں لے لیا تو پھر ہم نے کہا کہ یہ تو ہم نے آنحضرت ﷺ کو دھوکا دیا۔ آپ کو غفلت میں رکھا' قسم یاد نہیں دلائی۔ ایسی حالت میں ہماری بھلائی کبھی نہیں ہو گی۔ آخر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر آپ نے سواری دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن جب بھی میں کوئی قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے سوا دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔ (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)

٤٣٨٦- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: جَاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ)) فَقَالُوا: أَمَّا إِذَا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا : قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ. [راجع: ٣١٩٠]

(۴۳۸۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوصخرہ جامع بن شداد نے بیان کیا' ہم سے صفوان بن محرز مازنی نے بیان کیا' کہا ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو تمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنوتمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو کچھ روپے بھی عنایت فرمایئے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا' پھر یمن کے کچھ اشعری لوگ آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بنوتمیم نے بشارت قبول نہیں کی' یمن والو! تم قبول کر لو۔ وہ بولے کہ ہم نے قبول کی یارسول اللہ!

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بنوتمیم کے لوگ تو ۹ھ میں آئے تھے اور اشعری اس سے پہلے ۷ھ میں' اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کچھ اشعری لوگ بنوتمیم کے بعد بھی آئے ہوں گے۔

٤٣٨٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الإِيمَانُ هَهُنَا - وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ - وَالْجَفَاءُ وَغَلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ، رَبِيعَةَ، وَمُضَرَ)). [راجع: ٤٣٠٢]

(۴۳۸۷) ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے' ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایمان تو ادھر ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اونٹ کی دم کے پیچھے پیچھے چلانے والوں میں ہے' جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں (یعنی مشرق) قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔

طلوع شمس کے وقت سورج کی کرنیں دائیں بائیں پھیل جاتی ہیں' مشرکین اس وقت سورج کی پوجا کرتے ہیں جو شیطانی فعل ہے' حدیث میں اشارہ اسی طرف ہے۔

٤٣٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ

(۴۳۸۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے' ان سے سلیمان نے' ان سے ذکوان نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہاں اہل یمن آ گئے ہیں' ان کے دل کے پردے باریک' دل نرم ہوتے ہیں' ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن کی اچھی ہے

يَمَانِيَةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ)). وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٣٠١]

اور فخرو تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور اطمینان اور سہولت بکری والوں میں۔ اور غندر نے بیان کیا اس حدیث کو شعبہ سے' ان سے سلیمان نے' انہوں نے ذکوان سے سنا' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

غندر کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے' اس سند کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ اعمش کا سماع ذکوان سے بصراحت معلوم ہو جائے۔

٤٣٨٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِتْنَةُ هَهُنَا هَهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)).

[راجع: ٣٣٠١].

(۴۳۸۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا' ان سے ابن بلال نے' ان سے ثور بن زید نے' ان سے ابوالغیث (سالم) نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایمان یمن کا ہے اور فتنہ (دین کی خرابی) ادھر سے ہے اور ادھر ہی سے شیطان کے سر کا کونا نمودار ہو گا۔

٤٣٩٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ)). [راجع: ٣٣٠١]

(۴۳۹۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل رقیق القلب ہیں' دین کی سمجھ یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

تشریح اس حدیث سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یمن میں رواج ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یمن میں تقلید محض کا تعصب نہیں ہے' دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

٤٣٩١- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَيَسْتَطِيعُ هَؤُلاَءِ الشَّبَابُ أَنْ يَقْرَؤُوا كَمَا تَقْرَأُ؟ قَالَ : أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ؟ قَالَ : أَجَلْ. قَالَ:

(۴۳۹۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا' ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے' ان سے اعمش نے' ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تشریف لائے اور کہا' ابو عبدالرحمن! کیا یہ نوجوان لوگ (جو تمہارے شاگرد ہیں) اسی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے آپ پڑھتے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کسی سے تلاوت کے لیے کہوں؟ انہوں نے فرمایا

اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُو زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ: أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا؟ قَالَ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ فَقَرَأْتُ خَمْسِينَ آيَةً مِنْ سُورَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ : كَيْفَ تَرَى؟ قَالَ : قَدْ أَحْسَنَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلاَّ وَهُوَ يَقْرَؤُهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ : أَلَمْ يَأْنِ لِهَذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى؟ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ، رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

کہ ضرور۔ اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' علقمہ! تم پڑھو' زید بن حدیر' زیاد بن حدیر کے بھائی' بولے آپ علقمہ سے تلاوت قرآن کے لیے فرماتے ہیں حالانکہ وہ ہم سب سے اچھے قاری نہیں ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سنا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم کے حق میں فرمائی تھی۔ خیر علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہو کیسا پڑھتا ہے؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا بہت خوب پڑھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو آیت بھی میں جس طرح پڑھتا ہوں علقمہ بھی اسی طرح پڑھتا ہے' پھر انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی' تو کہا کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ یہ انگوٹھی پھینک دی جائے۔ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا آج کے بعد آپ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ انہوں نے انگوٹھی اتار دی۔ اسی حدیث کو غندر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

زید بن حدیر بنو اسد میں سے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کو بنو اسد اور غطفان سے بتلایا اور علقمہ نخع قبیلے کے تھے۔ امام احمد اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخع قبیلے کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے' اس کی تعریف کرتے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش! میں بھی اس قبیلے سے ہوتا۔ غندر کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔ شاید خباب سونا پہننے کو مکروہ تنزیہی سمجھتے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تنبیہ پر کہ سونا پہننا حرام ہے' انہوں نے اس انگوٹھی کو نکال پھینکا۔

۷۶- باب قِصَّةِ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ — باب قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا بیان

تشریح: دوس یمن میں ایک قوم ہے۔ طفیل بن عمرو اسی قوم سے تھے۔ ان کو ذوالنور بھی کہتے تھے۔ وہ آن کر مسلمان ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا۔ ان کا باپ مسلمان ہو گیا لیکن ماں مسلمان نہیں ہوئی اور قوم والوں نے بھی ان کا کہنا نہ مانا' صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل رضی اللہ عنہ کی درخواست پر دوس کی ہدایت کے لیے دعا کی' وہ مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہیں طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نشانی چاہی۔ آپ نے دعا کی یااللہ! طفیل کو نور دے' ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سے نور نکلتا جو رات کو روشن ہو جاتا۔ ابن کلبی نے کہا حبیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا' اس کی عمر تین سو برس کی تھی۔ وہ ۷۵ آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہو گئے۔

٤٣٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

(۴۳۹۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ذکوان نے بیان کیا' ان سے عبدالرحمن

الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: جاء الطفيل بن عمرو إلى النبي ﷺ فقال: إن دوسا قد هلكت عصت، وأبت فادع الله عليهم فقال: ((اللهم اهد دوسا وائت بهم)). [راجع: ۲۹۳۷]

اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس تو تباہ ہوا۔ نافرمانی اور انکار کیا (اسلام قبول نہیں کیا) آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔

چنانچہ ان میں اکثر مسلمان ہو کر مدینہ آ گئے۔

۴۳۹۳- حدثني محمد بن العلاء، حدثنا أبو أسامة، حدثنا إسماعيل عن قيس، عن أبي هريرة، قال: لما قدمت على النبي ﷺ قلت في الطريق

يا ليلة من طولها وعنائها
على أنها من دارة الكفر نجت

وأبق غلام لي في الطريق فلما قدمت على النبي ﷺ فبايعته فبينا أنا عنده إذ طلع الغلام فقال لي النبي ﷺ: ((يا أبا هريرة هذا غلامك؟)) فقلت: هو لوجه الله فأعتقته. [راجع: ۲۵۳۰]

(۴۳۹۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اپنے وطن سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں، میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات خیر اس نے کفر سے دی ہے نجات۔ اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام! میں نے کہا اللہ کے لیے میں نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

تشریح: حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ بعد میں اللہ نے ان کو ایسا فدائے رسول ﷺ بنایا کہ یہ ہزاروں احادیث کے حافظ قرار پائے۔ آج کتب احادیث میں جگہ جگہ زیادہ تر ان ہی کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تاحیات ایک دن کے لیے بھی آنحضرت ﷺ دار العلوم سے غیر حاضری نہیں کی۔ بھوکے پیاسے چوبیس گھنٹے خدمت نبوی میں موجود رہے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

۷۷- باب قصة وفد طيء وحديث عدي بن حاتم

باب قبیلہ طے کے وفد اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا قصہ

بنی طے ایک قبیلہ ہے اس کا نام طے اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے گول کنواں اسی نے بنوایا تھا۔

۴۳۹۴- حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا أبو عوانة، حدثنا عبد الملك، عن عمرو بن حريث، عن عدي بن حاتم، قال: أتينا عمر في وفد فجعل يدعو رجلا رجلا ويسميهم فقلت: أما تعرفني

(۴۳۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک ابن عمیر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حریث نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کے دور خلافت میں) ایک وفد کی شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بَلَى، أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوا، وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوا، وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوا، فَقَالَ عَدِيٌّ: فَلاَ أُبَالِي إِذًا.

تھے) میں نے ان سے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ یا امیرالمؤمنین! فرمایا کیا تمہیں بھی نہیں پہچانوں گا' تم اس وقت اسلام لائے جب یہ سب کفر پر قائم تھے۔ تم نے اس وقت توجہ کی جب یہ سب منہ موڑ رہے تھے۔ تم نے اس وقت وفا کی جب یہ سب بے وفائی کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا بس اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

تشریح عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ قبیلے طے میں سے تھے۔ ان کے باپ وہی حاتم طائی ہیں جن کا نام سخاوت میں مشہور عالم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عدی رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف کرایا جس کا جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ دیا جو روایت میں مذکور ہے۔ اس پر عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ میرا حال جانتے ہیں اور میری قدر پہچانتے ہیں تو اب مجھ کو اس کا کوئی رنج نہیں ہے کہ پہلے اور لوگوں کو بلایا مجھ کو نہیں بلایا۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ پہلے نصرانی تھے' ان کی بہن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار پکڑ لائے۔ آپ نے ان کو خاندانی اعزاز کی بنا پر مفت آزاد کر دیا۔ اس کے بعد بہن کے کہنے پر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ سبا تک پہنچایا ہے جو کسی زمانہ میں یمن کی ملکہ تھی۔ آگے حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اخرج مسلم من وجه آخر عن عدى بن حاتم قال اتيت عمر فقال ان اول صدقة بيضت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجوه اصحابه صدقة طى جئت بها الى النبى صلى الله عليه وسلم وزاد احمد فى اوله اتيت عمر فى اناس من قومى فجعل يعرض عنى فاستقبلته فقلت اتعرفنى فذكر نحو ما اورده البخارى ونحو ما اورده مسلم جميعا (فتح) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے پہلا صدقہ جسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگ گیا وہ قبیلہ طے کا پیش کردہ صدقہ تھا جسے میں خود لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا۔ امام احمد نے اس کے اول میں یہ زیادہ کیا ہے کہ میں اپنی قوم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا پھر میں آپ کے سامنے ہو گیا اور میں نے وہ کہا جو روایت میں مذکور ہے۔ جسے بخاری اور مسلم ہر دو نے وارد کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منہ پھیرنا صرف اس لیے تھا کہ یہ حضرت تو میرے جانے پہچانے ہیں۔ اس وقت نوواردوں کی طرف توجہ ضروری ہے۔ اس سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں بڑی وقعت ثابت ہوئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عدی بن حاتم شعبان ۷ ھ میں خدمت نبوی میں آئے اور بعد میں کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۷ھ میں کوفہ میں بعمر ایک سو بیس سال انتقال فرمایا۔ ان کا باپ حاتم طائی سخاوت کے لیے مشہور زمانہ گزرا ہے۔ لفظ طائی قبیلہ طے کی نسبت ہے۔

خاتمہ بعونہ تعالیٰ پچھلے سال سری نگر میں ۷۲-۸-۲۵ کو اس پارے کی تسوید کے لیے قلم ہاتھ میں لی تھی سال بھر سفر حضر میں اس خدمت کو انجام دیا گیا اور آج غریب خانہ پر قیام کی حالت میں اس کی تسوید کا کام مکمل کر رہا ہوں۔ بلا مبالغہ ترجمہ و متن و تشریحات کو بڑے غور و فکر کے بعد قید کتابت میں لایا گیا ہے اور بعد میں بکرات و مرات ان پر نظر ڈالی گئی ہے پھر بھی سہو اور لغزش کا امکان ہے۔ جس کے لیے میں علماء ماہرین فن کی طرف سے اصلاح کے لیے بصد شکریہ منتظر رہوں گا۔ قارئین کرام و ہمدردان عظام سے بصد ادب گزارش ہے کہ وہ بوقت مطالعہ مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ یہ خدمت مکمل ہو سکے جو میری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ جسے میں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ جن حضرات کی ہمدردیاں اور دعائیں میرے شامل حال ہیں' ان سب کا بہت بہت مشکور ہوں اور ان سب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ کلام کی برکت سے ہم سب کو دونوں جہانوں کی

برکتوں سے نوازے۔ خاص طور پر اس دنیا سے جانے کے بعد اس صدقہ جاریہ کو ہم سب کے لیے باعث نجات بنائے اور قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کی شفاعت کبریٰ ہم سب کو نصیب کرے۔

یااللہ! جس طرح یہاں تک تو نے مجھ کو پہنچایا ہے۔ اسی طرح سے آخر تک تو ہم کو اس خدمت کی تکمیل کی توفیق دیجیو اور قلم کو لغزش سے بچائیو کہ سب کچھ تیرے ہی اختیار میں ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی اله واصحابه اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

(خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی موضع رہپواہ ڈاک خانہ پنگواں ضلع گوڑ گاؤں (ہریانہ) (۷۳-۱۲-۳۰)